
رائیڈر ہیگرڈ
نکالی
مترجم
منظر الحق علوی

زِکالی

مصنّف
رائیڈر ہیگرڈ

مترجم
مظہر الحق علوی

○

قیمت

بیس روپیہ

ناشر

نسیم بک ڈپو۔ ۲۵ لاٹوش روڈ لکھنؤ
ٹیلیفون۔ ۴۵۵۹ ۴۵۳۳۴۰

ناشر۔ ایس۔ ایم فہیم انہونوی	پرنٹر۔ نظامی پریس۔ لکھنؤ

بار اول جنوری سنہ ۱۹۸۱ء

اپنے قارئین سے

یہ ناول آپ کے بیشمار خطوط کا جواب ہے اور مجھے افسوس ہے کہ آپکی یہ فرمائش برسوں کے بعد پوری کر رہا ہوں۔ لیکن قصور میرا نہیں ہے۔ دراصل ہیگرڈ کے ناول خصوصاً ایلن کواٹرمین کے کارناموں کے ناول، دستیاب نہیں ہیں۔ اس ناول کا ایک قدیم نسخہ میرے بمبئی کے ایک کرفرمانے (جن کا نام میں بھول رہا ہوں) برسوں پہلے مجھے بھجوایا۔ ۱۹۱۷ء کے چھپے ہوئے ناول میں کئی صفحات غائب ہیں چنانچہ اسکے ترجمے کی نوبت نہ آئی پچھلے دِنوں میرے بیحد عزیز دوست ایس۔ ایم رفیق نے برٹش لائبریری سے اسی ناول کا ایک جدید نسخہ لاکر مجھے دیا اور میں نے اسی جدید نسخہ میں سے وہ صفحات نقل کر لئے جو پرانے نسخہ میں نہ تھے اور یوں برسوں کے بعد ہیگرڈ کے اسی ناول کے ترجمہ کا وقت آگیا اور اب یہ ترجمہ میں آپکی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اور میں اپنے بمبئی کے کرم فرما (جن کا نام یاد نہیں رہا) اور اپنے دوست ایس۔ ایم۔ رفیق کا مشکور ہوں۔

ہیگرڈ کے اکثر شہرۂ آفاق مہم جو کردار" ایلن کواٹرمین کے چاہنے والوں کیلئے یہ ناول ایک نادر تحفہ ہے۔

ہیگرڈ کے اکثر ناولوں کا خصوصاً ایلن کواٹرمین کے ناولوں کا تعلق پچھلے کسی ناول سے براہ راست ہوتا تو نہیں البتہ اسی میں جگہ جگہ ایلن کواٹرمین کارناموں

اور مہمات کی طرف اشارے ملتے ہیں۔ اس ناول میں بھی ایسا ہی کچھ ہے اس میں چند نام بار بار آئے ہیں۔ شاکا ڈنگان پانڈا اور اب اگر آپ نے میرے پیش کردہ ناول خونریز اور دشت دل۔ پڑھے ہیں تب تو آپ ان کرداروں سے واقف ہوں گے اور اگر آپ نے مندرجہ بالا ناولوں کا مطالعہ نہیں کیا تب بھی آپ اس ناول کا مطالعہ ایک الگ کہانی کے طور پر تشنگی محسوس کئے بغیر کر سکتے ہیں۔"

یہ ناول "خونریز" دشت دل" اور شہید وفا" کے سلسلہ کا آخری ناول ہے جس میں افریقہ کا زبردست ساحر" زکالی" اپنی قسم پوری کرتا اور زولوؤں کے شاہی خاندان سے انتقام لیکر اسے پوری طرح سے برباد کر دیتا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ اگر آپ نے مندرجہ بالا ناولوں کا مطالعہ نہیں کیا تب بھی آپ اس ناول سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں کیونکہ مندرجہ بالا ناولوں سے اس ناول کا تعلق ہونے کے باوجود یہ اپنے طور پر ایک الگ کہانی بھی ہے۔

شاکا زولوؤں کا وہ بادشاہ تھا جس نے زولو قبیلے کو عظیم ترین بنا دیا تھا لیکن جو اتنا ظالم بھی تھا کہ۔ افریقہ کا چنگیز کے نام سے مشہور ہوا۔ اسے خود ہی کے بھائی ڈنگان نے قتل کر دیا۔ یہ داستان ناول خونریز میں بیان ہوئی ہے۔ اور مامینا افریقہ کی خوبصورت ترین لڑکی تھی جو ایلن کواٹرمین سے پیار کرتی تھی۔ یہ مامینا افریقہ کی ہیلن" کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کی داستان ناول دشت دل۔ میں بیان کی گئی۔

شاکا اور مامینا کے اس مختصر سے تعارف کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اس ناول میں یہ نام دیکھ کر آپ الجھن محسوس نہ کریں گے۔

لے ۲ے شائع کردہ نسیم بکڈپو لکھنؤ

خانپور سید واڑہ احمد آباد

مظہر الحق علوی ۴ ۲ جون ۱۹۶۹ء

پہلا باب

اسکومبے

میرے دوست! مجھے یقین ہے کہ میرے بعد میرے سارے مسودے چنانچہ یہ مسودہ بھی تمہارے پاس پہنچ جائے گا جس میں میں نے اپنے ہی کارنامے کی داستان بیان کی ہے جو اتفاقیہ کم سے کم میں تو یہی کہوں گا، پیش آگیا یا یوں کہو کہ مجھے ان واقعات کا ایک حصہ، اہم حصہ بنا پڑا جن کا تعلق براہ راست میری ذات سے نہ تھا۔ لیکن پھر بھی افریقہ کے ایک شکاری کی زندگی ایسی ہی ہوتی ہے۔

میرے دوست! تمہیں شہر میرے ٹوریا کی ۱۲ اپریل ۱۸۷۷ء اچھی طرح یاد ہوگی جب کہ تھیفلس سیپسٹن نے جنہیں افریقہ کے باشندے سامپسو کہتے ہیں اور میں خود بھی انھیں انکے افریقی نام سے ہی یاد کرنا پسند کروں گا۔ ٹرانسوال کے علاقہ کو برطانوی حکومت سے منسلک کردینے کا فیصلہ کیا تھا اب اتفاق ایسا ہوا کہ اسی زمانہ میں میں۔ ایلین کوارٹرمین۔ لڈن برگ کے عقبی علاقے میں، جہاں شکار کی افراط تھی، شکار اور تجارت میں مصروف تھا۔ یہ سن کر کہ اب نہایت ہی اہم واقعات ہونے والے ہیں میں پیرے ٹوریا کے راستہ سے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا حالانکہ ناٹال جانے کے لئے یہ سیدھا راستہ نہ تھا لیکن برا ہو میرے شوق تجسس کا جو شروع سے ہی میری کمزوری

رہا ہے۔ اگر میں سیدھا ناٹال چلا گیا ہوتا تو وہ نہ ہوتا جو ہوا اور یہ داستان کبھی نہ لکھی جاتی۔ لیکن تقدیر کے لکھے کو کون مٹا سکتا ہے "

چنانچہ یوں ہوا کہ اسی دن۔ یعنی ۱۲ اپریل کو۔ صبح گیارہ بجے میں پیرے ٹوریا پہنچ گیا اور سیدھا گرجا چوک میں پہنچ کر اپنا چھکڑا ایک طرف رکھ کر اس کے بیلوں کو کھولنے میں مصروف ہو گیا۔ اس وقت یہاں انگریز اور ڈچ لوگوں کا جم غفیر تھا اور میں نے دیکھا کہ انگریز بہت خوش تھے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے اس کے برخلاف ڈچ لوگ خاموش اور اداس تھے "

عین اسی وقت میری نظر ایک ایسے آدمی پر پڑی جسے میں جانتا تھا۔ یہ شخص لمبا تڑنگا تھا اور بے حد عمدہ نشانے باز تھا اور اتنا ہی عمدہ انسان بھی تھا۔ اس کا نام تھا رابنسن۔ آ۔ ہاں۔ تم بھی اس شخص کو جانتے ہو میرے دوست یہی وہ رابنسن ہے جو بعد میں۔ یعنی زولو جنگ میں پیرے ٹوریا کی گھڑسوار فوج کا افسر بنا۔ خیر تو میں نے اسے آواز دے کر بلایا اور پوچھا کہ معاملہ کیا ہے اور کیا ہو رہا ہے "

"معاملہ زبردست ہے ایلین" اس نے مجھ سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "اور بہت کچھ ہو گیا ہے اور اگر آج شام تک مزید کچھ نہ ہوا تو ہم اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھیں گے۔ ابھی ابھی برطانوی حکومت ٹرانسوال کے الحاق میں اعلان کیا جانے والا ہے اور مسٹر شیپسٹن "کا یہ تحریری اعلان پڑھا جانے والا ہے "

میں نے سیٹی بجا کر پوچھا۔۔

اس کا اثر ہمارے بوئر دوستوں پر کیا ہوا ہے مجھے تو وہ لوگ خوش نظر نہیں آتے؟ "یہی بات تو کوئی نہیں جانتا ایلین۔ البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ انگریزوں کو یہ بات پسند

نہیں آئی۔ اب یہ سوال کہ بوئر کون سا راستہ اختیار کرتے ہیں، تم دیکھ ہی رہے ہو کہ یہاں بہت سے بوئر جمع ہیں اور سب کے سب مسلح ہیں اور ان کی بڑی بھاری تعداد شہر کے باہر موجود ہے" تمہارا کیا خیال ہے کہ کیا ہوگا؟"

"یقین سے کچھ بھی کہنا مشکل ہے۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا کہ یہ لوگ ریسیسٹن اور اس کے پورے عملے اور پولیس کے آدمیوں کو بھون کر رکھ دیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غصہ میں بڑبڑاتے اور اپنی ناراضگی کے اظہار کے طور پر سر ہلاتے چلے جائیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ خود بوئر یہ فیصلہ نہیں کر پائے کہ انہیں کیا کرنا ہے۔ بہر حال کوئی قطعی پلان نہیں بنایا ہے انھوں نے"

"اور انگریز؟"

"ہم لوگ تو مارے خوشی کے دیوانے ہو رہے ہیں۔ البتہ یہ بات ہے کہ ہم نہ تو منظم ہیں اور نہ ہی مسلح"

"بہر حال۔ میں نے جواب دیا۔ مجھے تو شوق تجسس یہاں کھینچ لایا ہے اور اس کی تسلی ہو گئی یا اب ہو جائے گی۔ تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ بوئر احتجاج کے علاوہ اور کچھ نہ کریں گے کیونکہ جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے غیر مسلح انگریزوں کو گولیاں مار دیں تو پورا انگلستان ان پر چڑھ دوڑے گا"

"پتہ نہیں کیا ہونا ہے۔ لیکن جیسا کہ کافر کہتے ہیں کہ اگر ہوا تیز ہو تو چھوٹی سی چنگاری بھی پورے جنگل میں آگ لگا سکتی ہے۔ اب اس کا انحصار اس پر ہے کہ یہاں چنگاری موجود ہے یا نہیں۔ اگر ایک انگریز اور ایک بوئر میں بھی جھگڑا ہو گیا تو کچھ بھی ہو سکتا ہے اچھا اب میں چلتا ہوں۔ مجھے ایک اہم پیغام پہنچانا ہے۔ اگر حالات مناسب رہے تو ہم آج رات کا کھانا ہوٹل لیوز میں ساتھ ہی کھائیں گے اور اگر حالات نے پلٹا کھایا تو پھر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ آج رات کا ہمارا کھانا کہاں اور کونسی دنیا میں ہوگا۔

میں نے بڑے فلسفانہ انداز میں سر ہلایا اور وہ چلا گیا۔ پھر میں اپنے چھکڑے کی طرف اپنے ملازموں کو یہ ہدایت کرنے گیا کہ وہ بیلوں کو چرانے کیلئے نہ چھوڑ دیں کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ اگر گڑبڑ ہو تو کوئی انھیں چرا نہ لے جائے۔ اس کے بعد میں نے اپنا بہترین کوٹ پہنا اور بہترین ہیٹ سر پر رکھا، اسمتھ اینڈ ویسن کا بھرا ہوا پستول اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا اور تماشہ دیکھنے چل پڑا۔ اداس اور غمگین نظر آتے ہوئے بوئیروں سے بچتا بچاتا اس بھیڑ میں جا ملا جو ایک تیکھے گھاٹ کی، لمبی اور بڑے برآمدے والی عمارت کے سامنے جمع تھا۔ میں نے اندازے سے معلوم کر لیا کہ یہ حکومت کے دفاتر تھے۔

اور میں نے اپنے آپ کو ایک طویل القامت اور بے پروا سے شخص کے قریب کھڑے پایا۔ اس شخص کے چہرے نے مجھے فوراً ہی اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اس کی داڑھی مونچھ صفاچٹ تھی اور رنگت دھوپ میں جھلسی ہوئی تھی۔ یہ چہرہ نہ تو خوبصورت تھا اور نہ قبول صورت۔ نقوش غیر متناسب تھے اور ناک کچھ زیادہ ہی لمبی تھی اس کے باوجود مجموعی اثر ناگوار نہ تھا اور آنکھوں کی چمک اس کے بذلہ سنج اور خوش مذاق ہونے کا پتہ دیتی تھی اس کی عمر تیئس پینتیس کے درمیان رہی ہوگی۔ اس کا لباس بھی بے پروایانہ تھا۔ کھردری اور مٹ میلی پتلون جس پر پٹکا بندھا ہوا اور اس میں پستول اڑسا ہوا تھا۔ قمیص معمولی اور سوتی تھی۔ اس نے کوٹ نہیں پہن رکھا تھا۔ اس کے باوجود میں نے پہچان لیا کہ یہ شخص نسلاً انگریز تھا۔

چند ثانیوں تک ہم دونوں خاموش رہے اور میں ان گھڑسوار بوئیروں کی باتیں سنتا رہا جو ہمارے پیچھے تھے میں نے اپنا پائپ منہ میں رکھا اور اپنی جیبوں میں تمباکو تلاش کرنے لگا اور ایسا کرتے ہوئے میں نے کوٹ ہٹا کر لوگوں

کو یہ بھی دکھا دیا کہ میرے پاس پستول ہے چنانچہ خبردار۔ تمباکو میں جھگڑے میں ہی بھول آیا تھا۔"

"اگر آپ بوئر تمباکو پیتے ہیں" اس اجنبی نے کہا "تب تو میں آپکی مشکل آسان کر سکتا ہوں" اور میں نے دیکھا کہ اس کی آواز بھی اس کے چہرے کی طرح خوشگوار تھی اور میں نے فوراً یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ یہ شخص کوئی اوباش لفنگا نہیں بلکہ ایک شریف انسان تھا۔"

"شکریہ جناب۔ میں نے کوئی دوسری تمباکو استعمال کی ہی نہیں" میں نے جواب دیا اس پر اس نے اپنی پتلون کی جیب میں سے چھوٹی سی تھیلی برآمد کی اور میں نے دیکھا کہ یہ شیر کی کھال کی تھیلی تھی اور اس کا رنگ غیر معمولی طور پر گہرا تھا۔"

"ایسے گہرے رنگ کا شیر میں نے ایک دفعہ کے علاوہ کبھی نہیں دیکھا۔ ایسا ایک شیر میں نے بلوڈالیڈ کے دوسری طرف اور لوبنگولا علاقے کی سرحد پر دیکھا تھا" میں نے کچھ نہ کچھ کہنے کی غرض سے کہا۔"

"عجیب بات ہے" اجنبی نے کہا "کیونکہ چند مہینوں پہلے ٹھیک اسی جگہ میں نے اس شیر کا شکار کیا تھا۔ میں نے اس کی پوری کھال محفوظ رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن اسے دیمک لگ گئی۔"

"آپ وہاں تجارت کی غرض سے گئے تھے؟ میں نے پوچھا۔"

"ایسا کوئی منافع بخش کام کرنا میری قسمت میں نہیں" وہ بولا "میں یونہی آوارہ گردی اور شکار کر رہا تھا۔ اس ملک میں اسی لئے آیا ہوں کہ پہلے کبھی یہاں نہ آیا تھا۔ اور یہاں آئے مجھے ابھی ایک سال ہی ہوا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اب میں اس سے بھر پایا۔ آپ مجھے کسی ایسے جہاز یا جہازوں کے متعلق

بتا سکتے ہیں جو ڈربن اور ہندوستان کے درمیان برابر آمد و رفت رکھتے ہوں؟ میں کشمیر کے پہاڑی مینڈھے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

میں نے اسے بتایا کہ یہ تو میں نہیں جانتا کیونکہ میں افریقہ کے ہاتھیوں کا شکاری ہوں چنانچہ ہندوستان سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں البتہ۔ میں نے کہا۔ میرے خیال میں ڈربن سے ہندوستان جہاز جاتے ہی ہوں گے۔ عین اسی وقت رابنسن سامنے سے گزرا اور مجھ پر نظر پڑتے ہی اس نے پکار کر کہا:

"وہ لوگ بس آیا ہی چاہتے ہیں کواٹرمین۔ لیکن سامیسو نہیں آرہا ہے۔"

"کواٹرمین! آپ کا نام اتفاق سے ایلن کواٹرمین تو نہیں؟ اجنبی نے پوچھا۔ اگر ہاں تو میں نے آپ کی حیرت انگیز نشانے بازی اور خود آپ کے متعلق لوبینگولا علاقے میں عجیب وغریب کہانیاں سنی ہیں۔"

"جی ہاں۔ مجھے ہی ایلن کواٹرمین کہتے ہیں" میں نے کہا: رہی وہ کہانیاں جو آپ نے میری نشانے بازی اور خود میرے متعلق سنی ہیں تو ان کا تو یہ ہے کہ یہاں کے باشندے مبالغہ سے کام لینے میں آپ اپنی مثال ہیں۔"

"انھوں نے میرے متعلق تو کوئی مبالغہ نہیں کیا" اس نے کہا اور اس کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ بہر حال آپ سے یوں مجسم مل کر مجھے بے حد خوشی حاصل ہوئی۔ روحانی یا یوں کہو کہ غائبانہ طور پر تو آپ نے مجھے بیزار ہی کر دیا تھا کیونکہ آپ کے متعلق سنتے سنتے میرے کان صحیح معنوں میں پک گئے تھے جب کبھی میرا نشانہ خطا کرتا میرا بندوق بردار، جو معلوم ہوتا ہے کبھی آپ کا بندوق بردار رہ چکا تھا فوراً کہتا" واہ ہو۔ اگر اس وقت انکوسی میکومیزن ہوتے تو معاملہ کچھ اور ہی ہوتا میرا نام اسکروبے ہے۔ ہورس اسکروبے" اس نے قدرے جھجکتے ہوئے اضافہ کیا۔ بعد میں میں نے ریفرنس کی ایک کتاب سے معلوم کیا کہ یہ انگلستان کے امیر ترین

رئیس لارڈ مونٹ فورڈ کا چھوٹا بیٹا تھا۔

"یہ بتاؤ مسٹر کواٹر مین کہ ہمارے پیچھے کھڑے ہوئے یہ بوئر کیا کہہ رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ کوئی واہیات بات کہہ رہے ہوں گے لیکن میں ڈچ زبان کے صرف دو لفظ جانتا ہوں۔ یعنی گوئین ٹاگ اور وٹ ساگیڈ (خدا حافظ اور نکل جاؤ) اور اتنی سی ڈچ تو مجھے کہیں نہیں پہنچا سکتی۔"

"ان لوگوں کی باتوں کا لب لباب یہ ہے۔" میں نے کہا: "کہ یہ لوگ برطانوی حکومت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھنا نہیں چاہتے اور۔ ان کا کہنا ہے۔ انھوں نے یہ زمین اپنا خون بہا کر حاصل کی ہے چنانچہ چاہتے ہیں انہی کا جھنڈا اس پر لہراتا رہے۔"

"قدرتی جذبہ ہے یہ تو۔" اسکوبے نے کہا۔

"اور کہتے ہیں کہ ان کا بس چلے تو سارے انگریزوں کو گولی مار دیں اور یہ کہ اگر خوف نہ ہوتا کہ حکومت برطانیہ سیکڑوں لال کوٹ والوں کو ان کا صفایا کرنے کے لئے بھیج دے گی تو وہ اسی وقت اور اسی جگہ سے انگریزوں کو گولی مار دینے کے کام کا آغاز کر دیتے۔"

"بے حد فطری جذبہ ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ دور اندیشی بھی ہے۔" اسکوبے ہنسا "تماشہ شروع ہونے والا ہے۔"

چنانچہ میں نے سامنے دیکھا۔ کالے کوٹ والوں کا ایک گروہ اور ان کے ساتھ ایک وردی پوش آفسر چلا آ رہا تھا۔ اور مجھے یہ سب کچھ ایسا لگا جیسے جمہوریت کا جلوس جنازہ ہو۔ یہ جلوس ہمارے سامنے والے برآمدے پر چڑھ گیا اور بھیڑ میں موجود انگریزوں نے خوشی کے نعرے لگائے اور بوئروں نے گالیاں بک کر اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا۔ ان کے بیچ میں گل گچھوں والا

ایک بوڑھا تھا جسے میں نے پہچان لیا۔ یہ چیف آف اسٹاف مسٹر اوسبورن تھے جو کافروں میں "مالی مانی" کے نام سے مشہور تھے اس کے قریب ایک طویل القامت نوجوان کھڑا ہوا تھا۔ یہ تم تھے میرے دوست۔ دوسرے لوگ دائیں بائیں صف بنائے کھڑے تھے تم نے چھپے ہوئے کاغذات مسٹر اوسبورن کو دے دیے انھوں نے عینک لگائی اور بے حد نیچی آواز میں، جو بہت کم لوگوں تک پہنچی تھی پڑھنا شروع کیا اور میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کانپ رہے تھے کچھ ہی دیر بعد وہ گھبرا گئے بھول گئے کہ کہاں پڑھ رہے تھے وہ سطر آخر انہیں مل گئی۔ انھوں نے پھر پڑھنا شروع کیا، پھر بھول گئے اور خاموش ہو گئے۔

"یہ حضرت تو بے حد گھبرائے ہوئے ہیں۔ اسکو میبے نے کہا: بڑے میاں کو شاید خوف ہے کہ بوئر انہیں گولی مار دیں گے۔"

"اس کا تو انہیں خوف نہیں۔ میں نے جواب دیا کیونکہ میں مسٹر اوسبورن سے واقف تھا" ان کا یہ خوف اور یہ گھبراہٹ سراسر نفسیاتی ہے۔"

اس کے بعد ایک عجیب سی، بے چینی سی، بے ڈھب سی خاموشی چھا گئی جیسی کہ اس وقت طاری ہو جاتی ہے جب ایک مقرر اپنی تقریر بھول کر خاموش ہو جاتا ہے۔ لوگوں نے مسٹر اوسبورن کی طرف اور پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور تب میرے دوست، تم نے مسٹر اوسبورن کے ہاتھ میں سے کاغذات گھسیٹ لئے اور نہایت ہی صاف اور اونچی آواز میں پڑھنا شروع کیا۔

"یہ جوان بڑا ہی نڈر ہے" اسکو میبے نے کہا۔"

"سچ کہتے ہو" میں نے سرگوشی میں جواب دیا۔ اگر یہ اعلان ادھورا ہی رہتا تو یہ بُرا شگون ہوتا۔"

بہر حال ٹرانسوال کے الحاق کا اعلان ہو گیا۔ انگریزوں نے خوشی کے نعرے

لگائے اور میں نے دیکھا کہ بوئر غصے میں بھرے ہوئے تھے اور بار بار بندوقیں ایک سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کر رہے تھے میں گویا ہوں بلکہ مجھے یقین ہے کہ اگر ان میں کے کسی سرپھرے نے پہلی گولی چلا دی ہوتی تو بوئر اسے اپنا لیڈر بنا کر انگریزوں پہ گولیوں کی بوچھار کر دیتے لیکن خوش قسمتی سے ان میں ایسا کوئی سرپھرا نہ تھا چنانچہ یہ خطرہ ٹل گیا۔

اب لوگ گھبرانے لگے انگریز خوشی سے ٹوپیاں ہوا میں اچھال رہے تھے اور بوئر اداس اور خاموش تھے کمشنر کے عملے کے لوگ جس طرح آئے تھے اسی طرح سے واپس چلے گئے۔ سوائے تمہارے۔ تم گورنمنٹ ہاؤس کی طرف جانے کے بجائے چوک کی طرف چلے اعلان کے چھپے ہوئے کاغذات تمہارے ہاتھ میں تھے جو تم مختلف سرکاری دفاتر تک پہنچانا چاہتے تھے۔

"آؤ، ہم اس نوجوان کے پیچھے چلیں" میں نے اسکو ببے سے کہا: ہوسکتا ہے یہ غریب کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے:۔

اسکو ببے نے سر ہلایا اور ہم مناسب فاصلہ سے تمہارے پیچھے ہی چل پڑے پہلے دفتر کے دروازے پر بوئروں کا ایک گروہ کھڑا ہوا تھا۔ ان میں کے دو تگڑے بوئر تمہارا راستہ روک کر کھڑے ہوگئے۔

"ماہنیر" تم نے کہا، میرا راستہ چھوڑ دو۔

سامنے سے ہٹنے کے بجائے وہ طنز اور گستاخی سے ہنسے تم نے ایک بار پھر اپنی درخواست دھرائی اور ایک بار پھر وہ ہنسے" اور پھر میں نے دیکھا کہ تم نے اپنا ایک پیر اٹھایا اور ایک بوئر کے پیر پہ زور سے رکھ دیا۔ بوئر تکلیف اور حیرت کی چیخ کے ساتھ پیچھے ہٹ گیا اور میں نے سوچا کہ وہ یا اسکا ساتھی تم پر ٹوٹ پڑے گا۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ بوئروں نے صرف ہم دونوں کو بلکہ اسکو ببے کے

پستول کو بھی دیکھ لیا تھا۔ بہرحال تم دفتر میں داخل ہو گئے۔

"بہت عمدہ" اسکوبے نے کہا۔

"کیا خاک عمدہ" میں نے کہا" میں تو اسے ناعاقبت اندیشی کہوں گا لیکن چونکہ وہ نوجوان اور جوشیلا ہے اسلئے اس کی اس حرکت کو معاف کیا جا سکتا ہے" لیکن مجھے اعتراف ہے کہ تمہاری یہی بہادرانہ حرکت تھی اور تمہارا یہی نڈرپن تھا جس کی وجہ سے میں اسی وقت سے تمہیں پسند کرنے لگا۔"

ٹرانسوال کے الحاق کا اور اس میں تم نے جو کردار ادا کیا تھا اس کا ذکر اتنی تفصیل سے میں نے اس لئے کیا کہ اسی موقعہ پر میری پہلی ملاقات اسکوبے سے ہوئی حالانکہ اس کہانی سے خود تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ یہ زولوؤں کے زوال، ساحر زکالی کے خوفناک انتقام اور دو محبت بھرے دلوں کی کہانی ہے اور افسوس ہے کہ اس کہانی میں میرے لئے بھی ایک کردار ادا کرنا مقدر ہو چکا تھا۔ ساحر زکالی نے اپنا یہ انتقام اس کرال میں لیا تھا جس کا نام: خاتمہ ہے یہ کہانی جتنی زیادہ دلچسپ ہے اتنی ہی سنسنی خیز بھی ہے۔"

اب اتفاق ایسا ہوا کہ اسکوبے اپنے چھکڑوں سے بہت آگے ہی روانہ ہو گئے تھے چنانچہ اس کے چھکڑے ایک دو دن تک پیرے ٹوریا پہنچنے والے نہ تھے اور چونکہ اسے ہوٹل یوروپین میں کوئی کمرہ نہ ملا اسی لئے میں نے اسے اپنے ساتھ رہنے کی دعوت دی جو اس نے خوشی سے قبول کر لی۔ اور جلد ہی ہم دونوں دوست بن گئے" شام ہونے سے پہلے میں معلوم کر چکا تھا کہ اسکوبے گھڑسوار فوج میں تھا اور ایک سال پہلے ہی استعفا دے کر اس کی خدمت سے الگ ہو چکا تھا۔"

"استعفا کیوں دیا؟" میں نے پوچھا۔"

"بات یہ ہے کہ والدہ کے انتقال کے بعد مجھے بہت سی دولت ورثے میں مل گئی،"
اس نے جواب دیا" اور پھر میں دنیا کا سفر بھی کرنا چاہتا تھا۔"

"مجھے یقین ہے کہ تم جلد ہی اس آوارہ گردی سے بھی اکتا جاؤ گے" میں نے
کہا" تم دولت مند آدمی ہو چنانچہ میرا مشورہ تو یہ ہے کہ کسی اچھی سی لڑکی سے
شادی کر لو اور گھر بسا کر بیٹھ جاؤ۔"

"ڈاکٹر مین! شادی کر کے تو شاید میں خوش نہ رہ سکوں گا اور نہ مجھے سکھ
ملے گا" کیونکہ میری توقعات بہت بلند ہیں۔ اس کے علاوہ" اچھی سی لڑکیاں
میں بہت دیکھ چکا ہوں اور ان کے نخروں سے عاجز آ چکا ہوں۔"

"شادی میں اور ادھر ادھر منہ مارنے میں فرق ہے اسکومبے" میں نے
فلسفہ بگھارا"

"بالکل۔ لیکن ایک آدمی یہ دونوں باتیں ایک ساتھ بھی تو کر سکتا ہے۔
نہیں۔ میں کبھی شادی نہ کروں گا حالانکہ کرنی چاہیے کیونکہ میرے بھائی کے
کوئی اولاد نہیں ہے۔"

"نہیں کرو گے میرے دوست؟" میں نے کہا۔ اس وقت بھی نہیں جب تمہاری
جلی ہوئی انگلیوں پر نئی کھال آ جائے گی؟"

یہ میں نے اس لئے کہا کہ مجھے یقین تھا اسکومبے عشق یا لڑکیوں کے معاملے
ایک سے زیادہ موقع پر اپنی انگلیاں جلا چکا تھا۔ کس طرح؟ یہ میں کبھی معلوم
نہ کر سکا اور اس کا مجھے افسوس ہے کیونکہ "جلی ہوئی انگلیوں" میں مجھے بے حد
دلچسپی ہے بشرطیکہ یہ انگلیاں میری نہ ہوں۔ بہر حال ہم نے موضوع بدل دیا۔

اسکومبے کے چھکڑے مقررہ دن سے ایک دو دن بعد پہنچے اس لئے کہ
ان میں سے کسی ایک کا دھرا ٹوٹ گیا تھا یا شاید وہ دلدل میں پھنس گیا۔

تھا۔ مجھے ٹھیک سے یاد نہیں جھکڑوں کے تاخیر سے پہنچنے کی وجہ کیا تھی۔ چونکہ ڈاک گاڑی کی روانگی تک میرے لئے کچھ کام نہ رہ گیا تھا۔ اسلئے میں اور اسکو بیبے پیرے ٹوریا میں گھومتے اور مختلف ملاقاتیوں سے دنیا جہان کی باتیں کرتے رہے۔ ہم گورنمنٹ ہاؤس بھی گئے اور ایک رجسٹر میں اپنے نام لکھ آئے۔ کیونکہ ہمارے پاس ملاقاتی کارڈ تھے نہیں۔ جیسا کہ وہاں کے ایک کلرک نے ہمیں مشورہ دیا تھا۔ ایک گھنٹہ بعد اندر سے چٹھی آگئی۔ اسی رات ہمیں رات کے کھانے پر مدعو کیا گیا تھا اور ہم سے کہا گیا تھا کہ ہمارے پاس مناسب لباس نہ ہو تو اس کی پرواہ نہ کریں اور بے جھجھک عام لباس میں چلے آئیں۔ اب رات کے کھانے پر جانا ضروری تھا چنانچہ ہم دونوں مقررہ وقت پر پہنچ گئے۔ اسکو بیبے نے میرے دوسرے نمبر کے بہترین کپڑے پہن رکھے تھے جو اسے ٹھیک سے نہ آئے تھے کیونکہ وہ قد میں مجھ سے لمبا تھا۔ اس نے ایک بو ٹائی اور کالے پمپ شوز اسی وقت خرید لئے تھے چنانچہ یہ دونوں چیزیں اسی کی تھیں جو اس نے پہن رکھی تھیں:۔

میرے دوست۔ میرے ہر مسودے کی طرح یہ مسودہ بھی میرے بعد تم تک پہنچ جائے گا۔ اسی موقع پر میری تم سے باقاعدہ اور تفصیلی ملاقات ہوئی تھی حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ تم اس واقعہ کو بھول گئے ہو گے۔

دعوت میں خوب ڈٹ کر کھانے کے بعد۔ کوئی ایک گھنٹہ بعد۔ جب ہم اپنے چھکڑوں کی طرف جا رہے تھے تو باتوں باتوں میں میں نے اسکو بیبے کو بتایا کہ لڈبرگ سے چند دن کی مسافت پر جنگلی بھینسوں کا ایک ریوڑ اب بھی پایا جاتا ہے جن میں سے دو بھینسے ابھی ایک مہینے پہلے ہی شکار کئے گئے تھے۔

"سچ کہتے ہو؟" اسکو مبے نے کہا "اور میں بھی سچ کہتا ہوں کہ آج تک میں نے بھینسے کا شکار نہیں کیا۔ اور میں بھینسے کے سینگوں کی جوڑی لئے بغیر افریقہ سے نہیں جا سکتا۔ چلو کواٹر مین۔ ہم وہاں جا کر بھینسوں کا شکار کریں۔"

میں نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں اسکومبے" میں نے کہا "ایک مدت سے میں آوارہ گردی کر رہا ہوں چنانچہ جیبیں میری خالی ہو گئی ہیں۔ اس لئے بھائی اب تو مجھے کچھ کمانے کی فکر کرنی ہے۔

میرے اس جواب سے اسکومبے کو سخت مایوسی ہوئی۔

"دیکھو یار کواٹر مین" وہ بولا "مجھے کہنا تو نہ چاہیے لیکن کہتا ہوں کہ کاروبار بہر حال کاروبار ہے چنانچہ اگر تم میرے ساتھ چلو تو تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا۔ میں تمہاری اجرت ادا کر دوں گا" میں نے پھر انکار کیا۔ اس پر وہ اور بھی اداس ہو گیا۔

"تو پھر میں اکیلا جاؤں گا" وہ بولا "بھینسے کا شکار بہر حال میں کروں گا بشرطیکہ خود میں بھینسے کا شکار نہ ہو گیا اور اگر ایسا ہوا تو میرا خون تمہاری گردن پر ہو گا۔"

میں نہیں جانتا کہ کیوں لیکن اسی وقت مجھے خیال آیا بلکہ یقین ہو گیا کہ اگر یہ اکیلا گیا تو بھینسا اسے مار ڈالے گا یا کوئی اور واقعہ ہو گا اور اگر ایسا ہوا تو اس کا افسوس مجھے عمر بھر رہے گا۔

"تم جانو اسکومبے یہ جنگلی بھینسے بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ شیر سے بھی زیادہ خطرناک" میں نے کہا۔

"اس کے باوجود تم مجھے مرنے کے لئے ان خطرناک بھینسوں کے سامنے اکیلا بھیج رہے ہو حالانکہ تمہیں دعوٰی ہے کہ تمہارا ضمیر بے حد حساس ہے" اس نے کہا اور اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک آ گئی جسے میں نے چاندنی کی دھندلی چاندنی میں بھی دیکھ لیا "کواٹر مین! بے شک تمہیں سمجھنے میں میں نے سخت غلطی کی تھی۔"

"اسکومبے! یہ سب باتیں بیکار ہیں۔" میں نے کہا "اس وقت تو میں تمہارے ساتھ شکار کے لئے کسی طور جا نہیں سکتا۔ آج ہی ناٹال سے اطلاع آئی ہے کہ میرے لڑکے کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور اس کا آپریشن ہونے والا ہے جو خطرناک ہو سکتا ہے۔ چنانچہ کم سے کم چھ ہفتوں تک میں اس کے قریب سے ہٹ نہیں سکتا۔ چنانچہ اس کے آپریشن سے پہلے مجھے بہر حال ڈربن پہنچنا ہے۔ اس کے بعد مجھے مٹابس لینڈ میں پہنچنا ہے جہاں سے تم آئے ہو اور ایک سال کے لئے مجھے وہاں ایک تجارتی اسٹور کا ٹھیکہ لینا ہے جس کے متعلق میں نے بات چیت کرلی ہے۔ اس کے علاوہ مجھے ہاتھی دانت حاصل کرنے کیلئے ہاتھیوں کا شکار بھی کرنا ہے کیونکہ ہاتھی دانت کی تجارت کے بغیر میری زندگی کا چھکڑا چل نہیں سکتا۔ چنانچہ ۱۸۷۸ء کے ماہ اکتوبر تک۔ یعنی اٹھارہ مہینے تک تو مجھے فرصت نہیں اور ان اٹھارہ مہینوں میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ بھی کہ میں اللہ کی رحمت کو پہنچ جاؤں:

"اٹھارہ مہینے"، اس ٹھنڈے دل اور ٹھنڈے دماغ والے نوجوان نے جواب دیا" میرے لئے بھی یہ ٹھیک ہی ہے۔ بے حد عمدہ۔ اس عرصہ میں میں ہندوستان چلا جاؤں گا جیسا کہ میرا ارادہ ہے وہاں سے چند دنوں کے لئے اپنے وطن اور گھر ہو آؤں گا اور ۱۸۷۸ء کے ماہ اکتوبر کی پہلی تاریخ کو تم سے ملوں گا اور پھر ڈربن کے اس پار بھینسوں کے شکار کو جائیں گے اور وہ ریوڑ ان اٹھارہ مہینوں میں وہاں سے ہجرت کر گیا ہو گا تو دوسرے علاقے کی طرف چلے جائیں گے۔ تو یہ طے رہا؟"

میں حیرت سے اس کی صورت تکنے لگا۔ میں نے سوچا کہ رات کے کھانے پر جو شراب ہم نے پی تھی وہ شاید اسکومبے کے دماغ پر چڑھ گئی ہے۔

"یہ کیا بات ہوئی!" میں نے کہا "کون جانتا ہے کہ اٹھارہ مہینوں میں تم کہاں ہوگے۔
بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس عرصہ میں تم مجھے بھی بھلا چکے ہوگے"
"اگر میں زندہ اور تندرست رہا تو کواٹرمین ۱۸۸۶ء کے اکتوبر کی پہلی تاریخ کو
میں پیرے ٹیوریا کے اسی میدان میں تم سے ملوں گا اور میرے ساتھ ایک یا زیادہ
چھکڑے ہوں گے جو شکار کی مہم کے ہر ضروری سامان سے لدے ہوئے ہوں گے
لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تمہیں شک ہے۔ اور یہ قدرتی بات ہے۔
چنانچہ تمہاری اجرت تمہیں پیشگی دینے کو تیار ہوں اور اس شرط کے ساتھ
کہ اگر میں مقررہ تاریخ پر یہاں نہ پہنچ پایا تو یہ رقم تمہاری ہوگی یا اگر کسی
وجہ سے تم یہاں نہ پہنچ پائے تب بھی میں اس رقم کی واپسی کا دعویٰ نہ کروں
گا۔

اور یہ کہہ کر اس نے جیب سے چیک بک نکالی اور خیمے میں رکھی ہوئی میز
پر رکھ کر کھول دی اور قلم دوات اپنی طرف گھسیٹ کر بولا۔
"اچھا تو کواٹرمین۔ میں دو سو پچاس پونڈ کا چیک لکھ دوں تو تمہاری اجرت
ہو جائے گی؟"

"نہیں" میں نے جواب دیا "معاملے پر ہر طرف سے غور کرنے کے بعد یہ رقم بہت
زیادہ ہے۔ لیکن اگر تم میرے نہ آنے کا خطرہ مول لینے کے لئے تیار ہی ہو تو
صرف پچاس پونڈ کا چیک لکھ دو"

"تم اپنے مطالبے میں بڑے ایماندار ہو" اس نے کہا اور چیک لکھ کر میری طرف
بڑھا دیا۔ چیک میں نے اپنی جیب میں رکھتے ہوئے سوچا۔
"میرے لڑکے کے آپریشن کے لئے اتنی رقم کافی ہو گی"
"اور تم اجرت دینے میں حماقت کی حد تک سخی ہو" میں نے کہا۔ یہ بتاؤ اسکو مبے

کر تم ایسی دھن کیوں چڑھا لیتے ہو؟"

"یہ تو میں بھی نہیں جانتا۔ لیکن کوئی غیبی آواز میرے دل میں کہہ رہی ہے کہ ہمیں اس مہم پہ جانا ہے اور یہ کہ اس مہم کا اثر بے حد اہم اثر۔ میری زندگی پہ ہوگا۔ بلکہ میرے سے میری زندگی ہی بدل جائے گی۔ یہ خیال رہے کیا اثر میں کہ ہمیں کہیں اور نہیں بلکہ لڈزنگ علاقے ہی میں جانا ہے۔ اب بھائی میں تھک گیا ہوں۔ چنانچہ میں تو سوتا ہوں۔ تم بھی سو جاؤ" دوسرے دن ہم ایک دوسرے کو خدا حافظ کہہ کر مختلف سمتوں میں اپنی اپنی راہ چلے گئے

دوسرا باب

مسٹر مارتھام

یہ تو ہو گئی گویا تمہید اور۔ اب اصل داستان۔

اٹھارہ مہینے گزر گئے اور اس عرصے میں میرے لئے دکھ اور سکھ کی دھوپ چھاؤں رہی اور میں نے کئی کارنامے بھی انجام دئے۔ ان سب باتوں کی تفصیلات بیان کرنے کی نہ تو یہاں گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔ میں نے تجارتی اسٹور کا جو ٹھیکہ لیا تھا وہ بے حد احمقانہ ثابت ہوا اور ٹھیکے کی مدت گزر جانے پر میں ڈاک گاڑی پر سوار ہو کر بھاگم بھاگ پیپرے ٹوڈیا اس طرح پہنچا کہ بے حد تھکا ہوا اور پسینے میں تر بتر تھا۔ بے شک مجھے یقین تھا کہ اب داسکو بیے سے میری ملاقات اس دنیا میں نہ ہو گی تاہم میں اس سے بچاس پونڈ لے چکا تھا اور میں بہر حال اپنا وعدہ وفا کرنا چاہتا تھا۔ ان اٹھارہ مہینوں میں مجھے اسکو بیے کی کوئی خبر نہ ملی تھی چنانچہ اگر وہ زندہ تھا بھی تو یہ یقین کرنے کی تو کوئی وجہ

نہ تھی کہ وہ افریقہ میں تھا۔

ڈاک گاڑی ایک جھٹکے کے ساتھ ہوٹل یورو پین کے سامنے ٹھہر گئی اور میں اپنی اکڑی ہوئی ٹانگوں پر اپنا تھکا ہوا اور راستے کی دھول میں اٹا ہوا جسم سنبھال کر گاڑی سے باہر آیا تو سناٹے میں آگیا۔ ہوٹل کے برآمدے میں کوئی اور نہیں بلکہ خود اسکو بیے کھڑا تھا۔

"ہیلو، کواٹرمین! اس نے بے حد بشاشت سے کہا "حسب وعدہ وقت پر پہنچ گئے۔ خوش آمدید۔ میں ان پانچ صاحبوں سے شرط بد رہا تھا" اس نے برآمدے میں کھڑے اور بیٹھے ہوئے پانچ مسافروں کی طرف اشارہ کیا۔ "کہ تم آؤ گے یا نہ آؤ گے۔ یہ لوگ کہہ رہے تھے کہ نہ آؤ گے اور میں کہہ رہا تھا کہ ضرور آؤ گے چنانچہ میں نے ان کے ایک جام کے مقابلہ میں پانچ جاموں کی قیمت پر شرط لگائی۔ چنانچہ اب تم پانچ وہسکی اور پانچ سوڈا بے دھڑک کھا پی سکتے ہو۔ تمہاری آمد نے ان لوگوں کو بچاس وہسکی پینے اور تھانے میں پہنچ جانے سے بچا لیا ہے۔"

میں نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا کہ بھائی میں تو ایک سے زیادہ نہ پیوں گا چنانچہ سب کے لئے شراب لائی گئی۔

اس دور کے بعد میری اور اسکوبیے کے درمیان خاصی طویل اور دلچسپ گفتگو ہوئی۔ اس نے بتایا کہ ہندوستان میں اس نے بر اس جانور کا شکار کیا جس کے شکار کرنے کی اس کی آرزو تھی وہاں سے وہ انگلستان پہنچا اور اپنے عزیز و اقربا سے ملاقات کرنے کے بعد افریقہ آگیا۔ ڈربن میں اس نے دو چھکڑے خرید کر انہیں شکار کے لئے شاہانہ ڈھنگ سے سجایا۔ بیلوں کی نہایت عمدہ جوڑیوں کے علاوہ زائد بیل بھی حاصل کر لئے اور یوں لیس ہو کر

وہ پیرے ٹوریا کے لئے روانہ ہو گیا اور میرے یہاں پہنچنے سے چند دنوں پہلے یہاں پہنچ گیا اور اب وہ لڈبرگ علاقے میں جنگلی بھینسوں کے شکار کیلئے جانے کو تیار تھا"

"لیکن" میں نے کہا "بھینسے اس علاقہ سے ایک عرصہ پہلے شاید ہجرت کر چکے ہونگے اس کے علاوہ ساکوکونی سردار کے ساتھ حال ہی میں جنگ ہو چکی ہے ہر چند کہ کسی قسم کی صلح ہو گئی ہو تاہم اس سردار کے علاقے کی سرحد کے قریب شکار کرنا خطرے سے خالی نہیں چنانچہ کیوں نہ ہم کسی اور جگہ قسمت آزمائی کریں۔ مثلاً ٹرانسوال کے شمال میں؟"

"کوارٹرمین!" اسکوبیے نے کہا۔ میں انگلستان سے یہاں تک کا سفر اسی لئے کیا ہے کہ بھینسوں کا شکار کروں یا اس کی کوشش کروں اور وہ بھی لڈبرگ کے علاقے میں۔ اگر ممکن ہوا تو تمہارے ساتھ ورنہ اکیلے ہی۔ اور یہ سمجھ لو کہ میں اسی طرف جاؤں گا۔ اگر تمہارا خیال ہے کہ میرے ساتھ چلنے میں تمہاری جان کو خطرہ لاحق ہے تو بے شک تم میرے ساتھ نہ چلو۔ میں اکیلا ہی چلا جاؤں گا اور اگر ہو سکا تو کسی دوسرے ماہر شکاری کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے راضی کر لوں گا"

"اگر تمہاری یہی ضد ہے تو بے شک میں تمہارے ساتھ چلوں گا" میں نے جواب دیا "لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اگر بھینسے وہاں نہ ہوئے یا ان کا پیچھا کرنا ناممکن ہوا تو ہم یا تو اس مہم سے ہاتھ اٹھالیں گے یا کسی دوسری طرف۔ شاید ڈیگو لابے کے دوسری طرف چلے جائیں گے۔

"منظور ہے"

اس کے بعد ہم نے شرائط طے کیئے اور اسکوبیے نے میری تنخواہ پیشگی ادا کر دی۔

اس کے بعد صورت حال پر غور کرنے کے بعد طے پایا کہ اس مہم پر دو چھکڑے لے جانا سراسر غیر ضروری تھا چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک چھکڑا اس کسان کے پاس چھوڑ دیا جائے جو بیرے ٹوریا سے پانچ میل کے فاصلے پر رہتا تھا اور بے حد معتبر آدمی تھا ہم جب چاہتے یہ دوسرا چھکڑا منگوا سکتے تھے اور اگر لڈبرگ کی شکاری مہم بیکار ثابت ہوتی تو لوٹتے وقت ہم اس طرف سے ہی واپس آئیں گے اور یہ دوسرا چھکڑا اپنے ساتھ لیتے ہوئے دوسرے علاقے کی طرف نکل جائیں گے۔ ایک بات اب تک میری سمجھ میں نہ آئی تھی کہ اسکو بے پر لڈبرگ کا بھوت کیوں سوار تھا۔ لیکن یہ میں نے اس سے پوچھنا مناسب نہ سمجھا اور اگر پوچھتا بھی تو وہ شاید کوئی اطمینان بخش جواب نہ دے سکتا۔

ان انتظامات میں دو دن نکل گئے اور تیسرے دن ہم روانہ ہوئے۔

جس دن ہم روانہ ہوئے اس کی صبح بے حد خوشگوار تھی اور ہم خود بھی بے حد خوش تھے اور تم جانو وہ لوگ خوش ہی ہوتے ہیں جو بے خبری میں نہایت ہی جان لیوا خطرات یا مصائب کی طرف کوچ کرتے ہیں۔ اس سفر کے متعلق کچھ بھی کہنا ضروری نہیں کیونکہ ہمارے ساتھ کوئی خاص واقعہ یا حادثہ نہ ہوا یہاں تک کہ ہم اس جنگل کے کنارے پہنچ گئے جو گھنا تھا اور جس کی کوئی تاریخ نہیں ہے کہ بیان کی جا سکے ہم جس راستے سے سفر کر رہے تھے وہ ان کانوں کے قریب سے گزرتا تھا جہاں انگریزوں نے ایک مختصر سی نو آبادی قائم کر لی تھی اور یہ نو آبادی بلگرس ریسٹ کہلاتی تھی یہاں کے انگریز بہتے چشموں میں سے سونا نکالنے میں مصروف تھے میں خود بھی اسی جگہ ایک زمانے میں یہ کوشش کر چکا تھا اور کوئی فائدہ نہ ہوا تھا۔ اس علاقے کے متعلق مجھے صرف اسقدر

کہنا ہے کہ یہاں کے پہاڑوں کا منظر حسین ترین ہے" ٹیلے بے حد عمودی ہیں اور راستے حد سے زیادہ دشوار گزار ہیں یا اس وقت تھے۔

بہر حال بقول کافروں کے ہم نے اپنا سفر "آرام سے" جاری رکھا اور ملگرمس ریسٹ کو پیچھے چھوڑ کر ہم ڈھلوانوں کے دوسری طرف اس میدان کی طرف اتر گئے جہاں' مجھے خبر ملی تھی جنگلی بھینسوں کے ریوڑ اب بھی موجود تھے کیونکہ ساکوکونی سے جنگ کے باعث کوئی ان کے شکار کو اس طرف نہ آیا تھا۔ جنگ ختم' یا فی الحال ملتوی ہو چکی تھی ملگرمس ریسٹ کے چودھری نے اس کافر سردار کے علاقے کی سرحد پر شکار کرنے میں کوئی خطرہ نہیں حالانکہ وہ خود اس کی سرحد کے قریب جانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

اس طرف دوسری قسم کے شکار کی افراط تھی۔ چنانچہ ملگرمس ریسٹ سے کوئی بارہ تیرہ میل آگے بڑھنے کے بعد ہم نے ایک فرملی چشمے کے کنارے ڈیرے ڈال دئے' چھکڑے کے بیل کھول کر انہیں چرنے کے لئے چھوڑ دیا اور میں اور اسکو مبے' نمک زدہ گھوڑوں پہ جو اسکومبے ڈربن سے لایا تھا سوار ہو کر ان انٹیلوپوں کی تلاش میں روانہ ہو گئے جن کے کھروں کے نشانات میں نے اس طرف کی نرم زمین میں دیکھے تھے کھروں کے نشانات دیکھنے اور خاردار جھاڑیوں کے تنگل سے گزرتے کوئی آدھ گھنٹے بعد ہم جنگل کے بیچ میں چھٹے ہوئے ایک چھوٹے سے میدان کے کنارے پہنچ گئے اور یہاں۔ کوئی پچاس گز دور۔ ایک درخت کے سائے میں ایک نر انٹیلوپ کھڑا ہوا تھا۔ یہ انٹیلوپ کی اس ذات سے تھا جسے وائلڈ بیسٹے کہتے ہیں اور یہ جانور نہایت ہی بدصورت ہوتا ہے۔ میں نے وائلڈ بیسٹے کی طرف اشارہ کرکے اسکومبے سے کہا۔

"ہاں۔ لگاؤ۔ بہت عمدہ نشانہ ہے۔ تم خطا نہیں کرو گے"۔

"میں نشانہ نہیں لگا سکتا" وہ بولا "اس کا شکار تم کرو"

لیکن میں نے انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سے اتر آیا اس کی لگام میرے ہاتھ میں تھمائی اور زمین پر ایک گھٹنا ٹیک کر وائلڈ بیسٹے کو اپنی بندوق کی زد میں لے لیا۔ اس کی بندوق گرجی اور میں نے دیکھا کہ درخت کی ٹہنی گولی سے ٹوٹ کر وائلڈ بیسٹے کی پیٹھ پر گری۔ وہ بھڑک کر بھاگا تو اسکو میں نے اپنی ایکسپریس رائفل کی دوسری نالی بھی چلا دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے نشانہ لئے بغیر دوسری گولی چلائی تھی لیکن کسی طرح یہ گولی وائلڈ بیسٹے کے اگلی ٹانگ کے گھٹنے میں جا لگی اور اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔

"واہ! عمدہ نشانہ تھا" وہ اچھل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔

"بے حد عمدہ بلکہ شاندار" میں نے جواب دیا "لیکن اب کیا"

"اب یہ کہ اس کا تعاقب کر کے پکڑوں گا۔ تم جانو زخمی جانور کو تڑپتا چھوڑ دینا سراسر ظلم ہے" اور اس نے اپنا گھوڑا دوڑا دیا۔

میرے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ میں بھی اس کے پیچھے اپنا گھوڑا ڈال دیتا۔ لیکن میری گھوڑے کی یہ سواری میری شکاری تاریخ کی نہایت ہی تکلیف دہ یادوں میں ہے ہم خاردار جھاڑیوں اور درختوں میں گھستے چلے گئے اور میرا چہرہ خراشوں کا جالا بن گیا اور لباس تار تار ہو گیا۔ یہاں سے نکلے تو چیونٹیوں کے بنائے کھڈوں میں تھے ایک کھڈ میں میرا گھوڑا گرا تو میرا پیٹ نہایت زور سے گھوڑے کے سر سے ٹکرایا اور پھر کنکریلی ڈھلانوں میں اتر نہیں بلکہ پھسل رہے تھے اور یہ اس سفر کا سب سے زیادہ تکلیف دہ اور خطرناک حصہ تھا اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ ان تکلیف دہ باتوں کے اختتام پر بھی اس لعنتی اینٹلوپ کی جھلک نظر آجاتی تھی جس کے متعلق میں دل ہی دل میں دعا کرتا

مانگ رہا تھا کہ وہ یا تو آسمان پر اٹھ جائے یا زمین میں سما جائے۔ اس تکلیف دہ دوڑ کے کوئی آدھ گھنٹے بعد ہم ایک کھلے میدان میں پہنچ گئے جس میں جگہ جگہ زمین کے کوہان سے ابھرے ہوئے تھے اور وہاں۔ کوئی پچاس گز کے فاصلے پر۔ وہ انٹیلوپ خرگوش کی طرح بھاگا جا رہا تھا حالانکہ یہ بات آجتک میرے لئے ایک معمہ ہی رہی ہے کہ تین ٹانگوں پر وہ ایسا تیزی سے کس طرح بھاگ سکتا تھا۔ ہم نے شکاری کتوں کی طرح اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ اسکومبے کا گھوڑا جو میرے گھوڑے سے زیادہ تیز رفتار تھا' اس کے قریب پہنچ گیا اور تب انٹیلوپ نے یکایک پلٹ کر اس پر حملہ کر دیا۔

اسکومبے نے دائیں ہاتھ سے بندوق اٹھا کر لبلبی دبا دی لیکن کچھ نہ ہوا کیونکہ پہلی دو گولیاں چلانے کے بعد وہ اپنی بندوق بھرنا بھول گیا تھا۔ اور دوسرے لمحے وہاں کچھ ایسا گڈمڈ منظر تھا کہ میں فیصلہ ہی نہ کر سکا کہ ان میں۔ انٹلڈ بیسٹ کون سا تھا' اسکومبے کون سا تھا اور گھوڑا کون سا تھا۔ وہ تینوں دھول کے بادل میں گول گول گھوم رہے تھے دھول کا بادل ذرا چھنٹا اور یہ چک پھیریاں ذرا کم ہوئیں تو میں نے دیکھا کہ گھوڑا زمین پر لوٹ رہا تھا' اسکومبے چت پڑا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ اوپر اٹھے ہوئے تھے جیسے دعا مانگ رہا ہو اور وائلڈ بیسٹ یہ فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ پہلے کس کو ختم کر دے۔ گھوڑے کو یا اسکومبے کو۔ اور میں نے اپنی بندوق کی گولی۔ انٹلڈ بیسٹ کے سینے میں پیوست کر کے اس کی اس گومگو کی حالت کا خاتمہ کر دیا اور اس صورت حال میں میری یہ حرکت قابل تعریف تھی۔ اب میں اسکومبے کو دیکھنے کے لئے گھوڑے پر سے اتر آیا۔ میرا خیال تھا کہ اس کی ہڈی پسلی ایک ہو گئی ہو گی۔ لیکن ایسی کوئی بات نہ تھی۔ وہ زمین پر ٹیسک کر مارے بیٹھا تھا اور اس کا سانس

لوہار کی دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔

"کیا شاندار دوڑ تھی کیا عظیم الشان تعاقب کیا ہے میں نے" وہ بولا" اور کیا تاک کر گولی ماری ہے میں نے۔ سچ کہتا ہوں کوارٹر میں اس سے اچھا نشانہ تو تم بھی نہیں لگا سکتے"

"ہاں" میں نے کہا "کتنا اچھا نشانہ تھا تمہارا یہ تو تمہیں اس وقت معلوم ہوگا جب تم اپنی بندوق کھول کر کارتوس شمار کرو گے اور میں اتنا اضافہ اور کرنا چاہوں گا کہ اگر تم مجھے اپنے ساتھ شکار پہ لے ہی جانا چاہتے ہو تو وعدہ کرو کہ آئندہ کبھی ایسی احمقانہ دوڑ میں مجھے شریک نہ کرو گے"

وہ اٹھا، اس نے اپنی بندوق کھولی اور دیکھا کہ وہ خالی تھی کیونکہ اس نے بندوق بھرنا تو تھی ہی نہیں اس کے علاوہ یہ بھی کیا تھا کہ راستے میں دونوں خالی کارتوس بھی نکال کر پھینک دئے تھے۔

"خدا کی قسم۔ وہ بولا تب تو یار تم نے اسے گولی ماری ہے حالانکہ میں قسم کھانے کو تیار تھا کہ وہ کمبخت میری گولی سے مرا ہے کوارٹر میں! کبھی غور کیا ہے تم نے اس بات پر کہ انسان کا تصور کس قدر عجیب چیز ہے؟"

"لعنت بھیجو انسان کے تصور پر۔ میں نے وہ خون پونچھ لیا جو میرے ماتھے پہ کی خراش سے بہہ کر میری آنکھ میں ٹپکا ہی چاہتا تھا" آؤ اب تمہارے گھوڑے کی خبر لیں۔ اگر وہ لنگڑا ہو گیا تو پھر تمہیں تصور پر ہی سواری کر کے واپسی کا سفر طے کرنا اور جھکڑے تک پہنچنا ہو گا جو یہاں سے کوئی چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ بشرطیکہ ہم رات کا اندھیرا اترنے سے پہلے اسے تلاش کر سکے

غیر شاعرانہ دل و دماغ کے متعلق کچھ بڑبڑاتا ہوا وہ میرے ساتھ اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا۔ گھوڑے کے سارے کل پرزے صحیح سلامت تھے البتہ چند

خراشیں اس کی کھال پر نظر آرہی تھیں اور بس۔

اس طرف سے مطمئن ہو کر ہم نے وائلڈ بیسٹ کی لاش کا معائنہ کیا۔ بے حد شاندار جانور تھا اور میں اس بات پر افسوس کر رہا تھا کہ ہم اسے سڑنے گلنے اور چیونٹیوں کی خوراک بننے کے لئے یہاں چھوڑ جائیں گے۔ عین اس وقت اسکوبیبے نے، جو میرے قریب سے ہٹ کر اور سامنے والے درخت کے دوسری طرف جا کھڑا ہوا تھا، حسرت سے پکار کر کہا:۔

"میں نے کہا کواٹرمین! ذرا یہاں آؤ اور بتاؤ کہ گھوڑے پر سے گرنے کے دھکے سے میرا دماغ چل گیا ہے یا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تمہیں بھی نظر آتا ہے؟ میں تو ایک نہایت ہی خوبصورت خطے میں قدیم یونانی طرز کا ایک نہایت ہی خوبصورت مکان دیکھ رہا ہوں۔"

"سن کی دیوی ڈائنا کا مندر ہوگا۔" میں نے کہا اور آگے بڑھ کر اس درخت کے جو میری نظر کو روکے ہوئے تھا، دوسری طرف پہنچ کر اسکوبیبے کے قریب جا کھڑا ہوا۔ میں نے دیکھا اور آنکھیں مل کر دیکھا۔

ہمارے سامنے، کوئی نصف میل دور، سرسبز جھاڑیوں کے میدان میں اور ایک ٹیلے پر ایک نہایت ہی حیرت انگیز عمارت کھڑی تھی۔ کم سے کم ان دنوں میں افریقہ کے اس حصے میں ایسی عمارت کا ہونا ایک عجوبہ ہی تھا۔ اول تو یہ کہ وہ عمارت بے حد عمدہ جگہ پر تھی۔ وہ ایک سرسبز ٹیلے پر تھی اس کے پیچھے درختوں سے بھری ہوئی وادی تھی جس میں ایک چشمہ بہہ رہا تھا یہ چشمہ آگے بڑھ کر ایک بلند چٹان پر سے آبشار کی صورت میں نیچے گر رہا تھا۔ اور سامنے گھاس اور جھاڑیوں کا وہ خوبصورت میدان تھا جس کو آدمی عمر بھر بیٹھا دیکھتا رہے اور نہ تھکے۔ یہ میدان دریائے اولیفنٹ تک پھیلتا چلا

گیا تھا اور پھر ایک دھندلی سبز لکیر بن کر افق سے جا ملا تھا۔

وہی عمارت تو وہ بڑی تو نہ تھی لیکن میرے لئے نئی طرز کی تھی اسکا سامنے کا حصہ تنگ اور گہرا تھا اور اس کے سامنے چار ستون تھے جن پر چھت قائم تھی اور اس چھت نے آگے بڑھ کر ایک فراخ برآمدہ بنا دیا تھا اس کے علاوہ یہ عمارت سنگ مرمر کی معلوم ہوتی تھی جو غروب ہوتے ہوئے سورج کی کرنوں میں برف کی طرح چمک رہا تھا۔ بہر حال اس غیر آباد جنگل میں یہ عمارت کسی بھولے ہوئے دیوتا کا ویران مندر معلوم ہوتی تھی۔

"میں تو بھائی الجھ گیا ہوں" میں نے کہا "

"میں بھی" اسکوجیے بولا" اور میں تو لاڈ برگ علاقے کے اس معمار کا نام معلوم کرنا چاہوں گا جس نے یہ خوبصورت عمارت بنائی ہے کہ اس سے اپنے لئے بھی ایک ایسا ہی گھر بنوا لوں حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں کے قدرتی مناظر اور ماحول نے اس عمارت کو اسقدر حسین بنا دیا ہے۔ آ۔ ہاں۔ کوئی صاحب آرہے ہیں۔ لیکن یہ حضرت تو معمار نہیں معلوم ہوتے بلکہ ایک ظالم زمیندار سے معلوم ہوتے ہیں جنہوں نے بوڑھوں کا سا لباس پہن رکھا ہے"

اسکوجیے نے یہ غلط نہ کہا تھا۔ درختوں اور جھاڑیوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے سے ایک غیر معمولی نظر آتا ہوا آدمی نکل آیا جو ایک بے حد عمدہ گھوڑے پر سوار تھا۔ یہ شخص طویل القامت، دبلا پتلا اور بوڑھا تھا۔ اسکی لمبی سفید ڈاڑھی اسکی عمر کا پتہ دے رہی تھی البتہ اس کے کھردرے اور تقریباً بے ڈھنگ لباس میں چھپا ہوا اس کا جسم کمزور نہ تھا بلکہ پُر قوت اور مشقت کا عادی معلوم ہوتا تھا اس کا چہرہ اور آنکھیں بھی بھوری تھیں البتہ ان کے کنارے سرخ تھے جیسا کہ میں نے اس وقت دیکھا تب وہ ہمارے قریب آیا۔

صورت شکل سے وہ شریف اور کریم النفس معلوم ہوتا تھا اور جب اس نے ہم سے بات چیت کی تو میرے اس خیال کی تصدیق ہو گئی کہ حقیقت میں وہ کسی شریف خاندان کی یادگار تھا اس کے باوجود اس میں ۔ یا شاید اس کے ماحول میں کوئی خاص بات تھی جو مجھے پسند نہ آئی ۔ اسی شام جب ہم ایک دوسرے سے رخصت ہوئے تو یہ احساس میرے دل میں جم چکا تھا کہ ایک یا دوسری طرح سے یہ شخص غلط کار ہے ۔ یعنی اس کا کاروبار ۔ جو بھی ہے ۔ سیدھا یا شریفانہ نہیں ہے یا نہیں تھا اور یہ بھی کہ یہ شخص آتش مزاج بھی ہے ۔

وہ اپنا گھوڑا اڑھا کر سیدھا ہمارے پاس آیا اور بے حد خوشگوار آواز میں لیکن ناخوشگوار لہجے اور بگڑی ہوئی ڈچ زبان میں پوچھا :۔

"ہماری زمین پر شکار کرنے کی اجازت تمہیں کس نے دی ؟"

"یہ تو مجھے معلوم نہ تھا کہ یہاں اجازت کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ اس علاقے میں عموماً اجازت لینا ضروری نہیں ہوتا" میں نے بڑی شائستگی سے انگریزی زبان میں جواب دیا" اس کے علاوہ یہ جانور یہاں سے کافی دور زخمی ہوا تھا"

"آ ۔ ہاں" وہ بولا" تو پھر بات دوسری ہے " وہ ڈچ زبان ہی بول رہا تھا" حالانکہ میں سمجھتا ہوں پھر بھی تم نے شکار ہماری ہی زمین پر کیا ہو گا کیونکہ بہت زیادہ زمین یہ ہماری ۔ بہت کم قیمت پر مل جاتی ہے یہاں ؟"

پھر چند تانیوں تک مجھے سر سے پیر تک دیکھتے رہنے کے بعد اس نے معذرت خواہ انداز میں اضافہ کرتے ہوئے کہا ۔ میری باتوں کا برا نہ ماننا ، دراصل میری بیٹی کو یہ پسند نہیں کہ گھر کے قریب کوئی ۔ کسی جانور وغیرہ کو مارا جائے ۔ یہی وجہ ہے کہ آس پاس شکار بہت زیادہ ہے "

"تو پھر آپ اپنی بیٹی سے ہماری طرف سے معافی مانگ لیجئے ، اسکو ییے نے کہا "

اور ان سے کہیے کہ آئندہ ایسی غلطی نہ ہوگی"

اجنبی اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرنے لگا اور پھر اس نے غور سے ہماری طرف دیکھا کیونکہ اب وہ گھوڑے سے اتر کر ہمارے سامنے آکھڑا ہوا تھا"

"میں آپ حضرات کے نام پوچھ سکتا ہوں؟" اس نے کہا۔

"کیوں نہیں" میں نے جواب دیا" میں ایلن کواٹرمین ہوں اور یہ میرے دوست ہیں آنریبل مورس اسکوبیے" وہ چونکا اور پھر بولا۔

"ایلن کواٹرمین کے متعلق تو بے شک میں نے بہت کچھ سنا ہے۔ کافروں نے مجھے بتایا تھا کہ تم اسی طرف آرہے ہو۔ اور آپ جناب اگر سر مونٹ فورڈ کے صاحبزادے ہیں تو پھر میرا خیال ہے جوانی میں میں آپ کے والد کو جانتا تھا۔ محافظ فوج میں میں ان کے ماتحت تھا"

"کس قدر عجیب اتفاق ہے" اسکوبیے نے کہا" والد صاحب کا تو انتقال ہو چکا ہے اور ان کی جگہ اب میرے بھائی لارڈ مونٹ فورڈ ہیں۔ آپ کو محافظ فوج کے مقابلہ میں یہاں کی زندگی زیادہ پسند ہے؟" آپکی جگہ میں ہوتا تو جواب اثبات میں دیتا"

"بات یہ ہے کہ ۔ دونوں قسم کی زندگیوں میں فوائد بھی ہیں اور نقصانات بھی اور آپ ان سے واقف ہی ہوں گے کیونکہ میرے خیال میں آپ بھی ایک سپاہی ہیں۔ آیئے غریب خانہ پر تشریف لے چلئے میری لڑکی ہیڈا ان دنوں یہاں نہیں ہے اور میرا ساتھی مسٹر راڈ (اور میں نے دیکھا کہ یہ نام لیتے ہی اس کے ماتھے کی ایک رگ جیسے کسی اندرونی اور دبے ہوئے جذبے کی وجہ سے پھول کر ابھر آئی) خاموش قسم کا آدمی ہے اور جب تک کوئی اس سے مل کر اس سے چند باتیں نہیں کر لیتا وہ اسے گھمنڈ اور مغرور سمجھنے لگتا ہے۔ بہرحال ہم دونوں مہربانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔ حتی الامکان آرام کا خیال رکھیں گے اور شراب کی ایک

آدھ بوتل تو پیش کرنے کے قابل تو بہر حال ہیں ہی۔ میرا مطلب ہے ہم بالکل ہی گئے گزرے نہیں ہیں"

"جی نہیں۔ شکریہ" میں نے کہا "ہمیں جلد از جلد اس جگہ پہنچنا ہے جہاں ہمارا جھگڑا ہے ورنہ ہمارے ملازموں کو فکر ہو جائے گی کہ ہمارے ساتھ کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔ یہ جانور، جو ہم نے شکار کیا ہے" اگر آپ کے کسی کام آسکے تو آپ کی نذر ہے"

"جیسی تمہاری مرضی" اس نے ایسی آواز میں کہا جس سے صاف ظاہر تھا کہ اس کے دل میں تاسف اور اطمینان کے جذبات ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وائلڈ بیسٹ کے متعلق اس نے کچھ نہ کہا کیونکہ شاید اسے پہلے سے ہی یقین تھا کہ اس شکار پر تو بہر حال اس کا حق ہے" آپ راستہ جانتے ہیں نا؟ میرے خیال میں آپ کا جھگڑا مشرق کی طرف اور اس چشمے کے کنارے ہے جو کنکریلا کہلاتا ہے۔ اگر آپ اس پگڈنڈی پر چلئے" اور اس نے قریب کے ایک راستے کی طرف اشارہ کیا" تو آپ اپنے پڑاؤ کے بہت قریب پہنچ جائیں گے"

"یہ راستہ اس طرف کہاں تک جاتا ہے؟" میں نے پوچھا" اس طرف تو جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ کوئی کرال نہیں ہے"

"یہ منڈرو تک جاتا ہے"

"منڈرو؟"

"یہ ہمارے گھر کا نام ہے۔ میری بیٹی نے یہ نام رکھا ہے ہمارے گھر کا ہم لوگ منڈرو لرڈنے کے ٹھیکے دار ہیں اور کمبرلی میں جو کانیں ہیں ان کے لئے کام منڈرو دوروں کی بھرتی کرتے ہیں" اس نے کہا اور پھر پوچھا" آپ لوگ کس علاقے میں شکار کو جا رہے ہیں؟"

میں نے اسے بتایا۔

"وہ علاقہ تو خطرناک ہے۔" اس نے کہا" اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو مساکو کوئی مزید شرارت کرنے والا ہے حالانکہ اس کے اور انگریزوں کے درمیان معاہدہ ہو چکا ہے اس کے باوجود ہو سکتا ہے کہ وہ ایک آدھ چھاپہ مار دستہ بھیج دے"

میں سوچنے لگا کہ ہمارا یہ اجنبی دوست ساکوکوفی کے ارادوں سے اس حد تک کیسے واقف ہو گیا تاہم میں نے جواب دیا:۔

"میں کافروں کے طور طریقوں سے واقف ہوں اور ان سے مجھے کوئی خوف نہیں ہے"

"اوہ!" وہ بولا" بہرحال آپ اپنا بھلا برا مجھ سے زیادہ سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کسی مشکل میں پھنس جائیں تو سیدھے یہاں آجایئے یا سوتی یہاں آپ سے کوئی تعرض نہ کریں گے"

ایک بار پھر میں سوچنے لگا کہ کیا وجہ ہے کہ یاسو توتو نگ اس جگہ کو مقدس سمجھ کر آپ سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ لیکن مجھے یہی مناسب معلوم ہوا کہ فی الحال اس کے متعلق کوئی سوال نہ پوچھا جائے چنانچہ میں نے جواب دیا۔

"شکریہ۔ آپ کی اس دعوت کو ہم یاد رکھیں گے مسٹر....

"مارنہام"

"مارنہام۔ میں نے اس کا نام دہرایا۔ خدا حافظ اور آپ کی مہربانی کا بہت بہت شکریہ"!

"اگر آپ برا نہ مانیں تو میں ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں" مسکو جے نے جلدی سے کہا" اس عمارت کا نام کیا ہے جس نے آپ کا یہ بے حد خوبصورت اور رومنٹک مکان بنایا ہے جو پورا کا پورا اسٹنگ مرمر کا معلوم ہوتا ہے؟"

"میری لڑکی ہیڈا نے اس کا نقشہ بنایا تھا یا کم سے کم میرے خیال میں ایک پرانے کھنڈر کی تصویر کو سامنے رکھ کر اسکی نقل کر لی تھی۔ اور یہ حقیقت

ہیں سنگ مرمر ہے۔ یہاں سے کوئی سو گز اُدھر سنگ مرمر کی پوری پہاڑی ہے چنانچہ یہ پتھر ہمیں دوسرے پتھروں کے مقابلے میں بے حد سستا پڑا ہے۔ امید ہے کہ آپ اپنے واپسی کے سفر میں ہمیں میزبانی کا شرف بخشیں گے۔ یہ مکان دور سے بہت اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا شاندار نہیں ہے۔ اتنے بہت سے برسوں کے بعد ایک انگریز سے ملاقات اور گفتگو کر کے ہمیں بے حد خوشی حاصل ہوگی۔"

اور یوں ہم اس سے رخصت ہوئے اور میں اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتا رہا تھا کہ اس شخص مارنہام نے "ایک انگریز" کہہ کر مجھے تو صرف سے نظر انداز ہی کر دیا تھا۔ ہم آگے بڑھے تو اس نے بلند آواز میں کہا:

"آگے درختوں کا ایک جھنڈ ہے۔ وہاں آپ پگڈنڈی سے اِدھر اُدھر قدم مت بڑھائیے کیونکہ وہاں کی زمین دلدلی ہے اور اندھیرا ہو رہا ہے۔"

کچھ ہی دیر بعد ہم درختوں کے اس جھنڈ کے قریب پہنچ چکے تھے ایسے گھنے اور عظیم الشان درخت میں نے تو جنوبی افریقہ میں دیکھے نہیں۔ مارنہام کی ہدایت پر عمل کر کے ہم پگڈنڈی کے بیچ میں ہی آگے پیچھے چلتے رہے۔ مارنہام نے غلط نہ کہا تھا۔ پگڈنڈی کے دونوں طرف دلدل تھی۔ اس دلدلی خطے سے نکل کر آخر کار ہم ایک بلند مقام پر پہنچ گئے جہاں یہاں وہاں خاردار جھاڑیوں کے جھنڈ تھے۔

"کواٹرمین! یہ جھاڑیاں تمہارے دل پر کوئی خاص اثر کر رہی ہیں؟ کوئی خاص احساس ہو رہا ہے تمہیں؟" ایک دو منٹ کے بعد اسکو میں نے پوچھا۔

"ہاں" میں نے جواب دیا "مجھے احساس ہو رہا ہے۔ اور شدت سے ہو رہا ہے کہ یہاں زہریلے بخار ہم پر حملہ اچانک کر سکتا ہے۔ وہ دھند دیکھ رہے ہو؟"

اور میں نے اپنے گھوڑے کی زین پہ گھوم کر اس دھند کی طرف اشارہ کیا
جو روئی کی چادر کی طرح جھاڑیوں پہ اور آس پاس کے خطے پہ تنی ہوئی تھی اور
غروب ہوتے ہوئے سورج کی سرخ کرنوں نے اس دھند کو خونی رنگ دے دیا
تھا چنانچہ یہ پورا منظر بے حد ہیبت اور غیر ارضی سا معلوم ہوتا تھا میرا خیال
ہے کہ ہزاروں برس پہلے وہاں تالاب ہوگا اور اسی لئے زمین زرخیز ہے جس
کی وجہ سے ایسے عظیم الشان درخت اُگ رہے ہیں"

"تم حد درجہ کے قنوطی ہو کواٹرمین۔" اسکو میں نے جواب دیا۔"

"مطلب"

"میں روحانی احساس کے متعلق پوچھ رہا ہوں اور تم مجھے نباتات کے متعلق
بتا رہے ہو۔ کسی قسم کا خاص۔ اندرونی اور روحانی احساس نہیں ہو رہا
تمہیں! کوئی خاص بات محسوس نہیں کر رہے ہو تم؟"

"سردی محسوس کر رہا ہوں اور بس" میں نے جواب دیا کیونکہ میں تھکن اور
بھوک محسوس کر رہا تھا"

"تم بہر حال کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"کواٹرمین! وہ ہالینڈ کی شراب کی بوتل ہے تمہارے پاس؟"

"آ۔ ہاں۔ تو تمہارا اشارہ روحوں کی طرف ہے" میں نے بوتل اسے دیتے
ہوئے کہا" اس نے بوتل منہ سے لگا کر ایک لمبا گھونٹ لیا اور پھر بولا:-

"بالکل بھی نہیں۔ بات یہ ہے کہ میں نے کبھی کوئی ایسی جگہ دیکھی نہیں جس نے
میرے دل پہ ایسا اثر کیا ہو، جیسا درختوں کا یہ جھنڈ اور جھاڑیاں کر رہی ہیں"

"کیسا اثر؟"

"خاص قسم کا اثر۔ یہ منظر مجھ پہ افسردگی سی طاری کر رہا ہے"

"افسردگی کیوں طاری کیے رہا ہے یہ منظر؟" میں نے پوچھا اور ختم ہوتے ہوئے دن کی مجھتی ہوئی روشنی میں غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ کیونکہ اب مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس لختی وائلڈ بیسٹ نے اسے گرا دیا تھا تو اس کے دھکے سے اس کا دماغ تو نہیں چل گیا؟

"یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کوائہ مین۔ میں مجرم یا خونی گنہگار تو معلوم نہیں ہوتا۔ سچی نا؟ تو اب بات یوں ہے کہ جب میں درختوں کے اس جھنڈ میں داخل ہوا تو ایماندار اور شریف آدمی تھا اور اس جھنڈ سے باہر آنے ہی میں یوں محسوس کر رہا ہوں جیسے میں خونی ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہاں۔ درختوں کے اس جھنڈ میں کوئی خوفناک بات ہوگئی ہے میرے ساتھ۔ جیسے۔ جیسے وہاں میں نے کسی کا خون کر دیا ہو۔ اُف" اور وہ کانپ گیا اور اس نے بوتل منہ سے لگا کر ایک اور لمبا گھونٹ حلق سے نیچے اتار دیا۔

"کیا بکواس ہے" میں نے کہا "اور اگر تمہارا یہ احساس حقیقت بن بھی جائے تو۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کاروباری سلسلہ میں خود میں نے بہت سے انسانوں کی جانیں لی ہیں اور مجھ پہ افسردگی طاری نہیں ہوئی اور نہ ہی میں نے اپنے آپ کو مجرم یا خونی سمجھا"

"کسی عورت کو حاصل کرنے کے لئے تم نے کبھی کسی کا خون کیا ہے؟"

"نہیں۔ یہ تو واقعی قتل عمد ہوا۔ تم یار مجھ سے ایسا سوال کیوں پوچھ رہے ہو؟ البتہ میں نے مویشی حاصل کرنے کے لئے انسانوں کی جانیں لی ہیں" میں نے کہا کیونکہ مجھے اپنی شکاری اور مہماتی زندگی کے ایسے بہت سے واقعات یاد آگئے تھے۔

"تم نے عورت اور مویشی میں جو فرق کیا ہے اس کی میں داد دیتا ہوں۔ اگر تم

ایک گائے کے لئے کسی کی جان لیتے ہو تو وہ قتل عمد یا خون کرنا نہ ہوا لیکن اگر
کسی عورت کے لئے کسی کی جان لیتے ہو تو تم خونی اور مجرم کہلاؤ گے اور سزا کے
مستحق ہو گے۔"

"ہاں" میں نے جواب دیا "کم سے کم یہاں۔ افریقہ میں تو ایسا ہی ہے۔ تم
جانو یار خدا کی مخلوق میں عورت کا درجہ گائے سے بہر حال بلند ہے۔ چنانچہ جو
جرم عورت کے لئے کیا جائے اس کی نوعیت اس جرم سے' جو گائے کی خاطر
کیا جائے' الگ ہوتا ہے اور اسی لئے پہلا جرم دوسرے جرم سے بڑا ہوتا
ہے یا سمجھا جاتا ہے۔"

"میرے خدا! کیا منطقی دلیل دی ہے تم نے" وہ بولا اور اسے جیسے چپ
سی لگ گئی۔ اگر اسکوبے کافروں اور ان کی رسومات سے واقف ہوتا تو
میری بات آسانی سے سمجھ لیتا حالانکہ مجھے اعتراف ہے کہ اس حقیقت کو سمجھانا
یا اس کی تشریح کرنا اگر نا ممکن نہیں تو بہت مشکل ضرور ہے۔"

اور ہم یونہی باتیں کرتے ہوئے بغیر کسی مشکل کے اپنے جھکڑے تک پہنچ
گئے۔ بے حد عمدہ کھانے سے شکم سیر ہونے کے بعد ہم بیٹھے پائپ پی رہے
تھے جب میں نے مارنہام کے متعلق اسکوبے سے اس کی رائے پوچھی۔

"عجیب آدمی ہے" اسکوبے نے جواب دیا "کبھی شریف رہا ہے اور اس
کا لب و لہجہ اب بھی شریفانہ ہے اور اگر وہ واقعی مارنہام خاندان کا فرد
ہے تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ مارنہام خاندان حقیقت
میں شریف خاندان ہے۔ حیرت ہے کہ اس نے میرے والد کے ماتحت رہنے
کا ذکر کیا۔"

یہ اس کی زبان سے نکل گیا۔ جو لوگ تنہائی کی زندگی بسر کرنے میں وہ اکثر د

وبیشتر بے خیالی میں ایسی بات کہہ جاتے ہیں جو کہنا نہیں چاہئے اور پھر بعد میں پچھتاتے ہیں۔ چنانچہ مارنہام کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ وہ کہنے کو تو کہہ گیا لیکن پھر پچھتایا" لیکن تمہیں حیرت کس بات پر ہے؟"

"مجھے اچانک یاد آگیا ہے کہ والد صاحب کسی مارنہام کا ذکر کیا کرتے تھے جو ان کی رجمنٹ میں تھا۔ مجھے تفصیلات تو یاد نہیں البتہ اتنا یاد ہے کہ مارنہام کے متعلق وہ جو قصہ سناتے تھے اس کا تعلق تاش کے پتوں کے کھیل سے تھا جس میں بڑا اونچا داؤ لگایا گیا تھا جس میں جھگڑا ہوا، مارنہام نے ایک افسر کو پیٹ دیا جس کے بعد اس شخص سے کہا گیا کہ وہ اپنا استعفےٰ دیدے"

" یہ وہی مارنہام نہ ہو"

"شاید نہیں ہے۔ والد صاحب کی رجمنٹ میں سے ایک زیادہ مارنہام تھے لیکن مجھے یاد ہے کہ والد صاحب اس شخص کے متعلق کہا کرتے تھے کہ وہ بڑا ہی آتش مزاج تھا اور اپنے غصے کو قابو میں نہ رکھ سکتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ وہ مارنہام وطن سے چلا گیا افریقہ پہنچ کر فوج میں بھرتی ہو گیا۔ بہر حال میرے دل میں ایک کھوج سی لگی ہے اور میں یہ معاملہ صاف کر دینا چاہتا ہوں محض اپنے تجسس کی تسکین کی خاطر"

" اور ایسا شاید تم نہ کر سکو گے۔ اول تو اس شخص مارنہام سے ہماری ملاقات دوبارہ ہو گی ہی نہیں اور اگر ہوئی بھی تو وہ ہمارے والد سے اپنے تعلقات کے متعلق خاموش ہی رہے گا"

"میں سوچ رہا ہوں کہ اس کی لڑکی مس ہیڈ ا کیسی ہو گی؟" چند ثانیوں کے توقف کے بعد اسکو میسے نے کہا" میں اس لڑکی سے ملنا چاہتا ہوں جو ایک پرانے کھنڈر کی تصویر سے عمارت کا نقشہ بناتی ہے"

"بہر حال تم اس سے کبھی نہ مل سکو گے کیونکہ وہ کہیں گئی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ہم یہاں لڑکیوں کی نہیں بلکہ بھینسوں کی تلاش میں آئے ہیں اور یہ اچھا ہی ہے کیونکہ بھینسے لڑکیوں سے کم خطرناک ہوتے ہیں"

یہ میں نے فیصلہ کن انداز میں کہا کیونکہ پہلی ہی نظر میں مجھے مارنہام میں کوئی ناگوار بات نظر آئی تھی جس کی وجہ سے میں اسے ناپسند کرنے لگا تھا چنانچہ میں دوبارہ اس سے ملنا نہ چاہتا تھا۔

"ہاں۔ ہم شاید مارنہام اور اس کی بیٹی سے کبھی نہ ملیں گے۔" امسلو مبے نے کہا "اس کے باوجود میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس منحوس دلدل اور جنگل کو دوبارہ دیکھنا میرے لئے مقدر ہو چکا ہے"

"ویریکیا اس ہے بالکل" میں نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

کاش کہ میں جانتا ہوتا کہ ہمارے لئے اور بھی بہت کچھ مقدر ہو چکا تھا۔

تیسرا باب

شکاری اور شکار

جب میں لیٹنے کی تیاری کرتے ہوئے اپنے جوتے اتار رہا تھا تو میں نے ایک آواز سنی۔ کوئی آدمی کسی مقامی بولی میں۔ غالباً سستو بولی میں کچھ بول رہا تھا۔ دوبارہ جوتے پہن کر باہر جانے کی زحمت سے بچنے کی غرض سے میں نے چھکڑا چلانے والے کو آواز دے کر کہا کہ وہ جا کر معلوم کرے کہ یہ کیا گڑبڑ ہے۔ ہمارا یہ چھکڑا چلانے والا کیپ کالونی کا کافر تھا۔ شاید فنگو قبیلے سے تھا اور اس میں ہاٹنٹوٹ خون کی بھی آمیزش تھی

یہ بڑا ماہر ڈرائیور تھا۔ بہت عمدہ چھکڑا چلانے والا لیکن ساتھ ہی ایسا اناڑی بندوق چلانے والا میں نے نہیں دیکھا۔ پور یبنیوں میں یہ "فٹ سیک" کے نام سے مشہور تھا یہ بوئر ڈچ زبان کی اصطلاح تھی جو پریشان کرنے والے کتوں کے لئے استعمال ہوتی تھی اور اس کے معنی تھے " دفع ہو جاؤ"۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اگر میں اس کا آقا ہوتا تو یہ شخص کبھی کا "دفع ہو چکا ہوتا۔ کیونکہ مجھے شک تھا کہ یہ شخص عادی شرابی ہے چنانچہ مجھے اس پر اعتبار نہ تھا۔ البتہ اسکوپیے کو یہ شخص پسند تھا کیونکہ ماٹابیس لینڈ میں کسی شکاری مہم میں اس نے بڑی ہمت اور بہادری کا ثبوت دیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں یہ اس شیر کے شکار کے وقت کا واقعہ ہے جس کے گہرے رنگ کی کھال کا ٹکڑا دو سال پہلے میری اور اسکوپیے کی دوستی کا باعث بنا۔ اسکوپیے نے کہا تھا کہ اس وقت فٹ سیک نے اس کی جان بچائی تھی حالانکہ جو کچھ میں معلوم کر سکا تھا اس کے بعد میں اس نتیجہ پہ پہنچا تھا کہ یہ شاید سچ نہ تھا۔ اس کے علاوہ فٹ سیک بہت سے شکاریوں کے ساتھ بہت دفعہ شکاری مہمات پر گیا تھا اور ڈچ اور انگریزی زبان بول لیتا تھا چنانچہ کام کا آدمی تھا۔

میرے حکم کے مطابق وہ معاملے کی تحقیق کرنے لگا اور چند منٹوں بعد ہی اس نے واپس آکر بتایا کہ تینیس یا سو لوگوں کا ایک گروہ آیا ہے اور ہمارے چھکڑے کے قریب پڑاؤ ڈالنے کی اجازت چاہتا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ لوگ کمبرلی سے آئے ہیں جہاں وہ کانوں میں کام کرتے تھے اور یہ کہ ان کا سردار ایک زولو نسل کا آدمی ہے جس کا نام کارل ہے۔ میرے یہ پوچھنے پہ کہ یہ لوگ یہاں کیوں پڑاؤ ڈالنا چاہتے ہیں فٹ سیک نے کہا کہ یہ لوگ رات کے اندھیرے میں " منڈر" جاتے ڈرتے ہیں "

پہلے تو میں سمجھ نہ سکا کہ یہ "منددر" کیا بلا ہے کیونکہ یہ کوئی کافر نام نہ تھا لیکن
پھر مجھے یاد آیا کہ مارنہام نے اپنے گھر کا نام "منددر" بتایا تھا اور یہ بھی کہا تھا
کہ وہ اور اس کا ساتھی مزدوروں کے ٹھیکیدار ہیں۔

"ڈرتے کیوں ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"اس لئے باس کہ انہیں اس دلدلی جنگل سے گزرنا پڑے گا اور وہ دلدلی اور
جنگلی بھوتوں کا گڑھ ہے چنانچہ یہ لوگ بھوتوں سے ڈرتے ہیں"

"کیسا بھوت؟" میں نے پوچھا۔

"پتہ نہیں باس۔ البتہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا بھوت جو وہاں مارا گیا۔"

"کیا بکواس ہے یہ" میں نے کہا "ان گدھوں سے کہو کہ بھوت پکڑنے جا کر میں
اس بات کو پسند نہ کروں گا کہ یہ لوگ یہاں بیٹھ کر رات بھر شور مچاتے اور میری
نیند حرام کرتے رہیں"

اور تب اسکیبے نے اپنے مخصوص لہجہ میں کہا:

"کوارٹر میین! تم بڑے سخت دل ہو۔ اس دلدل میں مجھے جس قسم کے مافوق الفطرت
خوف اور سنسنی کا احساس ہوا تھا اس کے بعد میں تو ایک دولتیاں جھاڑتے ہوئے
خچر کو بھی وہاں جانے نہ دوں اور تم ہو کہ رات کے اندھیرے میں ان غریبوں
کو اس دلدل کی طرف دھکیل رہے ہو۔ قیام کرنے دو انہیں یہاں۔
بیچارے تھکے ہوئے ہیں۔"

چنانچہ میں نے مزید کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا اور کچھ ہی دیر بعد میں نے
خیمے کے پچھلے حصہ کا پردہ اٹھا دیا۔ کیونکہ رات گرم تھی۔ اور دیکھا
کہ آنے والے کافروں نے الاؤ جلا لئے تھے اور کھانا پکا رہے تھے۔ بعد
میں میری بھی آنکھ کھل گئی۔ یہ شاید آدھی رات کا وقت تھا۔ تو [illegible]

بھی میں نے ان لوگوں کو باتیں کرتے سنا ان آوازوں میں سے ایک آواز ہمارے چھکڑا چلانے والے فٹ سیک کی تھی لیکن میں نے اس طرف کوئی دھیان نہ دیا اور سو گیا۔

جیسی کہ میری عادت ہے میں علی الصبح بیدار ہو گیا اور چھکڑے سے باہر جھانک کر دیکھا تو نظر آیا کہ صبح کی دھند میں فٹ سیک ایک بدمعاش نظر آتے ہوئے آدمی سے باتیں کر رہا تھا۔ فوراً ہی میں نے سمجھ لیا کہ یہ بدمعاش نظر آتا ہوا شخص مزدوروں کا سردار مخلوط نسل کا کارل تھا جس کی رگوں میں ایک نہ دو بلکہ کم سے کم افریقہ کے ہندرہ قبائل کا خون تھا اور اس میں سفید خون کی بھی ایک آدھ بوند تھی۔ یہاں تک تو ٹھیک تھا لیکن اسے نہایت ہی خوفناک اور چھٹا ہوا بدمعاش بنانے کے لئے چیچک نے اس کے چہرے پر اپنے گہرے اثرات چھوڑ دئے تھے اور پھر اس کی آنکھوں کے چونکا دینے والے بھینگے پن نے رہی سہی کسر پوری کر دی تھی صبح کی دھند میں میں نے دیکھا کہ فٹ سیک نے اس آدمی کو کوئی چیز دی۔ جو خشک گھاس میں لپٹی ہوئی جن شراب کی بوتل معلوم ہوتی تھی۔ اسکے عوض اس شخص نے فٹ سیک کو کوئی چھوٹی سی چیز دی جو اس نے، یعنی فٹ سیک نے، اپنے منھ میں رکھ لی۔

اور میں نے سوچا کہ ایسی تو وہ کون سی قیمتی چیز تھی جو فٹ سیک نے فوراً اپنے منھ میں رکھ لی؟ ظاہر ہے کہ مٹھائی وغیرہ تو ہو نہیں سکتی کیونکہ فٹ سیک مٹھائی نہیں کھاتا۔ تو پھر کیا ہو سکتا ہے؟ شاید سونے کا سکہ یا تمباکو یا قیمتی پتھر سونے کا سکہ تو جن کی بوتل کی بابت زیادہ قیمت ہوتی اور تمباکو بے حد کم۔ لیکن پتھر؟ کیسا پتھر؟ کسی کو ضرور سننا ہے پتھر کی؟ کون چاہتا ہے پتھر؟ ۔ اور دفعتہً مجھے یاد آیا کہ یہ لوگ کمبرلے سے آئے ہیں۔ اور میں نے سیٹی بجائی۔ تو یہ بات تھی۔

لیکن پھر بھی میں نے کوئی قدم نہ اٹھایا اور نہ کچھ کیا خصوصاً اس لئے کہ وہ عقد گاڑھی تھی اور ہر چند کہ میں لوگوں کے چہرے دیکھ سکتا تھا لیکن صاف طور سے وہ چیزیں نہ دیکھ سکا تھا جن کا تبادلہ فٹ سیک اور کارل کے درمیان ہوا تھا اور کسی بھی کا فریب دھڑ سے ایک ایسا الزام لگا دیتا جو غلط ثابت ہوتا اپنا رعب اور اقتدار گنوانا تھا۔ چنانچہ میں خاموش رہا اور نہایت ہی صبر و سکون سے موقع کا منتظر اور یہ موقع جلد آیا کیونکہ اس سے پہلے کہ میں کیڑے پہن کر باہر آتا وہ باسوتو لوگ اپنے سردار کارل کے ساتھ جا چکے تھے کیونکہ اب سورج طلوع ہو چکا تھا اور اب دلدلی جنگل میں بھوتوں کا کوئی خطرہ نہ تھا۔

جس موقع کی مجھے تلاش تھی وہ بعد میں ملا۔

اس وقت ہم جھاڑیوں کے ایک جنگل میں سے گزر رہے تھے زمین ہموار تھی اور راستہ سیدھا تھا چنانچہ ہمارا ڈرائیور فٹ سیک اپنے آرام سے "اور کا سی" یعنی چھکڑے کے اس بکس پر۔ جو چھکڑا چلانے والے کی نشست کا کام دیتا ہے۔ بیٹھا ہوا تھا اور ایک لڑکا۔ جو "اور سو پر" کہلاتا ہے۔ چھکڑے کے آگے چل کر بیلوں کی نکیلیں پکڑ کر انہیں چلا رہا تھا۔ اسکو بے اپنے گھوڑے اور چھکڑے کے ساتھ ساتھ اس امید سے چل رہا تھا کہ ایک آدھ پرندہ شکار کر لے تو ہانڈی کا بندوبست ہو جائے (وہ رائفل سے اچھا نشانہ نہ لگا سکتا تھا البتہ شاٹ گن سے عمدہ نشانہ لگا لیتا تھا)۔ میں چھوٹے پرندوں کا شکار کرنا پسند نہ کرتا تھا چنانچہ میں فٹ سیک کے قریب بکس پر بیٹھا پائپ پی رہا تھا۔ فٹ سیک کے منہ سے بلکہ پسینہ سے بھی جن شراب کی بو آرہی تھی اور وہ ایک عیاش نواب کی طرح۔ جس نے کامیاب رات گزاری ہو۔ خوش اور اپنے آپ سے مطمئن معلوم ہوتا تھا۔ یکایک میں نے فٹ سیک سے کہا:۔

"وہ ہیرا مجھے دکھاؤ جو تم نے اپنے آقا کی شراب کی بوتل کے عوض کارل سے لیا ہے"

یہ ایک تیر تھا جو میں نے اندھیرے میں چلایا تھا لیکن وہ ٹھیک نشانے پر بیٹھا اور اس کا فوری اثر یہ ہوا کہ فٹ سیک کے ہاتھ سے چابک چھوٹ گیا اور اگر میں اسے پکڑ نہ لیتا تو وہ۔ یعنی چابک۔ زمین پر گر پڑتا۔ اور خود فٹ سیک بکس پر اس طرح ڈھے گیا جیسے اس کے پیٹ میں گولی لگی ہو۔

"ب۔ ب۔ باس!" وہ ہکلا کر بولا۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"میں جانتا ہوں" میں نے جواب دیا "جس طرح کہ ہر بات جانتا ہوں۔ کہاں ہے وہ ہیرا؟"

"باس!" وہ بولا "وہ جن باس اسکے بیٹے کی نہ تھی بلکہ میری تھی۔ وہ بوتل میں نے بلگرمس ریسٹ میں خریدی تھی"

"میں نے بوتلیں شمار کی ہیں اور جانتا ہوں کہ کس کی بوتل تھی وہ" میں نے مبہم جواب دیا کیونکہ ایسا کوئی کام میں نے نہ کیا تھا "ہیرا کہاں ہے؟ دکھاؤ مجھے"

فٹ سیک نے اپنے وجود کو ٹٹولا۔ اپنے بالوں میں ٹٹولا، اپنے واسکوٹ کی جیبیں الٹ پلٹ کیں حتیٰ کہ اپنے لنگوٹ میں بھی انگلیاں ڈال کر گھمائیں اور پھر پتہ نہیں کہاں سے ہیرا نکال کر میری ہتھیلی پہ رکھ دیا۔ میں نے ہیرے کی طرف دیکھا اور اس کے حجم، وزن اور رنگ سے اندازہ لگایا کہ ہیرا خالص تھا اور اس کی قیمت دو سو پونڈ بلکہ اس سے زیادہ ہی ہے۔ ہیرا میں نے اپنی جیب میں رکھ لیا اور کہا:۔

"یہ ہیرا چونکہ تمہارے آقا کی بوتل کی قیمت ہے اس لئے اُنکا ہے۔ اچھا۔ اب اگر تم جیل میں جانا یا اور کسی مصیبت میں پھنسنا نہیں چاہتے تو بتاؤ کہ یہ ہیرا اس بدمعاش کارل کے پاس کہاں سے آیا؟"

"باس!" فٹ سیک نے سر سے پیر تک کانپتے ہوئے کہا "یہ میں کیسے جان سکتا ہوں؟ کارل اور اس کے ساتھی کانوں میں کام کر رہے تھے شاید وہیں سے اسے ملا ہو۔"

"بہت خوب۔ اور ایسے دو میرے ہیرے بھی ملے ہیں اسے؟"

"میرے خیال میں۔ ہاں اس کے پاس۔ کم سے کم اس نے مجھ سے یہی کہا تھا کہ وہ کمبرلی سے یہاں تک ۔۔ پورے راستے۔ ایسے پتھروں کے عوض جن کی بوتلیں خریدتا آیا ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں باس کہ یہ کارل شراب کا زبردست رسیا ہے کیونکہ میں اسے برسوں سے جانتا ہوں۔"

"تم نے مجھے پوری بات نہیں بتائی" میں نے فٹ سیک کو گھورتے ہوئے کہا "اور کیا کہا تھا کارل نے؟"

"اس نے کہا تھا باس کہ اب وہ باس مارنہام کے پاس۔ جسے کافر ریش سفید کہتے ہیں۔ جاتے ڈرتا ہے کیونکہ اب اس کے پاس بہت کم ایسے پتھر باقی رہ گئے ہیں۔"

"کیوں ڈرتا ہے؟"

"اس لئے باس کہ ریش سفید جو وہاں۔ منڈر میں۔ رہتا ہے بقول کارل بے حد غصے والا آدمی ہے اور۔ اگر اسے شک بھی ہو گیا کہ پتھروں کے سلسلے میں کارل نے اسے دھوکا دیا ہے تو وہ اسے زندہ نہ چھوڑے گا جیسا کہ اس نے ایک اور کو بھی مار دیا تھا۔ اس کو جس کا بھوت وہاں دلدلوں میں بھٹکتا ہے اور جس بھوت سے وہ بے وقوف باسو تو ڈرتے ہیں چنانچہ گذشتہ رات کو ہمارے چھکڑے کے قریب ٹھہر گئے تھے۔"

"کون مارا گیا اور کس نے مارا اسے؟" میں نے پوچھا۔

"یہ تو میں نہیں جانتا باس" فٹ سیک نے کہا۔

اور پھر ایکدم سے اسے چپ لگ گئی۔ کافروں کی عادت تھی کہ وہ اس وقت اسی طرح خاموش ہو جاتے تھے جب انہیں احساس ہو جاتا تھا کہ وہ ضرورت سے زیادہ اور نہ کہنے کی باتیں کہہ گئے ہیں۔ میں نے بھی اس پر مزید دباؤ ڈالنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ میں خاموش رہا اور جو کچھ معلوم کر سکا تھا اس پر غور کرنے لگا۔

اور کیا معلوم کیا تھا میں نے؟

یہ مسٹر مارنہام اور اس کا ساتھی مسٹر راڈ غیر قانونی طور پر ہیروں کی خرید و فروخت کرتے ہیں۔ اور انہوں نے بڑی عیاری سے اپنی قیام گاہ کے لئے وہ جگہ پسند کی ہے جو مہذب دنیا اور قانون کی گرفت سے بہت دور ہے۔ یہ گویا ان کا خفیہ اڈا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ کافروں کے ساتھ کوئی اور بھی غیر قانونی اور سراسر مجرمانہ تجارت کرتے ہوں۔ مثلاً ان کے لئے بندوقیں مہیا کرتے ہوں کہ سفید فاموں کے خلاف استعمال کریں۔ ساکوکونی حال ہی میں سفید فاموں سے جنگ کر چکا ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ بندوقوں کا بازار تیز اور گرم ہو گا۔ چنانچہ ساکوکونی کے ارادوں سے مارنہام بہت زیادہ حد تک واقف ہے تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ مارنہام اس کا فرمردار کے ارادوں سے واقف نہ ہو اور اس نے ہمیں اپنے علاقے سے دور رکھنے کے لئے یہ گپ ہانک دی ہو۔

بعد میں میں نے یہ پوری کہانی اسکوبیے کو سنا دی اور اپنے شکوک کا ذکر بھی کیا۔ اس نے دلچسپی اور غور سے میری باتیں سنیں اور کہا:

"کیا مثالی بدمعاش ہیں۔ کوارٹرمین ہمیں مندر کی طرف واپس جانا چاہیئے۔ اس قسم کے غیر قانونی تاجروں سے ملنے کی میری آرزو بے حد پرانی ہے۔"

"اور تم بے خبری میں۔ ہو سکتا ہے۔ ان سے مل چکے ہو۔ رہی یہ بات کہ تم پاپ کے
اس گڑھے میں جانا چاہتے ہو تو بے شک جاؤ لیکن مجھے معاف رکھو۔"
"پاپ کے گڑھے کے بجائے سفید تابوت کی اصطلاح مناسب ہوگی خصوصاً اس لئے
کہ معلوم ہوتا ہے اس نے مردے کی ہڈیوں کو بھی چھپا رکھا ہے" اسکوبیٹ نے جواب
دیا۔

پھر میں نے اس سے پوچھا کہ وہ فٹ سیک کے ساتھ کیا سلوک کرے گا اور اس
بوتل کا کیا ہوا جو اس سور نے ڈیکر کارل کے ہاتھ بیچ دی۔ میرے اس سوال کے
جواب میں اس نے یہ سوال پوچھا کہ میں اس ہیرے کا کیا کرنے والا ہوں۔
"تم فٹ سیک کے آقا ہو چنانچہ تمہیں دے دوں گا" میں نے کہا اور ہیرا اسے
دے دیا "تم جانو اس قسم کے مشکوک معاملے سے میں دور ہی رہنا چاہتا ہوں"
اور پھر ہم دونوں میں ایک طویل بحث ہوئی کہ ہیرے کا مالک کون تھا۔ اس
بحث کا انجام یہ ہوا کہ ہیرا چھپا دیا گیا کہ جب ضرورت ہوگی برآمد کیا جائے گا اور
یہ فٹ سیک کو۔ جو کوڑے کی بارہ ضربوں کا مستحق تھا۔ اس کے آقا نے خوب ڈانٹا
اور آخر میں یہ دھمکی دی کہ اگر آئندہ اس نے جن کی بوتل چرائی تو اسے پکڑ
کر مجسٹریٹ کے۔ بشرطیکہ کہیں کوئی مجسٹریٹ مل گیا۔ حوالے کر دیا جائے گا۔
دوسرے دن ہم نشیب کے اس گرم جنگل میں پہنچے جہاں سنا تھا کہ ہاتھی بستے
تھے دوسری صبح جب ہم شکار کو جانے کی تیاری کر رہے تھے ایک باسوتو
کافر اس طرف آ نکلا۔ اسے پکڑ کر سوالات پوچھے گئے تو اس نے بتایا کہ وہ
ساکوکنی کے آدمیوں میں سے تھا اور اسے اس طرف دو گم شدہ بیلوں کی
تلاش میں بھیجا گیا تھا۔ میں نے اس کی بات کا یقین نہ کیا اور سوچا کہ یہ شخص
شاید جاسوس ہے۔ لیکن میں نے اس سلسلے میں اس سے کچھ پوچھنے کے بجائے

یہ پوچھا کہ بیلوں کی تلاش میں اس نے جنگلی بھینسوں کا ریوڑ تو کہیں نہیں دیکھا۔

اس نے جواب دیا کہ دیکھا ہے۔ بتیس بھینسوں کا ریوڑ جن میں بچھڑے بھی تھے۔ لیکن یہ ریوڑ اولیفنٹ دریا کے دوسری طرف اور کوئی پچیس میل دور تھا۔ اس وادی میں جو پہاڑیوں کے اس سلسلے میں ہے جس کے دوسری طرف ساکوتی کا کرال ہے۔ اپنے اس بیان کے ثبوت میں اس نے مجھے بھینسوں کے کھروں کے وہ نشانات دکھائے جو ایک ہفتہ پرانے تھے۔

اس کے بعد میرا تو یہ تھا کہ میرے خیال میں ساکوتی کے کرال کے قریب جانا عقلمندی نہ تھی چنانچہ میں تو بھینسوں پر تین حرف بھیج کر دوسرے جانوروں کے شکار کو نکل گیا ہوتا۔ لیکن اسکیپے دھن کا پکا تھا چنانچہ ہر طرح سے مجھے قائل کر رہا تھا کہ اس ریوڑ کی تلاش میں بہر حال ہمیں روانہ ہو جانا چاہیئے۔ اس نے کہا کہ سو میل کے دائرے میں اس ریوڑ کے علاوہ کوئی دوسرا ریوڑ نہ تھا اس لئے یہ موقع ہاتھ سے جانے دینا حماقت تھی۔ میں اس کے بعد بھی حیلے حوالے کرتا رہا تو وہ بولا کہ میں کہیں جگہ قیام کر دوں اور وہ خود ڈیک کو ساتھ لے کر بھینسوں کی تلاش میں چلا جائے۔ اس کا جواب میں نے یہ دیا کہ کسی بھی قسم کے خطرے سے میں ڈرتا نہیں کیونکہ خطرات کا سامنا کرنا تو میرا پیشہ ہی ہے اور یہ کہ چونکہ اس کی جان کی حفاظت کی ذمہ داری میری ہے اس لئے میں اپنے نہیں بلکہ اس کے متعلق سوچ رہا ہوں اور یہ کہ میں تو بھینسوں کا پیچھا کرنے کے لئے نہ صرف ساکوتی کے پہاڑ تک بلکہ اس کے دوسری طرف تک بھی جانے کو تیار ہوں۔ اس خیال سے کہ اس کی بات مجھے بری معلوم ہوئی ہے اس نے مجھ سے معافی طلب کی کہا کہ اگر میں پسند کروں تو ہم دوسری طرف شکار کو چلے جائیں۔ نتیجہ اس بحث کا یہ ہوا

کہ ہم نے اولیفنٹ دریا تک جانے، وہاں قیام کرنے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر دوسرے کنارے سے جنگل میں بھینسوں کو تلاش کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ بھی طے کر لیا کہ ہم چھکڑے سے زیادہ دور نہ جائیں گے کہ رات کا اندھیرا اترنے سے پہلے اس تک پہنچ سکیں۔

اور یہی ہم نے کیا۔ اس شام ہم نے ایک گرم لیکن خوبصورت دریا کے کنارے ڈیرے ڈال دئے اس دریا میں ابھی چند ہپو۔ یعنی دریائی گھوڑے اور بے شمار مگرمچھ تھے۔ رات کا اندھیرا اترنے سے پہلے ہم نے ایک مگرمچھ کا شکار کر لیا۔ دوسرے دن گنی فول پرندے کا ناشتہ کرنے کے بعد ہم گھوڑوں پہ سوار ہوئے، دریا کو پایاب مقام سے عبور کیا اور رفٹ سیک کو چھکڑے کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر میں اور اسکو بیے بھینسوں کی تلاش میں اس تقریباً دل۔ لی جنگل میں چل پڑے جو دریا کے دوسرے کنارے سے شروع ہو کر ان پہاڑیوں تک چلا گیا تھا جو آٹھ دس میل دور تھیں ۔ مجھے یقین تھا کہ بھینسے ہمیں نہ ملیں گے کیونکہ باسوتو کافر نے بتایا تھا کہ وہ پہاڑوں کے دوسری طرف اتر گئے تھے لیکن وہ شخص یا تو جھوٹ بولا تھا یا پھر بھینسے اس طرف واپس آ گئے تھے۔

دریا سے کوئی آدھا میل آگے بڑھنے کے بعد مجھے جھاڑیوں کے پیچھے ایک، انٹیلوپ کی جھلک نظر آگئی اور دبے پاؤں اس کے قریب جاکر اسے مار گرانے کے ارادے سے میں گھوڑے پر سے اترنے ہی والا تھا کہ میری نظر ریوڑ کے کھروں کے نشانات پر پڑی جو میرے اندازے کے مطابق چند گھنٹوں پہلے کے ہی تھے۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ گزشتہ رات اس جگہ چیمتے رہے تھے اور صبح ہوتے ہی آرام کرنے کی غرض سے پہاڑیوں کے قریب والے خشک گھاس کے

میدان میں چلے گئے تھے میں نے اسکو بیبے کو اشارے سے بلایا۔ خوش قسمتی سے اس نے اسٹاجوپ کو نہ دیکھا تھا۔ اگر دیکھا ہوتا تو وہ اس پر یقیناً گولی چلا دیتا اور بھینسوں کو خوفزدہ کر دیتا۔ اسکو بیبے قریب آیا تو میں نے کھروں کے نشانات کی طرف اشارا کیا۔

غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہم فوراً ہی ان کی تلاش میں چل پڑے۔

کچھ ہی دیر بعد ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں کھروں کے نشانات اور بھی زیادہ تھے۔ ان سے میں نے اندازہ لگایا کہ اس ریوڑ میں تیس یا چالیس بھینسے ہوں گے۔ اس کے بعد تلاش کا کام آسان تھا۔ کم سے کم اسوقت تک جب تک کہ ہم سخت اور پتھریلی زمین تک نہ پہنچ گئے معلوم ہوا کہ جانور کافی دور نکل گئے تھے کوئی ایک گھنٹے کے بعد، جب ہم دریا سے کوئی سات میل دور آچکے تھے، مجھے ہمارے عین سامنے ایک ٹھنڈی اور ہری جھاڑی بھری پہاڑی نظر آئی کیونکہ اب ہم پہاڑیوں کی ترائی میں پہنچ چکے تھے۔

"دیاں ہونا چاہیئے ریوڑ کو" میں نے کہا "اچھا اب احتیاط سے آؤ میرے ساتھ اور خیال رہے کوئی آواز نہ ہو۔"

چنانچہ ہم خاموشی اور احتیاط سے آگے بڑھ کر وادی یا درّے کے دہانے پر پہنچ گئے جہاں ریوڑ کے قدموں کے نشانات نہ صرف بے شمار بلکہ تازہ بھی تھے ہم نے گھوڑوں پر سے اتر کر انہیں خاردار جھاڑیوں سے باندھ دیا اور دبے پاؤں آگے بڑھے ہم کوئی دو سو گز ہی آگے بڑھے تھے کہ میں ٹھٹھک گیا۔ ہم سے صرف پچاس قدم دور دو درختوں کے درمیان ایک بے حد عمدہ سانڈ کھڑا ہوا تھا جس کے سینگ بے حد خوبصورت تھے سانڈ کا پہلو ہماری طرف تھا۔

"گولی چلاؤ" میں نے اسکو میبے کے کان میں کہا "اس سے اچھا موقع پھر نہ ملے گا۔ یہ سانڈ ریوڑ کا سنتری ہے"

اسکو میبے ایک گھٹنہ زمین پر ٹیک کر بیٹھ گیا۔ امید و بیم اور جوش کے ملے جلے جذبات سے اس کا چہرہ سفید ہو رہا تھا اس نے اپنی ایکسپریس بندوق سے سانڈ کو زد میں لے لیا۔

"گھبرانا مت اور جلدی نہ کرنا" میں نے پھر سرگوشی کی "اور گولی اس کے شانوں کے درمیان ذرا پیچھے مارنا"

میرا خیال ہے کہ اسکو میبے نے میری بات سنی نہیں اور اگر سنی تو سمجھا نہیں کیونکہ ابھی میں نے اپنی بات پوری کی ہی تھی کہ اسکی بندوق چل گئی۔ اس کی گولی سانڈ کے کسی جگہ لگی ضرور کیونکہ میں نے اس کے لگنے کی آواز سنی لیکن شاید بلکہ یقیناً یہ گولی جان لیوا نہ تھی کیونکہ وہ سانڈ پلٹا اور لڑکھڑاتا ہوا درے میں گھس گیا۔ اسکو میبے نے دوسری گولی چلائی۔ اس کا یہ نشانہ تو بالکل ہی خطا کر گیا اور پھر یکایک ہمارے چاروں طرف بھینسے ہی بھینسے تھے جو، میں سمجھتا ہوں، ہماری نظروں سے پوشیدہ، سو رہے تھے یہ بھینسے بھکارنے اور ڈکراتے دریا کی طرف بھاگے۔ اس بھگدڑ میں میں ایک بھینسے پر گولی چلانے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ لمبے سینگوں والی مادہ تھی۔ وہ مردہ ہو کر گر پڑی۔

اگر میں نے دوسری گولی چلائی ہوتی تو دوسرے بھینسے کو زخمی کر دیتا اور یہ مجھے پسند نہ تھا سارا معاملہ ایک ہی منٹ میں ختم ہو گیا۔ ہم نے آگے بڑھ کر اس مادہ کا معائنہ کیا جسے میں نے مار گرایا تھا گولی اس کا دل چیر گئی تھی۔

"شاندار جانور ہے" میں نے کہا "انہیں مارنا ظلم ہے کیونکہ اس کا کوئی فائدہ میری سمجھ میں آتا نہیں۔ محض اپنے شوق اور انا کی تسکین کی خاطر ان کی جان

لینا ظلم ہی ہے۔ اور تم جانو جانوروں کو بھی اپنی زندگی شاید اتنی ہی عزیز ہوتی ہے جتنی کہ ہمیں۔"

"اس کے سینگ کاٹ لیتے ہیں" اسکو بیے نے جواب دیا۔

"کاٹ لو" میں نے کہا، "لیکن کام شکاری چاقو سے مشکل ثابت ہوگا۔"

"ٹھیک کہتے ہو" وہ بولا "یہ کام کل فٹ سیک کرے گا۔ تب آؤ کوانٹرمیں ہم چل کر اس بھینسے کا کام تمام کر دیں جسے میں نے زخمی کیا ہے۔ کل فٹ سیک اور اس کے ساتھی ایک کے بجائے سینگوں کی دو جوڑیں لے آئیں گے۔"

میں نے گھنے جنگل کی طرف دیکھا اور زخمی بھینسے کی عادت سے چونکہ واقف تھا اس لئے جانتا تھا کہ یہ کام آسان نہیں۔ تاہم میں نے کچھ نہ کہا کیونکہ جانتا تھا کہ اگر میں نے انکار کیا تو اسکو بیے اکیلا ہی جائے گا۔

چنانچہ ہم دونوں آگے بڑھے صاف ظاہر تھا کہ بھینسا بُری طرح سے زخمی ہوا تھا کیونکہ جگہ جگہ زمین پر تازہ خون گرا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کا تعاقب کرنا ہمارے لئے مشکل نہ تھا۔ اس کے باوجود وہ درے کے اختتام تک جہاں ایک چشمہ اوپر سے گرتا تھا، پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ یہاں درہ سو قدم سے کم چوڑا تھا اور اس کے دونوں طرف بلند اور عمودی چٹانیں تھیں جب ہم اس تنگ درے میں سے گزر رہے تھے تو دفعتاً ایک جنگلی قرنا، جیسا کہ باسوتو لوگ بجاتے ہیں، اپنی مہیب آواز میں چیخ اٹھا۔ ہر چند کہ میں نے اس کی آواز سنی لیکن عجیب بات ہے کہ میں نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا کیونکہ میری اس وقت تمام تر توجہ زخمی بھینسے اور اس کے تعاقب کی طرف مبذول تھی۔

سنگستانی درختوں اور جھاڑیوں سے بھرے ہوئے خطے میں زخمی بھینسے کی تلاش

کرنا بچوں کا کھیل نہیں کیونکہ اس جانور کی عادت ہے کہ بہت آگے بڑھ جانیکے بعد
بھی پلٹ پڑتا ہے اور جس راستے سے فرار ہوتا ہے ٹھیک اسی راستے سے
لوٹ کر تعاقب کرنے والے پر حملہ کر دیتا ہے اور اپنے سینگوں سے شکاری
کو ادھیڑ دیتا ہے چنانچہ میں اسکو بیے کو اپنے پیچھے لے کر اور اپنی ساری حسوں
کو بیدار رکھ کر بڑی احتیاط سے آگے بڑھ رہا تھا۔ لیکن یا تو ہمارے شکار
کو زخم نے بزدل بنا دیا تھا یا غصہ اور جوش انتقام اسے اپنے والدین سے
ورثے میں نہ ملا تھا۔ چنانچہ یوں ہوا کہ جب اسے احساس ہوا کہ اب وہ ایک قدم بھی
نہیں بڑھ سکتا تو وہ ایک جھاڑی کے پیچھے منتظر کھڑا ہو گیا اور جب ہم وہاں
پہنچے تو وہ نہایت ہی سادے اور قدیم طریقے سے حملہ کرنے کے لئے ہماری طرف
آیا۔ میں چاہتا تھا کہ اس کے شکار کا سہرا اسکو بیے کے سر رہے چنانچہ میں نے
اسے گولی چلانے دی۔ لیکن پتہ نہیں کیا بات ہوئی کہ اس کی دونوں نالیوں
کے نشانے خطا کر گئے اب چونکہ مصیبت سر پہ تھی۔ کیونکہ بھینسے نے حملہ کرنے
کے لئے اپنا سر جھکا دیا تھا۔ اور اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہ تھا اس لئے
میں نے گولی چلائی اور بھینسے کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دی۔ وہ لڑکھڑایا اور مردہ
ہو کر عین ہمارے قدموں میں گرا۔

"لو اسکو بیے" میں نے کہا، "سینگوں کی نہایت ہی شاندار جوڑی حاصل کر لی
تم نے"۔

"ہاں" اسکو بیے نے جواب دیا۔ لیکن اگر تم نہ ہوتے تو اس وقت تو یہ شاندار جوڑی
خود مجھے حاصل کر چکی ہوتی"

اسکو بیے کی زبان نے یہ الفاظ ابھی ادا کئے ہی تھے کہ کوئی ہتھیار۔ جس کی
آواز سے میں نے اندازہ لگایا کہ لوہے کے برتن کی ٹانگ تھی۔ میرے سر پہ سے

سنسناتی ہوئی گزر گئی جو کسی قسم کی موٹی نالی والی خراب بارود والی بندوق سے چلائی گئی تھی۔ اور تب مجھے جنگلی قرنا کی آواز یاد آئی اور اس کا مطلب بھی سمجھ میں آگیا۔

"اسکو پیسے! بھاگو" میں چیخا۔ "کامزوں نے ہم پہ حملہ کر دیا ہے۔"

اور یہ غلط نہ تھا کیونکہ جیسے ہی ہم بھاگے دونوں طرف کی چٹانوں کی چوٹیوں پر سے ہم پہ گولیاں برسنے لگیں۔ خوش قسمتی سے کافر گولیاں اندھا دھند چلا رہے تھے اور نشانے ان کے کچے تھے۔ برتنوں کی ٹانگیں کنکر اور سیسے کی گولیاں سنسناتی ہوئی ہمارے قریب سے گزر رہی تھیں۔ لیکن ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچا رہی تھیں یہانتک کہ ہم اس جگہ تک پہنچ گئے جہاں ہمارے گھوڑے بندھے ہوئے تھے اور تب یکایک اسکو پیسے لنگڑانے لگا۔ اس کے باوجود وہ جیسے تیسے کر کے بھاگ کر گھوڑے تک آیا اور اس پہ سوار ہو گیا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ اس نے اپنا دایاں پیر رکاب میں نہ رکھا۔

"کیا ہوا؟" جب ہمارے گھوڑے بھاگ پڑے تو میں نے پوچھا۔

"پنڈلی کے آس پاس کہیں گولی لگی ہے شاید" اس نے ہنس کر جواب دیا، "لیکن کوئی تکلیف نہیں ہو رہی۔"

"امید ہے کہ لیلی ہو گی" میں نے جواب دیا، "خدا کا شکر ہے کہ وہ لوگ چوٹی پہ ہیں اور ہم گھوڑوں پہ چنانچہ ہمیں پکڑ نہ سکیں گے۔ شکر ہے کہ انہیں پہلے ہمارے گھوڑوں کو مار ڈالنے کا خیال نہ آیا۔"

"لیکن ہمیں پکڑنے کی کوشش تو بہرحال کر رہے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"پیچھے دیکھو۔"

اور میں نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا۔ پچیس تیس کا غول درے میں سے نکل کر ہمارے تعاقب میں آ رہے تھے۔

"سینگوں کی وہ شاندار جوڑی تو ہاتھ سے گئی" اسکوبیے نے ایک ٹھنڈا سانس لے کر کہا۔

"ہاں" میں نے جواب دیا "البتہ اگر تم اپنے آپ کو کسی دمکوڑے پر دھوپ اور سرخ چونٹیوں میں بندھا دیکھنا چاہتے ہو تو بے شک سینگوں کی جوڑی حاصل کرنے جا سکتے ہو۔"

چنانچہ ہم خاموشی سے گھوڑے بھگاتے رہے اور میں دل ہی دل میں اپنے آپ کو صلواتیں سنانے لگا اور اپنے آپ کو احمق کے خطاب سے نوازا۔ اس لئے کہ پہلے تو میں نے اسکوبیے کی بات مانی اور بھینسے کی تلاش میں چلا اور دوم یہ کہ فقرنے کی آواز سننے کے بعد بھی میں نے نہ تو اس کا مطلب سمجھا اور نہ ہی اس کی طرف دھیان دیا۔ ہماری رفتار زیادہ تیز نہ تھی۔ اول تو اس لئے کہ زمین ناہموار اور دلدلی تھی اور دوم اسی لئے کہ افریقہ کی گرمی گھوڑوں پر اثر انداز ہو کر انہیں سست کر رہی تھی نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ جب ہم دریا اور اسے عبور کرنے کے گھاٹ پر پہنچے ہیں تو ہمارے اور ہمارے تعاقب کرنے والوں میں۔ جن میں کا ہر ایک کا مزنہ صرف تیز دوڑنے والا بلکہ اس طرف کی زمین کی ناہمواری کا عادی تھا۔ صرف دس منٹ کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کو حکم ملا تھا کہ ہمیں زندہ یا مردہ پکڑ لائیں کیونکہ بجائے اس کے کہ وہ لوگ تعاقب سے باز آ کر واپس چلے جاتے، جیسی کہ مجھے توقع تھی، بڑی مستعدی سے ہمارے پیچھے لگے ہوئے تھے۔"

ہم نے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے اور پانی اڑاتے دوسرے کنارے پر پہنچے تو یہاں ہماری ملاقات فٹ سیک سے ہوئی تھی جس نے ہمیں بھاگ کر آتے دیکھ اور سمجھ لیا تھا کہ کچھ گڑبڑ ہے۔"

"ہیل جو تو" میں نے اس سے کہا "اور اگر کل کا سورج دیکھنا چاہتے ہو تو جلدی کرو۔ باسوتو لوگ ہمارے پیچھے آ رہے ہیں۔"

زیادہ کہنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ فٹ سیک تیر کی طرح بھاگا۔ اس کا چہرہ مارے خوف کے جامنی ہو رہا تھا۔

"اب" جب ہمارے گھوڑے پانی پی رہے تھے تو میں نے اسکوبے سے کہا، ہمیں اس گھاٹ پر سے دشمن کو اس طرف آنے سے روکنا ہے۔ کم سے کم اس وقت تک جب تک کہ ہمارا چھکڑا تیار نہیں ہو جاتا۔ ورنہ وہ شیطان ہمیں آلیں گے۔ اترو گھوڑے پر سے کہ میں انہیں باندھ دوں"

چنانچہ وہ قدرے مشکل اور تکلیف سے گھوڑے پر سے اترا اور جب میں گھوڑے باندھ رہا تھا تو میری ہدایت کے مطابق اسکوبے نے اپنے جوتے کا' جو خون سے بھر گیا تھا، تسمہ کھولا جوتا اتارا اور اپنا زخمی پیر پانی میں ڈبو دیا۔ اس کا زخم دیکھنے کا مجھے وقت نہ ملا تھا چنانچہ نہ جانتا تھا کہ وہ خطرناک ہے یا نہیں۔ اس طرف سے فرصت پا کر میں نے اسکوبے کو سہارا دے کر ایک کانٹے دار درخت کے پیچھے پہنچا دیا جس نے اسے بہت حد تک اپنی اوٹ میں لے لیا اور میں ایک دوسرے کانٹے دار درخت کے پیچھے جا کھڑا ہوا جو اسکوبے کے درخت سے چند قدم کے فاصلے پر تھا۔

اور اس کے چند منٹ بعد ہی باسوتو نمودار ہوئے جو ایک جم گھٹے کی صورت میں بھاگے آ رہے تھے اسکوبے نے، جو درخت کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اپنی بندوق

کی دونوں نالیاں چلا دیں۔ اس کے اور باسوتوؤں کے درمیان دو سو گز
کا فاصلہ تھا۔ اسکو بے نے بندوق چلاکر زبردست حماقت کی تھی۔ اوّل تو اس
لئے کہ اس کے دونوں نشانے خطا کر گئے کیونکہ اس نے فاصلے کا اندازہ لگانے میں
غلطی کی تھی اور گولیاں کافروں کے سروں پر سے نکل گئی تھیں اور دوم اس
لئے کہ گولیاں چلنے کی وجہ سے باسوتو نہ صرف بکھر کر پھیل گئے بلکہ محتاط بھی
ہو گئے اس کے برخلاف اگر وہ اسی طرح جم گھٹے میں آگے بڑھتے تو ہم نے انہیں
عبرت انگیز سبق سکھا دیا ہوتا۔ بہرحال میں خاموش رہا کیونکہ جانتا تھا کہ
اگر سرزنش کی تو اسکو بے گھبرا جائے گا۔

باسوتو ایکدم سے اپنے گھٹنوں اور ہاتھوں پر گرے اور اب وہ دوسرے
کنارے پر کی جھاڑیوں اور پتھروں کی اوٹ لے کر ہم پر گولیاں چلا رہے
تھے کیونکہ وہ سب کے سب ایک دوسری قسم کی بندوقوں سے مسلح تھے اور
ہمارے درمیان پانی کی صرف سو گز کی چادر حائل تھی۔ وہ لوگ اپنے اناڑی
پن کی پر نمائش کر رہے تھے تو میں نے ان کے دو آدمی مار گرائے اور میرے
خیال میں اسکو بے نے تیسرے کو زخمی کر دیا۔

اس کے بعد صورت حال ہمارے لئے ذرا نازک ہو گئی کیونکہ جن درختوں
کے پیچھے ہم تھے ان کے تنے، جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں، زیادہ موٹے اور
چوڑے نہ تھے اور میں چار کافر جو غالباً شکاری تھے، اپنے دوسرے
ساتھیوں کے بہ نسبت ٹھیک سے بندوق چلاتے تھے ورنہ دوسرے
اندھا دھند دھماکے کر رہے تھے اور بس۔ چنانچہ اسکو بے نے گولی چلانے
کے لئے تنے کی اوٹ میں سے اپنا سر ذرا سا باہر نکالا تو دشمن کی ایک گولی
اس کی ہیٹ اڑا لے گئی اور دوسری گولی میرے کوٹ کے کالر میں سوداخ

گر گئی۔ اور پھر ایک اور خطرناک بات ہوئی۔ کسی نے قصداً ایسا کیا یا یہ ایک اتفاق تھا یہ تو میں نہیں جانتا لیکن جو کچھ ہوا وہ یہ تھا کہ ایک گولی اسکوبے کے گھوڑے کی گردن میں لگی اور وہ گر کر تڑپنے لگا اور میرا گھوڑا لگام توڑ کر چھکڑے کی طرف بھاگا۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے گھوڑوں کو پہلے چھکڑے تک ہی چھوڑ آنا چاہیئے تھا لیکن اس خیال سے میں نے انہیں اس جگہ باندھا تھا کہ کیا پتہ ہمیں ان پر سوار ہو کر بھاگنا پڑے یا ایسا نہ بھی ہوا تو اسکوبے کو جو زخمی تھا، گھوڑے کی ضرورت پڑے گی۔

کافی وقت گزرنے کے بعد میں نے گردن گھما کر دیکھا تو نظر آیا کہ بیلوں کو، جو کافی دور پر رہے تھے، نہ صرف پکڑ کر لایا گیا بلکہ انہیں چھکڑے میں جوت بھی دیا گیا تھا۔ باسوتوؤں نے بھی یہ دیکھا اور اس خوف سے کہ کہیں ہم فرار ہونے میں کامیاب نہ ہو جائیں اس جنگ کا فوراً ہی فیصلہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ وہ یکایک جھاڑیوں اور پتھروں کے پیچھے سے نکل آئے اور حیرت انگیز بے خوفی سے، جس کی توقع مجھے کافروں سے نہ تھی، دریا میں اتر کر بھاگتے ہوئے آنے لگے ان کا ارادہ ہم پر ایکدم سے آپڑنے کا تھا اور اگر میں بندوق چلانے میں پھرتی نہ کرتا تو وہ یقیناً اپنے ارادے میں کامیاب ہو جاتے۔

لیکن ہوا یہ کہ یہ دیکھ کر کہ ان کے آدمی زیادہ مر رہے ہیں وہ جس جوش سے آئے تھے اس سے دگنی تیزی سے پسپا ہوئے اور نہ صرف اپنے ساتھیوں کی لاشیں بلکہ ایک زخمی کو بھی چھوڑ گئے جو ایک پتھر سے لپٹا ہوا تھا۔ اور ہمارے خوف کے پتھر بنا ہوا تھا مبادا ہم اسے گولی مار دیں گے لیکن ایسا کرنے کا میرا بالکل منشا تھا حالانکہ اسے گولی مار دینا سراسر اس پر رحم کرنا ہوتا کیونکہ اس کا گھٹنہ [illegible] ہو گیا تھا اور وہ سخت تکلیف میں۔ بار بار چیخ رہا تھا اور

رحم کی درخواست کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں اس نے تو سردار کے حکم سے ہم پر حملہ کیا تھا اور یہ کہ اس کے سردار کو "سفید خام" نے ہماری آمد کی خبر دے کر حکم دیا تھا کہ بہر حال ہمارے ہتھیار اور رسد حاصل کر لے"۔

"کون سفید خام؟" میں نے چیخ کر پوچھا "بتاؤ ورنہ گولی مار تا ہوں"۔

اس نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ عین اس وقت وہ بیہوش ہو گیا اور پتھر پر سے اس کے ہاتھ چھوٹ گئے اور ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ڈوب گیا۔ اور پھر ایکدم میرے باسوتو نے، جو غالباً اس گروہ کا سردار تھا لیکن جسے ہم دیکھ نہ سکتے تھے کیونکہ وہ جھاڑیوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا، چیخ کر کہا:۔

"سفید خامو! اس بھرم میں نہ رہنا کہ تم فرار ہونے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ ہمارے اور بھی بہت سے ساتھی آ رہے ہیں اور ہم رات کے اندھیرے میں تمہارا خاتمہ کر دیں گے جب تم ہمیں نہ تو دیکھ سکو گے اور نہ گولیاں چلا سکو گے"

عین اس وقت فٹ سیک نے بھی چیخ کر ہمیں مطلع کیا کہ جھگڑا نیا رہے اب میں شش و پنج میں پڑ گیا کہ کیا کیا جائے۔ اگر ہم جھگڑے کی طرف چلے۔ اور ظاہر ہے کہ اسکو ہیے کے زخمی پیر کی وجہ سے ہماری رفتار بے حد سست ہو گی۔ تو ہمیں ستر یا اسی گز کا میدان طے کرنا ہو گا جس میں کوئی اوٹ نہ تھی۔ اس کے برخلاف اگر رات کا اندھیرا ہونے تک ہم وہیں رہتے جہاں تھے تو ہو سکتا تھا کہ ایک آدھ گولی ہمیں تلاش کر لے یا باسوتوؤں کی کمک آ جائے۔ ایک تیسرا امکان بھی تھا۔ یعنی یہ کہ ہمارے خوفزدہ ملازم خود اپنی جانیں بچانے کے لئے ہمیں چھوڑ کر اور چھکڑا لے کر بھاگ جائیں

اور اس کا امکان زیادہ تھا کیونکہ ہمارے ملازم زولو نہ تھے۔ چنانچہ میں نے اسکوپے سے مشورہ طلب کیا۔ اس نے جواب میں سر ہلا کر اپنے زخمی پاؤں کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے "خوش قسمت سکہ" اپنی جیب سے نکالا۔ یہ ایک پینس تھا۔ اور کہا:۔

"آؤ قسمت کا فیصلہ قبول کر لیں۔ اگر سکہ سیدھا گرا۔ یعنی چہرہ آیا تو ہم جانبازوں کی طرح بھاگیں گے اور اگر سکہ الٹا گرا تو ہم بہادروں کی طرح یہیں ٹھہریں گے۔"

اور اس نے سکہ اچھال دیا اور میں منہ کھولے حیرت سے اسکوپے کی طرف دیکھتا رہا اور سچ تو یہ ہے کہ میں دل ہی دل میں اسے داد دے رہا تھا۔ پہلے کبھی میں نے کوئی فیصلہ اس قدیم طریقہ سے نہ کیا تھا اور وہ بھی ایسے ضروری اور خطرناک معاملے میں۔

"چہرہ ہے"، اسکوپے نے کہا، "اچھا گوڈ بائی میکن! اب تم بھاگو اور میں بھی آتا ہوں تمہارے پیچھے رینگتا ہوا۔ اگر میں نہ پہنچ پاؤں تو تم میرے رشتہ داروں کا پتہ جانتے ہی ہو۔ رہی میری تمام افریقی چیزیں۔ یعنی یہاں کا کل سامان۔ تو وہ میں اپنی دوستی اور اس یادگار رکنند کی یاد میں تمہاری نذر کرتا ہوں۔"

"بیوقوفی کی باتیں مت کرو" میں نے سختی سے کہا، "چلو۔ اپنا دایاں بازو میری گردن میں ڈال دو اور ایک ٹانگ پر پھدکتے ہوئے چلو میرے ساتھ۔"

اور یوں ہم چلے اور ہمارا یہ مختصر سا عجیب سفر بے حد ہنگامہ خیز رہا کیونکہ باسوتو لوگوں نے بے تحاشہ گولیاں چلائیں لیکن میرا خیال ہے کہ ان کے بہترین بندوقچی مارے گئے تھے یا شاید بیکار ہو گئے تھے کیونکہ ایک گولی بھی ہمیں نہ لگی البتہ گولیوں کی حد سے نکلنے سے پہلے ایک دو گولیاں ہمارے بہت قریب سے گزر گئیں۔

" بات نیری کی۔ جب ہم جھکڑے تک پہنچ گئے تو اس کا ڈنڈا پکڑتے ہوئے اسکوبیے نے کہا " دیکھا یار۔ کبھی کبھار قدرت پر فیصلہ چھوڑ دینا کس قدر سودمند ثابت ہوتا ہے "

" اور قدرت بھی ایک بینس کی شکل میں۔ میں نے اسے اٹھا کر چھکڑے میں بٹھاتے ہوئے کہا "

"کیوں نہیں۔ میں کہتا ہوں جب خدا ہر جگہ اور ہر چیز میں موجود ہے تو پھر سکے میں بھی موجود ہے چنانچہ یہ خدائی فیصلہ تھا اور اس نے ہماری مدد کی۔ میں پوچھتا ہوں کو اٹر میں تم نے کبھی ......

" بکواس بند کرو اور اپنی ٹانگ سنبھالو کیونکہ اب چھکڑا چلنے ہی والا ہے " میں نے جواب دیا "

اور تب ہم تیزی سے روانہ ہوئے۔ آج سے پہلے فٹ سیک اور اسکے ساتھیوں نے اتنی مہارت " عمدگی اور تیزی سے چھکڑا نہیں ہانکا تھا جیسا کہ اس وقت ہانک رہے تھے۔ جب ہم نسبتاً ہموار میدان میں پہنچے میں نے اسکوبیے کو چھکڑے میں لٹا کر اس کے زخم کا معائنہ کیا۔ یعنی اس حد تک جس حد تک حالات اور چھکڑے کے ہچکولے اجازت دے رہے تھے۔ گولی یا جو کچھ بھی وہ چیز تھی ٹخنے سے ذرا اوپر لگی تھی اور گوشت کو چیرتی ہوئی آر پار نکل گئی تھی لیکن شکر ہے کہ ہڈی کو کوئی نقصان نہ پہنچا تھا۔ اس وقت اور اس صورت حال میں کچھ نہ کیا جا سکتا تھا سوائے اس کے کہ زخم پہ مرہم لگا دیا جائے جو ہمارے پاس تھا۔ چنانچہ میں نے صاف رومال سے زخم پہ مرہم لگایا اور پوری ٹانگ پہ تولیہ لپیٹ دیا جو اتنا صاف نہ تھا "

اس عرصہ میں شام ہو رہی تھی چنانچہ ہم نے وہ کھانا" جو ہمارے پاس تھا، کھایا لیکن کسی جگہ ٹھہر کر نہیں بلکہ بھاگتے ہوئے چھکڑے میں ہچکولے کھاتے ہوئے۔ مجھے یاد ہے کہ ہمارا کھانا چند سخت بسکٹوں اور پنیر پر مشتمل تھا۔ اندھیرا اترا تو ہم تھوڑی دیر کے لئے ایک چشمہ کے کنارے ٹھہر گئے کیونکہ چاند طلوع نہ ہوا تھا۔ اور ہمیں زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا۔ چاند طلوع ہوا خوش قسمتی سے یہ پورا چاند تھا۔ شاید اٹھارھویں کا چاند تھا۔ اُدھر چاند ذرا بلند ہوا اور ادھر ہم روانہ ہو گئے اور ایک دو دفعہ سستانے کے لئے ذرا دیر قیام کرتے ہوئے رات بھر سفر کرتے رہے۔ یہ رات میری جاگتے گزری اور اس طرح کہ میں آگے کی طرف چوکنا بیٹھا گویا پہرہ دیتا رہا۔ رہا اسکو جب تو اپنے زخم اور اس کی تکلیف کے باوجود بچوں کی طرح گہری نیند سوتا رہا میں بے حد تھکا ہوا تھا اسقدر تھکا ہوا کہ کامبزوں کے اچانک آپڑنے کا خوف ہی مجھے جگا رہا تھا۔ اور میں سوچ رہا تھا کہ شروع سے ہی یہ میرے لئے مقدر ہو چکا ہے کہ جب دوسرے سوتے رہیں تو میں اسی طرح جاگتا رہوں اسی لئے تو کافر مجھے "پاسبان شب" کے نام سے یاد کرتے تھے۔

طویل رات جیسے تیسے گزر گئی۔ کوئی واقعہ کوئی حادثہ نہ ہوا۔ پو پھٹی تو ہم بیلوں کو پانی پلانے کے لئے رک گئے۔ ہم نے انہیں بالٹیوں سے پانی پلایا اور انہیں کھولے بغیر گھاس چرانے کے لئے چھوڑ دیا کیونکہ ہم انہیں چھکڑے میں سے کھولنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے کہ پتہ نہیں دوسرے ہی لمحے میں کیا ہو جائے۔

جب ہم روانہ ہونے کی تیاری کر رہے تھے تو وہ چھکڑے بان، جسے میں نے ذرا دور ایک ٹیلے پر پہرے دار کے طور پر کھڑا کر دیا تھا، بھاگتا ہوا

آیا۔ اس کی آنکھیں حلقوں سے نکلی پڑ رہی تھیں اور چہرے پہ ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں۔ اس نے بتایا کہ اس نے جھاڑیوں میں ایک باسوتو کو، جس کے ہاتھ میں بھالا تھا، چھپے ہوئے دیکھا ہے جو یقیناً کافروں کا جاسوس تھا اور ہم پر نظر رکھنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس کے بعد ہم ایک سکنڈ کی بھی تاخیر کئے بغیر روانہ ہو گئے۔

وہ سارا دن ہم تھکے ہوئے بیلوں کو مار مار کر بھگاتے رہے۔ بیل غریب ایسے نڈھال ہو رہے تھے کہ ہر دس قدم کے بعد بیٹھ جانے کی کوشش کر رہے تھے اور رات کا اندھیرا اترتے وقت ہم نے ٹھیک اس جگہ پہنچ کر دم لیا جو اس مکان سے زیادہ دور نہ تھی جس کا نام "مندو" تھا اور جہاں ہماری ملاقات ان کافروں سے ہوئی تھی جو ہیروں کی کان سے لوٹ رہے تھے یہاں ہم قیام کرنے پر مجبور ہو گئے کیونکہ نہ صرف ہمیں بلکہ ہمارے جانوروں کو بھی آرام اور خوراک کی سخت ضرورت تھی۔ چنانچہ یہاں ہم نے بیل کھولے اور رات بھر بے خوف و خطر سوتے رہے کیونکہ مجھے یقین تھا کہ باسوتو لوگ اتنی دور تک ہمارا تعاقب نہ کریں گے خصوصاً اس لئے کہ ہم" پلگرمس ریسٹ سے زیادہ دور نہ تھے اور دوسرے دن ہم وہیں جانا چاہتے تھے لیکن یہی وہ مقام تھا جہاں میں غلطی کر گیا اور یہی وہ موقع تھا جس کے لئے کسی نے کہا ہے کہ :۔

"من درچہ خیالیم و فلک در چہ خیال"

چوتھا باب

ڈاکٹر راڈ

اس رات میں نے تھوڑی سی نیند گھسیٹ لی لیکن بقول کسے ایک آنکھ کھلی رکھ کر۔ اور پو پھٹنے سے پہلے حسب معمول بیدار ہو کر ہمارے گھوڑے کو، جو بچ گیا تھا دانا دیا اور دوسرے کام کر ڈالے۔ بیل ہم نے مجبوراً کھول دیئے تھے کہ وہ گھاس اور پانی سے پیٹ بھر لیں کیونکہ مجھے خوف تھا کہ اگر ان غریبوں کو کھانا پانی نہ ملا تھا تو ہم کوششوں کے باوجود انہیں کھڑا نہ کر سکیں گے۔ لیکن ہوا یہ کہ چند بیل تو اتنے تھکے ہوئے تھے کہ وہ گھاس کی طرف متوجہ ہوئے بغیر موقع ملتے ہی لیٹ گئے۔

میں نے خنث سیک اور دوسرے ملازموں کو بیدار کیا کہ صبح کی روشنی پھیلنے سے پہلے وہ ساری تیاریاں کر لیں اور خود میں نے ایک آدھ بسکٹ، پانی اور شراب کے ایک گھونٹ کا ناشتہ کیا اور اسکو میں نے کچھی پکی چیزیں دیں۔ ظاہر ہے کہ اس وقت کافی بڑی روح افزا ثابت ہوتی لیکن اسے تیار کرنے کے لئے آگ جلائی جاتی تو اسکا دھواں کافروں کو ہمارا پتہ دے دیتا۔ چنانچہ کافی کا خیال میں نے جھٹک دیا۔

افق مشرق پر دھندلی اور کپکپاتی ہوئی روشنی نے پو پھٹنے کا اعلان کیا۔ جہاں ہمارا چھکڑا تھا وہاں ایک درخت تھا جس پر تاروں کی روشنی میں بھی چڑھنا آسان تھا اور میں اس درخت پر چڑھ گیا کہ اس کی بلندی پر سے گرد و پیش دیکھ کر اپنا اطمینان کر لوں۔ اندھیرا سمٹ رہا تھا اور روشنی پھیل

رہی تھی۔ چاروں طرف روئی کے گالوں کی سی گاڑھی دھند تھی البتہ جہاں ہم
تھے اس کے پیچھے اور ایک میل دور وہاں دھند تھا جہاں ایک ٹیلا تھا۔ یہی
وہ ٹیلا تھا جس پر سے ہم گزشتہ شام اتر کر آئے تھے اس ٹیلے کی چوٹی پر دھند
نہ تھی یا یوں کہہ کر یہ چوٹی دھند کی سطح سے اوپر تھی۔ اس پر درخت بھی نہ تھے
کیونکہ چوٹی سنگستانی تھی۔ مجھے کسی طرف کوئی بھی اور کچھ بھی نظر نہ آیا چنانچہ
میں نے ملازموں سے بیلوں کو لے آنے کا حکم دیا۔ چند بیل اٹھ کھڑے ہوئے
تھے اور چر رہے تھے ملازموں کو یہ حکم دے کر میں درخت پر سے اترنے
لگا۔"

میں اتر ہی رہا تھا کہ یکایک ٹھٹھک گیا۔ دور۔ بہت دور۔ اتنے
دور کہ ایک شکاری کی نظر ہی اسے دیکھ سکتی تھی۔ کوئی چیز چمک رہی تھی
بے شک و شبہ اس ٹیلے پر جس کا ذکر میں نے اوپر کیا ہے کوئی چیز چمک رہی تھی۔
میں نے دوربین آنکھوں سے لگا کر دیکھا۔ اور وہی دیکھا جس کا خدشہ تھا۔
کافروں کا گروہ ٹیلے پر سے اتر رہا تھا اور یہ ان کے بھالوں کا پھل اور
بندوقوں کی نالیاں تھیں جو تیز چمکی کرنوں میں چمک رہی تھیں۔

اور اب میں خوفزدہ جنگلی بلے کی طرح درخت پر سے اتر کر چھکڑے کی
طرف بھاگا اور ساتھ ہی سوچتا بھی جا رہا تھا۔ ماسوتو ہمارا تعاقب کر
رہے تھے اور کافی روشنی کے پھیلتے ہی ہم پر حملہ کر دینا چاہتے تھے۔ دس
منٹ یا اس سے بھی کم وقت میں وہ ہمارے سروں پر ہوں گے۔ بیلوں
کو جوتنے کا وقت نہ تھا اور اگر ہوتا بھی تو بیل اتنے تھکے ہوئے اور ان کی
ٹانگیں ایسی اکڑی ہوئی تھیں کہ ہم اس خراب راستے پر سو گز کا فاصلہ
بھی طے نہ کر پاتے کہ ماسوتو ہمیں آلیتے تو پھر کیا کیا جائے؟ بھاگا جائے؟

ہونا ممکن تھا۔ اسکاد میں بھاگ نہ سکتا تھا۔ اور تب میری نظر گھوڑے پر پڑی جو دانا کھا رہا تھا۔

"فنٹ سیک!" میں نے حتی الامکان سکون سے کہا "بیل جوتنے کی کوئی ضرورت نہیں تم یوں کرو کہ گھوڑے پر زین کس دو۔ اور ذرا جلدی کرو۔"

فنٹ سیک نے مشکوک نظروں سے میری طرف دیکھا لیکن کچھ پوچھے بغیر میرے حکم کی تعمیل کر دی۔ اس نے کچھ دیکھا نہ تھا چنانچہ وہ خوفزدہ نہ تھا۔ اگر اس نے کافروں کو آتے دیکھ لیا ہوتا تو وہ سب کچھ چھوڑ کر بھاگ جاتا۔

اب میں چھکڑے کے پیچھے پہنچا اور دونوں ملازموں سے کہا کہ وہ فی الحال بیلوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر میرے پاس آجائیں۔

"اسکاد میں" میں نے کہا: "رائفلیں اور کارتوس اٹھا کر مجھے دے دو۔ اور یار! سوال پوچھنے میں وقت ضائع نہ کرو اور جیسا کہتا ہوں کرو۔ رائفلیں تمہارے بہنوئی کی طرف ہیں۔ آں۔ ٹھیک ہے۔ اچھا اپنا پستول اب لگالو۔ اور آؤ۔ میرا سہارا لے کر چھکڑے سے اتر آؤ۔ اور بھائی اپنا ہیٹ بھول رہے ہو تم۔"

اسکاد میں نے حیرت انگیز پھرتی سے میرے حکم کی تعمیل کی اور چند سکنڈ بعد ہی وہ میرے قریب ایک ٹانگ پر کھڑا ہوا تھا۔

"وہ — باسوتو — وہ — آگئے ہیں" میں نے مطلع کیا۔

اسکاد میں نے سیٹی بجا کر خدا جانے کیا بڑبڑایا۔

"فنٹ سیک" میں نے چیخ کر کہا "گھوڑا یہاں لے آؤ۔ باس کی ٹانگیں سن ہوگئی اور اکڑ گئی ہیں چنانچہ وہ ذرا سواری کرنا چاہتے ہیں۔"

فنٹ سیک گھوڑا لے آیا۔ دوسری طرف کا تنگ ڈھیلا تھا جو اس نے

ٹھیک کیا اور پھر ہم دونوں نے سہارا دے کر اسکو بیے کو گھوڑے پر بٹھا دیا۔

"کس طرف؟" اسکو بیے نے پوچھا۔

میں نے سامنے والی ہی ڈھلان کی طرف دیکھا۔ چڑھائی عمودی اور دشوار تھی۔ اسکو بیے شاید گھوڑے کو جھنگا کر کافروں کے آنے سے پہلے یہ ڈھلان چڑھ سکتا تھا لیکن سوال یہ تھا کہ کیا ہم اس میں کامیاب ہوں گے؟ شاید۔ بشرطیکہ میں بھی اسکو بیے کے پیچھے سوار ہو جاؤں اور گھوڑا ہم دونوں کا بوجھ سہار سکے۔ اور اس میں مجھے شک تھا۔ اور پھر ہمارے ملازموں کا کیا؟

اسکو بیے نے میرے بشرے پر الجھن کے آثار دیکھ لئے اور اپنی مخصوص پرسکون آواز میں کہا:۔

"تمہیں یاد ہو گا کوائرمین کہ ہمارے سفید ڈاڑھی والے دوست نے کہا تھا کہ اگر ہمیں! باسوتو لوگوں کی طرف سے کوئی خطرہ ہو تو ہم سیدھے اس کے گھر کا رخ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب وہ وقت آگیا ہے"۔

"ہاں۔ مجھے یاد ہے" میں نے جواب دیا۔ "لیکن میں یہ فیصلہ نہیں کر سکا کہ باسوتو اور مار نہام میں سے زیادہ خطرناک کون ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں تمہارے اس سفید ڈاڑھی والے دوست نے ہی ان کافروں کو ہمارے پیچھے لگا دیا ہے"۔

"صبح کے وقت۔ اور وہ بھی علی الصبح کوئی بھی مسئلہ حل کرنا ناممکن ہے اور مسئلہ اچھالنے کا وقت نہیں ہے۔ چنانچہ میں تو کہتا ہوں۔ مندر کی طرف چلو"

"میرے خیال میں بچنے کی یہی ایک صورت ہے۔ تاہم یہ تمہارا مشورہ ہے اس لئے اگر کچھ ہو تو اس کا الزام مجھے نہ دینا"

اور پھر میں نے چیخ کر اپنے ملازموں سے کہا:

"باسو تو آگئے ہیں۔ ہم پناہ لینے کے لئے مندر کی طرف جا رہے ہیں۔ تم بھی بھاگو!"

اور وہ بھاگے۔ اس طرح کہ میں نے کسی ماہر اور کھلاڑی بھاگنے والے کو کسی دوڑ میں بھی اس طرح بھاگتے نہیں دیکھا۔ اور ہم بھی بھاگے۔ بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ گھوڑا بھاگا اور میں اس کی رکاب پکڑے اس کے ساتھ ساتھ بھاگ رہا تھا اور اسکوبیلے اس کی پیٹھ پر دونوں بندوقیں اپنی بغلوں میں دبائے بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن گھوڑا تھکا ہوا تھا اس کے علاوہ یہ کہ اس نے پیٹ بھر کر دانہ دانا بھی نہ کھایا تھا چنانچہ اس کی رفتار اور اس سے ہماری رفتار بھی ایسی نہ تھی جیسی کہ ہونی چاہیئے۔ جب ہم جھگڑے سے دو سو گز دور نکل گئے تو میں نے پیچھے دیکھا۔ باسو تو جھگڑے کے قریب پہنچ رہے تھے انہوں نے بھی ہمیں دیکھ لیا اور ایک نعرے کے ساتھ ہمارے تعاقب میں بھاگ پڑے۔

اس کے بعد ہمارا وقت بڑا دلچسپ گزرا۔ میں اچھل کر گھوڑے پر اور اسکوبیلے کے پیچھے بیٹھ گیا۔ ہم دونوں کا بوجھ محسوس کر کے اس عقلمند گھوڑے نے اپنی رفتار کو "چال" میں تبدیل کر دیا اور باوجود کوشش کے ہم اسے بھگا نہ سکے۔ چنانچہ میں اس کی پیٹھ پر سے اتر آیا اور اب ہماری رفتار پہلے کی سی ہی تھی۔ اس عرصہ میں باسو تو غالباً بھاگنا جانتے ہی نہ تھے، قریب آتے جا رہے تھے اور اسی اثنا میں ہم اس دلدل کے، جس کا ذکر میں کر چکا ہوں، قریب پہنچ گئے تھے اور اب دلچسپ سوال یہ تھا کہ اس تک پہلے کون پہنچے گا۔ یہاں میں یہ بتا دوں کہ فش لیک اور اس کے ساتھی اس دلدل کی دوستانہ پناہ میں پہنچ

چلے تھے اسکوجے نے اپنی سالم ٹانگ سے گھوڑے کو ایڑ مارنی شروع کی اور میں نے اس کی پسلیوں پر دھما دھم گھونسے برسائے۔ گھوڑا اس دہری مصیبت سے گھبرا کر اپنی رفتار بڑھانے پر مجبور ہو گیا۔

ہم دلدلی جنگل کے کنارے پر کے درختوں کے قریب پہنچے تھے کہ ایک لمبے قد کا اور دبلا پتلا باسوتو، جو اپنے ساتھیوں سے زیادہ تیز تھا ہمارے قریب آگیا اور اس نے بھاگتے ہی بھاگتے بھالا پھینک کر مارا جو اسکوجے کی پیٹھ اور میری ناک کے بیچ میں سے نکل گیا۔ وہ اور قریب آگیا اور اب اس نے ہمیں بھالا مار کر گرانے کی کوشش کی۔ میں تو کچھ نہ کر سکتا تھا البتہ اسکوجے نے ایسی ہوشیاری کا ثبوت دیا جس کی توقع کم سے کم مجھے اس سے نہ تھی۔ اس نے لگامیں چھوڑ کر پستول گھسیٹ لیا اور باسوتو کی کھوپڑی اڑانے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ مردہ ہو کر گرا۔

"اور تم کہتے ہو کہ میرا نشانہ اچھا نہیں ہے" وہ بولا۔

"یہ ایک اتفاق تھا" میں نے جواب دیا۔ اس حالت میں بھی حقیقت کا اعتراف کرنے کے لئے میں تیار نہ تھا۔

"اچھی بات ہے۔ ابھی معلوم ہو جائے گا۔" اس نے پستول کا گھوڑا چڑھاتے ہوئے کہا۔

لیکن اسے دوسری گولی چلانے اور اپنی نشانے بازی ثابت کرنے کا وقت ہی نہ ملا۔ کیونکہ ہم دلدل کے کنارے پہنچے تو تعاقب کرتے ہوئے باسوتو رک گئے۔ اور میں نہیں سمجھا کہ ان کے ساتھی کی موت نے انہیں خوفزدہ کر کے ہمارے تعاقب سے باز رکھا تھا کیونکہ اس کے مرنے کی نہ تو انہوں نے کوئی پروا کی تھی اور نہ ہی اس کی لاش کی طرف متوجہ ہوئے تھے بلکہ معلوم ایسا

ہوتا تھا۔ وہ ایک ایسی سرحد پر پہنچ گئے تھے جس کو عبور کرنا سراسر
غیر قانونی تھا۔ باسوتو ایکدم سے رک گئے، اپنے مرے ہوئے ساتھی کا
بھالا اور ڈھال اٹھائی اور اپنے ساتھی کی لاش کو یہیں چھوڑ کر پلٹ
کر خاموشی سے چھکڑے کی طرف چلے گئے۔ ہمارا گھوڑا بھی ٹھہر گیا بلکہ یوں
کہو کہ اب اس نے بھاگنا ترک کر کے آرام سے چلنا شروع کیا۔"

"دیکھا" اسکیبے بولا "میں نے کہا نہیں تھا کہ مجھے الہام سا ہوا کہ اس دلدل
میں میں کسی کو قتل کروں گا؟"

"ہاں" میرا سانس درست ہوا تو میں نے جواب دیا "لیکن تمہارے
اس الہامی قتل میں ایک عورت بھی تھی۔ یہی کہا تھا تم نے کہ ایک
عورت کی وجہ سے یہ قتل ہوگا۔ اور یہاں تو مجھے کوئی عورت نظر
نہیں آرہی۔"

"سچ کہتے ہو یار" اسکیبے نے سر کھجایا "خدا کرے کہ آئندہ کوئی عورت
نہ ملے۔"

پھر ہم حتی الامکان تیزی سے آگے بڑھے کیونکہ مجھے خوف تھا مبادا
باسوتو اپنا ارادہ بدل دیں۔ خطرہ ٹل گیا تو ہم نے اطمینان کا سانس
لیا اور ایک عجیب طرح کی خوشی محسوس کرنے لگے بے شک ہمارے
چھکڑے اور بیلوں کا نقصان ہوا تھا لیکن ہماری جانیں بچ گئی تھیں
اور یہ بڑی بات تھی۔ آخر کار ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں ایک ہفتے
پہلے ہم نے ایک وائلڈ بیسٹ کا شکار کیا تھا۔ اس وقت وہاں اس کا
پنجر پڑا ہوا تھا۔ گوشت پوست ان گدھوں کے پیٹوں میں ہضم ہو چکا
تھا جن میں سے چند اس وقت بھی آس پاس کے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے

میرے خیال میں۔ اب مندر کی طرف چلنا چاہیئے۔ اسکوبے نے مری ہوئی آواز میں کہا کیونکہ اب اس کا زخم اسے تکلیف دے رہا تھا۔

ابھی اسکوبے نے یہ الفاظ کہے ہی تھے کہ اسی درخت کے پیچھے سے جس کے پیچھے سے وہ پہلے نکلا تھا اور اسی گھوڑے پر سوار اور اسی لباس میں ملبوس مارنہام نکل آیا۔ اس کی ان مختلف آمدوں میں فرق تھا تو صرف یہ کہ پہلے اس کی آمد شام کے وقت ہوئی تھی اور یہ دوسری صبح کے وقت ہوئی تھی۔

"آ۔ ہا۔ تو پھر آ گئے۔ خوش آمدید" اس نے بڑی بشاشت سے کہا۔

"ہاں" میں نے جواب دیا "اور یہ عجیب بات ہے کہ ہماری یہ دوسری ملاقات بھی اسی جگہ ہو رہی ہے۔ ہماری آمد کی توقع تھی تمھیں؟"

"اتنی ہی جتنی کہ اور بہت سی باتوں کی ہوتی ہے" اس نے قدرے تیز نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اضافہ کیا۔ میں ہمیشہ طلوع آفتاب کے ساتھ بیدار ہو جاتا ہوں اور پھر میں نے دور پر بندوق کے دھماکے کی آواز سنی اور معاملے کی تحقیق کو اس طرف آ گیا۔ باسوتو لوگوں نے پو پھٹتے ہی تم پر حملہ کیا تھا۔ کیوں؟"

"ہاں۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا مسٹر مارنہام؟"

"تمہارے ہی ملازموں نے بتایا۔ راستے میں ملے تھے وہ مجھے اور بے حد خوف کے عالم میں گھر کی طرف بھاگے جا رہے تھے تم زخمی ہو گئے ہو مسٹر اسکوبے؟"

"ہاں۔ دو ایک دن پہلے جب ساکوکوفی کے آدمیوں نے اس کے علاقے کی سرحد پر حملہ کیا تھا اور کمبختوں نے ہمیں قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"آ۔ ہاں" اس نے ذرا بھی حیرت کا اظہار کئے بغیر کہا "میں نے پہلے ہی تمھیں خبردار کر دیا تھا کہ یہ سفر خطرناک ہے۔ خیر۔ میرے ساتھ گھر چلو۔

خوش قسمتی سے میرا ساتھی راڈ ڈاکٹر ہے جو تمہارا علاج کرے گا۔ راستے میں مسٹر کیاٹرمین جو کچھ ہوا ہے اس کی تفصیلات مجھے سنا دیں گے۔"

چنانچہ ہم وہ لمبی ڈھلان چڑھنے لگے اور میں اپنی اس مہم کی داستان اسے سناتا رہا اور وہ بغیر کسی تبصرے کے خاموشی سنتا رہا۔

"چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک کافر تمہارا چھکڑا الٹ کر اور بیل لے کر اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے ہوں گے" جب میں خاموش ہوا تو مارنہام نے کہا:

"تمہیں یہ خوف نہیں ہے کہ وہ لوگ ہمارا تعاقب کرتے ہوئے یہاں بھی آ جائیں گے؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں مسٹر کیاٹرمین۔ ان لوگوں سے ہمارے تجارتی تعلقات قائم ہیں اس کے علاوہ ڈاکٹر راڈ ان کے بیماروں کا علاج بھی کر دیتے ہیں چنانچہ یہ علاقہ ان کے نزدیک مقدس اور محترم ہے۔ میں سمجھتا ہوں ان لوگوں نے تمہارا تعاقب اسی وقت ترک کر دیا ہو گا جب تم زرد دلدل کی سرحد پر پہنچ گئے ہو گے کیونکہ وہیں سے ہمارا علاقہ شروع ہوتا ہے"

"ہاں۔ لیکن اب میں ان کا پیچھا کرنا چاہتا ہوں۔ تم کچھ مدد کر سکتے ہو؟" ہمارے بیل بے حد تھکے ہوئے ہیں اور ان کی ٹانگیں بھی سوج گئی ہیں چنانچہ ہم انہیں جا لیں گے"

اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"نہیں۔ یہاں ہمارے پاس آدمی بہت کم ہیں اور اس سے پہلے کہ تمہارے لئے کیمپ سے مدد آئے۔ اور سچ پوچھو تو اس میں مجھے شک ہے کہ وہاں سے تمہیں مدد ملے گی۔ باسو تو بہت دور جا چکے ہوں گے" اور پھر اس نے

آواز دبا کر اضافہ کیا" چنانچہ مناسب ہوگا کہ ہم ایک سمجھوتہ کر لیں۔ میں تمھیں خوش آمدید کہتا ہوں اور جہاں تک ممکن ہے تمھیں پناہ دینے اور دوسرے معاملات میں تمہاری ہر طرح کی مدد کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر تم جنگ کرنا ہی چاہتے ہو تو پھر میری طرف سے کوئی امید نہ رکھنا اس صورت میں میں تمھیں کہیں اور چلے جانے کو کہوں گا۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ ہم امن پسند لوگ ہیں جو ان کا فروں سے تجارت کرتے ہیں چنانچہ ہم ان کے ساتھ کسی بھی قسم کے جھگڑے میں پھنس کر خود انہیں یا برطانوی حکومت کو اپنا دشمن بنانا نہیں چاہتے۔ غالباً میری بات تم سمجھ گئے ہو گے؟"

"بالکل۔ جب تک ہم تمہارے مہمان ہیں ہم ایسی کوئی حرکت نہ کریں گے البتہ اس کے بعد ہم جیسا مناسب سمجھیں گے کریں گے اور اس کا ذمہ دار سوائے ہمارے اور کوئی نہ ہوگا۔"

"بالکل۔ اس عرصہ میں میں تم دونوں کو اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دیتا ہوں جب تک جی چاہے تم ہمارے ساتھ رہ سکتے ہو۔ ہماری کوشش ہوگی کہ تمھیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔"

"اور تمہارے یہاں ہمارا قیام بہت مختصر ہوگا" میں نے دل میں کہا پھر بولا" یہ تمہاری مہربانی ہے کہ ہم جیسے بالکل انجانے لوگوں کو مہمان بنا رہے ہو۔"

"آ۔ ہاں۔ ویسے بالکل انجانے بھی نہیں ہو؟" میں نے اسکو پیر کی طرف دیکھتے ہوئے اضافہ کیا جو تھکے ہوئے گھوڑے پر بیٹھا پیچھے آ رہا تھا۔"

"کیونکہ تم میرے ساتھی کے والد سے تو بہر حال واقف ہو۔ ہے نا؟"

"ان کے والد سے؟" مارنہام نے مجھ میں اچکا کر کہا۔ "نہیں تو۔ اوہ۔ ہاں یاد آیا۔ گذشتہ رات میں نے یونہی کہا تھا۔ لیکن وہ میری غلطی تھی۔"

دراصل میں دو ناموں میں گڑبڑ کر گیا تھا۔ اور تم جانو اتنے سال گزرنے کے بعد آدمی اکثر ایسی گڑبڑ کر جاتا ہے"

"ہاں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے" میں نے جواب دیا اور دل میں سوچا کہ اسکو مے نے جو داستان سنائی تھی وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارا یہ محترم میزبان نہ صرف اوّل درجہ کا بلکہ بہترین دروغ گو ہے۔ یا پھر وہ ہمیں خبردار کرنا چاہتا ہے کہ بہتری اسی میں ہے کہ اس کے ماضی کی راکھ کو بھول کر بھی کریدا نہ جائے اس اثنا میں ہم مارنہام کے گھر تک پہنچ چکے تھے جس کے سامنے نہایت ہی خوبصورت پائیں باغ تھا۔ جس کے چاروں طرف تاروں کی باڑھ بندھی ہوئی تھی۔ پھاٹک پر ہمارے تینوں ملازم یا تھی ماوے بیٹھے ہوئے تھے وہ بے حد شرمندہ معلوم ہوتے تھے۔

"فٹ سیک! تم نے مشکل میں جو مدد کی ہے اور جس طرح تم اپنے آقا کے کام آئے ہو اس کا شکریہ تمہارا آقا ادا کرتا ہے۔ اور میں تم سب کو تمہاری حیرت انگیز تیز رفتاری پر مبارکباد دیتا ہوں" میں نے کہا۔

"باس! باسو تو لوگ بے شمار تھے اور ان کے بھالے بہت تیز تھے" فٹ سیک نے معذرت خواہ انداز میں اپنی صفائی پیش کی۔

"بکواس مت۔ بھگوڑے کتّے" میں گرجا "جاؤ۔ جا کر اپنے آقا کو گھوڑے پر سے اتارو"

اور پھر ہم پھاٹک میں اس طرح داخل ہوئے کہ اسکو مے میرے اور مارنہام کے کندھے کا سہارا لئے ہوئے تھا۔ اور مجھے اعتراف ہے کہ وہ عمارت قریب سے بھی اتنی ہی خوبصورت نظر آتی تھی جتنی کہ دور سے حالانکہ اگر کسی معمار کی سی نظر سے دیکھا جائے تو یہاں وہاں کچھ خامیاں ضرور نظر آجاتیں

ویسے اس کا مجموعی اثر مرعوب کن اور خوشگوار تھا۔ غیر پالش شدہ اور غیر تراشیدہ سنگ مرمر کی سلوں اور مربع ٹکڑوں سے دیوار اور ستون بنائے گئے تھے۔ کسی چیز پر پالش اور چمک نہ تھی چنانچہ اگر پوری عمارت کو جستہ جستہ دیکھا جاتا تو بے حد بدصورت اور ان گھڑ سی معلوم ہوتی۔ اس کے باوجود یہ عمارت دل پر ایک عجیب اثر کرتی تھی کیونکہ یہ اس مصور کا شاہکار تھا جو مصوری کی الجبرے سے ناواقف ہوتے ہوئے بھی ایک مصور تھا اور اپنے طور پر بہترین مصور تھا۔ یا اس مصنف کی بہترین تخلیق تھی جو الفاظ پر پوری طرح سے عبور نہیں رکھتا۔ کہنے کا مطلب یہ کہ یہ عمارت اپنی طرز کی تنہا چیز تھی اور مجھے اعتراف ہے کہ پہلے کبھی کسی بھی چھوٹی سی عمارت نے میرے دل پر ایسا اثر نہیں کیا جیسا کہ اس "مندر" نے کیا۔ لیکن پھر یہ بھی بات تھی کہ میں نہ تو انجینئر تھا اور نہ معمار۔ اور پھر جیسا کہ بعد میں اسکوبیسے نے مجھے یاد دلایا کہ یہ عمارت کسی قبل از تاریخ کی کسی عمارت کی نقل تھی۔ بہرحال یہ "مندر" کسی کا ایک خواب تھا جسے اس نے پتھر میں ڈھال دیا تھا۔

ہم ایک وسیع و عریض برآمدے کے سامنے پہنچے۔ یہاں بھی سنگ مرمر کی غیر تراشیدہ سلیں زینے کا کام دے رہی تھیں اور اس برآمدے میں ایک کرسی پر جو قریب کے جنگل کی لکڑی اور خام چمڑے کی پٹیوں کی بنی ہوئی تھی، ایک آدمی ڈریسنگ سوٹ پہنے بیٹھا تھا اور کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔ ہم قریب پہنچے تو وہ اٹھا اور سورج کی شعاعیں پوری طرح سے اس کے چہرے پر پڑیں کیونکہ برآمدہ مشرق کے رخ تھا۔ چنانچہ یوں میں اس شخص کو اچھی اور پوری طرح سے دیکھ سکا۔ اسکی عمر چالیس برس

سے کم تھی اور چہرے کے نقوش کرخت، رنگت گہری، رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی اور چہرے پر انتہائی تھکن کے آثار۔ یہ کسی اچھے انسان کا چہرہ نہ تھا بلکہ اس انسان کا تھا جس نے اپنی تمام تر شیطانی قوتوں اور برائیوں کو۔ جو ہر انسان میں موجود ہوتی ہیں۔ پوری پوری آزادی دے دی ہو اور اب وہ خود ہی ان کا غلام بن گیا ہو۔

بہر حال یہ شخص مجھے پسند نہ آیا۔ اپنی اس ناپسندیدگی کی وجہ اس وقت میں سمجھ نہ سکا۔"

"ایک کیس ہے تمہارے لئے راڈ" مارتھام نے چیخ کر کہا۔

"اچھا" وہ بولا۔ اس کی آواز گونجدار تھی اور لہجہ تعلیم یافتہ انگریز کا سا ہمدردانہ۔ "کیا ہوا؟ گھوڑے پر سے گر پڑے؟"

پھر ہمارا تعارف کرایا گیا اور اسکاٹ نے اپنے زخمی ہونے کی تفصیلات بتائیں۔

"تو پھر" ڈاکٹر راڈ نے اپنی کالی، گہری آنکھوں سے اسکی ٹانگ کا جائزہ لیتے ہوئے کہا "چند دنوں چلنے کا [illegible] گولی پھر کے آرپار ہو گئی ہے۔ ہم۔ چنانچہ خود ہی زخم کی خبر گیری کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ تم بے حد تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہو چنانچہ کہانی بیان کرنے کی ضرورت نہیں جو بھی مسٹر کوانٹرمین سے بہر حال سن لوں گا۔ آؤ۔ لیٹ جاؤ یہاں کہ میں تمہارا زخم ذرا دیکھ لوں تب تک ناشتہ بھی تیار ہو جائے گا۔"

اور پھر وہ ہمیں اس کمرے میں لے گیا جس کی کھڑکیاں برآمدے میں کھلتی تھیں یہ ایک بے حد خوبصورت کمرہ تھا جس میں دو پلنگ رکھے ہوئے تھے ڈاکٹر راڈ نے ایک پلنگ پر اسکوٹ کو لٹا کر اس کی پتلون کا پائنچہ اوپر

چڑھایا میری باندھی ہوئی پٹی کھولی اور زخم کا معائنہ کیا۔

"تکلیف دہ ہے؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں۔ بہت" اسکوبے نے جواب دیا "ران تک درد کی لہک پہنچ رہی ہے"

اب اس نے پتلون اتار کر زخم کا پوری طرح معائنہ کیا۔

"ہم۔م۔م" ڈاکٹر بولا "اسے پچکاری سے صاف کرنا پڑے گا۔ میں ضروری چیزیں لے کر آتا ہوں"

میں بھی اس کے پیچھے ہی پیچھے کمرے سے باہر آ گیا اور جب یقین ہو گیا کہ اب ہماری آواز اسکوبے تک نہ پہنچے گی تو میں نے پوچھا۔

"کیا خیال ہے ڈاکٹر؟ مجھے تو پیر کی حالت کچھ اچھی نہیں معلوم ہوتی"

"ٹانگ کی حالت واقعی خراب ہے۔" اس نے سر ہلایا "اسقدر خراب کہ میں تو ٹانگ کو گھٹنے کے نیچے سے کاٹ ڈالنے کے متعلق سوچ رہا ہوں۔ تم خود دیکھ سکتے ہو کہ خون میں زہر ہو گیا ہے جو سرعت سے پھیل رہا ہے"

"آپ کے خیال میں گوشت کے سڑ جانے کا خطرہ ہے؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میرے خدا!" میرے منہ سے نکلا۔

"نہیں کہا جا سکتا کہ اس گولی پر بارود ہے کی اس کو چھوا گیا تھا اور پھر زخم کا فوری علاج کبھی ایسا نہیں ہوا جیسا ہونا چاہئے۔ چنانچہ سیپٹک تو ہو ہی گیا ہے اب ممکن ہے کہ سڑاند پیدا ہو جائے۔ تمہارے ساتھی کا مزاج کیسا ہے؟ گرم؟"

"نہیں"

"بشاش؟"

"ہاں"۔

اور وہ کچھ سوچنے لگا۔ میں دھڑکتا دل لئے اس کے فیصلہ کا منتظر رہا اور اس نے بہت جلد ایک آخری فیصلہ کر لیا۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔ ورنہ تو جانو ایک ٹانگ گنوا بیٹھنا بے حد سنگین معاملہ ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک تو یہ موت کے برابر ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ تمہارا ساتھی اتنا زیادہ حساس نہیں ہے اس لئے۔ اس سے خاصا فرق پڑ جاتا ہے ہم ایک موقع دیتے ہیں اسے۔ لیکن اگر چوبیس گھنٹوں میں سوجن کم نہ ہوئی، علامتیں معدوم نہیں ہوئیں تو پھر مجبوراً مجھے آپریشن کرنا پڑے گا۔ تم فکر نہ کرو۔ میں لندن کے ایک ہسپتال میں سرجن رہ چکا ہوں اور یہاں بھی اکثر و بیشتر مقامی لوگوں کے آپریشن کرتا رہا ہوں۔ یہ تمہارے ساتھی کی خوش قسمتی ہے کہ تم اسے لے کر سیدھے یہاں آ گئے"۔

ضروری تیاری کرنے اور اپنے ہاتھ دھونے کے بعد اسکو بیمے کے پاس واپس آیا۔ پچکاری سے زخم کو دھو کر اور دوائی مرہم لگا کر ٹخنے سے گھٹنے تک پٹی باندھ دی۔ پھر دودھ کے ایک گلاس میں دو انڈے توڑ کر بیمے کو پلایا اور اسے آرام کرنے کی ہدایت کر کے اسے اور مجھے بھی خبردار کیا کہ فی الحال اسے کھانے کو کوئی چیز نہ دی جائے۔ پھر ڈاکٹر کی پیشانی کا بل وہ گہرا کر اور مجھے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اور وہ میں نے تھوڑی سی خواب آور دوا ملا دی ہے"، جب ہم کمرے سے باہر آ گئے تو ڈاکٹر راڈ نے کہا۔ "چنانچہ تمہارا ساتھی چند گھنٹوں تک سوتا رہے گا۔ اس لئے اسے چھیڑنا مناسب نہیں۔ چنانچہ اب تم ذرا نہا دھو لو"۔

"کہاں لے جاؤ گے تم مسٹر کواٹرمین کو؟" مارنہام نے پوچھا۔

"اپنے کمرے میں" راڈ نے جواب دیا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے؟ ہیڈا کا کمرہ جو ہے۔"

ہیڈا کسی بھی وقت آسکتی ہے" راڈ نے کہا" اس کے علاوہ بہتر ہوگا کہ مسٹر کواٹرمین مسٹر اسکوبے کے کمرے میں ہی سوئیں۔ بہت ممکن ہے کہ رات کو انہیں کسی کی ضرورت پڑ جائے۔ زخمی کے پاس کسی کا موجود ہونا بے حد ضروری ہے"

مارنہام نے کچھ کہنے کے لئے اپنا منہ کھولا لیکن پھر خاموش ہو رہا۔۔۔ بالکل اس ملازم کی طرح جو آقا کی ڈانٹ سے ڈر کر خاموش رہنے میں ہی اپنی خیریت سمجھتا ہو۔ بات بالکل معمولی تھی اس کے باوجود ان دونوں کے تعلقات مجھ پر ظاہر ہو گئے۔ ڈاکٹر راڈ بالادست تھا۔ وہ لیفے سالمتی کا آقا تھا اور مارنہام خود اپنی بیٹی کے کمرے کے معاملے جیسی معمولی بات میں بھی اس سے اختلاف کرتے ڈرتا تھا۔ یہ دونوں۔ یعنی مارنہام اور راڈ عجیب آدمی تھے اور ان کی جوڑی بھی اتنی ہی عجیب تھی اور اگر اسکوبے کی طرف سے میں متفکر اور پریشان نہ ہوتا تو میں ان دونوں سے گہری دلچسپی لیتا۔ اور ان سے اور ان کے تعلقات سے دلچسپی لینا میرے لئے مقدر ہو چکا تھا۔

خیر۔ تو میں بقول ڈاکٹر" نہانے دھونے" اس کے کمرے میں چلا گیا اور جب میں وہاں اکیلا تھا تو مجھے کمرے کا جائزہ لینے کا موقع مل گیا۔ پورے گھر کی طرح اس کمرے میں بھی لکڑی کے تختے لگے ہوئے تھے لیکن یہاں تختے کتابوں اور دواؤں کی بوتلوں کی الماریوں کا کام دے رہے تھے

کتابیں دیکھیں تو ڈاکٹر کے ذوق اور پسند کا اندازہ لگانا مشکل ہوگیا۔ ڈاکٹری کی کتابیں، فلسفہ کی کتابیں، تاریخ اور فرانسیسی مصنفوں کے ناول جو تالے میں بند تھے۔ اور ہاں چند کتابیں سحر اور جادو کے متعلق بھی تھیں۔ ایک جلد بائبل کی بھی تھی۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ کتاب مقدس کبھی کھولی بھی گئی ہے یا نہیں میں نے یہ جلد اٹھالی اور اس کا پہلا ہی صفحہ کھولا تھا کہ گھبرا کر اسے واپس الماری میں رکھ دی۔ کیونکہ پہلے ہی صفحہ پر جس چیز پر میری نظر پڑی وہ ایک مہر تھی جو سرخ روشنائی سے لگائی گئی تھی اور یہ مہر تھی "ایچ۔ ایم۔ کا قید خانہ۔" میں یہ بتانا ضروری نہیں سمجھتا کہ یہ "جیل" کہاں تھی۔

البتہ یہاں یہ بتا دوں کہ اس ایک مہر اور اس کے حروف کے ذریعہ میں اس شخص ڈاکٹر راڈلی زندگی کے وہ واقعات معلوم کرنے میں کامیاب ہوگیا جو اس کی بربادی کا باعث بنے تھے تفصیلات بیان کرنے کے بجائے یہاں صرف یہ بتا دوں کہ جوئے کی لت اور اپنا قرض ادا کرنے کے لئے اپنی ڈاکٹری مہارت کا غلط اور ناجائز استعمال اس شخص کے زوال کی بنیاد تھا۔ ایک بات البتہ عجیب تھی کہ یہ کتاب، جو اس کا راز فاش کر رہی تھی اور جو غالباً اسے جیل کے پادری نے دی تھی، اس نے سنبھال کر رکھی تھی۔ لیکن تجربہ یہ ہے کہ ہر آدمی، خصوصاً مجرم، ایک نہ ایک غلطی کر جاتا ہے۔ یا ہو سکتا ہے کہ اس کتاب سے اس کی کچھ یادیں وابستہ ہوں۔ اور پھر یہ بات بھی تھی کہ جو صفحہ اتفاقاً مجھ سے کھل گیا تھا۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ وہ لوقا کا باب تھا.. وہاں تک اس نے کتاب مقدس پڑھی بھی نہ تھی چنانچہ ڈاکٹر راڈ خود اس بات سے بے خبر تھا کہ اس کتاب کے

ایک صفحہ پر جیل خانے کی مہر لگی ہوتی ہے۔

اب میں اسکی پچھلی زندگی کے متعلق بہت حد تک صحیح اندازہ لگا سکتا ہوں۔

مصیبت سے نکلنے کے بعد یا اس میں پھنسنے کے بعد راڈ نے جنوبی افریقہ میں ڈاکٹری شروع کردی لیکن کسی طرح اس کا راز فاش ہو گیا اور اس کے ماضی کی تہ میں سے اس کے گناہ کھود کر نکالے گئے یہ غالباً اس کے ان دوست نما دشمنوں کا کام تھا جو اسکی ڈاکٹری مہارت اور شہرت سے جلتے تھے چنانچہ اس کی پریکٹس ٹھپ ہو گئی اور ڈاکٹر راڈ ٹرانسوال چلا آیا۔ اس وقت ٹرانسوال جرائم پیشہ اور قانون سے بھاگے ہوئے یا بدنام لوگوں کا گویا گڑھ بنا ہوا۔ وہاں بھی اس نے شہر میں قیام نہ کیا بلکہ وحشی کافروں کی سرحد پر اس نے گویا پناہ لی یا دوسرے لفظوں میں وہ روپوش ہو گیا۔ یہاں اسکی ملاقات ایک دوسرے عجیب کردار کے آدمی سے ہوئی۔ یہ مارنہام تھا اور اس کے ساتھ مل کر ڈاکٹر راڈ نے ایک مشکوک لیکن منافع بخش تجارت شروع کر دی لیکن ساتھ ہی ساتھ کافروں کا علاج اور آپریشن کرتا رہا اور اس طرح نہ صرف ان میں ہر دل عزیز بلکہ محترم بھی بن گیا۔ جس دن ہم وہاں پہنچے ہیں اسی دن شام تک میں نے یہ بھی پتہ لگا لیا کہ گھر کے پیچھے راڈ کا چھوٹا سا ہسپتال تھا جس میں پانچ پلنگوں پر کافر مریض تھے اور دو کافر "مرد نرسوں" کی خدمات انجام دے رہے تھے اور یہ "مرد نرس" ڈاکٹر راڈ کے ہی تربیت یافتہ تھے اس کے علاوہ روزآنہ کئی کافر مریض۔ اکثر دور دراز کے علاقوں سے۔ ڈاکٹر راڈ کے پاس علاج کروانے آتے تھے اور کبھی کبھار وہ سفید فاموں کے بھی۔ جو اتفاقاً قریب کے کسی شہر یا بستی میں اگر بیمار پڑ جاتے تھے علاج کے لئے چلا جاتا تھا۔

ہم تینوں نے ایک بے حد خوبصورت کمرے میں بیٹھ کر ناشتہ کیا جس کی کھڑکی میں سے جو منظر نظر آتا تھا وہ اتنا خوبصورت اور مسحور کن تھا کہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔ کافر جو ناشتے کی میز کے سامنے مودب کھڑے تھے اور "بیرے" کی خدمت انجام دے رہے تھے قابل رشک حد تک سدھے ہوئے تھے اور" دسترخوان کے آداب" سے واقف تھے کھانا بھی نفاست سے پکایا گیا تھا اور بدمزہ نہ تھا اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ میز پر جو برتن تھے وہ چاندی کے تھے۔ حیرت کی بات میں نے اس لئے کہا ہے کہ افریقہ کے اس حصہ میں اس وقت چاندی تقریباً نقا تھی۔ کمرے کی دیواروں پر جو تصویریں لگی ہوئی تھیں ان میں ایک خوبصورت عورت کی تصویر بھی تھی جس کے بال اور آنکھیں بھی کالی تھیں۔

"تمہاری صاحبزادی ہیں مسٹر مارنہام؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں اس کی ماں ہے" اس نے مختصر جواب دیا۔

اس کے فوراً بعد ہی مارنہام کو کسی کام کے لئے کمرے سے باہر بلایا گیا۔

تب ڈاکٹر راڈ نے کہا:۔

"تم دیکھ سکتے ہو کہ اڑمین کہ یہ ۔ یعنی مسز مارنہام ۔ بدیسی ہے ۔ ہنگری کی ہے ۔ اور ہنگری کی عورتیں بے حد خوبصورت ہوتی ہیں۔"

"یہ تو تصویر سے ہی ظاہر ہے" میں نے کہا" لیکن کیا یہ خاتون یہیں رہتی ہیں؟"

"جی نہیں۔ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ یا کم سے کم میرا خیال ہے کہ وہ اس دنیا میں نہیں رہیں۔ لیکن یہ میں یقین سے نہیں کہہ رہا۔ کیونکہ لوگوں کے نجی معاملات میں دخل دینا میرے اصول کے خلاف ہے۔ میں اس خاتون کے متعلق اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ بے حد حسین تھی اور جب مارنہام نے

اپنی زندگی کی ڈھلتی سہ پہر میں، اس خاتون سے شادی کی تو اس وقت ان کی عمر صرف اٹھارہ سال کی تھی۔ ایسے معاملات میں۔ یعنی مرد معمر اور بیوی کم عمر ہو۔ جو اکثر ہوتا ہے وہی ہوا۔ مارنہام اپنی بیوی پر کڑی نظر رکھنے لگا۔ لیکن یہ ازدواجی زندگی بے حد مختصر رہی کیونکہ وہ اپنی بیٹی کو جنم دینے کے ایک برس بعد ہی اس دنیا سے سدھار گئی۔ اس کا مارنہام کو ایسا صدمہ ہوا کہ وہ بچی کو لے کر جنوبی افریقہ چلا آیا اور یہاں نئے سرے سے زندگی شروع کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ہنگری سے اور مسز مارنہام سے خط و کتابت نہیں کی اور نہ ہی خود مارنہام نے اپنی بیٹی کے سامنے کبھی اس کا نام لیا۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ مر گئی ہے۔"

میں نے سوچا کہ ان واقعات سے چند دوسری باتوں پر بھی روشنی پڑتی ہے لیکن میں خاموش رہا کیونکہ اس موضوع کو آگے بڑھانا مجھے مناسب معلوم نہ ہوا۔

عین اسی وقت مارنہام کمرے میں آگیا اور مجھے بتایا کہ ایک کافر ابھی ابھی خبر لے کر آیا ہے کہ باسوتو لوگ ہمارے بیل لے کر اپنے "گھروں" کی طرف چلے گئے ہیں اور چھکڑا اور ہمارا سامان وہیں چھوڑ گئے ہیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے زائد بندوقیں اور کارتوس بھی' جو ہم چھوڑ کر بھاگے تھے نہیں چرائے۔

"یہ ہماری خوش قسمتی ہے" میں نے حیرت سے کہا" لیکن بات ہے بڑی عجیب مسٹر مارنہام! باسوتو لوگوں کی اس گویا دریا دلی کو تم کیا سمجھے ہو؟"

مارنہام نے شانے اچکائے اور جواب دیا:

"دنیا جانتی ہے مسٹر کواٹرمین کہ کافروں کے عادات و اطوار اور رسومات کسی

سے بھی زیادہ تم جانتے ہو بلکہ تم اس کے گویا ماہر ہو۔"

"دو ہی باتیں میری تو سمجھ میں آتی ہیں"

"باتیں؟"

"میرا مطلب ہے دو ہی وجوہات ہو سکتی ہیں"

"اور وہ کیا ہیں؟"

"ایک تو یہ کہ ان کے خیال میں ہمارا چھکڑا اور سامان ٹاگیشی ہے۔ یعنی سحر زدہ۔ چنانچہ اسے چھونا بھی ان پر مصیبت یا موت نازل کر سکتا ہے حالانکہ بیل ٹاگیشی نہ تھے۔ دوسری یہ کہ ان کے خیال میں چھکڑا اور سامان۔ خیال رہے بیل نہیں۔ ان کے کسی دوست کی ملکیت ہیں جسے لوٹنا مناسب نہیں سمجھے یا نہیں سمجھا"

مارتہام نے تیز نظروں سے میری طرف دیکھا لیکن منہ سے کچھ نہ کہا۔ اور میں نے باسوتو لوگوں کے ہم پہ حملے کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد کہا:

"اس سارے معاملے میں ٹیپ کا بند یہ ہے کہ ایک زخمی باسوتو نے ہمیں بتایا کہ کسی شرابی سفید فام نے ساکوکونی کو ہماری آمد کی اطلاع دی تھی اور یہ کہ اس نے ان شیطانوں کو حکم دیا تھا کہ ہماری بندوقیں اور جانور حاصل کر لیں۔ یہ باسوتو، جو زخمی تھا اور رحم طلب کر رہا تھا، بتانے سے پہلے کہ یہ سفید فام کون ہے، دریا میں غرق ہو گیا"

"میں سمجھتا ہوں کوئی بوشمہ ہو گا" مارتہام نے سکون سے کہا۔ "اور یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ ان دنوں یہ لوگ ہم انگریزوں سے خوش نہیں ہیں۔ اسکے علاوہ اتفاقاً مجھے معلوم ہوا ہے کہ بوشمہ یا ان میں کے چند انگریزوں کے

خلاف ساکوکونی سے ساز باز کر رہے ہیں براہ راست نہیں بلکہ اس کے "پنچو" یعنی وزیر کے ذریعہ جس کا نام مارکو ریوجی ہے۔ یہ " وزیر اور داج ہے اور جو اپنے بیٹھنے کے لئے دو تپائیاں پسند کرتا ہے"

" اور اس ساز باز کا جو بھی نتیجہ ہو گا وہ ظاہر ہے۔ بہر حال اب مجھے یاد آیا کہ اس زخمی کا فر نے صرف یہ کہا تھا کہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ ہماری بندوقیں اور بیل چھین لئے جائیں اور ہماری جانیں بھی لے لی جائیں۔ چھکڑے کا اس نے ذکر نہیں کیا"

" بالکل یہی بات ہو گی مسٹر کواٹر مین۔ میں اپنے چند آدمی تمہارے ملازموں کے ساتھ بھیج دوں گا کہ وہ چھکڑا اور جو کچھ سامان بچ رہا ہے یہاں لے آئیں"

" آپ دو بیل مجھے نہیں دے سکتے کہ چھکڑا یہاں کھینچ لائیں؟" میں نے پوچھا۔

" نہیں۔ ہمارے پاس بچھڑوں کے علاوہ کچھ نہیں رہ گیا۔ سرخ پانی اور پھیپھڑوں کی بیماری اس موسم میں ایسی پھیلی ہے کہ سینگوں والے مویشی ملک سے قریب قریب ختم ہو گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پیرے ٹو دریا کے اس طرف تمہیں بیلوں کی ایک بھی جوڑی نہ تو قیمتاً مل سکتی ہے، نہ مستعار اور نہ ہی چوری کا ہے البتہ جن ڈچ لوگوں کے پاس بیل ہیں لیکن وہ دینے سے رہے "

" یہ بری خبر سنائی ہے تم نے۔ میں تو ایک دو دن میں یہاں سے روانہ ہو جانے کے متعلق سوچ رہا تھا"

" تمہارے دوست کئی دنوں تک سفر کے قابل نہ ہو سکیں گے" ڈاکٹر راڈ نے کہا جناب تک بڑی بے تکلفی سے ہماری باتیں سن رہا تھا" البتہ تم چاہو تو گھوڑے

پر روانہ ہو سکتے ہو لیکن وہ بھی اس وقت جب وہ سستا کر تازہ دم ہو جائے۔

"تم نے بتایا تھا کہ تم بیلوں کی ایک جوڑی میرے ٹوریا میں چھوڑ آئے ہو" مارتہمام نے کہا۔ "میں کہتا ہوں تم جا کر ان بیلوں کو یہاں لے آؤ۔ یا اگر تم مسٹر اسکو میبے کو اکیلے چھوڑنا نہیں چاہتے تو اپنے کسی آدمی کو بھیج دو"

"اس مشورے کا شکریہ۔ میں غور کروں گا اس پر" میں نے جواب دیا۔

اس صبح فنٹ سیک اور گاڑی بان کو مندر کے چند ملازموں کو بیلوں کو لانے کے لئے بھیج دینے کے بعد۔ میں تھکا ہوا تھا چنانچہ ان کے ساتھ نہ گیا۔ کمرے میں پہنچا تو دیکھا کہ اسکو میبے ابھی تک سو رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ تھوڑی سی نیند میں بھی گھسیٹ لوں چنانچہ برآمدے میں رکھی ہوئی ایک لمبی آرام کرسی میں بیٹھ کر میں نے آنکھیں بند کر لیں اور سو گیا۔ اور اس نیند میں میں نے کئی قسم کے خواب دیکھے اور اس نیند میں ہی میں نے دو آوازیں سنیں جو باتیں کر رہی تھیں یہ ہمارے میزبانوں کی آوازیں تھیں۔ یعنی مارتہمام اور ڈاکٹر راٹر کی جو برآمدے میں نہیں بلکہ جیسے کہیں دور کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ اور حقیقت میں وہ دونوں باتیں کر رہے تھے لیکن اتنی دور کہ اگر میں جاگ رہا ہوتا تو ان کی باتیں سُن سکتا۔ لیکن میرا تجربہ یہ ہے کہ جب آدمی نیند اور بیداری کے درمیان ہوتا ہے تو اس کی تمام حسیں بہ نسبت مکمل بیداری کے زیادہ تیز ہوتی ہیں اور وہ وہ آوازیں سن لیتا ہے جو بہت دور پیدا ہوتی ہیں۔ اکثر دفعہ وہ ان آوازوں کو یا تو خواب سمجھتا ہے یا پوری طرح سے بیدار ہونے کے بعد بھول جاتا ہے۔"

اسی عجیب ذہنی حالت میں۔ نیم بیداری اور نیم خواب کی حالت

یں میں نے ڈاکٹر راڈ کو مار نہام سے کہتے سُنا:۔

"تم ان لوگوں کو یہاں کیوں لائے؟"

"میں انہیں یہاں نہیں لایا" مار نہام نے جواب دیا" بلکہ قسمت، تقدیر، مقدر، خدا یا شیطان ۔ جو تمہارا جی چاہے کہہ لو ۔ انہیں یہاں لایا ہے۔ حالانکہ اگر تمہاری آرزو پوری ہو جاتی تو یہ لوگ کبھی یہاں نہ پہنچ پاتے ۔ بہر حال میں خوش ہوں کہ یہ لوگ یہاں آ گئے۔ اس جہنم میں میں اتنی مدت سے رہ رہا ہوں کہ مرنے سے پہلے انگریز شریف زادوں سے گفتگو کرنے کے اس موقع کو میں خوش آمدید کہتا ہوں"

"انگریز شریف زادے" راڈ نے کہا" اسکو میں بے شک شریف زادہ کہہ سکتا ہوں لیکن اس بوڑھے شکاری کے متعلق کیا کہتے ہو؟ میں پوچھتا ہوں کہ وہ ان بے شمار شکاریوں، کافروں سے تجارت کرنے والوں اور آوارہ گردوں سے کسی صورت میں بہتر ہے جو افریقہ کے ہر گوشے میں مل جاتے ہیں؟"

"ہاں بھئی۔ کسی صورت میں بہتر ہوں؟ میں نے نیند میں اپنے آپ سے پوچھا۔

"اگر تم نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں تو پھر میں تمہیں نہیں سمجھا سکتا۔ لیکن جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ کوارٹر مین کی رگوں میں اتنا ہی شریف خون ہے جتنا کہ میری رگوں میں اور تم سے لاکھ درجہ بہتر ہے" مار نہام نے آخری الفاظ طنز سے کہے اور پھر اضافہ کیا" اور یہاں کے سفید فاموں اور کافروں میں اس کی عزت ہے اور اس کی ایمانداری کی کہانیاں بیان کی جاتی ہیں اور تم جانو یہ بڑی بات ہے"

"اچھی بات ہے" ڈاکٹر نے اپنی مخصوص آواز میں جواب دیا۔ میں تم سے

اتفاق کئے لیتا ہوں کہ گواٹر مین بھی شریف زادہ ہے ۔ میں پھر پوچھتا ہوں کہ تم انہیں یہاں کیوں لائے جبکہ ایک لفظ میں کام آسان ...... وہ ایکدم سے خاموش ہو گیا۔"

"میں کہہ چکا ہوں کہ وہ ہیں نہ تھا۔ آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"میں پوچھتا ہوں کہ اس وقت، جب ہم ایکبار پھر برطانوی حکومت کے سامنے ہیں آگئے ہیں، دو انگریز شریف زادوں کو ۔ جو ایماندار اور حکومت کے وفادار بھی ہیں" غیر معینہ مدت کے لئے ہمارے یہاں رکھنا کہاں کی عقلمندی ہے کہ وہ ہم سے اور ہمارے کاروبار سے واقف ہو چلے تھے اور یہاں ان کا قیام اس لئے عمل میں آیا ہے کہ تم مرنے سے پہلے انگریز شریف زادوں سے گفتگو کا لطف لینا چاہتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ ان باسوتو لوگوں سے کہہ دیا جاتا کہ وہ ان شریف زادوں کو ہیبرے ٹوریا کی طرف نکل جانے دیں؟"

"کیا بہتر ہوتا اور کیا نہیں یہ تو میں نہیں جانتا لیکن میں پھر پوچھتا ہوں کہ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ مطلب کیا ہے تمہارا؟"

"ایک دو دن میں ہیڈا آرہی ہے بلکہ کسی وقت بھی یہاں پہنچ سکتی ہے" راڈ نے اپنے پائپ کی راکھ جھٹکتے ہوئے کہا کیونکہ پائپ ٹھونکنے کی کھٹ ۔ کھٹ" میں سن رہا تھا۔

"ہاں ۔ کیونکہ خود تم نے مجھ سے خط لکھوایا تھا کہ مجھے ہیڈا کی ضرورت ہے چنانچہ وہ جلد از جلد یہاں آجائے ۔ ہاں تو اس کے آنے سے کیا ہوتا ہے؟"

"کچھ نہیں سوائے اس کے کہ میں نہیں چاہتا کہ اس کی ملاقات اسکو بہ جیسے

انگریز شریف زادے سے ہو اور یہ ملاقاتیں بڑھیں"
مارنہام ہنسا۔ اس کی ہنسی بڑی طنزیہ تھی۔"

"آ۔ ہاں۔ اب میں سمجھا" وہ بولا" صاف اور سیدھی بات ہے یعنی الجھنیں پیدا ہوں گی اور دوسری باتیں ہوں گی۔ میری تو دعا ہے کہ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو کیونکہ میں اسکومبے خاندان سے واقف ہوں یا تھا اور میں اس قسم سے بھی واقف ہوں جو راڈ کہلاتی ہے"

"میری توہین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم اس معاملے کو بہت زیادہ کھینچو گے۔ میں نے جو کچھ کیا ہے اس کی قیمت میں ادا کر چکا ہوں۔ لیکن تم نے قیمت ادا نہیں کی۔ اب تک نہیں کی۔"

"اسکومبے بیمار ہے۔ زخمی ہے اور تم ایک ماہر اور تجربہ کار ڈاکٹر ہو۔ اگر تم اسکومبے سے اتنا ہی ڈرتے ہو تو اسے مار کیوں نہیں ڈالتے؟"
مارنہام نے تلخی سے پوچھا۔

"یہ تم نے میری دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھا ہے" راڈ نے جواب دیا۔" آدمی ہر معاملے میں تو بے ایمانی کر سکتا ہے، سب کچھ بیچ سکتا لیکن اپنے پیشے کی عزت نہیں۔ میں اسکومبے کو اچھا کرنے میں اپنی تمام تر مہارت کو بروئے کار لے آؤں گا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ اطمینان رکھو وہ اچھا ہو جائے گا۔"

اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور چونکہ آس پاس کوئی نظر نہ آ رہا تھا اس لئے میں سوچنے لگا کہ یہ میں نے خواب دیکھا تھا یا کیا؟ بہر حال نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ بیلیوں کو لانے کے لئے فنٹ سیک کو پیرے ٹو دیا بھیج دوں گا۔ میں خود نہ جاؤں گا۔"

پانچواں باب

بازی

اس رات میں اسکہ بیبے کے کمرے میں سویا اور اس کی خبر گیری کرتا رہا۔ اس کا بدن تپ رہا تھا اور پیر کی تکلیف سے اس کی آنکھ بار بار کھل جاتی تھی اور پھر وہ دیر تک جاگتا رہتا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ ڈاکٹر راڈ کو برداشت نہیں کر سکتا اور جلد از جلد یہاں سے رخصت ہو جانا چاہتا ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ یہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ اس کے زائد بیل پیرے ٹوریا سے نہیں آ جاتے اور انہیں لانے کے لئے میں ملازموں کو بھیجنے والا ہوں۔ دوسری باتیں میں نے اس سے چھپائیں اور یہ بھی نہ بتایا کہ اس کے پیر کی حالت کس قدر خطرناک ہے۔ رات کے دو بجے وہ گہری نیند سو گیا تو میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور پھر خود میں بھی سو گیا۔

ناشتے سے کچھ ہی دیر پہلے، جب میں جھگڑے سے لائے ہوئے صاف ستھرے کپڑے پہن چکا تھا، راڈ آیا اور اس نے اپنے مریض کا مکمل اور ماہرانہ معائنہ کیا اور میں برآمدے میں بے چینی سے نتیجے کا منتظر رہا۔ آخر کار راڈ نے کمرے سے باہر آکر کہا:۔

"آ۔ہم۔ میرا خیال ہے کہ ہم تمہارے ساتھی کی ٹانگ بچانے میں کامیاب ہو جائیں گے حالانکہ آئندہ چوبیس گھنٹوں سے پہلے میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ بہر حال مایوس کن جو علامتیں تھیں وہ غائب ہو چکی

ہیں اور بخار بھی دو ڈگری کم ہے تاہم جب تک ٹیمپریچر نارمل نہیں ہو جاتا اسے بستر پہ ہی رہنا اور ہلکی غذا ہی کھانا ہے اس کے بعد وہ برآمدے میں اس لمبی آرام کرسی میں لیٹ سکتے ہیں۔ کسی بھی حالت میں مسٹر اسکوجیے کو اٹھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔"

میں نے اس کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور مارنہام کے متعلق پوچھا کہ کہاں ہے کیونکہ میں بیلوں کی جوڑی لانے کے لئے فٹ سیک کو بیرے ٹوریا بھیجنے کے متعلق اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ ابھی سو رہا ہے۔ ڈاکٹر نے جواب دیا" میرا خیال ہے کہ گزشتہ رات مارنہام کی "بھیگی رات" تھی اجنبیوں سے ملنے کی خوشی اور ۔ وغیرہ وغیرہ۔"

"بھیگی رات؟" میں نے الجھ کر پوچھا۔

"مارنہام بے حد عمدہ انسان ہے لیکن ہر آدمی کی طرح اس کی بھی چند کمزوریاں ہیں اور جب اس پہ دورہ پڑتا ہے تو وہ اتنی شراب اپنے معدے میں پہنچاتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ یہ میں تمہیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ اگر تم ایسی ویسی بات دیکھو تو تعجب نہ کرو یا جب اس کی ایسی حالت ہو تو اس سے بحث مباحثہ کرنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ ایسے موقع پہ اس کا مزاج ۔ میرا مطلب ہے ۔ ذرا گرم ہوتا ہے۔ اچھا۔ اب میں جا کر اسے گرم دودھ پلاتا ہوں۔ یہ اس کا پسندیدہ تریاق ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ یہی تریاق یہاں میسر بھی ہے۔"

اور میں نے سوچا کہ یہ ہم ایک عجیب جگہ پہنچ گئے ہیں جہاں ہمیں ایک غیر معینہ مدت تک صحیح معنوں میں ٹانگ سے بندھے رہنا ہے۔

اس وقت میری جیبیں بھری ہوئی نہ تھیں تاہم میں سچ کہتا ہوں کہ اگر یہاں سے نکلنے کی کوئی صورت ہوتی تو میں خوشی سے ایک سو پونڈ رشوت یا نذرانے کے طور پر پیش کر دیتا یا انجام سے پہلے اپنی ہر چیز پھینک کر نکل جاتا لیکن خوش قسمتی سے خدا نے آدمی کو غیب کا علم نہیں دیا چنانچہ مستقبل قریب میں جو ہونے والا تھا اس سے میں واقف نہ تھا اور یہ اچھا ہی تھا۔

راڈ اور میں نے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کیا اور ناشتہ کے دوران ہم کافروں کے رسم و رواج کے متعلق باتیں کرتے رہے معلوم ہوا کہ اس معاملے میں اس کی معلومات بہت زیادہ تھیں۔ ناشتے سے فارغ ہو کر میں اس کے ساتھ اس کے مقامی مریضوں کو دیکھنے اس ہسپتال میں گیا جس کا ذکر میں نے پیچھے کہیں کر چکا ہوں۔ اس شخص کو میں پورا بدحواس سمجھ رہا تھا اور ایسا ہی تھا چنانچہ یہ دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ وہ اپنے مریضوں کے ساتھ بڑی بشاشت اور اخلاق سے پیش آ رہا تھا اور ان کا آدھا مرض تو اپنی تسلی بخش باتوں سے دور کر رہا تھا۔ یہی اس کی طبی مہارت تو اس کے متعلق میرا کچھ بھی کہنا فضول ہے کیونکہ وہ مرعوب کن تھی۔ وہ ایک موٹے اور بوڑھے کافر کا آپریشن کرنے والا تھا جو میرے خیال میں بڑا آپریشن تھا۔ کم از کم اس آپریشن میں مریض کو کلوروفارم دینے کی ضرورت تھی۔ راڈ نے پوچھا کہ کیا میں اس سلسلہ میں اس کی مدد کروں گا؟ میں نے بڑے اخلاق و احترام سے انکار کر دیا کیونکہ آپریشن وغیرہ سے مجھے وحشت ہوتی ہے چنانچہ میں اسے آپریشن کے آلات گرم پانی میں ابلتے اور خود اسے صاف ستھرا کرتے۔ یا اس قسم کا کوئی کپڑا

اپنے لباس پر پہنتا چھوڑ کر ہسپتال سے باہر آ۔ وہاں سے مندر کے برآمدے میں آگیا۔

یہاں مارنہام موجود تھا۔ اس کی آنکھیں قدرے سرخ تھیں اور ہاتھ کانپ رہے تھے ان دو علامتوں کے علاوہ " بھیگی رات " کی کوئی علامت دکھائی نہ دے رہی تھی۔ اس نے مجھ دیر سے اٹھنے کے متعلق کچھ کہا اور پھر بڑے اخلاق سے ۔ مارنہام بہرحال ایک شائستہ آدمی تھا۔ اسکو میبے کی طبیعت پوچھی اور یہ بھی دریافت کیا کہ مجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف یا کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ان رسمی باتوں کے بعد میں نے اس سے پوچھا کہ پیرے ٹوریا جانے کا آسان اور بہترین راستہ کون سا ہے ۔ اس سے مشورہ کرنے کے بعد میں نے مختلف خطوط لکھ کر فٹ سیک کو دیئے کہ اسے بیل حاصل کرنے میں بھاگ دوڑ نہ کرنی پڑے اور پھر اسے بیلوں کے دانے چارے کے لئے تھوڑی سی رقم بھی دے دی اور اسے تاکید کر دی کہ وہ جتنی تیزی سے سفر کر سکتا ہو اتنی تیزی سے سفر کر کے جلد از جلد یہاں واپس پہنچ جائے۔ اس کے بعد میں نے اسے اور اس کے ساتھ دو ملازموں کو رخصت کیا لیکن اسطرح کہ میرا دل شک سے دھڑک رہا تھا کہ میں فٹ سیک کو دوبارہ دیکھ سکوں گا یا نہیں حالانکہ وہ ایسے کاموں میں بڑا ہوشیار اور وفادار تھا۔ یہاں سے رخصت ہونے پر وہ ایسا خوش نظر آ رہا تھا کہ میں نے اس کی وجہ پوچھی حالانکہ یہ قدرتی بات تھی کہ وہ ایسے مشکل اور خطرناک سفر کے بعد سکون اور آرام حاصل کرنے کے خیال سے خوش ہوتا۔

" او باس !" اس نے جواب دیا " میرے خیال میں یہ مندر سیاہ فاموں کے لئے کچھ مبارک جگہ نہیں ہے ۔ مجھے ان لوگوں کے متعلق بتایا گیا ہے جو

یہاں میرے ہیں۔ وہ آدمی کارل، جس نے مجھے ہیرا دیا تھا، سو وہ کبھی میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی مر گیا کیونکہ گزشتہ رات میں نے اس کے بھوت کو اپنے سرہانے کھڑے اور سر ہلاتے دیکھا تھا۔ صرف میں نے ہی نہیں بلکہ ہمارے ملازموں نے بھی اسے دیکھا تھا"

"ہشت۔ اپنی یہ بھوتوں اور روحوں کی بکواس بند کرو۔ میں نے جھنجھلا کر کہا" اور دیکھو۔ وہ بیلمے کو بہت جلد یہاں واپس آجاؤ ورنہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم بھی مر جاؤ گے اور بھوت بنو گے سمجھے؟"

"آجاؤں گا۔ باس۔ آجاؤں گا" اس نے کہا اور بھاگتا ہوا رخصت ہوا اور اسے بھاگتے دیکھ کر میں نے ایک عجیب قسم کی بے چینی محسوس کی۔

کارل کے بھوت کی کہانی پر میں نے ظاہر ہے کہ یقین نہ کیا لیکن فٹ ریک اس پر۔ یعنی کارل کے بھوت پر۔ ایمان لے آیا تھا چنانچہ مجھے خوف یہ تھا کہ کارل کا بھوت کہیں اسے یہاں واپس آنے سے باز نہ رکھے۔ خود میں چلا جاتا اور یہی مناسب بھی تھا لیکن اسکو بنے کو ہمارے عجیب اور اجنبی میزبانوں کے ہاتھوں میں تنہا چھوڑنا مناسب نہ تھا اور کوئی دوسرا ایسا تھا نہیں جسے میں بھیج سکتا۔ یہ ہو سکتا تھا کہ میں بیلگریس ریسٹ تک چلا جاتا اور وہاں سے کسی سفید فام پیغام بر کو بیرے ٹو ریا بھیج دیتا۔ حالانکہ اس صورت میں مجھے ایسے نازک وقت میں مندر سے ایک دن کے لئے غائب رہنا پڑتا۔ لیکن میں نے ایسا بھی نہ کیا اور اپنی اس حماقت پر مجھے بعد میں پچھتانا پڑا۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ یہ خیال مجھے بہت بعد میں آیا اور تب وقت گزر چکا تھا اور اگر جلد یہ خیال آیا بھی ہوتا تو پھر یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ بیلگریس ریسٹ میں مجھے کوئی قابلِ اعتبار آدمی نہ ملتا۔

ایک ٹیلے پر سے نٹ سیک کو پہرے ٹوریا کا راستہ دکھا کر اور اسے رخصت کر کے واپس لوٹ رہا تھا تو میری ملاقات مارتہام سے ہو گئی جو گھوڑے پر سوار کہیں جا رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس نے باگیں کھینچ لیں اور مجھے بتایا کہ وہ سنگ تانی چشمے کی طرف جا رہا ہے کہ وہاں، جھکڑے پر نظر رکھنے کے لئے، کسی کو پہرے پر متعین کر دے۔ میں نے افسوس کرتے ہوئے کہا کہ ہماری وجہ سے اسے کافی تکلیف ہو رہی ہے۔ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں بلکہ وہ خوش ہے کہ۔ بیکاری میں اسے کچھ کام تو ملا۔

"یہاں تمہارا وقت کیسے کٹتا ہے؟" میں نے بے تعلقی سے پوچھا "کیونکہ نہ تو تم کھیتی باڑی کرتے ہو اور نہ ہی تمہارا کوئی فارم وغیرہ ہے۔"

"تجارت جو کرتا ہوں" اس نے سر ہلا کر کہا اور گھوڑا آگے بڑھا گیا۔

"یہ عجیب طرح کی تجارت ہے" میں نے سوچا "نہ تو اس کی کوئی دکان ہے اور نہ ہی گودام۔ خدا جانے کاہے کی تجارت کرتا ہے یہ شخص!"

اور ایک گھنٹہ گزرنے سے پہلے میرے لئے یہ معلوم کرنا مقدر ہو چکا تھا۔ اسکوبے کو ایک نظر دیکھنے اور اطمینان کرنے کے بعد کہ وہ آرام اور سکون سے تھا میں نے فیصلہ کیا کہ پتھر کی وہ کان ہی دیکھ لی جائے جہاں سے "مندر" بنانے کے لئے سنگ مرمر حاصل کیا گیا تھا کیونکہ میں نے سوچا کہ اگر اس کان میں، سنگ مرمر افراط سے ہے تو مستقبل میں اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے مندر سے چند سو گز دور اور گھنی جھاڑیوں کے بیچ میں اور پہاڑی کی ایک تنگ گھاٹی میں یہ کان تھی۔ اس کان سے مندر کے لئے پتھر گھسیٹ کر لائے گئے تھے جہاں سے ایک راستہ

سا بن گیا تھا چنانچہ اسی راستے پر چلتا ہوا میں وہاں پہنچ گیا۔ اور دیکھا کہ یہاں خاص سنگ مرمر کا پورا پہاڑ تھا جس میں کان کھودی گئی تھی۔ یہاں سطح پر جھاڑیاں اگ رہی تھیں چنانچہ ان جھاڑیوں میں اتر کر میں نے اس مقام کا معائنہ کیا۔

ان جھاڑیوں کے عقب میں ایک سوراخ تھا جو اتنا بڑا تھا کہ ایک آدمی رینگ کر آسانی سے اس میں گھس سکتا تھا۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ سنگ مرمر کہاں تک چلا گیا ہے میں اس سوراخ میں داخل ہو گیا لیکن یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس سوراخ یا سرنگ میں اور دہانے سے کوئی پانچ فٹ اندر کی طرف مضبوط چوبی کواڑ لگے ہوئے تھے۔ اس خیال سے اس جگہ کان کن اپنے آلات رکھتے ہوں گے یا کبھی رکھے ہوں گے میں نے کواڑوں کو ذرا سا دھکا دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یا تو کواڑوں میں تالا ڈالنا بھول گئے تھے یا پھر تالا خراب ہو گیا تھا۔ وجہ کچھ بھی ہو بہرحال میرے ڈھکیلتے ہی کواڑ کھل گئے۔ کان کی گہرائی معلوم کرنے کے لئے میں بے دھڑک اس سرنگ میں گھس پڑا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ اندر چونکہ اندھیرا تھا اسلئے میں نے دیا سلائی جلائی۔ سنگ مرمر تیچے ختم نہ ہو گیا تھا بلکہ یہاں بھی تھا اور پتہ نہیں کتنا آگے تک چلا گیا تھا کیونکہ تیلی کی روشنی میں غار کی سے یہ غار ہی تھا۔ سنگ مرمر کی چھت چمک رہی تھی۔ لیکن چھت کے علاوہ فرش نے بھی مجھے حیرت میں ڈال دیا کیونکہ یہاں تابوت جیسے لمبے لمبے چوبی بکس رکھے ہوئے تھے جن پر برمنگھام کی ایک مشہور فرم کے لیبل لگے ہوئے تھے اور جلی حروف میں لکھا تھا۔ "باڑھ باندھنے کے تار" اور پتہ تھا "میسرس مارتھام اینڈ راڈ ٹرانسوال وایا ڈیگولا بے

میں پہلے بھی ایسے تابوت نما بکس دیکھ چکا تھا چنانچہ فوراً سمجھ گیا کہ ان میں کیا تھا اور اگر میرے دل میں کوئی شک تھا تو اسے آسانی سے دور کیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ اتفاقاً ایک بکس کھلا تھا اور نصف کے قریب خالی تھا۔ میں نے اس میں ہاتھ ڈال دیا۔ میرا خیال غلط نہ تھا۔ اس میں معمولی اور سستی قسم کی رائفلیں تھیں جن کی قیمت افریقہ کے شہروں میں تو پینتیس سینٹ تھی لیکن کافر قبائل کے سردار ان رائفلوں کی قیمت نقد یا مویشیوں کی صورت میں دس پونڈ فی رائفل ادا کرتے تھے چنانچہ یہ تجارت زبردست منافع بخش تھی۔ پھر ان بکسوں کو دیکھا۔ جو یقیناً زبردست ذخیرے کا بقایا تھے۔ تو میری سمجھ میں آگیا کہ سردار ساکو کیونکر حکومت سے جنگ کرنے کی جرات کیسے کر رہا تھا۔ بے شک و شبہ کافروں کے پاس وہ بندوقیں یہیں سے پہنچی تھیں جن میں سے ایک کی گولی اسکومینے کی ٹانگ کو زخمی کر گئی تھی اور قریب قریب ہمارا صفایا کر گئی تھیں۔

میں نے تیلیاں جلائیں تو ظاہر ہوا کہ بندوقوں کے علاوہ غار میں دوسری چیزوں کا بھی ذخیرہ تھا۔ بارود کے پیپے، سستی شراب کے کنستر، سیسے کی سلاخیں، ایک بکس جس پر لکھا تھا" بندوق کی گولیاں بنانے کے سانچے اور دوسرے بکس پر لکھا تھا، "کارتوسی ٹوپیاں"۔ اس کے علاوہ چند بے ضرر چیزوں کے بھی بکس تھے، مثلاً کانچ کے دانے اور ایک بکس برمنگھام کے بنے ہوئے بھالوں سے بھرا ہوا تھا۔ لیکن میں ان بکسوں کو کھول کر دیکھنے کے لئے نہ ٹھہرا اور جلتی ہوئی تیلیوں کو اکٹھا کر اور رومال سے ہوا دے کر اپنے قدموں کے نشانات کو مٹاتا ہوا میں دوسرے راستے سے باہر آگیا اور ان جھاڑیوں کو، جنہیں ہٹا کر میں غار میں اترا تھا

ٹھیک کر کے میں نے سنگِ مرمر کی کان کا معائنہ جاری رکھا۔

اور یہ اچھا ہی ہوا کیونکہ چند منٹ بعد ہی ڈاکٹر راڈ وہاں آ گیا۔

"آپریشن کیسا رہا؟" میں نے بشاشت سے پوچھا۔

"کامیاب اور آسان" وہ بولا" حالانکہ اس بوڑھے کا فر نے ہوش میں آنے کے بعد میرے مردنرس کی کھوپڑی توڑ دینے کی کوشش کی تھی کیا تمہیں ارضیات سے دلچسپی ہے؟"

"یونہی سی" میں نے جواب دیا" میرا مطلب ہے اس سے روپیہ پیدا کرنے کی امید ہو جو یہاں ہے کیونکہ یہ سنگ مرمر خالص اور عمدہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن چقماق سے مجھے زیادہ دلچسپی ہے کیونکہ انہیں حاصل کرنا آسان ہے اور پھر اس کی تجارت میں منافع بھی زیادہ ہے۔ میں نے چقماق کے چند ٹکڑے تمہارے کمرے میں دیکھے ہیں چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہیں بھی ان سے زیادہ دلچسپی ہے یہ دیکھو تمہارا کیا خیال ہے اس کے متعلق؟"

اور میں نے وہ پتھر اپنی جیب سے نکال کر اسے دکھایا جو مجھے چند دن پہلے جھاڑیوں میں سے ملا تھا اور وہ چقماق تھے۔

اور وہ اپنا سارا شک بھول گیا کیونکہ میں دیکھ رہا تھا جب سے وہ یہاں آیا تھا تب سے مشکوک نظروں سے میری طرف دیکھ رہا تھا کہ شاید میں نے اس کا راز معلوم کر لیا ہے۔ اب اسے اتفاق کہو یا میری خوش قسمتی کہ اس عجیب آدمی کو چقماق سے واقعی دلچسپی تھی اور اس کے متعلق اس کی معلومات بھی بہت زیادہ تھی۔

"یہاں سے ملا یہ پتھر؟" اس نے پوچھا۔

میں اسے غار کے دہانے سے کئی گز دور لے آیا اور اسے وہ جگہ بتائی

جہاں سے مجھے یہ پتھر ملا تھا اور جہاں کان سے نکالا ہوا ملبہ پڑا ہوا تھا۔ اور اس کے بعد بے حد عالمانہ قسم کی بحث ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ یہ پتھر نہ صرف نایاب قسم کا بلکہ بے حد قیمتی تھا جسے حضرت نوح نے آگ جلانے کے لئے استعمال کیا ہوگا لیکن سوال یہ تھا کہ یہ بے حد نایاب اور قیمتی پتھر کان کے اس ملبے میں کہاں سے آگیا؟ کافی بحث اور ناکام اندازوں کے بعد یہ سوال آخر کار ہم نے بے جواب ہی چھوڑ دیا اور میں نے یہ پتھر ڈاکٹر راڈ کو تحفتہً دے دیا۔ اس پر اس نے بڑی گرمجوشی سے میرا شکریہ ادا کیا کہ میں نے ایک بیحد قابلِ قدر کھوج کی تھی۔

اس کے بعد تین دنوں کے متعلق مجھے کوئی خاص بات نہیں کہنی ہے سوائے اس کے بعد میں اتنا بیزار رہا کہ اپنی عمر میں پہلے کبھی نہیں رہا تھا۔ راتھہام کا گھر اپنے طور پر خوبصورت تھا، یہاں مجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ تھی، کھانا عمدہ تھا، پینے کے لئے اچھی شراب تھی اور راڈ نے کہہ دیا تھا کہ اب اسکو ہبے کی ٹانگ کاٹنے کا خطرہ ٹل گیا ہے چنانچہ اب اس کی صحت چند دنوں میں اطمینان بخش ہو جانے والی تھی اس عرصہ میں اسے اپنی زخمی ٹانگ کو آرام دینا تھا اور جہاں تک ممکن ہو اسے اپنی ٹانگ کی شریانوں میں زیادہ خون نہ پہنچانا تھا۔ مطلب اس کا یہ کہ اسے اپنی ٹانگ کے نیچے تکئے رکھ کر لیٹے رہنا تھا۔ میرے لیے مشکل یہ تھی کہ یہاں میرے لئے کوئی کام نہ تھا سوائے اسکے کہ اپنے میزبانوں کی شخصیت اور عادات و اطوار کا معائنہ کرتا رہوں اور یہ کام مجھے بے حد ناپسندیدہ اور بیزار کن معلوم ہوا۔ میں شکار کے لئے نکل گیا ہوتا لیکن ہیڈا کے جذبات کے احترام میں یہاں اسکی اجازت نہ تھی۔ اور یہ مس ہیڈا ایک عجیب پراسرار ہستی تھی جس کے یہاں پہنچنے

کی توقع "کونی دم" میں تھی لیکن وہ نہ آج آئی تھی اور نہ کل اس کے علاوہ باسوتو لوگوں کے خوف سے فی الحال میں سفر کرنا بھی نہ چاہتا تھا۔ باسوتو لوگوں کی لوٹ مار اور حملوں کی رپورٹ دینے کے لئے میں پلکگر مسٹر لیٹ یا لڈ برگ چلا گیا ہوتا لیکن اس میں کم سے کم دو تین دن لگ جاتے اور یہ بھی ممکن تھا کہ وہاں مجھے زیادہ دن رکنا پڑتا کیونکہ سرکاری عہدیداروں کو کسی کے وقت کی قدر نہیں ہوتی سوائے اپنے وقت کے۔

اس کا یہ بھی مطلب تھا کہ مجھے اسکو مبے کو یہاں اکیلے چھوڑنا پڑتا اور یہ میں چاہتا نہ تھا چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ میں یہیں خاموش بیٹھا رہا اور جیسا کہ کہہ چکا ہوں بیزار ہوتا رہا۔ ادھر ادھر بے مقصد گھومتا اور اتنی زیادہ تمباکو پیتا رہا جو میری صحت کے لئے مضر تھی۔

اس اثنا میں اسکو مبے بھی برآمدے میں آکر اور اپنی زخمی ٹانگ اوپر اٹھا کر بیٹھنے کے قابل ہو گیا اور وہ بھی بیزار ہو رہا تھا خصوصاً اس واقعہ کے بعد کہ اس نے مار تبہام سے اس کے ماضی کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی اور بری طرح ناکام رہا۔

اسی بیزاری اور اکتاہٹ کے عالم میں یہ ہوا کہ ایک شام ہم تاش کے پتوں کی بازی کھیلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ یہ بات نہ تھی ہم دونوں کو تاش کے کھیل سے دلچسپی تھی ذاتی طور پر مجھے تو یہ کھیل ذرا بھی پسند نہ تھا خصوصاً اس لئے اس کھیل میں روپے کی جگہ مختلف رنگوں کے ٹکڑے داؤں پر لگائے جاتے ہیں۔ یہ ٹکڑے روپے کا بدل ہوتے ہیں لیکن کم سے کم میں نے انہیں بھناتے نہیں دیکھا۔ کم سے کم مجھے اس کا تلخ تجربہ تھا یعنی اپنی جوانی میں۔ چنانچہ ان ٹکڑوں کے ذریعہ آدمی کو گویا بیوقوف بنایا جاتا

تھا اور مجھے بیوقوف بننا پسند نہ تھا اسکوبیے کو بھی تاش کی بازی پسند نہ تھی
"ڈاکٹر مین! میرے خیال میں یہ دونوں عادی جواری ہیں" جب مارنہام
اور راڈ بازی کے لئے مناسب میز لانے لگے تو اسکوبیے نے کہا۔ رات
چونکہ گرم تھی اس لئے دالان میں لالٹین اور موم بتیوں کی روشنی میں کھیلنا
طے پایا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ میں زیادہ رقم ہارنے کے لئے تیار نہیں
ہوں اور اس کا امکان زیادہ ہے کیونکہ۔ میں نے اضافہ کیا۔ ہم لوگوں
کے ساتھ کھیل رہے ہیں جو پتوں پہ پہچان کے لئے شاید نشان لگاتے ہیں۔
"ہاں۔ یہ میں بھی سمجھتا ہوں" اسکوبیے بولا" لیکن تم فکر نہ کرو یاد رکھو کیونکہ
یہ میرا معاملہ ہے اور خاص میری دلچسپی اور دل بہلاوے کے لئے اسکا
انتظام کیا گیا ہے۔ اب اگر اس دلچسپی کی مجھے تھوڑی سی قیمت ادا کرنی
پڑے تو میں برا نہ مناؤں گا، بشرطیکہ دلچسپی کا کوئی واقعی سامان ہو۔"
"ٹھیک ہے" میں نے جواب دیا" اب اگر اتفاقاً جیت ہماری ہوئی تو
جتنا روپیہ ہم جیتیں گے وہ سب کا سب تمہارا ہوگا۔ میرا نہیں۔"
اور پھر دل میں بولا کہ ان دونوں حریفوں کے مقابلے میں جیتنا ناممکن ہے۔

چند منٹوں بعد ہی وہ دونوں میز لے کر آگئے جس پر ایک سبز میزپوش تھا
جس کے کونے نیچے تک لٹکے ہوئے تھے ساتھ ہی ایک کافر ملازم بھی آیا
جو کشتی میں شراب کی بوتلیں لئے ہوئے تھا، اور مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ
مارنہام نے، جو کھانے کے وقت ویسے ہی زیادہ پی چکا تھا" میز لاتے وقت
بھی جام چڑھا لئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہی سب انتظام ہو چکا تھا۔
اسکوبیے میرا" شریک" تھا چنانچہ وہ میرے مقابل لمبی آرام کرسی میں بیٹھا
ہوا تھا۔ اور کھیل شروع ہوا۔"

میں یہ بھول گیا ہوں کہ ہم کون سی بازی کھیل رہے تھے۔ اتنا یاد ہے کہ یہ وہ بازی تھی جس پر عموماً زیادہ داؤ لگایا جاتا ہے۔ بہر حال ابتدا میں زیادہ رقم نہ لگائی گئی اور ہم جیتتے رہے جیسا کہ ہمارے دونوں حریف، ہمیں لالچ دلانے کے لئے چاہتے تھے۔ آدھے گھنٹے کے کھیل کے بعد مارنہام شراب پینے اٹھا۔ اس نے برانڈی میں برائے نام پانی ملایا اور غٹ غٹا گیا۔ میں نے ہالینڈ کی دو چار چسکیاں لیں اور راڈ اور اسکوبے نے اپنے اپنے پائپ جلا لئے۔

"بھئی۔ کھیل بے حد سست اور بیزار کن ہو رہا ہے" راڈ نے اسکوبے سے کہا" چنانچہ بہتر ہوگا کہ ہم کچھ زیادہ ہی لگائیں داؤ پر"

"جتنا تم کہو" اسکوبے نے کہا اور اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی جس کا مطلب تھا کہ وہ لطف اندوز ہو رہا ہے" میں اور کوارٹرمین پیدائشی جواری ہیں۔ غصہ نہ کرو کوارٹرمین ۔۔ تم جانتے ہو کہ یہ میں نے غلط نہیں کہا البتہ بات صرف اتنی ہے۔ ڈاکٹر راڈ کہ اگر ہم ہارے تو تمہیں چیک قبول کرنا پڑے گا کیونکہ میرے پاس نقد رقم زیادہ نہیں ہے"

"یہ مجھے منظور ہے" ڈاکٹر راڈ نے کہا" اگر تم ہارے تو"

چنانچہ داؤ بڑھاتے بڑھاتے اتنا اونچا لگایا گیا کہ میرے بال کھڑے ہو گئے اور مجھے ٹھنڈے پسینے چھوٹ گئے۔ اور کھیل جاری رہا۔ پھر ایک عجوبہ ہوا۔ میں نہیں جانتا کہ کیسے ہوا۔ یا تو یہ ہوا کہ مارنہام تاش کی غلط گڈی اٹھا لایا تھا یا پھر وہ اپنے ساتھی کے اشارے۔ جو وہ بار بار کر رہا تھا اور جو میں دیکھ رہا تھا۔ غلط سمجھ رہا تھا یا سرے سے سمجھ ہی نہ رہا تھا۔ بہر حال وجہ کچھ بھی ہو یہ حقیقت ہے کہ ہم بازی پہ بازی جیتتے

چلے گئے اور ہمارے نام جو رقم نوٹ بک میں لکھی گئی ۔ کیونکہ نقد کا تبادلہ نہ ہو رہا تھا ۔ وہ بہت زیادہ تھی اور ہر بازی کے بعد مارنہام برانڈی کا جام چڑھاتا اور ڈاکٹر راڈ کا غصہ غضبناکی میں تبدیل ہوتا جاتا لیکن اب تک وہ خاموش تھا جس طرح کہ طوفان پھٹ پڑنے سے پہلے خاموش ہوتا ہے ۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں خطرے کی بو پا کر دل ہی دل میں خوفزدہ تھا کیونکہ میں نے دیکھا کہ اسکا بیٹا کوئی دم میں حریفوں کا مذاق اڑانے والا تھا اور چونکہ اس کی ٹانگ اور میری تھی اس لیے میں میز کے نیچے سے ٹھوکر مار کر اسے خبردار نہ کر سکتا تھا ۔

اب میرے ساتھی کو سونا چاہیئے ۔ چنانچہ میرے خیال میں اب کھیل بند کر دیا جائے ۔" میں نے کہا ۔

"ہاں یہی مناسب ہے" راڈ نے کہا اور کھا جانے والی نظروں سے مارنہام کی طرف دیکھا جو کانپتے ہاتھوں سے اپنی ڈاڑھی پر سے برانڈی کے قطرے پونچھ رہا تھا ۔

"یہ کیسے ہو ۔ ہو ۔ سکتا ہے" مارنہام کی زبان لڑکھڑا رہی تھی "جب میں جوان تھا اور شریفوں کے ساتھ کھیلتا تھا تو وہ ہارنے والے کو جیتنے کا موقع دیا کرتے تھے"

"تو پھر اسکو میں نے کہا اور اس کی آنکھوں میں تارے سے روشن ہو گئے آؤ ہم بھی ان شریفوں کی نقش پر چلیں جن کے ساتھ جوانی میں کھیلا کرتے تھے میرے خیال میں داؤ اب دگنا لگایا جائے ۔"

"بالکل ۔ یہی طریقہ ہے ۔ اِس پار یا اُس پار ۔ مارنہام نے کہا ۔ ڈاکٹر راڈ اپنی کرسی پر سے اٹھا لیکن پھر بیٹھ گیا اور مارنہام

کو دیکھنے لگا۔ میرے خیال میں وہ اپنے ساتھی کو گرگ باراں دیدہ سمجھتا تھا اور یہ کہ وہ اتنے نشے میں نہ تھا جتنا کہ ظاہر کر رہا تھا۔ اور ڈاکٹر نے سمجھا وہ اس آخری داؤ میں ترپ چال چلنے والا تھا۔ اگر ایسا ہی تھا تو مار تہام کی ترپ چال دھری ہی رہ گئی کیونکہ ایکبار پھر جیت ہماری ہوئی۔ قسمت بہر حال ہمارے ساتھ تھی۔

"اب میں کھسکنے لگا ہوں" اسکوبے نے کہا "اب کھیل ختم کیا جائے"

"خدا کی قسم نہیں" مار تہام گرجا۔

"جیسی تمہاری مرضی۔ لیکن میں ایک ہی بازی کھیلوں گا۔ اور بس" اسکوبے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مار تہام نے جواب دیا" داؤ یا تو ڈبل ہوگا یا حساب برابر ہوگا"

یہ الفاظ اس نے بڑے سکون اور بڑے یقین سے کہے اور اب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کا نشہ اتر چکا ہے اور اب راڈ کو یقین ہو گیا کہ مار تہام ایکٹنگ کر رہا ہے اور حقیقت میں اس کی آستین میں ترپ کا پتہ ہے ہی۔ بہر حال اس نے اعتراض نہ کیا۔ لیکن میرا خیال دوسرا تھا کیونکہ میں اکثر نشے میں دھت آدمیوں کو دیکھ چکا تھا کہ وہ غلط زعم اور جوش میں آکر زبردست ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔

"کیا واقعی تم آخری داؤ لگانا چاہتے ہو؟" میں نے پہلی دفعہ زبان کھولی اور راڈ کو مخاطب کیا "میں نہیں جانتا کہ داؤ پر کتنی رقم لگائی جا رہی ہے۔ لیکن خاصی ہوگی"

"بے شک راڈ نے کہا"

پھر اس خیال سے کہ اگر اسکو ہے ہار ابھی تو جیتی ہوئی رقم بچا ہارے گا۔ میں خوش رہا۔ چونکہ پتے پھینٹنے اور تقسیم کرنے کی باری مارنہام کی تھی اور وہ قدرے اندھیرے میں تھا اس لئے سوائے میرے شاید کسی نے نہ دیکھا کہ اس نے پتے پھینٹنے اور تقسیم کرنے میں کچھ چالاکی کی تاہم میں نے کوئی اعتراض نہ کیا اور خاموش رہا بہرحال اس نے جو کچھ بھی کیا تھا غلط کیا تھا کیونکہ خود اس کے ہاتھ میں تو ترپ ہی ترپ تھے لیکن اس کا ساتھی راڈ کورا تھا۔ چنانچہ اب جو کھیل شروع ہوا وہ بے حد دلچسپ اور سنسنی خیز تھا لیکن آخر میں ہوا یہ کہ اسکو ہے کے ہاتھ میں۔ اور مجھے کہنا پڑتا ہے کہ وہ عمدہ کھلاڑی تھا۔ جو بچا تھا وہ کام کر گیا اور ایکبار پھر ہم جیت گئے۔"

اس کے بعد جو مرعوب کن خاموشی طاری ہوئی اس کو توڑتے ہوئے اسکو ہے نے کہا:۔

"دعوے سے یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میں نے جو حساب لگایا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ یہ ہم صبح دیکھیں گے۔ البتہ میرے حساب کے مطابق تم دونوں مجھ سے اور کواٹرمین سے سات سو انچاس پونڈ اور دس شلنگ ہار رہے ہو۔ چنانچہ تم دونوں حضرات اتنی رقم کے ہمارے مقروض ہو جس کی ادائیگی تم کل پرسوں کر سکتے ہو۔"

اور اب ڈاکٹر راڈ پھٹ پڑا:

"لعنتی کیڑے۔ بیوقوف" اس نے پھنکار کر۔ مجھے اس سے زیادہ مناسب لفظ نہیں مل رہے۔ مارنہام سے کہا" یہ رقم تم کہاں سے ادا کرو گے شرابی سور۔"

"یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ بدمعاش۔ لفنگے" مارنہام گرجا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر مٹھی بھر غیر تراشیدہ ہیرے برآمد کئے اور میز پر پھینک دیئے اور پھر کہا " یہ ہاری ہوئی رقم سے زیادہ قیمت کے ہیں اور اگر زیادہ کی ضرورت ہوئی تو مزید ہیرے بھی وہاں سے آجائیں گے جہاں سے یہ آئے ہیں اور یہ کہاں سے آئے ہیں وہ تم بھی جانتے ہو گے۔ میرے جیل سے بھاگے ہوئے ڈاکٹر"۔

" یہ ۔ یہ ۔ ہمت تمہاری! تمہیں یہ کہنے کی جرأت کیونکر ہوئی"۔ ڈاکٹر نے غصے سے کانپتے ہوئے کہا " خونی ۔ قاتل ۔ میں نے تمہیں پہلے ہی ختم کر دیا ہوتا تو اچھا ہوتا جیسا کہ ایک نہ ایک دن میں تمہارا خون کر دونگا" اور اس نے اپنا جام اٹھا کر۔ جو نصف کے قریب بھرا ہوا تھا۔ شراب مارنہام کے منھ پر دے ماری۔

" اور یہ اُلّو میرا داماد بننا چاہتا ہے" بوڑھے مارنہام نے کہا اور شراب کی صراحی اٹھا کر راڈ کی طرف پھینکی۔ اگر وہ اپنا سر ایک طرف جھکا نہ لیتا تو وہ اس کے ماتھے پر لگتی۔

" دوستو! بہتر ہو گا کہ اب تم اپنے اپنے کمرے میں جا کر سو رہو" میں نے کہا " کیونکہ اس وقت تم غصے میں وہ باتیں کر رہے ہو جس پر تم کل صبح افسوس کرو گے"۔

صاف ظاہر تھا کہ خود ان دونوں کو بھی اس کا احساس ہو گیا تھا۔ کیونکہ وہ دونوں مزید کچھ کہے بغیر اٹھے اور اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ رہا میں تو بیٹھنے گئے اور ہیرے سمیٹے اور ماسکوپ سے ہیروں کا معائنہ کرنے لگا۔

"خدا کی قسم نشان لگے تاش ہیں" وہ بولا۔ "کواٹرمین! سچ کہتا ہوں یار میری ایسی دلچسپ شام پہلے کبھی نہیں گزری"

"بکواس بند کرو۔ بیوقوف" میں نے کہا۔ "بہت جلد اس کھیل کے سلسلے میں خون ہوگا اور خدا کرے کہ خون ہمارا نہ ہو۔"

چھٹا باب

مسٹر ہیڈا

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ رات جو کچھ ہوا اس کے بعد دوسرے دن صبح آپس میں معافیاں طلب کی گئی ہوں گی اور افسوس کا اظہار کیا گیا ہوگا۔ لیکن ایسی کوئی بات نہ ہوئی بہرحال ہر ناگوار واقعہ کو بھول جانا یا نظرانداز کر جانا ایک ایسا زبردست فن ہے کہ اس کے بغیر دنیا شاید ہی چل سکتی جتنی کہ وحشی قوموں میں بھی یہ فن پایا جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی یہی ہوا۔ رات کو جو ڈرامہ کھیلا گیا تھا اس کے دونوں اہم کردار صبح سب کچھ بھول چکے تھے۔ میرے خیال میں وہ یوں ظاہر نہ کر رہے تھے بلکہ حقیقت میں بھول چکے تھے یا بہت حد تک بھول چکے تھے۔ ایک میں شراب کی تیز آگ نے اور دوسرے میں غصے کے شعلوں نے یادوں کو جلا کر راکھ کر دیا تھا۔ انہیں صرف اتنا یاد تھا کہ کوئی ناخوشگوار واقعہ ہوا تھا اور بس۔ اور غالباً وہ یہ بھی جانتے تھے کہ انہوں نے جو کچھ کہا اور کیا اس کی ذمہ داری ان دونوں پر عائد نہیں ہوتی اور جو کچھ ہوا اس کا اثر بھی دیرپا نہیں ہونا چاہیئے اور نہ ہی اس کا زہر قائم رہنا چاہیئے کہ تناؤ

بڑھتا جائے۔

اس واقعہ کے متعلق بات کرنے میں ڈاکٹر راڈ نے پہل کی۔ اس نے مجھ سے کہا:۔

"رات کو۔ مجھے افسوس ہے۔ ایک جھگڑا ہو گیا تھا۔ تاش کے کھیل پر پہلے بھی یہاں ایسا ہو چکا ہے اور آئندہ بھی بے شبہ ایسا ہو گا الا یہ کہ حالات معجزنما طور پر تبدیل ہو جائیں۔ تم نے دیکھ ہی لیا کہ مارنہام مچھلی کی طرح پیتا ہے اور وہ جب نشے میں ہوتا ہے تو دنیا کا سب سے بڑا دروغ گو بن جاتا ہے۔ اور میں۔ مجھے افسوس ہے اور اس کا اعتراف بھی۔ آتش مزاج آدمی ہوں اور یہ ایک لعنت ہے جو مجھ سے چمٹ گئی ہے۔ چنانچہ ہم دونوں کے متعلق کوئی غلط رائے قائم کرنے سے پہلے ہماری ان کمزوریوں کو پیش نظر رکھنا۔ اگر تم ڈاکٹر ہوتے تو جانتے کہ یہ کمزوریاں ہمیں ورثے میں ملتی ہیں اور ہمارے خون میں ہوتی ہیں اور پھر ہماری مٹی خود ہم تو نہیں گھڑتے؟ اندر کافی لو گے؟"

اور جب ڈاکٹر راڈ وہاں نہ تھا تب مارنہام نے بھی اس سلسلے میں زبان کھولی اور جو کچھ کہا وہ اس اخلاق سے کہا جو اس سے مخصوص تھا۔

"کوائٹرمین! میں تم سے اور مسٹر اسکوبی سے معافی چاہتا ہوں۔" اس نے کہا "مجھے سب کچھ تو یاد نہیں البتہ اتنا یاد ہے کہ ان لعنتی تاش کے پتوں پر جھگڑا ہو گیا تھا گزشتہ رات۔ کبھی کبھی میری ایک کمزوری مجھ پر غالب آجاتی ہے۔ تم بھی ایک انسان ہو چنانچہ تمہاری بھی چند کمزوریاں ہوں گی اس لئے مجھے امید ہے کہ رات جو کچھ ہوا۔ اور وہ بھی میرے معزز مہمانوں کے سامنے۔ اسے تم کوئی اہمیت نہ دو گے۔ ہاں۔ یہی کانٹا میرے دل

میں کھٹک رہا ہے کہ جو کچھ ہوا مہمانوں کے سامنے ہوا۔ خدا جانے تم لوگ
میرے متعلق کیا سوچ رہے ہو گے۔"

اور میں نے اپنی تمام کمزوریوں اور تمام لغزشوں کو یاد کرنے کے بعد کہا :-
"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ اب اس ناخوشگوار واقعہ کا ذکر نہ کرنا ہی
مناسب ہو گا" اور پھر یہ الفاظ جیسے کسی نے میرے منہ سے گھسیٹ لئے،
حالانکہ تم دونوں نے ایک دوسرے کو سخت بُرا بھلا کہا"

"یقیناً کہا ہو گا" وہ پھیکے پن سے مسکرایا، "لیکن اس کا کوئی مطلب نہ تھا"

"ہاں۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہ تو ایسا تھا جیسے دو محبت کرنے والے جھگڑتے
ہیں۔ لیکن تم غصہ میں جو ہیرے میز پہ چھوڑ گئے تھے اس خیال سے کہ
کسی کا نوکر یا ٹہلیا نہ چرا لے میں نے انہیں اٹھا کر اپنے پاس رکھ لیا تھا۔
میں لے آیا ہوں وہ ہیرے۔"

"اچھا!" وہ بولا، "اور شاید غصے میں ہی پھینک گیا تھا چنانچہ مناسب ہو گا
کہ ہم ایک دوسرے کا بدل کر لیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہیرے کی رقم کچھ زیادہ
ہی ہو گی تمہاری ہاری ہوئی رقم سے اور اگر کم ہو تو باقی معاف۔ لیکن
خدا کے لئے اب وہ لعنتی ہیرے میرے سامنے نہ لانا۔ اس کی کوئی ضرورت
نہیں۔ ویسے بھی میرے پاس اب بھی کافی سے زیادہ ہیں"

"اس کے متعلق میں اسکوبے سے بات کروں گا" میں نے کہا، "کیونکہ داؤ پر
جو روپیہ لگایا گیا تھا وہ اسکوبے کا تھا۔ میرا نہیں۔

"جس سے چاہے بات کرو" وہ بولا اور میں نے دیکھا کہ اس کے ماتھے
پہ دھڑکتی ہوئی رگ اس کے ابھرتے ہوئے غصے کا پتہ دے رہی تھی "
لیکن میں دوبارہ ان لعنتی ہیروں کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ تمہارا جی چاہے تو

انہیں نالی میں پھینک دو یا کچھ بھی کرو لیکن میرے سامنے کبھی نہ لانا ورنہ بڑا جھگڑا ہوگا۔"

اور پھر وہ اپنے ناشتے کو چھوئے بغیر باہر چلا گیا۔

اب میں نے سوچا کہ معاملہ کچھ گڑبڑ ہے۔ یہ عجیب بوڑھا ان نا تراشیدہ ہیروں کے متعلق، جو اس کے پاس بے شک و شبہ بہت زیادہ تعداد میں تھے، یا تو کچھ بتانا نہ چاہتا تھا کہ کہاں سے آئے یا پھر ان کی قیمت ہاری ہوئی رقم سے بہت کم تھی یا پھر دوسرے سے ہیرے تھے ہی نہیں بلکہ پتھر تھے چنانچہ اپنی یہ الجھن لے کر میں اسکومبے کے پاس پہنچا تو اس نے ایک زبردست قہقہہ لگایا اور کہا کہ بہتر ہوگا کہ میں اپنے خیالات اور شکوک اس وقت تک اپنے تک ہی رکھوں جب تک کہ کوئی واقعہ نہیں ہو جاتا۔ اور ہم دونوں کو ہی یقین تھا کہ منڈر سے رخصت ہونے سے پہلے کچھ ہوگا ضرور۔

چنانچہ میں ان ہیروں کو محفوظ جگہ رکھنے کے لئے چلا گیا اور جب میں اس کام میں مصروف تھا تو میں نے پہیوں کی آواز سنی۔ میں بھاگ کر باہر آیا۔ ایک چھکڑا جس میں چار عمدہ گھوڑے جتے ہوئے تھے اور جسے ایک ہاٹینٹوٹ ہنکا رہا تھا، باڑ کے پھاٹک پر آکر رکا۔ یہاں میں بھی بتا دوں کہ ہاٹینٹوٹ کے سر پر عمدہ ہیٹ تھی اور کمر پر سرخ پٹکا۔ اس چھکڑے میں سے جو ہستی باہر آئی وہ ایک لڑکی تھی جس نے صاف ستھرا لباس پہن رکھا تھا۔ پہلی نظر میں، میں اتنا ہی دیکھ سکا کہ وہ چھریرے بدن کی بلند قامت اور جوان تھی۔ اس کی پشت میری طرف تھی اسلئے یہ بھی نظر آیا کہ اس کے بال ریشمی، گھنے اور سنہرے تھے۔

"یہ لو" اسکومبے نے کہا، "میں نے کہا تھا کہ کچھ ہوگا اور یہ ہوا کہ مس ہیڈ تشریف

لے آئیں۔ اب اس وقت تو نہ اس کا باپ موجود ہے اور نہ ہی اسکا محترم منگیتر۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر راڈ ہی اس کا منگیتر ہے۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ تم ہی آگے بڑھ کر اس کا استقبال کرو اور سامان وغیرہ اتارنے میں اس کی مدد کرو۔"

ایک ہلکی سی کراہ کے ساتھ میں نے اس حکم کی تعمیل کی اور دل ہی دل میں خدا سے شکایت کی کہ یہ مس ہیڈا۔ "تشریف" نہ ہی لاتیں تو اچھا ہوتا کیونکہ میری چھٹی حس مجھے خبردار کر رہی تھی کہ اس لڑکی کی آمد ہماری مشکلات اور الجھنوں میں اضافہ ہی کرے گی۔ میں پھاٹک کے قریب پہنچا تو وہ ایک سیاہ فام موٹی عورت کو، جو شاید اس کی ملازمہ تھی، چھکڑے میں رکھے ہوئے پھولوں کے بیجوں اور جڑوں کے متعلق چند ضروری ہدایات دینے کے بعد اس طرف گھومی تو ہم دونوں یکایک ایک دوسرے کے سامنے تھے۔ ہمارے درمیان باغ کا پھاٹک تھا اور بس۔ ایک سکنڈ تک ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے اور میں نے دل ہی دل میں اس کے حسن کا اعتراف کیا۔ قدرے گہری رنگت، چہرے کے نقوش دل آویز اور لمبی لمبی پلکیں۔ اس نے میرے متعلق کیا سوچا یہ میں نہیں جانتا۔ کم سے کم میرے متعلق اس کا خیال کچھ زیادہ خوشگوار نہ ہوگا۔ دفعتہً اس کی بڑی بڑی آنکھوں سے فکر و تشویش کے آثار ظاہر ہوئے اور چہرے سے پریشانی ہویدا ہوگئی۔

"میرے ابا تو خیریت سے ہیں نا؟" وہ بولی، "میں انہیں دیکھ نہیں رہی ہوں۔"

"اگر تمہارا مطلب مسٹر مارنہام سے ہے،" میں نے احتراماً اپنی ہیٹ اٹھا کر کہا، "تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اور ڈاکٹر راڈ......"

،جہنم میں ڈالو راڈ کو" اس نے سر جھٹک کر حقارت سے کہا" میرے ابا کیسے ہیں؟"

، ویسے ہی جیسے میرے خیال میں پہلے تھے" میں نے جواب دیا" چند منٹوں پہلے وہ یہیں تھے لیکن پھر وہ اور مسٹر راڈ کہیں باہر چلے گئے"۔

اور حقیقت میں وہ دونوں باہر ہی گئے تھے لیکن مختلف سمتوں میں۔

، تو پھر شکر ہے" اس نے اطمینان کا لمبا سانس لے کر کہا" تم جانو۔ میں نے سنا تھا کہ وہ سخت علیل ہیں۔ اس لئے میں بھاگم بھاگ آئی ہوں۔

"ہم۔م۔م" میں نے دل میں کہا" تو یہ اس بوڑھے شرابی کو چاہتی ہے اور راڈ سے نفرت کرتی ہے۔ چنانچہ کواٹرمین صاحب! اب یقین کرو کہ جس طرح دو اور دو چار ہو جاتے ہیں اسی طرح یہاں گڑبڑ ہوگی۔ برتن پہلے سے ہی سنسنا رہا تھا اور اس میں ابال لانے کے لئے جنس مخالف کی کسر باقی تھی اور ہیڈا نے وہ کسر پوری کر دی۔ چنانچہ اب جو کچھ بھی ہوگا بُرا ہوگا"

پھر میں نے پھاٹک کھولا اور احتراماً اور اخلاقاً ذرا جھجھک کر ہیڈا کے ہاتھ سے سفری بیگ لے لیا:

، مجھے کواٹرمین کہتے ہیں اور میرے دوست کا نام الکو ہے۔ ہم دونوں یہاں مقیم ہیں" میں نے قدرے اناڑی پن سے کہا:

، اچھا" اس نے ہونٹوں پر ملکوتی تبسم لا کر کہا" قیام کرنے کے لئے بڑی عجیب جگہ کا انتخاب کیا ہے تم نے"

، بہت خوبصورت گھر ہے یہ" میں نے کہا"

، ہاں برا نہیں ہے حالانکہ اس کا نقشہ میں نے ہی بنایا ہے۔ لیکن میرا اشارہ اس کے مکینوں کی طرف ہے"

اور اس کی اس بات نے مجھے خاموش کر دیا کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ منڈر کے بکینڈوں کے متعلق میرے خیالات اچھے نہیں ہیں۔ اور اسکا ثبوت اس کی آہ تھی جو بے اختیار اس کے منھ سے نکل گئی۔

ہم دونوں ساتھ ساتھ پھولوں کی روشنس پہ چل پڑے اور دالان میں پہنچے جہاں اسکوبے، جس کے بال گزشتہ کل ہی میں نے مہارت سے خوبصورت تراشے تھے، آرام کرسی میں بیٹھا ہمیں دیکھ رہا تھا۔ ہیڈا اور اسکوبے نے ایکدوسرے کی طرف دیکھا اور میں نے یہ دیکھا کہ دونوں کے ہی چہرے پہ رنگ دوڑ گیا۔ شاید حماقت سے۔

"اسکوبے" میں نے کہا۔ یہ ہیں مس۔۔۔۔۔"

اور میں خاموش ہو گیا کیونکہ نہ جانتا کہ یہ ابھی مارنہام ہی ہے یا کچھ اور۔

" ہیڈا مارنہام" ہیڈا نے جلدی سے کہا۔

" ہاں۔ مس ہیڈا مارنہام۔ اور یہ ہیں آنریبل موریس اسکوبے"

"معافی چاہتا ہوں مس مارنہام کہ تمہارے استقبال کو اٹھا نہیں" اسکوبے نے اپنی بے حد پر اثر انداز میں کہا۔ ہیڈا کی آواز بھی بیحد شیریں تھی" بندوق کی گولی میری ٹانگ میں لگی ہے اور فی الحال مجھے اٹھ کر کھڑے ہونے سے معذور کر گئی ہے"

"کس نے گولی ماری تھی تم پہ؟" ہیڈا نے جلدی سے پوچھا۔

"ایک کافر نے"

"اوہ۔ یہ سن کر مجھے افسوس ہوا۔ خدا کرے کہ تم جلد ہی صحت یاب ہو جاؤ۔ اچھا اب میں اجازت چاہتی ہوں۔ دیکھوں۔ ابا کہاں ہیں"

"غیر معمولی طور پہ حسین ہے یار" اسکوبے نے کہا" اور مہذب اور بیحد شریف

بھی۔ مارنہام کے تمام گناہوں اور کمزوریوں کو پیش نظر رکھنے کے بعد بھی
اس معاملہ میں تو اس کی تعریف کرنی ہی پڑتی ہے"
"کس معاملہ میں؟"
"یہی کہ اس نے سحور کن بیٹی پیدا کی ہے"
"خوفناک اور خطرناک حد تک سحور کن" میں نے غرا کر کہا۔
"غالباً جناب راڈ بھی اسے ایسی ہی سمجھتے ہیں۔ یہ تو یار بڑے شرم کی بات
ہے کہ ایسی خوبصورت اور شریف لڑکی راڈ جیسے بدمعاش کے سپرد کی
جا رہی ہے۔ خدا جانے ہیڈا کے دل میں اس الّو کے بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ
ہے بھی یا نہیں۔
"اتنی ہی جتنی کہ ایک مینا کے دل میں بلی کی ہوتی ہے" میں نے کہا۔
"یعنی؟"
"ہیڈا کو راڈ سے نفرت ہے اور اس کا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔
"یار ڈاکٹر علیمی! تم حیرت انگیز اور قابل قدر خوبیوں کے مالک ہو۔
کوئی اور اتنی جلدی ایسا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا"

اس کے بعد ہم خاموش رہے اور۔ مجھے اعتراف ہے۔ ایک قسم کی
بے چینی سے ہیڈا کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔ اور وہ واقعی حیرت
انگیز کم وقت میں واپس آ گئی۔ حیرت انگیز یوں کہ اس عرصے میں
وہ نہ صرف باپ کو تلاش کر چکی تھی بلکہ لباس بھی تبدیل کر چکی تھی
اور اپنی چوٹی میں خوبصورت پھول بھی اڑس کر آئی تھی۔
"ابا کہیں ملے نہیں۔ وہ بولی" لیکن ملازم کہتے ہیں کہ وہ گھوڑے پر
سوار ہو کر گئے ہیں۔ کوئی کبھی نہ ملا۔ اب جب تمہیں ایکدم طلب کیا

جائے اور تم بھاگم بھاگ اور مشکلات برداشت کر کے گھر پہنچو اور گھر پر کسی کو نہ پاؤ تو بہ بڑی ۔ دیسی بات ہے ۔ ہے نا؟"

"جنوبی افریقہ میں چھکڑے ایکسپریس ریل کی سی تیز رفتاری سے فاصلے طے نہیں کرتے" اسکو میبے نے کہا " چنانچہ مسں مارتھا م تمہیں خفا نہ ہونا چاہیئے۔"

"میں ذرا بھی خفا نہیں ہوں مسٹر اسکو میبے، خصوصاً اب جبکہ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ ابا خیریت سے ہیں۔ میں ..... خیر یہ بتاؤ کہ تمہیں یہ زخم کیسے آیا"

چنانچہ اسکو میبے نے اپنے مخصوص دلچسپ انداز میں اور مزاحیہ تفصیلات کے ساتھ اسے پوری کہانی سنا دی۔ وہ اپنی بھویں سکیڑ کر اور اچکا کر بڑی توجہ سے سنتی رہی اور پھر گویا سوچتے ہوئے صرف ایک بات کہی۔ "حیران ہوں کہ وہ کون سفید فام ہے جس نے ساکوکونی کے آدمیوں کو تمہارے آنے کی اطلاع دی تھی!"

"یہ تو میں نہیں جانتا" اسکو میبے نے کہا "لیکن وہ الو کا پٹھا اس قابل ہے کہ اسے بھی ایک گولی ٹخنے سے ذرا اوپر کہیں ماری جائے۔ وہ نالائق بجا طور پر اس کا مستحق ہے"۔

"بے شک۔ لیکن اس لعنتی دنیا میں اکثر و بیشتر لوگوں کو ان کے کئے کی سزا ملتی ہی نہیں"۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ یعنی معاملہ اس کے برعکس ہوتا تو میں..... اور اسکو میبے خاموش ہو گیا۔"

"کیا ہوتے تم؟" ہیڈا نے عجیب نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

بکوائر میں سے زیادہ اچھا نشانے باز ہوتا اور اس خاتون کی طرح خوبصورت جسے میں نے زندگی میں صرف پہلی بار دیکھا"

"دوپہر کے کھانے سے پہلے احمقانہ باتیں کہنے کی اجازت نہیں" میں نے کہا۔

اور ہم سب ہنسنے لگے۔ اور یہ پہلی حقیقی اور بشاش ہنسی تھی جو میں نے اس گھر میں سنی۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ ہیڈا ہنسی، خوشی کا تحفہ لے کر آئی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ اس وقت میں نے سوچا تھا کہ ہیڈا کی آمد یوں تھی جیسے ایک ویران اور بے آب و گیاہ صحرا میں یکایک ایک پھول اپنی تمام تر خوبصورتی اور رعنائی کے ساتھ کھل اٹھے۔

اس کے بعد ہم دوست بن گئے اور اس نے بتایا کہ اس نے ایک پرانی پینٹنگ کو سامنے رکھ کر "مندر" کا نقشہ بنایا تھا۔ وہ تصویر ہیڈا نے لاکر ہمیں دکھائی اور کہا کہ مندر کی تعمیر میں اتنا ہی خرچ ہوا ہے جتنا کہ ایک سستے اور معمولی مکان کی تعمیر میں ہوتا ہے۔

"اور یہ اس لئے کہ سنگ مرمر دستیاب تھا" اسکوبے نے کہا۔

"بالکل" وہ بولی "اگر سنگ مرمر آسانی سے دستیاب ہو تو آدمی اپنی زندگی میں بہت سے کام کر سکتا ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ تلاش کے بعد ہم میں سے اکثر کو سنگ مرمر کے بجائے سنگ خارا یا کیچڑ ہی ملتا ہے۔"

یہ بات اس نے استعارے میں کہی اور میں اس کا اشارہ سمجھ گیا اور شاید اسکوبے بھی۔

"سچ کہتی ہو" وہ بولا "میرے ہاتھ تو عموماً سنگ خارا ہی آیا ہے"

"اور میرے ہاتھ کیچڑ" ہیڈا نے کہا۔

"اور میرے ہاتھ تینوں کیونکہ زمین میں سنگ مرمر بھی ہے اور کیچڑ بھی اور سنگ خارا بھی اور ہیرے جواہرات کے متعلق تو کچھ کہنا ہی فضول ہے۔
میں نے خود اپنی خاموشی سے اکتا کر کہا۔

لیکن ان دونوں نے میری بات کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔

اور اس کے بعد ہیڈا اسکومبے کو اپنی یادوں کے متعلق بتانے لگی جو ہنگری سے وابستہ تھیں۔ اور اپنے آبائی وطن کے متعلق اس کی یادیں بے حد دھندلی تھیں اور بتایا کہ وہ کس طرح افریقہ اور اس جگہ آئے، کس طرح ایک عرصے تک جھونپڑی میں رہے اور یکایک دولت مند بن گئے پھر وہ اپنے اسکول کے دنوں اور اپنے دوستوں کے متعلق بتانے لگی یہاں تک کہ میں اکتا کر اٹھا اور چہل قدمی کرنے باہر آگیا۔

ایک گھنٹے بعد واپس آیا تو وہ دونوں بدستور باتوں میں مصروف تھے اور اس وقت تک مصروف رہے جب تک کہ ڈاکٹر راڈ ٹیک نہ پڑا۔ پہلے تو ان دونوں نے اسے نہ دیکھا کیونکہ وہ ان کے عین سامنے کھڑا ہوا نہ تھا بلکہ ذرا دور اور ہٹ کر۔ ایک خاص زاویے پر۔ کھڑا ہوا تھا لیکن میں نے نہ صرف اسے دیکھ لیا تھا بلکہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا مطالعہ بڑی دلچسپی سے کر رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ اس کے بشرے سے جو جذبات ہویدا تھے وہ خوشگوار نہ تھے ایسے جذبات میں پہلے اس درندے کے چہرے پر دیکھ چکا تھا جسے یہ خوف تھا کہ اس کے شکار کو دوسرا درندہ جو اس سے زیادہ طاقتور ہے، چھین لینے والا ہے۔ مختصر یہ کہ ڈاکٹر راڈ کے بشرے پر اس وقت خوف، نفرت اور حسد کے۔ خصوصیت سے حسد کا جذبہ نمایاں تھا اور اس پر مجھے تعجب نہ تھا کیونکہ اسکومبے اور ہیڈا

غیر معمولی حد تک کھل مل کر باتیں کر رہے تھے :

اور مجھے کہنا پڑتا ہے کہ ان دونوں کی جوڑی بے حد مناسب تھی۔ بے شک ان دونوں میں ہیڈا زیادہ حسین تھی اور دل لبھا لینے والی لیکن اسکو میبے کے بشرے پر کی گرمجوشی، نیلی آنکھوں سے جھانکتی ہوئی بشاشت اور زندہ دلی اس کمی کو پورا کر رہی تھی جو اس کے چہرے کے نقوش میں تھی۔ میرا خیال ہے کہ وہ اپنے مخصوص مزاحیہ انداز میں ہیڈا کو کوئی کہانی سنا چکا تھا کیونکہ وہ دونوں اس وقت جی کھول کر ہنس رہے تھے اور تب ہیڈا کی نظر ڈاکٹر راڈ پر پڑی اور اس کی ہنسی ایکدم سے یوں غائب ہو گئی جس طرح سورج نکلتے ہی پھول کی پتی پر سے شبنم کا قطرہ غائب ہو جاتا ہے۔ اور میں نے صاف طور سے دیکھا کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال کر کسی بات کیلئے تیار ہو گئی۔

"کیسے ہو"؟ اس نے جلدی سے کھڑے ہو کر اور اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا" لیکن یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ دیکھ رہی ہوں کہ تندرست اور مزے میں ہو"

"تم کیسی ہو پیاری"؟" راڈ نے لفظ پیاری" پر زور دیتے ہوئے آہستہ سے کہا،" لیکن مجھے بھی یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ دیکھ رہا ہوں کہ نہ صرف تمہاری صحت قابل رشک ہے بلکہ اس وقت تم بہت زیادہ بشاش بھی ہو"۔

اور ڈاکٹر راڈ نے اپنا سر جھکایا جیسے اسے چومنے کے لئے۔

کسی نہ کسی طرح وہ راڈ کے اس پیار سے یا محبت کی اس لہر سے اپنے آپکو بچا گئی کس طرح یہ میں نہیں جانتا کیونکہ میں نے دوسری طرف منہ پھیر لیا

تھا، جب پھر اس طرف دیکھا تو ڈاکٹر راڈ کے ماتھے پر کے غصہ وارانہ بل اور اس نامیے کی آنکھوں کی بشاش چمک اور اس کے ہونٹوں پر کی مسکراہٹ نے مجھے بتایا کہ ہیڈا نے راڈ کو مایوس کر دیا تھا اور اب وہ اس سے اپنے باپ کے متعلق پوچھ رہی تھی۔

"اچھے ہیں" راڈ نے غرا کر جواب دیا۔

"تو پھر تم نے اپنے خط میں یہ کیوں لکھا کہ ابا سخت علیل ہیں چنانچہ میں فوراً چلی آؤں؟"

اس نے اپنی خوبصورت بھویں اچکا کر پوچھا۔

ہیڈا کو اس سوال کا جواب نہ ملا کیونکہ عین اسی وقت مارنہام آگیا۔

"ابا!" ہیڈا نے کہا۔

اور دوسرے ہی لمحے وہ اپنے باپ کی بانہوں میں تھی اور وہ دیوانوں کی طرح بیٹی کے گال اور ماتھا چوم رہا تھا۔

"تو میرا خیال غلط نہ تھا۔ میں نے دل میں کہا" یہ لڑکی حقیقت میں اس بگڑے ہوئے اور بھٹکے ہوئے آدمی کو چاہتی ہے جو اس کا باپ ہے اور بڑی بات تو یہ کہ یہ بدمعاش بھی بیٹی کو چاہتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ اس میں ابھی اچھائی کا عنصر موجود ہے"

اور پھر میں نے سوچا کہ حقیقت میں کون برا ہوتا ہے یا کون اچھا ہوتا ہے؟

یہ سب تو تعلیم، ماحول یا اتفاقات کا قصور ہے۔ بہرحال مجھے تو ان دونوں کا ملاپ بے حد اثر انگیز، مسحور کن اور رقت انگیز معلوم ہوا۔

اور ہیڈا کے وجود کا اثر فوری طور پر گھر میں ظاہر ہوا۔ اسے ملازم مودب

تھے، پھرتیلے تھے اور ان کا لباس بھی صاف ستھرا تھا۔ ہر کمرے میں تازہ پھولوں کے گلدان جیسے جادو سے سج گئے اور ہمارے کمرے کی نئے سرے سے صفائی کی گئی اور چادریں اور تکیئے کے غلاف وغیرہ بدلے گئے اور رات کے کھانے پر مارنہام اور راڈ نے ڈنر کے جیکٹ پہن رکھے تھے۔ ان دونوں کی اس تبدیلی نے مجھے اور اسکوبے کو شرمندہ کر دیا کیونکہ ہمارے پاس ڈنر کے جیکٹ نہ تھے۔ اور یہ بھی حیرت انگیز بات نظر آئی کہ لباس کے ساتھ مارنہام کے اخلاق اور رلب و لہجہ بھی یوں بدل گیا جیسے گرگٹ یکایک رنگ بدل لیتا ہے۔ اب اس کی باتوں میں الجھاؤ لہجے میں شائستگی تھی اور وہ اخلاق میں تہذیب یافتہ کرنل حلیم ہوتا تھا جو ملکہ کے ساتھ کھانے کی میز پر بیٹھا ہوا تھا۔ یقین نہیں آتا تھا کہ یہ وہی شرابی ہے جو چوبیس گھنٹے پہلے ایسا گرا ہوا تھا کہ اس سے گھن آتی تھی۔ حتیٰ کہ ڈاکٹر بھی شام کے لباس میں شریف معلوم ہوتا تھا اور کبھی وہ یقیناً شریف ہی تھا۔ اب وہ مس ہیڈا کو "پیاری" کہکر مخاطب نہ کرتا تھا اور نہ ہی اس نے کسی قسم کی بے تکلفی کا اظہار کیا اور ہیڈا نے بھی اسے جب بھی مخاطب کیا لئیے دئیے انداز میں "ڈاکٹر راڈ" کہہ کر ہی مخاطب کیا۔

تو اس رات اور اس کے بعد کی بہت سی راتوں تک ماحول ایسا ہی رہا۔ رہے دن تو مزے سے گزرتے رہے۔ ہیڈا اپنے باپ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر گھر میں گھومتی اور ڈاکٹر راڈ سے ادھر ادھر کی باتیں کرتی اور اس سے ہمیشہ چوکنی اور ہوشیار رہتی۔ اس بلی کی طرح جو اس کتے سے ہوشیار رہتی ہو جو اس پر ٹوٹ پڑنے کے لئے موقع کا منتظر ہو۔

رہے ہم تو ہمارا تو یہ تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ ہم سے میل ملاپ رکھتی
راڈ سے بچنے کے لئے وہ خصوصاً میری پناہ میں آجاتی غالباً اس لئے کہ
اس نے سمجھ لیا تھا۔ میں بے ضرر آدمی تھا اور وقت پر اس کے کام
آسکتا تھا۔ لیکن اس تمام عرصہ میں میں شدت سے محسوس کر رہا تھا کہ
ایک زبردست طوفان آنے والا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس طوفان کے
بادل جمع کرنے کا کام خود مارنہام کر رہا تھا کیونکہ جلد ہی مجھ پر اور
راڈ پر بھی واضح ہو گیا کہ وہ اپنی بیٹی اور اسکوبے کے تعلقات بڑھانے
اور استوار کرنے میں اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا تھا۔

بہرحال مارنہام اسکوبے کی پچھلی زندگی سے واقف ہو چکا تھا وہ
درخشاں تھی، اس کا حال بھی درخشاں تھا اور مستقبل بھی تاریک نہ تھا
اور پھر وہ بے شک و شبہ ایک بے حد شریف خاندان کا فرد تھا، خود
بھی بے حد شریف تھا، مارنہام راڈ سے زیادہ اسے پسند کرتا تھا
اور اس نے یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ ہیڈ ابھی اسکوبے کو اتنا ہی پسند کرتی تھی
جتنا کہ راڈ کو ناپسند کرتی تھی۔ اور پھر اس نے ڈھکے چھپے الفاظ میں
اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کر دیا اور کہا کہ وہ لڑکی خوش قسمت ہوگی
جو اسکوبے کی دلہن بنے گی اور وہ باپ خوش قسمت ہوگا جس کی بیٹی
کا شوہر اسکوبے ہوگا پھر وہ — یعنی اسکوبے کا خسر۔ اطمینان اور
سکون سے اس دنیا سے رخصت ہوگا کیونکہ اسے یقین ہوگا کہ اس
کی بیٹی اس زندگی میں کبھی دکھی نہ ہوگی۔ میں نے جواب دیا کہ یہ اس
نے غلط نہیں کہا بشرطیکہ لڑکی کی محبت نے اس کا رشتہ کسی اور سے
نہ جوڑ دیا ہو۔

"محبت ؟" مارنہام نے اب گھماؤ پھراؤ کی بات کو ایکدم سے ختم کرتے ہوئے کہا۔ یہاں ۔ اس معاملہ میں محبت جیسا کوئی جذبہ کارفرما نہیں ہے اور یہ تم نے بھی محسوس کر لیا ہوگا"

"میں نے اتنا ضرور سمجھ لیا ہے کہ منگنی یا نسبت وغیرہ ہو چکی ہے۔ میں نے جواب دیا۔

"میری طرف سے، بیٹی کی طرف سے نہیں" مارنہام نے جواب دیا" کوارٹرمین" کیا تم اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے کہ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنی مرضی کے خلاف اور دل پر جبر کر کے کوئی کام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے ؟"

گذشتہ رات تاش کھیلتے وقت جو کچھ ہوا تھا اور راڈ نے مارنہام کو سخت سست کہا تھا اسے یاد کر کے میں نے سوچا کہ ہاں بھائی میں خوب سمجھتا ہوں البتہ زبان سے میں نے یوں کہا :۔

"بہرحال شادی ایک ایسا معاملہ ہے جس کا تعلق باپ سے زیادہ اس کی لڑکی کی ذات سے ہوتا ہے اور براہ راست ہوتا ہے اور اسکا فیصلہ لڑکی ہی کرتی ہے کہ وہ کس کو اپنا جیون ساتھی بنائے گی۔

"سچ کہتے ہو کوارٹرمین لیکن دنیا میں کچھ بیٹیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جو اپنے باپ کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کو بھی تیار ہو جاتی ہیں۔ بہرحال ہیڈا جلد ہی بالغ ہو جائے گی۔ یعنی اس عمر کو پہنچ جائے گی جب قانوناً اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کا حق ہوگا۔ کاش کہ میں اس وقت تک اس شادی کو ٹالنے میں کامیاب ہو جاؤں لیکن ۔ کیسے ؟ کس طرح ؟"

اور پھر وہ ایک ٹھنڈا سانس لے کر پلٹا اور میرے پاس سے چلا گیا ۔

بڑے میاں کے گلے میں کسی قسم کا پھندا پڑا ہوا ہے۔ میں نے سوچا۔ اور اس آدمی کی کوشش ہے کہ اس پھندے کو تنگ ہونے سے روکے اور یہ کام اس کے لئے مشکل ہے۔ اور اس کی بیٹی کی خوشی اور مستقبل خطرے میں ہے کہ مار نہام اسے داؤ پر لگا چکا ہے۔

"ایلن!" اس کے کچھ دیر بعد اسکو میٹ نے مجھ سے کہا۔ یہاں میں یہ بتا دوں کہ اب وہ مجھ کو اٹرمین' نہیں بلکہ ایلن کہتا تھا" وہ۔ ان میلوں کے متعلق کوئی خبر وغیرہ آئی؟"

"نہیں تو۔ اور پھر ہمارے آدمیوں کو روانہ ہوئے ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں؟ لیکن یہ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

وہ اپنے مخصوص بشاشت انداز میں مسکرایا اور کہا:۔

"اس لئے کہ ہر چند کہ یہ گھر اپنے طور پر بے حد دلچسپ ہے لیکن اب وقت آگیا ہے کہ ہم یا کم سے کم میں یہاں سے چلا جاؤں۔"

"حالانکہ راڈ نے کہا ہے کہ اب خطرے کی کوئی بات نہیں تاہم تمہاری ٹانگ کا زخم ایسا مندمل نہیں ہوا ہے کہ تم سفر کر سکو۔"

"ہاں لیکن سچ کہتا ہوں یار ایلن میں کچھ دوسرے خطرات اور اثرات محسوس کر رہا ہوں اور ان اثرات سے یا علامتوں سے نہ تو ڈاکٹر راڈ... واقف ہے اور نہ ہی میں خود انہیں سمجھ سکتا ہوں۔ سطح سمندر سے بلندی دل پر اثر کرتی ہے۔ ہے نا؟"

اور یہ مکان کافی بلندی پہ واقع ہے"

"میرے ساتھ لطیفہ بازی نہ کرو" میں نے قدرے سختی سے اور بگڑ کر کہا۔ کہنا کیا چاہتے ہو تم؟"

"پتہ نہیں ہیڈا تمہیں کبھی حسین معلوم ہوتی ہے یا تم بوڑھے ہو چکے ہو اور حسن وغیرہ سے تمہیں کوئی دلچسپی نہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ایک خاص عمر کو پہنچنے کے بعد مرد کے لیے حسن صرف خوبصورت مناظر، تاریکی ٹھنڈی رات اور عمدہ پکے ہوئے کھانے میں ہی رہ جاتا ہے۔"

"بکواس بند کرو۔ میں زاہد خشک نہیں ہوں" میں نے کہا "لیکن اگر تمہارا مطلب یہ ہے کہ تم ہیڈا کی محبت میں گرفتار ہو رہے ہو تو میرا اور اپنا وقت ضائع کرنے کے بجائے صاف صاف لفظوں میں کیوں نہیں کہہ دیتے؟"

"اس لئے کہ وقت ہے ابھی۔ پھر کیوں اسے ضائع کیا جائے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ اس معاملہ میں خود تم صحیح اندازہ لگا کر معلوم کر لو کہ کیا واقعی میں اس لڑکی سے محبت کرنے لگا ہوں جس کا نام ہیڈا ہے۔ مجھے تو خوف ہے کہ معاملہ یہی ہے۔"

"اگر تم واقعی ہیڈا کی محبت میں گرفتار ہو چکے ہو تو پھر مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ تم جانو میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ حسن و عشق سے میرا کوئی تعلق عرصے سے نہیں پھر میں اس معاملہ میں تمہیں کیا مشورہ دے سکتا ہوں؟"

"سچ کہتے ہو ایلین۔ لیکن محبت وغیرہ کے معاملے میں بعض مقامات ایسے بھی آتے ہیں جب آدمی کو خود اپنی عقل اور دور اندیشی پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے اور میری عقل مجھ سے کہہ رہی ہے اور دور اندیشی مجھے ابھار رہی ہے کہ میں جلد از جلد یہاں سے نکل جاؤں۔ لیکن اگر تم اپنا گھوڑا مجھے دے بھی دو اور تم اس کے ساتھ پیدل چلنے پر تیار ہو بھی گئے تب بھی میں ظاہر ہے کہ اس پر سوار نہیں ہو سکتا اور فٹ سیک بیل لے کر اب تک آیا نہیں۔"

"شاید تم بیڈا کا ہی جھگڑا مستعار دے کر یہاں سے بھاگ سکتے ہو" میں نے بڑی تلخی سے کہا۔

"شاید حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ اپنی اس زخمی ٹانگ کے ساتھ جھگڑے میں بیٹھنا میرے لئے بے حد خطرناک ثابت ہوگا۔ اور پھر یہ بات بھی ہے کہ گھوڑے کہیں بھیج دیئے گئے ہیں شاید۔ دیکھو یار" اسکو بے اب بے حد سنجیدہ تھا" اس لڑکی کی محبت میں گرفتار ہونا سراسر حماقت ہے جو کسی اور سے منسوب ہو چکی ہو خصوصاً اس وقت جب ہم یہ بھی جانتے ہوں کہ ذرا سی ہمت آزمائی کے بعد وہ ہمارے ساتھ ہی چلی آئے گی۔ سچ کہتا ہوں یار عشق کا بخار مجھے ہو ہی گیا ہے اور اگر اس سے چھٹکارا حاصل نہ کیا گیا۔ جلد ہی حاصل نہ کیا گیا تو یہ شدت اختیار کر کے لاعلاج بن جائے گا"

"ارے نہیں اسکو بے۔ میعادی بخار ہے یہ۔ اتر جائے گا اور پھر آخر یہ بخار کا تو ہے کہ ادھر آب و ہوا تبدیل ہوئی اور ادھر بخار غائب"

"یہ سب بکواس اور تلخ باتیں بند کرو اور بتاؤ کہ اب کیا کیا جائے؟ سچ کہتا ہوں کوائزمین، میں حقیقت میں پھنس گیا ہوں"

"اور بری طرح سے پھنس گئے ہو اور میں خوش ہوں بلکہ خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میری عمر اب وہ نہیں رہی جو تمہاری ہے ورنہ میں پھنس جاتا۔ میں تو تمہیں کوئی مشورہ نہیں دے سکتا۔ مناسب ہوگا کہ تم خود لڑکی سے پوچھو"

"اس سلسلے میں ہمارے درمیان گفتگو ہوئی تھی۔ میرا مطلب ہے صاف صاف الفاظ میں ایکدوسرے سے کچھ نہیں کہا گیا بلکہ اپنے چند دوستوں

کا قصہ ہم نے ایک دوسرے کو سنایا جو قریب قریب ایسے ہی حالات سے دوچار تھے۔ لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔"

"اچھا۔ یہ میں نہ جانتا تھا کہ تم دونوں کے دوست بھی ایسے حالات سے دوچار ہو چکے ہیں کبھی۔ خیر تو لڑکی نے کیا کہا اور کیا کیا"

"کچھ نہیں کہا۔ بس ایک ٹھنڈا سانس لے کر خاموش ہو رہی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ رو پڑے گی اور کیا یہ کہ اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔ اگر ممکن ہوتا تو میں اس کے پیچھے ہی جاتا لیکن چونکہ میری بیساکھیاں وہاں نہیں اس لئے میں جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہیڈا کے دل اور دماغ پر کوئی زبردست بوجھ ہے۔ وہ کچھ کہنا چاہتی ہے لیکن کہہ نہیں سکتی۔"

"بے شک۔ اور اگر تم جاننا ہی چاہتے ہو کہ یہ بوجھ کیا ہے یا اس کے دل میں کیا ہے تو یہ میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔ ہمارے ڈاکٹر راڈ کی تلوار مارنہام کے سر پہ پابند ہے۔ وہ مارنہام کے کسی ایسے راز سے واقف ہے کہ ڈاکٹر راڈ جب چاہے اس راز کو افشا کر کے مارنہام کو پھانسی کے تختے تک پہنچا سکتا ہے۔ اسے خاموش رکھنے کے لئے مارنہام نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس سے اپنی بیٹی بیاہ دے گا۔ یہ گویا اس کی خاموشی کی قیمت ہے۔ ہیڈا جانتی ہے کہ اس کا باپ یا اس کے باپ کی زندگی اس شخص۔ یعنی ڈاکٹر راڈ کے اختیار بلکہ مٹھی میں ہے۔ کیوں اور کس طرح یہ بے شک وہ نہیں جانتی لیکن چونکہ وہ ایک اچھی لڑکی اور فرمانبردار بیٹی ہے ..... تمہارا مطلب ہے فرشتہ ہے۔ کواٹرمین صحیح نام لو اس کا خصوصاً اس گھر میں جہاں فرشتوں کی اشد ضرورت ہے۔

"چلو فرشتہ سہی۔ خیر تو اس فرشتہ صفت لڑکی نے اپنے باپ کی جان بچانے کے لئے اس شخص سے شادی کر لینے کا وعدہ کیا ہے جس سے وہ قلبی نفرت کرتی ہے اور جس کی صورت سے بھی اسے گھن آتی ہے۔"

"شاباش کھیلتے وقت جو جھگڑا ہوا تھا اس سے ہیما نے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا تھا۔ حیران ہوں کہ ان دونوں شیطانوں میں سے بڑا شیطان کون ہے بہرحال اب فیصلہ ہو گیا۔ ہم دونوں ہیڈا کی طرف ہیں۔ تم اسے بہرحال اس لفڑے سے نجات دلاؤ گے اور اگر اس نے پسند کیا تو میں اس سے شادی کر لوں گا اور اگر وہ میری دلہن بننا نہیں چاہتی تو پھر...... میری قسمت۔ تو یہ نیک کام ہم نے آدھا آدھا تقسیم کر لیا ایمانداری سے۔ یعنی تم اسے بچاؤ گے اور میں اس سے شادی کر لوں گا۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ تم یہ کام کیسے کرو گے؟ میں تو اناڑی ہوں۔ البتہ تم عمر میں مجھ سے بڑے ہو۔ زمانے کا سرد و گرم دیکھ چکے ہو اور نہایت ہی تجربہ کار ہو چنانچہ اگر میں کوئی ترکیب جانتا تبھی تو تمہارے معاملہ میں دخل نہ دیتا۔"

"میرے خیال میں بہترین طریقہ یہ ہے کہ میں ایک گھوڑا لے کر بیل لانے چلا جاؤں اور جب تک میں واپس آؤں گا امید ہے کہ تم اس معاملے کو نپٹا چکے ہو گے۔ میرا مطلب ہے کہ بغیر کسی کا قتل کئے۔"

"یعنی یہ کیا بات ہوئی؟ تم مجھے اس لفڑے میں پھنسا چھوڑ کر چلے جانا چاہتے ہو؟

خدارا ایسا مت کرنا یار۔ دراصل اب تک میں مطمئن تھا کہ تم جیسا تجربہ کار اور ہوشیار آدمی میرے ساتھ ہے تو پھر فکر کی کوئی بات نہیں۔ تم کوئی نہ کوئی

راستہ نکال لوگے اس کا مجھے یقین تھا اور اب بھی ہے۔"

"اگر یقین ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ اس وقت تو خود میرا دماغ بالکل خالی ہے۔ لیکن اگر تم نے اپنا منہ بند رکھا تو میں اس معاملے پر غور کرنے کی کوشش کروں گا۔ وہ دیکھو۔ باغ میں مس ہیڈا پھول توڑ رہی ہے میں جاتا ہوں اس کا ہاتھ بٹانے۔ یہ بڑی خوشگوار تبدیلی ہوگی۔"

اور میں اسکو بے کو اپنی طرف حسرت، یاس اور حسد سے تکتا چھوڑ کر باغ میں اتر گیا۔"

ساتواں باب

برآمدے میں

جب میں ہیڈا کے قریب پہنچا تو وہ ادھ کھلے گلاب توڑ رہی تھی چنانچہ میں نے ایک شعر پڑھا جو میرے خیال میں اس موقع پر ٹھیک چسپاں ہوتا تھا۔

"حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے، قسم کا۔"

"ہاں" وہ بولی "میں انہیں مرجھانے سے پہلے توڑ رہی ہوں کیونکہ کل..."

... اور اس نے ایک آہ بھر کر برآمدے کی طرف دیکھا" یہ میں یقین سے نہیں کہہ رہا کیونکہ اس وقت اس نے بڑے چھجے والی ہیٹ پہن رکھی تھی چنانچہ اس کی نظر کا رخ کا کچھ پتہ نہیں چلتا تھا۔"

اس کے بعد ہم چند منٹوں تک ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے اور اس درمیان میں پھول توڑنے کے سلسلے میری انگلی میں کانٹا بھی چبھ گیا۔

اس نے مجھ سے پوچھا کہ اسکو میرے خیال میں وہ بہ صحت ہے یا نہیں۔ میں نے جواب دیا کہ یہ تو یقینی طور پر ڈاکٹر راڈ ہی اسے بتا سکتا ہے البتہ امید ہے کہ ایک ہفتہ میں تندرست ہو جائے گا۔

"ایک ہفتہ میں" وہ بولی۔ حالانکہ اس نے بغیر جذباتی لہجہ میں یہ الفاظ کہنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کے لہجہ میں دہشت نمایاں تھی۔

"تمہارے خیال میں بہت طویل مدت ہے یہ؟" میں نے کہا۔ لیکن اگر وہ تندرست ہو نا بھی تم جانو ہم یہاں سے نہ جا سکتے کیونکہ ہیل اب تک یہاں پہنچے نہیں اور پتہ نہیں کب تک پہنچ پائیں گے۔"

"طویل مدت ۔ طویل مدت" وہ قریب قریب چیخ کر بولی "ہائے۔ تم نہیں جانتے کہ ۔ کہ ۔ تم جیسے مہمانوں کا یہاں آنا ہمارے لیے کتنی بڑی نعمت ہے۔"

اور اس کی آنکھوں میں آنسو تیر آئے۔

اس عرصہ میں ہم پھول توڑتے ہوئے گھر کے دوسری طرف پہنچ گئے تھے اور برآمدے میں بیٹھنے والا کوئی بھی ہمیں دیکھ نہ سکتا تھا۔ چنانچہ اب ہم اکیلے تھے۔

"مسٹر گوانٹرمین" اس نے جلدی سے کہا۔ "میں سوچ رہی ہوں کہ ایک خاص معاملے میں تم سے مشورہ لینا کہاں تک مناسب ہو گا۔ یہاں کوئی دوسرا ایسا ہے نہیں جس سے میں کچھ کہہ سکوں یا پوچھ سکوں۔"

"اس کا فیصلہ تمہیں کرنا ہے بیڈرا۔ اگر تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہو تو میں تمہارے باپ کے برابر ہوں اور جہاں تک میرے اختیار میں ہو گا تمہاری مدد کروں گا۔"

ہم دونوں نارنگی کے پیڑوں کے اس جھنڈ میں چلے گئے جو گھر سے چالیس

گیا دور تھا بظاہر پھول توڑنے لیکن دراصل اس لئے کہ ہم ہر ایک کی حدِ سماعت سے باہر تھے اور پھر کوئی اس طرف آرہا ہوتا تو ہم دیکھ سکتے تھے۔

"مسٹر کواٹرمین" اس نے بے حد تیکھی آواز میں کہا، "میں بڑی مصیبت میں پھنسی ہوئی ہوں میری نسبت اس شخص سے ہوگئی ہے اور اس سے میری شادی ہونے والی ہے جو مجھے ذرا بھی پسند نہیں!"

"تو پھر تم یہ منگنی توڑ کیوں نہیں دیتیں؟ بے شک شریف لوگ ایسا نہیں کرتے لیکن یہ عمر بھر کا سوال ہے۔ اس شخص سے شادی کرنا جس سے تمہیں نفرت ... جسے تم پسند نہیں کرتیں شادی کرنا کھلی آنکھوں کنویں میں کودنا ہے"

"اس لئے کہ میں ایسا نہیں کر سکتی۔ جرأت نہیں کر سکتی ایسا کرنے کی۔"

"کیوں؟"

"حکم کی تعمیل"

"بڑا! تمہاری عمر کتنی ہے؟"

"تین مہینے بعد میں اکیس برس کی ہو جاؤں گی۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس عمر تک پہنچنے تک میں آنا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن مجھے دھوکے سے یہاں بلایا گیا۔ انہوں نے مجھے خط لکھا کہ ابا سخت بیمار ہیں۔ چنانچہ میں آگئی۔"

"بہرحال جب یہ تین مہینے گزر جائیں گے اور تم اس عمر کو پہنچ جاؤ گی تو آپ اپنی مرضی کی مالک ہوگی اور کسی کے بھی حکم کی تعمیل کرنا تمہارے لئے ضروری نہ ہوگا۔"

"تین مہینے۔ میرے خدا! یہ تو پہاڑ ہیں۔ اس کے علاوہ اس معاملے میں تعمیلِ حکم تو ثانوی چیز ہے۔ یہاں تو فرض اور محبت کا سوال ہے۔

میں ابا کو چاہتی ہوں۔ ان میں کتنی ہی کمزوریاں اور برائیاں کیوں نہ ہوں انہوں نے مجھے ماں اور باپ، دونوں کا پیار دیا ہے اور ہر طرح میرا خیال کیا ہے۔"

"اور اسکا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ بھی تمہیں چاہتے ہیں چنانچہ کیوں نہ تم ان کے پاس جاکر اپنی مشکل کا حل طلب کرو؟"

"وہ سب جانتے ہیں مسٹر کواٹرمین اور شادی کو مجھ سے زیادہ ناپسند کرتے ہیں۔ بلکہ نفرت ہے انہیں اس سے لیکن میری طرح وہ بھی مجبور ہیں۔ پیچھے ہی کیوں نہ کہہ دوں کہ وہ ڈاکٹر کے قبضہ میں ہیں۔ ابا نے کوئی زبردست جرم کیا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ کیا کیا ہے اور نہ ہی جاننا چاہتی ہوں۔ لیکن اگر اسکا راز فاش ہو گیا تو ابا برباد ہو جائیں گے بلکہ۔ اس سے بھی بُرا ہو گا۔ اس خاموشی کی قیمت میں ہوں۔ ہماری شادی کرنے سے انکار کر دیا تو پھر وہ سارے ثبوت پیش کر دے گا اور پھر......"

"یہ تو بڑی مشکل ہے" میں نے کہا۔

"مشکل سے زیادہ ہولناک ہے۔ اگر تم میرے دل میں جھانک سکتے تو سمجھ سکتے کہ کسقدر ہولناک......"

"میں سمجھ سکتا ہوں ہیڈا۔ اب مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے صورت حال پر غور کرنے کی مہلت دو۔ اگر ضرورت ہو تو بے شک میرے پاس آ جانا۔ وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہاری حفاظت کروں گا۔"

"لیکن تم تو ایک ہفتہ میں جا رہے ہو۔"

"ایک ہفتے میں بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ہفتے کے اختتام تک اگر قسمت، حالات یا اتفاقات نے خود ہی کچھ فیصلہ نہ کر دیا تو ہم ہی کوئی فیصلہ کر لیں گے۔"

اس کے بعد کے چوبیس گھنٹوں میں، اس مسئلے پر میں نے اتنا غور کیا کہ پہلے کبھی کسی مسئلے پر نہ کیا تھا۔ عجیب گڈمڈ معاملہ تھا یہ۔ یعنی بے حد الجھا ہوا۔ میں ایک لڑکی کو بد معاش سے بچانا تھا لیکن اسے بچایا نہیں جا سکتا تھا کیونکہ وہ خود ایک دوسرے بد معاش کو بچانا چاہتی تھی جو اس کا باپ تھا۔ اب یہ مسئلہ حل کیا جا سکتا تھا؟ نہیں۔ یہ سراسر ناممکن تھا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ مارنہام نے ایک یا کئی خون کئے تھے اور اس کے اس جرم کے ایسے ثبوت۔ ٹھوس ثبوت راڈ کے پاس تھے کہ وہ مارنہام کو پھانسی لگوا سکتا تھا۔ تو کیا ہیڈا کی شادی خود آسکو سے کر دی جا سکتی تھی؟ بے شک۔ بشرطیکہ دونوں تیار ہوں۔ لیکن اس کے بعد بھی مارنہام کو پھانسی لگ سکتی تھی۔ تو کیا دونوں فرار ہو سکتے تھے؟ ہاں۔ لیکن اس کے بعد بھی مارنہام کو پھانسی ہی تھی۔ تو کیا ایسا ہو سکتا تھا کہ میں اسے یہاں سے پیرس لے جاؤں اور وہاں اسے عدالت کی حفاظت میں دے دوں؟ ہاں۔ لیکن نتیجہ پھر وہی۔ اور میں سوچنے لگا کہ میرا بوڑھا ہاٹینٹوٹ ملازم اس سلسلے میں کیا مشورہ دیتا۔ جن حضرات نے میری مہمات کی داستانیں پڑھی ہیں وہ میرے اس ملازم سے واقف ہوں گے۔ اسکا نام ہنس تھا اور اسکا لقب تھا "اندھیرے میں روشنی" اور وہ اپنے طور پر بے حد ہوشیار اور عیار تھا۔ میں اسے قبر میں سے اٹھا کر اس سے مشورہ ظاہر ہے کہ نہ لے سکتا تھا لیکن اگر وہ زندہ ہوتا اور اس وقت میرے ساتھ ہوتا تو میں جانتا ہوں کہ وہ کیا کہتا۔ ہنس یوں کہتا: "

"او باس! یہ وہ پھندا ہے جسے صرف زرد بوڑھا (مطلب موت) ہی کاٹ سکتا ہے چنانچہ ڈاکٹر کا خاتمہ ہو جانے دو یا باپ کا خاتمہ ہو جانے دو

اور پھر یہ لڑکی آزاد ہوگی۔ بے شک آسمان ان میں کسی ایک یا دونوں کا منتظر ہے اور باس! اگر ضرورت ہو تو میں ان دونوں کو آسمان تک جانے کا سیدھا راستہ بتا سکتا ہوں"

اور یہ سوچ کر میں ہنس پڑا۔ اس کے باوجود میں نے سوچا کہ ہنیس کا یہ کہنا غلط نہ ہوتا۔ صرف موت ہی یہ گتھی سلجھا سکتی تھی۔ لیکن اس خیال سے میں آپ ہی آپ کانپ گیا۔

اس رات میں بڑی بے چینی کی نیند سویا اور عجیب خواب بھی دیکھا۔ اور میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بار پھر میں زولو لینڈ کے کالے پہاڑ پہ ہوں اور کالے غار کی جھونپڑیوں کے سامنے تپائی پہ بیٹھا ہوا ہوں اور میرے سامنے اپنے مخصوص جھنے یا کمبل میں لپٹا بوڑھا ساحر زکالی[1] بیٹھا ہوا ہے۔ زکالی جس کو بتا کا نے۔

"وہ چیز جسے پیدا نہ ہونا چاہئے" کا لقب دیا تھا۔ زکالی جسے میں نے کئی برسوں سے نہ دیکھا تھا۔ اس کے قریب ہی الاؤ کی راکھ تھی۔ میں جانتا تھا کہ یوں آگ جلا کر وہ اس میں مستقبل دیکھتا اور پیشین گوئیاں کرتا تھا۔ زکالی نے اپنا سر اٹھایا اور قہقہہ لگایا اپنا وہی مخصوص اور بھیانک قہقہہ جو میں پہلے بھی سن چکا تھا۔

"تو ایکبار پھر تم یہاں آگئے میکو میزن" وہ بولا" ذرا بوڑھے ہو گئے ہو لیکن اور کوئی تبدیلی تم میں نہیں ہوئی۔ اب تم اس بوڑھے راستے کھولنے والے کے پاس کیا لینے آئے ہو؟ اس دفعہ تو تمہیں مامینا کی تلاش نہ ہوگی شاید نہیں۔ نہیں۔ اس دفعہ تو مامینا تمہیں تلاش کر رہی ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو۔ ناول دہشت دل [2] ملاحظہ ہو۔ ناول خونریز۔

ایک دفعہ اس نے تمہیں تلاش کر لیا تھا۔ ہے نا۔ یہاں سے دور۔ بہت دور۔ شمال میں اور ان عجیب لوگوں میں جو ہاتھی دانت کے بچے کی پرستش کرتے تھے۔ اس قوم سے میں اپنی جوانی میں واقف تھا اور ان کا بڑا ساحر ہارینت میرا دوست تھا۔ ہے نا؟ اور ماہینا یا اس کی روح نے جب تمہیں تلاش کیا تھا تو تم زبردست دیوتا ہاتھی "جانا" کے سامنے پڑے ہوئے تھے اور اسے مار نہ سکتے تھے ارے میکومیزن! یہ تم اتنے حیرت زدہ کیوں ہو؟"

"یہ سب باتیں تمہیں کیسے معلوم ہوئیں؟" میں نے خواب میں پوچھا۔

"بہت آسانی سے ابھی کوئی ایک گھنٹے پہلے بوڑھا ہاٹینٹوٹ جس نے اپنا نام ہینس بتایا۔ میرے سامنے ہی تھا۔ اسی نے یہ داستان مجھے سنائی۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے اس کی تصدیق کے لئے ماہینا کو بلا بھیجا۔ وہ تم سے مل کر خوش ہو گی بہت میکومیزن کیونکہ وہ دل کی بھوکی ہے اور کچھ بھولتی نہیں۔ ڈرو نہیں۔ میرا مطلب ہے یہاں۔ چاند اور سورج کی اس دنیا میں تم سے مل کر خوش ہو گی کیونکہ دوسری دنیا میں تو ملاقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہاں تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمہارے ساتھ ہی رہے گی۔"

"زکالی! یہ تم بکواس کر رہے ہو" میں نے کہا "ہینس مر چکا ہے پھر ایک مردہ تم سے کیسے باتیں کر سکتا ہے؟ ماہینا مر چکی ہے پھر میں اس سے کیسے ملاقات کر سکتا ہوں؟"

"اپنے ان سوالوں کا جواب تم اس عظیم جنگ میں تلاش کرنا جب تمہارے سفید فام بھائی اساگائیوں سے یوں کٹ کٹ کر گریں گے جس طرح درانتی کے سامنے مکئی کے پودے۔

لے ماہینا کی داستان کے لئے ملاحظہ ہو ناول "وحشت دل" (۲) ناول "ندائے روح"

یا شاید اس سے پہلے بھی تمہیں جواب مل جائے۔ لیکن ماہینا کی باتیں ختم کرو کیونکہ دوسری دنیا میں بڑھاپا نہیں ہے چنانچہ وہ بوڑھی ہونے والی نہیں۔ اس لئے وہ تو انتظار کرسکتی ہے۔ خیر تو تم ماہینا کے متعلق پوچھنے میرے پاس نہیں آئے بلکہ تم اس سفید فام اور خوبصورت لڑکی کی بات کرنا چاہتے ہو جس کا نام ہنڈینا ہے۔ اور تم اس مرد کی بات کرنا چاہتے ہو جس سے یہ ہنڈینا پیار کرتی ہے۔ اے پاسبانِ شب! تم شروع سے ہی دوسروں کے معاملات میں کھنتے اور پریشان ہوتے رہے ہو۔ اور اس کا معاوضہ تمہیں کچھ ملتا نہیں سوائے عزت، شہرت اور نیک نامی کے۔ اچھا۔ غور سے سنو کیونکہ وقت بہت کم ہے۔ جب طوفان کھنڈیرے ان پر تو سفید فام حسینہ ہنڈینا اور اس کے سفید فام عاشق۔ آقا عادوقی کو یہاں لے آنا اور تمہاری خاطر میں انہیں پناہ دوں گا۔ دیکھو۔ انہیں کہیں نہ جانا۔ اگر وہ مصیبت سے چھٹکارہ حاصل کرلیں تو انہیں سیدھے یہاں لے آنا۔ تم سے مل کر مجھے بے حد خوشی ہوگی کیونکہ اب وقت آگیا ہے اور میں سانہ نیکیوکرنا کے خاندان کو تباہ کرنے والا ہوں۔ ہاں وہ میرے دشمن ہیں۔ میرے انتقام لینے کا وقت آگیا ہے۔ ہاں۔ میں خون سے بھرے ہوئے ہاتھوں سے انہیں خاک میں ملا دوں گا اور ان کی جھونپڑیوں کے چوکھٹ خون سے سرخ ہوں گے۔"

اور پھر میں بیدار ہوگیا اور میں ایسا ہی خوف محسوس کر رہا تھا جیسا کہ بھیانک خواب دیکھنے کے بعد کبھی آپ نے بھی محسوس کیا ہوگا۔ اور جب میں نے اساؤبیے کے، جو کمرے کے دوسرے سرے پر میٹھی نیند سو رہا تھا تنفس کی آواز سنی تو میری ذرا ڈھارس بندھی۔

"ماروتی! زکالی نے اسے ماروتی کیوں کہا! میں نے نیم بیداری میں سوچا"
آ۔ ہاں اسکا نام موریس ہے۔ اور یہ ماروتی اسکی بگڑی ہوئی شکل
ہے جیساکہ ہنڈینا ہیڈا کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور جیسی کہ زولوؤں کی
عادت ہے کہ وہ اچھے بھلے نام کو اپنی سہولت کی خاطر بگاڑ دیتے ہیں۔

اس کے بعد میں پھر سو گیا اور صبح اٹھا تو رات کا خواب بھول چکا تھا
یہاں تک کہ بعد کے واقعات نے یہ خواب مجھے یاد دلا دیا اور یہی خواب
تھا جس کی وجہ سے میرے دماغ میں یہ خیال جم گیا کہ مصیبت آئے تو
زولولینڈ کی طرف فرار ہوا جائے۔

اس رات ہم کھانا کھانے بیٹھے تو داؤد غائب تھا۔ میرے پوچھنے پر
بتایا گیا کہ وہ ایک کافر سردار کے پاس گیا ہے جو اس کا مریض ہے جو
کافی دور رہتا ہے چنانچہ داؤد یہ رات شاید اسی کے کرال میں سوئے
گا اور کل صبح واپس آجائے گا۔

کھانے کے درمیان گفتگو کا موضوع یہ رہا کہ ٹرانسوال اور اس علاقے
کے درمیان، جسے بالوتو سردار ساکو کوئی اپنا کہتا ہے، سرحد کون سی
ہے۔ مارنہام نے کہا کہ وہ سرحد اس کے گھر۔ یعنی مندر سے۔ صرف
دو میل دور ہے اور جب ہم کھانے سے فارغ ہو کر اٹھے تو چاند
روشن تھا اور مارنہام نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو وہ اسی وقت
وہ سرحدی پتھر دکھا دے جو برسوں پہلے برٹش کمیشن نے لگائے تھے۔
گرم دن کے بعد رات بے حد خنک اور خوشگوار تھی چنانچہ اس خیال
سے کہ ذرا چہل قدمی ہی ہو جائے گی میں نے اس کی یہ پیشکش منظور
کر لی۔ اس کے علاوہ ایک دوسرا خیال بھی دل میں تھا اور شاید یہی

خیال مارنہام کے بھی دل میں تھا۔ وہ دونوں۔ یعنی اسکوبے اور ہیڈا برآمدے میں بیٹھے بے حد خوش معلوم ہو رہے تھے اور چونکہ ان دونوں میں بہت جلد جدائی ہونے والی تھی اس لئے میں نے سوچا کہ دونوں کو تنہائی میں بات چیت کرنے کا موقع دیا جائے۔

چنانچہ ہم دونوں اس ٹیلے کی چوٹی کے کنارے پر پہنچے جس پر "مندر" واقع تھا اور وہاں سے مارنہام نے مجھے وہ سرحد دکھائی جو نیچے گھاس کے میدان میں سے شروع ہو کر خدا جانے کہاں ختم ہوتی تھی۔ بہرحال مجھے اس چاندنی میں کہیں بھی سرحدی ستون دکھائی نہ دیئے۔

"وہ زرد دلدل تو تم دیکھ ہی چکے ہو" مارنہام نے کہا "سرحد اس دلدل سے گزرتی ہے سیدھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ باسوتو، جو تمہارا تعاقب کر رہے تھے" دلدل کے کنارے پر رک گئے اور وہاں سے آگے نہ بڑھے حالانکہ ان کے نزدیک ان کے علاقے میں بلکہ عین سرحد پر جو دلدل کے عین بیچ سے گزرتی ہے تمہیں قتل کر دینے کا انہیں پورا پورا حق حاصل تھا۔"

میں نے کہا کہ اب اس سرحدی لکیر کا کوئی وجود ہی نہیں کیونکہ وہ علاقہ جسے باسوتو اپنا بتاتے ہیں اب حکومت برطانیہ کے قبضہ میں ہے۔ اس کے بعد ہم ٹہلتے ہوئے واپس گھر کی طرف چلے اور تمام راستے خاموش رہے کیونکہ میں اور مارنہام اپنے اپنے خیالات میں الجھے ہوئے تھے۔ جب ہم گلاب کی بلند جھاڑیوں میں سے گزر کر دوسری طرف پہنچے تو ایک بے حد دلچسپ منظر سامنے تھا۔

ہم اسکوبے اور ہیڈا کو ایکدوسرے کے قریب دالان میں بیٹھے چھوڑ گئے تھے اس وقت بھی وہ دونوں وہیں تھے لیکن اب وہ ایکدوسرے کے قریب نہ تھے۔ بلکہ اسکوبے کا ایک ہاتھ ہیڈا کی کمر پر تھا اور وہ ایکدوسرے کو دیوانہ وار

جھوم رہے تھے۔ بے شک وشبہ وہ جھوم رہے تھے کیونکہ دالان کی چھت سے جو لالٹین لٹک رہی تھی وہ دونوں عین اس کے نیچے تھے اور اسکی روشنی میں ہمیں جو کچھ نظر آرہا تھا وہ ظاہر ہے کہ نظر کا دھوکا نہ تھا۔

میں اور مارنہام خاموشی سے پیچھے ہٹ گئے کہ چکر کاٹ کر عقبی دروازے سے گھر میں داخل ہو جائیں اور کھانس کر یا کھنکھار کر یا ایسی ہی کوئی احمقانہ حرکت سے ان دونوں پیار کرنے والوں کو اپنی موجودگی سے آگاہ کر دیں۔ ابھی ہم چند قدم ہی گئے تھے کہ جھاڑیوں میں سے کسی کے گزرنے اور ٹہنیاں ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔

"ان کمبخت بندروں نے ناک میں دم کر رکھا ہے" مارنہام نے کہا" کوئی بندر باغ اجاڑ رہا ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں وہ گھر بھی اجاڑنے والا ہے" میں نے کہا اور گھوم کر اس سائے کی طرف اشارہ کیا جو جیسے چھلانگ لگا کر برآمدے پر پہنچ رہا تھا۔

دوسرے ہی لمحے ڈیانا کی حیرت اور خوف کی چیخ سنائی دی اور پھر ایک مرد کی جھنجھلائی ہوئی آواز:

"ہوں۔ تو آخر کار تم رنگے ہاتھوں پکڑی گئیں۔"

"وہ ڈاکٹر خلاف توقع جلد ہی واپس آگیا ہے۔ اب مناسب ہوگا کہ ہم فوراً وہاں ان لوگوں کے پاس پہنچ جائیں" میں نے کہا اور تیر کی طرح دالان کی طرف لپکا۔ مارنہام میرے پیچھے تھا۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ میں ٹھیک وقت پر وہاں پہنچ گیا۔ اگر ایک سکنڈ بھی تاخیر سے پہنچتا تو خدا جانے کیا ہو جاتا۔

دالان میں ڈاکٹر کھڑا ہوا تھا۔ بلند قامت اور غضبناک اور اس کے ایک

ہاتھ میں پستول تھا۔ جیسے شیطان مجسم ہو کر آ گیا ہو۔ اس کا چہرہ غصے اور حسد سے بگڑ گیا تھا۔ اس کے سامنے کاؤچ پر ہیڈا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے کاؤچ کے کنارے پکڑ رکھے تھے اور چہرے کا رنگ فق تھا۔ اسکے پہلو میں اسکو میبے بیٹھا ہوا تھا۔ پرسکون اور بے خوف لیکن قدرے الجھا ہوا سا۔

"اگر گولی چلانی ہی ہے" اسکو میبے نے کہا "تو پہلے مجھ پر چلاؤ"۔

اس کے اس سکون اور بے خوفی نے راڈ کو اور بھی غضبناک کر دیا اور اس نے پستول اٹھایا۔ لیکن میں بھی تیار تھا کیونکہ جب سے میں یہاں آیا تھا مسلح رہتا تھا۔ راڈ پر چھلانگ لگا کر اسے چت کر دینے کا اور اس پر ٹوٹ پڑنے کا نہ وقت تھا اور نہ موقع کیونکہ وہ مجھ سے کوئی پندرہ فٹ دور تھا اور پھر میں اس کی جان لینا بھی نہ چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے وہی کیا جو ایسے موقع پر مناسب تھا۔ یعنی یہ کہ میں نے اپنا پستول نکال کر اور اس کا نالی کا رخ راڈ کے پستول والے ہاتھ کی طرف کر کے گولی چلا دی۔ اس سے پہلے کہ وہ گولی چلاتا۔ ٹھیک جب وہ ایسا کرنا چاہتا ہو۔ میرے پستول کی گولی اس کے پستول کی نالی اڑا گئی۔

"واہ۔ عمدہ نشانہ ہے" اسکو میبے نے کہا جس نے مجھے دیکھ لیا تھا رہا راڈ تو وہ اپنے ہاتھ میں پستول کے کھنڈ کی طرف حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ "نہ صرف عمدہ بلکہ کسی کے لئے خوش قسمت بھی۔" میں نے آگے بڑھتے ہوئے جواب دیا" ہاں۔ تو ڈاکٹر راڈ اب یہ بتائیے کہ یوں پستول گھسیٹ کر لوگوں کو ڈرانے کا مطلب؟ غالباً یہ پستول خالی نہ تھا پھر تم نے اسے ایک شریف لڑکی اور ایک نہتے مرد کی طرف کیوں تان رکھا تھا؟"

"یہ تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے؟" وہ دانت پیس کر بولا" اور میں کسی کی طرف بھی پستول تانوں اس سے تمہیں کیا؟ اور پھر مجھ پہ گولی کیوں چلائی تم نے ؟"

"مجھے کیا؟ میں نے کہا" میں تو یہ دیکھ رہا تھا کہ تمہارے پستول کا رخ بانو اور میرے دوست کی طرف تھا۔ رہا یہ سوال کہ میں نے تم پر گولی کیوں چلائی تو جواب اگر میں نے تم پر گولی چلائی ہوتی تو اس وقت تم مجھ سے یہ سوال پوچھنے کے لئے اس دنیا میں نہ ہوتے۔ میں نے تو اس پستول پر گولی چلائی تھی جو تمہارے ہاتھ میں تھا اور اگر تم نے مزید شرارت کی تو پھر مجھے پستول والے پر بھی گولی چلانی پڑے گی"

اور میں نے آنکھوں سے اپنے پستول کی طرف اشارہ کیا"

یہ دیکھ کر کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ کر گزروں گا اس نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ مارنہام کی طرف گھوم گیا جو میرے پیچھے برآمدے میں آگیا تھا۔

"یہ سب تمہاری کارستانی ہے بوڑھے بدمعاش" راڈ نے نفرت اور غصے سے بوجھل آواز میں کہا" تم نے اپنی بیٹی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ میری نسبت اس سے ہو چکی ہے۔ یہ میری منگیتر ہے اور میں اسے آوارہ گرد کی آغوش میں دیکھ رہا ہوں"

"تو اس میں میرا کیا قصور؟" مارنہام نے کہا" شاید ہیڈا نے اپنا ارادہ بدل دیا ہو۔ مناسب ہوگا تم خود اسی سے پوچھ لو"

"مجھ سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں" ہیڈا نے کہا جس کا خوف اب دور ہو چکا تھا" میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔ میں نے کبھی تم سے پیار نہیں کیا ڈراکیٹ، اور میں کبھی تم سے شادی نہ کروں گی۔ میں تو اسکیمے سے پیار

کر رہی ہوں اور انہوں نے مجھ سے شادی کی درخواست کی ہے چنانچہ میں انہی سے شادی کرنے والی ہوں۔"

"اوہ!" راڈ نے تلخی سے کہا "تو تم نواب بیگم بننا چاہتی ہو۔ لیکن میں تمہارا یہ خواب پورا نہ ہونے دوں گا اور ان شریف زادے کو جب معلوم ہوگا کہ تم ایک خونی، ایک مجرم کی بیٹی ہو تو یہ مسٹر اسکوجے یقیناً تمہیں اپنی دلہن بنانا پسند نہ کریں گے۔"

یہ الفاظ نہ تھے بلکہ بم تھا جو ہمارے درمیان اچانک پھٹ گیا تھا۔ ہم حیرت اور پریشانی سے ایکدوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور سب جیسے سناٹے میں آگئے تھے یہ اسکوجے تھا جس نے اس خاموشی کو توڑا:

"میں نہیں جانتا کہ تمہارا مطلب کیا ہے اور تمہارا اشارا کس طرف ہے" اس نے بڑے سکون سے کہا "بہرحال ہیڈا نے کوئی جرم نہیں کیا۔ یہ معصوم ہے۔ اب اگر اس کا نہ صرف باپ بلکہ سو پشتوں تک کے اجداد خونی اور مجرم ہیں تو اس سے ہیڈا کا کیا تعلق؟ میں بہرحال اس سے شادی کر رہا ہوں اور یہ مجرمہ نہیں ہے۔"

ہیڈا نے اس کی طرف دیکھا۔ اس کی خوبصورت آنکھوں میں دنیا کی ساری احسان مندیاں سمٹ آئی تھیں۔ مارنہام ایک قدم آگے بڑھا۔ بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کو لڑکھڑا کر آگے بڑھا۔ اس کے ماتھے پہ نہ صرف ایک رگ تیر آئی تھی بلکہ وہ دھڑک بھی رہی تھی۔

"یہ جھوٹ ہے۔ مارنہام نے کہا "سنو۔ میں سچ سچ کہے دیتا ہوں۔"

اس نے اپنی لمبی سفید داڑھی پہ ہاتھ پھیرا۔ "ایک دفعہ۔ یہ کوئی ایک سال پہلے کا ذکر ہے۔ میں نے بہت زیادہ پی لی تھی اور اپنے ہوش وحواس

ہیں نہ تھا اور غصہ میں بھی بھرا ہوا تھا۔ اس حالت میں میں نے ایک کافر کو دھمکانے اور ڈرانے کے لئے اس پر گولی چلائی لیکن اتفاقاً گولی اس کے لگی اور وہ مر گیا ہے یہ ہے وہ واقعہ جس کی وجہ سے یہ ڈاکٹر مجھے خونی اور مجرم کہتا ہے۔"

"لیکن میرے پاس تو ایک دوسری ہی کہانی ہے جس سے میں اس وقت ان لوگوں کی سمع خراشی نہ کروں گا" راڈ نے کہا "دیکھو ہیڈا! یا تو تم اپنا وعدہ وفا کر کے مجھ سے شادی کر لو یا پھر اپنے باپ کو پھانسی کے تختے پر لٹکنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

ہیڈا کے منہ سے ایک دبی ہوئی چیخ نکلی اور وہ کاؤچ میں یوں ڈھے گئی جیسے اسے گولی لگی ہو۔ اور تب میں نے آگے بڑھ کر کہا:۔

"آ۔ ہا۔ تو تم دوسروں کو مجرم قرار دیتے ہو؟ اچھی بات ہے۔ اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تم خود کتنے معصوم ہو۔ کئی مہینے تمہارے ایک انگریزی قید خانے میں گزرے (یہاں میں نے اس قید خانے کا نام بھی بتا دیا) اور یہ سزا تمہیں اس جرم کی ملی تھی جس کا ذکر میں نہ کروں گا"

"یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا ......" اس نے کہنا شروع کیا۔

"یہ بات جانے دو کہ مجھے کیسے معلوم ہوا۔ تمہارے لئے اتنا ہی جان لینا کافی ہے کہ میں جانتا ہوں اور جیل کی کتابیں اس کا ثبوت پیش کر دیں گی اور تمہارا کاروبار یہ ہے کہ تم ساکوکونی کے باسوتو قبیلے کے ہاتھ بندوقیں بیچ رہے ہو جو حکومت برطانیہ کے دشمن ہیں۔ اس سے انکار نہ کرنا ڈاکٹر کیونکہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کا ٹھوس ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔ اس کے علاوہ وہ تم ہی تھے جس نے ساکوکونی کو ہدایت

کی بجھی کر وہ ہمیں بھڑکانے لگا دے۔ کیونکہ تمہیں خوف تھا کہ کہیں ہم یہ معلوم نہ کر لیں کہ ان کے پاس بندوقیں کہاں سے آئیں (یہ میں نے اندھیرے میں تیر چلایا تھا لیکن وہ ٹھیک نشانے پہ بیٹھا) اور یہ بھی سن لو کہ تم ہیروں کی غیر قانونی خرید و فروخت کرتے ہو اور پھر یہ بھی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ ایکبار پھر تم باسوتو لوگوں سے ہمارے قتل کی سازش کر رہے ہو حالانکہ ان آخری دو الزامات کا ٹھوس ثبوت فی الحال میرے پاس نہیں ہے چنانچہ اب میں تم سے پوچھتا ہوں ڈاکٹر راڈ کہ تم دوسروں کو مجرم قرار دینے کے کہاں تک مجاز ہو اور یہ کہ جب تم دوسروں کو عدالت میں گھسیٹو گے تو خود تمہارے جرائم پر سے پردہ نہ اٹھ جائے گا؟"

"اگر میں نے یہ سب جرم کئے ہیں۔ جو میں نے نہیں کئے۔ اور اگر حقیقت میں گنہگار ہوں تو پھر مارنہام میرے ان جرائم میں برابر کا شریک ہے سوائے پہلے الزام کے۔ چنانچہ اب اگر تم میرے خلاف کارروائی کرو گے تو لامحالہ مارنہام کے خلاف کرو گے اور مارنہام ہیڈا کا باپ ہے اور ہیڈا سے تمہارا وہ دوست شادی کرنا چاہتا ہے چنانچہ وہ دشمنوں کو بندوقیں پہنچانے والا، چور اور اپنے مہمانوں کی جان لینے کی کوشش کرنے والا ثابت ہو جائے گا۔ چنانچہ عقلمندی یہی ہے کو اٹر مین کہ اس معاملے کو دبا ہی دو کیونکہ تمہاری اور تمہارے دوست کی بہتری اسی میں ہے۔"

جواب بڑا ہی جرات مندانہ اور عیارانہ تھا۔ چنانچہ میں دل ہی دل میں اس بدمعاش کی ہوشیاری کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔

"ڈاکٹر راڈ!" میں نے کہا "میں تمہارے مشورہ پہ اسی صورت میں عمل کر سکتا ہوں

کہ تم ہیڈا اور اس کے باپ کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔"
"تو پھر تمہارا جو جی چاہے کرو۔ تم اپنے آپ کو بہت زیادہ ہوشیار سمجھتے ہو لیکن یہ معاملہ ہے ہی کچھ اور۔ یہاں ہو سکتا ہے کہ الٹی آنتیں تمہارے ہی گلے میں پڑ جائیں گی۔" ڈاکٹر راڈ نے کہا "سنو ہیڈا! یا تو تم مجھ سے شادی کر لو گی فوراً اور اس نوجوان اور اس کے ساتھی جاسوس کو اٹرمین کو کل صبح ہی یہاں سے چلتا کر دو گی۔ بے شک تم انہیں اپنا جھکڑا مستعار دے سکتی ہو۔ اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ یعنی ایک ڈاکٹر کے طور پر کہ نوجوان کا زخم اب اچھا ہے اور وہ سفر کرنے کے قابل ہو گیا ہے۔ چنانچہ اب تم مجھ سے شادی کرنے اور ان دونوں کو یہاں سے رخصت کر دینے کا فیصلہ کر دو۔ ورنہ میں تمہارے والد کے خلاف ثبوت لے کر شہر کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ میں تمہیں کل صبح تک کی مہلت دیتا ہوں۔ آپس میں مشورہ کر لو شب بخیر وشب بخیر" میں نے کہا "اور دیکھو۔ کل صبح تک ہم میں سے کسی کو بھی تمہاری منحوس صورت نظر نہ آئے ورنہ برا ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے میرا لقب سنا ہی ہو گا۔ وہ ہے پاسبانِ شب۔ اور میں نے اپنے ہاتھ میں پستول کی طرف اشارہ کیا۔

جب راڈ چلا گیا تو میں نے حتی الامکان بشاشت سے اعلان کیا کہ اب سونا چاہیئے چل کر۔ لیکن کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا چنانچہ میں نے کہا:۔

"ہیڈا! ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ اگر تمہاری طبیعت گھبراتی ہو تو اپنی تنگڑی ملازمہ کو اپنے کمرے میں بلا لو۔ وہ وہیں سو رہے گی اور

پھر چونکہ رات ذرا گرم ہے اس لئے میں برآمدے میں ہی اپنا بستر لگالوں گا۔ وہاں۔ تمہارے کمرے کی کھڑکی کے عین سامنے۔ نہیں۔ اس وقت کچھ نہ کہو۔ جو کچھ ہو گا کل دیکھا جائے گا۔

ہیڈا اٹھی۔ اس نے اسکاٹ میلے کی طرف دیکھا۔ اس نے میری طرف دیکھا اور اداسی سے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور پھر ایک ٹھنڈا سانس لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی کچھ ہی دیر بعد میں نے اس کی آواز سنی وہ اپنی سیاہ فام ملازمہ کو طلب کر کے اسے اپنے کمرے میں سونے کی ہدایت کر رہی تھی۔

مارنہام اپنی بیٹی کو جاتے دیکھتا رہا اور پھر وہ بھی سر جھکائے اور لڑکھڑاتے قدموں سے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ اب اسکوٹ میلے اٹھا اور لنگڑاتا ہوا اپنے کمرے میں پہنچا۔ میں اس کے پیچھے تھا۔

"تو میاں مجنوں" میں نے کہا "تم نے تو بھائی ہم سب کو مصیبت میں پھنسا دیا" "ہاں ایلن۔ لیکن یار سچ کہنا یہ دلچسپ مصیبت ہے کہ نہیں۔ بلکہ یوں کہو کہ بے حد لذیذ ملغوبہ سا تیار ہو گیا ہے۔ خلافِ توقع مسالحے پڑے ہیں اس میں" "ملغوبہ اخلاف توقع مسالحہ" میں نے کہا۔ "ارے بھائی تو یہ تو جہنمی دلیہ بنا ہے گویا" اور پھر وہ ایکدم سے سنجیدہ ہو گیا۔ بے حد سنجیدہ۔

"دیکھو ایلن" اس نے کہا۔ "میں ہیڈا سے پیار کرتا ہوں اور اس کے خاندان کا ماضی کیسا ہی کیوں نہ ہو میں اس سے نہ صرف شادی کرنا چاہتا ہوں۔ بلکہ اپنے پورے خاندان کی ناراضگی بلکہ اس سے جھگڑا کرنے کے لئے بھی تیار ہوں" "اس کے علاوہ تم کر بھی کیا سکتے ہو۔ رہے خاندانی جھگڑے۔ تو ان کا تو یہ ہے کہ ہیڈا نو ہر وہ مقام قبول کر لے گی بلکہ اسے سنبھال بھی لے گی جو تم اسے دو گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ تم اس سے شادی کیسے کر سکتے ہو؟"

"آں۔ ہو رہے گا کچھ نہ کچھ" اس نے پُرامید ہوکر جواب دیا۔

"یہ تم نے غلط نہیں کہا۔ بے شک کچھ نہ کچھ ہوکر رہے گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا؟ جب میں دالان میں آیا ہوں تو قریب قریب کچھ ہو ہی چکا تھا۔ یعنی اس حد تک کچھ ہونے والا تھا کہ یہ تمہاری یا ہیڈاکی یا تم دونوں کی خوش قسمتی تھی کہ میں پستول چلانا جانتا ہوں۔ اچھا۔ اب مجھے اپنا زخم دیکھنے دو ذرا اور یہ موضوع اب ختم کرو۔ کم سے کم آج رات کے لئے تم لوگوں نے میرا دماغ خراب کر دیا ہے۔ کل صبح تک میرا دماغ صاف ہو جائے گا تو میں اس معاملے سے نبٹ لوں گا۔ کم سے کم میرا تو یہی خیال ہے"

چنانچہ میں نے اس کے زخم اور ٹانگ کا معائنہ کیا تو پتہ چلا کہ لڑکے نے غلط نہیں کہا تھا۔ ہر چند کہ اب بھی اسے چلنے میں ذرا تکلیف ہوتی تھی لیکن زخم پوری طرح سے مندمل ہو چکا تھا اور اب ورم بھی اتر چکا تھا۔ اب یہ وقت کا کام تھا کہ وہ اس کے پٹھوں اور رگوں کو رفتہ رفتہ ڈھیلا کر کے اصلی حالت پہ لے آتا۔ جب میں اس کی ٹانگ کا معائنہ کر رہا تھا تو اسکو بیہ ہیڈا کے حسن اور اس کی خوبیوں کا قصیدہ پڑھ رہا تھا۔ میں خاموش رہا۔

"اچھا۔ اب تم لیٹ جاؤ اور سونے کی کوشش کرو اور نیند آجائے تو سو جانا اچھے بچوں کی طرح" جب میں زخم کا معائنہ کر چکا تو میں نے کہا "دروازے کا تالا لگا دو اور میں برآمدے میں جاتا ہوں چنانچہ کھڑکیوں میں سے کسی خطرے کے داخل ہونے کا امکان نہیں"

پھر میں برآمدے میں آکر چھت سے لٹکتی ہوئی لالٹین کے نیچے، جو اب تک جل رہی تھی، ایسے زاویے سے بیٹھ گیا کہ اگر کوئی ہیڈا کے یا ہمارے کمرے میں گھستا تو میں اسے آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ میری ہمات کی داستانیں پڑھنے

والے جانتے ہی ہیں کہ راتوں کا جاگنا میرے لئے کچھ مشکل نہیں۔ رت جگوں کا میں عادی ہو چکا ہوں۔ اس وقت بھی میں جاگ رہا تھا۔ پستول ایک چرمی فیتے سے بندھا میری کلائی سے لٹک رہا تھا۔ رات کے اندھیرے، خاموشی گھنٹے گزر رہے تھے اور نیند مجھ سے کوسوں دور تھی۔"

اور یوں شب بیداری کرکے میں سوچ رہا تھا۔ میں نے سوچا اور کیا فیصلے کئے ان کا بیان یہاں محض بیکار ہے کیوں کہ بعد میں جو کچھ ہوا اس نے میرے غور و خوض کو سطحی بنا کر رکھ دیا۔ چنانچہ میں صرف یہ کہنے پر اکتفا کروں گا کہ پو پھٹنے سے کچھ پہلے ایک زبردست ہیبت مجھ پر طاری ہو گئی۔ میں نہیں جانتا کہ یہ خوف کس وجہ سے تھا۔ البتہ میں کسی وجہ سے بے حد خوفزدہ تھا۔ کوئی بات یا کوئی واقعہ ہیڈا کے اور ہمارے کمرے میں نہ ہو رہا تھا اس کا اطمینان میں نے دونوں کمروں میں جھانک کر کر لیا تھا۔ اس لئے میرا یہ خوف بظاہر بے بنیاد تھا اس کے باوجود اس میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا تھا اور مجھے یقین تھا کہ کہیں کچھ ہو رہا تھا۔ کوئی خوفناک واقعہ جسے روکنا میرے اختیار میں نہ تھا حالانکہ میں یہ نہ جانتا تھا کہ یہ واقعہ اس گھر میں ہو رہا تھا یا افریقہ کے کسی دور دراز گوشے میں۔"

یہ خوف اور میری یہ دماغی بے چینی بڑھ کر انتہا کو پہنچ گئی تھی اور پھر یہ دونوں جذبات یکایک غائب ہو گئے اور جب میں اپنے ماتھے سے پسینہ پونچھ رہا تھا تو افق مشرق سے پو پھوٹ رہی تھی۔ یہ بے حد خنک اور خوبصورت صبح تھی اور میں نے اسے نیک شگون سمجھا۔ بے شک یہ روزانہ خوشی تھی لیکن آج یہ میرے لئے بے حد تسلی بخش ثابت ہوئی تھی۔ رات کا اندھیرا اپنی تمام تر خوفناکی کے ساتھ رخصت ہو چکا تھا۔

اور روشنی مسرتیں لے کر آسمان سے اتر رہی تھی۔ اور تب مجھے یقین ہو گیا کہ ہم ان تمام مشکلات پر فتح حاصل کر لیں گے اور انجام خوشگوار ہو گا۔

اور میرا یہ یقین انتہا کو پہنچ گیا کہ میں نے بے فکر ہو کر ایک جھپکی لینے کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ میں جانتا تھا کہ موہوم سی آواز سے بھی میری آنکھ کھل جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں چھ بجے تک سوتا رہا اور پھر پیروں کی چاپ سنکر میری آنکھ کھل گئی۔ میں ایکدم سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ میرے سامنے مارنہام کا ایک کافر ملازم کھڑا کانپ رہا ہے اور اس کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اور پھر اسکی زبان بھی گنگ ہو چکی تھی۔ چنانچہ اس نے صرف یہ کیا کہ اپنا سر ایک طرف ڈھلکا دیا۔ جیسے مردوں کا سر ڈھلک جاتا ہے اور پھر وہ نیچے کی طرف اشارے کرنے لگا۔ اس کے بعد اس نے خوف سے کھلے ہوئے منہ اور پھٹی ہوئی آنکھوں سے میری طرف دیکھا اور مجھے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ میں اس کے پیچھے چل دیا۔

آٹھواں باب

تڑپ چال

کافر ملازم مجھے مارنہام کے کمرے میں لے گیا۔ اس سے پہلے میں اس کمرے میں نہ آیا تھا۔ چونکہ کھڑکیوں پر کی جھلملیاں بند تھیں اس لئے اندھیرے میں میں صرف اتنا ہی دیکھ سکا کہ یہ کمرہ جنوبی افریقہ کے گھروں میں جو خوابگاہیں عموماً ہوتی ہیں ان کے مقابلے میں کافی بڑا تھا۔ جب میری آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئیں تو نظر آیا کہ کمرے کے عین بیچ میں ایک پلنگ تھا،

اسکے پائمنتی ایک میز تھی، اس کے سامنے کرسی تھی اور اس کرسی پر کوئی بیٹھا ہوا تھا اور اس کا سر میز پر جھکا ہوا تھا۔ اس نے کھڑکیوں کی جھلملیاں کھول دیں اور صبح کی روشنی کمرے میں در آئی۔ کرسی میں بیٹھا ہوا شخص کوئی اور نہیں بلکہ مارتہام تھا۔ میز پر دوسری چیزوں کے علاوہ برانڈی کی ایک بوتل تھی جس میں ایک پیگ ہی شراب بچ رہی تھی۔ میں نے جام تلاش کیا تو وہ مجھے مارتہام کے قریب فرش پر اسطرح پڑا ملا کہ اس کی کرچیاں بکھر گئی تھیں۔

"نشے میں دھت ہے" میں نے کہا۔ اس پر کافر ملازم نے، جو میری بات سمجھ گیا تھا، پہلی دفعہ زبان کھولی اور خوفزدہ لہجے اور ڈچ زبان میں کہا:

"نہیں۔ باس۔ مردہ۔ آدھا ٹھنڈا۔ میں نے انہیں اسی حالت میں پایا۔"

میں نے جھک کر مارتہام کا معائنہ کیا۔ اس کے چہرے کو چھو کر دیکھا۔ بے شک و شبہ وہ مر چکا تھا اس کا منہ کھلا ہوا تھا، جسم سرد تھا اور اس کے جسم سے برانڈی کی متلی آمیز بو اٹھ رہی تھی۔

چند ثانیوں تک میں سوچتا رہا اور پھر ملازم سے کہا کہ ڈاکٹر راڈ کو بلا کر لائے اور کسی سے کچھ نہ کہے۔ وہ چلا گیا۔ اور اب پہلی دفعہ میری نظر اس لفافے پر پڑی جس پر لکھا تھا

بخدمت

ایلن کواٹرمین

معلوم ایسا ہوتا تھا کہ یہ الفاظ کانپتے ہاتھ سے لکھے گئے تھے۔

میں نے لفافہ اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔

راڈ کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے پورا لباس نہ پہنا تھا۔

"اب کیا ہوا؟" وہ غرایا۔

میں نے مارنہام کی طرف اشارہ کر کے کہا:۔

"اس سوال کا جواب تمہیں ہی دینا ہے۔

"تو پھر جیرٹ ہالی" وہ بولا۔

اور پھر اس نے وہی کیا جو میں نے کیا تھا۔ یعنی جھک کر مارنہام کا معائنہ کیا۔ چند ثانیوں بعد ہی وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا۔ اس کے چہرے سے انتہائی خوف کے آثار ہویدا تھے۔

"خدا کی قسم۔ یہ تو۔ مر چکا ہے۔ تین گھنٹوں سے مردہ ہے تقریباً" وہ بولا۔

"بالکل" میں نے کہا "لیکن اس کی موت کا ہے سے واقع ہوئی؟ میرا مطلب ہے ....

"یہ میں کیا جانوں" اس نے وحشت سے کہا "تمہیں شک ہے کہ میں نے اسے زہر دے دیا ہے؟"

"میرا دماغ تو صاف ہے" میں نے جواب دیا "لیکن چونکہ گذشتہ رات تم نے اس سے جھگڑا کیا تھا اس لئے دوسرے تم پر شک کریں گے"

تیر نشانے پر بیٹھا۔ راڈ کی سمجھ میں آگیا کہ خطرہ اسی کو تھا۔

"شاید یہ شرابی حرکت قلب بند ہونے سے یا بہت زیادہ برانڈی پینے سے مرا ہے۔ اب پوسٹ مارٹم کے بغیر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ موت کا ہے سے واقع ہوئی ہے۔ لیکن پوسٹ مارٹم میں نہیں کر سکتا۔

میں مجسٹریٹ کو خبر کرنے اور دوسرے ڈاکٹر کو لانے جا رہا ہوں جب تک میں واپس نہ آجاؤں لاش کو اسی طرح رہنے دیا جائے"

اور میں تیزی سے سوچنے لگا۔ راڈ کو جانے دیا جائے یا نہیں؟ اگر اس معاملے میں اس کا ہاتھ ہے تو پھر راڈ فرار ہونا چاہتا ہے۔ اور اگر ایسا ہی ہے تو پھر یہ ہیڈا کے حق میں اچھا ہوگا اور میں کون ہوتا ہوں راڈ کو عدالت تک پہنچانے والا؟ اس کے علاوہ اس کے جرم کا کوئی ثبوت میرے پاس ہے نہیں۔ راڈ کا پورا انداز پتہ دیتا ہے کہ مارنہام کی موت سے اس کا کوئی تعلق نہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ ایکٹنگ کر رہا ہو۔"

"اچھی بات ہے، میں نے کہا،" لیکن جلد از جلد واپس آجانا"

وہ چند ثانیوں تک بت بنا کھڑا رہا۔ اور میں نے سوچا کہ جو بات میرے ذہن میں آئی تھی وہی شاید اس کے ذہن میں بھی آگئی ہے۔ یعنی یہ کہ مارنہام کے بعد ہیڈا پر اس کا کوئی اختیار نہیں رہا۔ یہ فاختہ اب اس کے قبضے سے نکل گئی ہے۔ اگر ایسا ہی تھا تو اس نے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا بلکہ صرف پوچھا :۔

"میرے بجائے تم چلے جاؤ تو؟"

"نہیں" میں نے کہا" اور اگر میں گیا تو پھر میرا جو بیان دوں گا وہ شاید تمہارے خلاف ہوگا"

"یہ تم سچ کہتے ہو۔ لعنت ہو تم پر۔ اس نے دانت پیس کر کہا اور چلا گیا۔

دس منٹ بعد وہ گھوڑے پر سوار بلنگرہم ریسٹ کی طرف روانہ ہو رہا تھا موت کے اس کمرے سے نکلنے سے پہلے میں غور سے چاروں طرف دیکھا

کہ شاید کوئی چیز ایسی مل جائے۔ جو مارنہام کی موت پر روشنی ڈال سکے مثلاً زہر کی شیشی یا اور کوئی چیز۔ کچھ نہ ملا۔ البتہ مارنہام کی کہنی کے قریب ایک بلاٹنگ کی بک پڑی ہوئی تھی۔ ایک صفحہ الٹا تو اس میں کاغذ کا ایک پرزہ تھا۔ جس پر مارنہام نے لکھا تھا۔ کسی مرد کو اس سے عظیم پیار۔۔۔ اس کے آگے کچھ نہ تھا۔

یا تو وہ اس اقتباس کے آخری الفاظ بھول گیا تھا یا پھر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا تھا یا پھر کمزوری کی وجہ سے اسے مکمل نہ کر سکا تھا۔ یہ کاغذ بھی میں نے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ کمرے کی کھڑکیاں بند کر کے میں برآمدے میں آگیا۔ یہاں بھی۔۔۔ کیلا تھا کیونکہ اب تک کوئی بیدار نہ ہوا تھا۔ اب میں نے مارنہام کا خط جیب سے نکال کر کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔

محترم کوارٹرمین!

مجھے یاد ہے کہ جو بھی ڈاکٹر راڈ سے جھگڑا کرتا ہے اس کے لئے فوری موت لازمی ہو جاتی ہے۔ بہر حال میں عمر کی جس منزل میں پہنچ گیا ہوں وہاں موت کبھی بھی آسکتی ہے چنانچہ میں اپنا وصیت نامہ تمہیں بھجوا رہا ہوں۔ وصیت نامہ اس خط کے ساتھ تمہیں صبح مل جائے گا اور یہ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ تم ایماندار آدمی ہو اور یہ وصیت نامہ تمہارے ہاتھوں میں محفوظ رہے گا۔ جب تم میرے ڈوریا پہنچو گے تو شاید اسے اسٹانڈرڈ بینک میں رکھ دو گے اور اگر میں زندہ رہا تو اس کی رسید مجھے بھجوا دو گے۔ وصیت نامہ پڑھنے کے

بعد تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میں نے اپنا سب کچھ اپنی بیٹی کے نام کر دیا ہے جسے میں چاہتا ہوں اور یہ اثاثہ اتنا ہے کہ ہیڈا کبھی کسی کی محتاج نہ ہو گی اس کے علاوہ یہاں کی جائداد میں میرا جتنا حصہ ہے وہ بھی میں نے اسکے نام کر دیا ہے۔

آج رات جو کچھ ہوا ہے اس کے بعد میں طویل خط لکھنا مناسب نہیں سمجھتا چنانچہ:۔"

تمہارا

"ایچ ۔ ڈے ۔ مارنہام"

عبارت مزید:۔ یہاں میں یہ بھی صاف طور سے اور اسی کاغذ پر لکھ دینا چاہتا ہوں ۔ تاکہ سند رہے ۔ کہ یہ میری آخری اور دلی خواہش ہے کہ ہیڈا اس بدمعاش اور شیطان راڈ کے چنگل سے آزاد ہو جائے اور مسٹر اسکو بیسے شادی کر لے ۔ اسکو بی مجھے پسند ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ایک عمدہ شوہر ثابت ہو گا۔"

یہ سوچ کر کہ یہ خط خودکشی کا نہیں ہے ۔ بظاہر ایسا نہیں ہے جس سے پتہ چلے کہ مارنہام نے خودکشی کی ہے ۔ میں نے وصیت نامہ پر سرسری نظر ڈالی کیونکہ مرنے والا یہی چاہتا بھی تھا ۔ یہ مختصر لیکن جامع وصیت نامہ تھا ۔ جس پہ وصیت کرنے والے اور شاہد کے بھی دستخط تھے اس کی رو سے نو ہزار پونڈ کی نقد رقم جو اسٹانڈرڈ بینک میں جمع تھی اور مارنہام کی کل جائداد، ذاتی اور شرکت کی ہیڈا

کے نام کردی گئی تھی۔ اس کے علاوہ اس میں سے ایک ہزار پونڈ سے زیادہ خرچ کرنے کی اسے ممانعت کردی گئی تھی۔ مختصر یہ کہ رتم کو گویا پوری طرح جکڑ دیا گیا تھا۔ وصیت نامہ کے ساتھ چند دوسرے کاغذات بھی تھے یہ ہنگری میں کی جائیداد کی دستاویز تھے۔ ہڈا اس جائیداد کی بھی مالک بن جاتی تھی۔ لیکن ان کاغذات کی طرف میں نے زیادہ دھیان نہ دیا۔

یہ تمام کاغذات اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں دکھنے کے بعد میں اپنے کمرے میں پہنچا اور مسکریٹ کو بیدار کیا جو گہری نیند سو رہا تھا۔ اسکے یوں بے خبر سونے پر مجھے ذرا غصہ آگیا۔ آخر کار جب وہ پوری طرح سے بیدار ہو گیا تو میں نے کہا:

"میرے دوست! قسمت تمہارا ساتھ دے رہی ہے۔ مارنہام مرچکا ہے۔"

"ہائے بیچاری ہیڈا۔" وہ بولا" وہ بڈھے کو چاہتی تھی۔ اس بیچاری کا آدھا دل ٹوٹ جائے گا۔"

"اگر آدھا دل ٹوٹ جائے گا تو بقیہ آدھا دل شادماں ہو گا کیونکہ اب باپ کی محبت اسے راڈ کی دلہن بننے پر مجبور نہ کرے گی اور یہیں قسمت تمہارا ساتھ دے رہی ہے۔"

اور پھر میں نے اسے پورا واقعہ سنا دیا۔

"تو اس کا خون کر دیا گیا یا اس نے خودکشی کر لی؟" جب میں خاموش ہوا تو اس نے پوچھا۔

"یہ تو میں نہیں جانتا اور سچ تو یہ ہے کہ جاننا چاہتا بھی نہیں اور اگر تم میں ذرا سی بھی عقل ہے تو تم بھی معلوم کرنا نہ چاہو گے الا یہ کہ حقیقت تم پر ٹھونس دی جائے۔ تمہارے لئے تو اتنا ہی کافی ہے کہ مارنہام مرچکا ہے اور اسکی بیٹی

کی بہتری اسی میں ہے کہ اس معاملے کی چھان بین نہ کی جائے۔"

"بیچاری ہیڈا" اسکنہبے نے کہا" یہ خبر کون سنائے گا اسے؟ میں تو نہیں کہہ سکتا۔ ایلین! تم ہی......"

"یہ تو میں جانتا ہی تھا کہ یہ فرض بھی مجھے ہی انجام دینا ہوگا۔ اس ناخوشگوار فرض سے جتنی جلد چھٹکارا حاصل کر لیا جائے اتنا ہی اچھا ہوگا۔ تم کپڑے پہن کر دالان میں آجاؤ۔"

اور میں کمرے سے باہر آگیا اور دوسرے ہی منٹ میری ملاقات ہیڈا کی موٹی اور سیاہ فام ملازمہ سے، جس کا نام کاٹجی تھا، ہوگئی۔ وہ ایک برتن لئے ہیڈا کے کمرے سے نکل کر گرم پانی لانے کے لئے باورچی خانے کی طرف جارہی تھی۔

"کاٹجی!" میں نے کہا" فوراً واپس جا کر مس ہیڈا سے کہو کہ میں جلد از جلد ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ گرم پانی کو ڈالو چولھے میں اور جا کر اپنی آقازادی کا ہاتھ بٹاؤ کپڑے تبدیل کرنے میں"

کاٹجی منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانے لگی لیکن میری آنکھوں میں کچھ ایسے جذبات اسے نظر آئے کہ وہ غڑاپ سے ہیڈا کے کمرے میں گھس گئی۔ دس منٹ بعد ہیڈا میرے سامنے تھی۔

"کیا بات ہے کوارٹر میں؟" اس نے پوچھا" میرا دل کہتا ہے کہ کوئی بہت ہی بھیانک واقعہ ہوا ہے"

"اور تمہارا دل غلط نہیں کر رہا" میں نے جواب دیا" بشرطیکہ موت بھیانک ہو۔ گزشتہ رات تمہارے والد کا انتقال ہوگیا۔"

"ہائے" اس نے کہا" ہائے اللہ"

اور وہ کاؤچ میں ڈھے گئی۔"

"ہمت سے کام لو، صبر کرو۔" میں نے کہا "ایک نہ ایک دن ہم سب کو اسی راستے جانا ہے اور پھر تمہارے والد کی عمر ہو گئی تھی۔ دنیا دیکھ چکے تھے وہ"

"لیکن میں انہیں چاہتی تھی،" اس نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا "بے شک ان میں بہت سی کمزوریاں تھیں لیکن وہ میرے باپ تھے۔"

"یہ زمانے کا دستور ہے ہیڈا۔ ہم سے وہی چیز چھین لی جاتی ہے جو ہمیں عزیز ہوتی ہے۔ لیکن تمہیں تو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ابھی دنیا میں ایک ہستی موجود ہے جسے تم چاہتی ہو، جسے تم اپنا پیار دے سکتی ہو۔"

"ہاں۔ خدا کا شکر ہے۔ اگر خدا نے اسے لے لیا ہوتا تو..... توبہ توبہ۔ خدا نہ کرے کہ ایسا ہو۔"

اور پھر میں نے اسے واقعہ سنایا۔ اور جب میں اسے واقعہ کی تفصیلات سنا رہا تھا تو اسکریبے چھڑی ٹیکتا ہوا آ گیا۔ پھر میں نے مارنہام کا وہ خط۔ جو میرے نام تھا۔ اور وصیت نامہ ان دونوں کو دکھایا البتہ کاغذ کے دوسرے ٹکڑے کا کوئی ذکر نہ کیا۔

ہیڈا کا رنگ زرد ہو رہا تھا اور وہ خاموش بیٹھی سن رہی تھی اور جب میں خاموش ہوا تو اس نے کہا :۔

"میں ابا کو دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے" میں نے کہا "لیکن اپنے دل پر قابو رکھنا۔ تم بھی آؤ اسکریبے"

اور ہم مارنہام کے کمرے کی طرف چلے ہیڈا اور اسکریبے نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ میں نے کمرے کا تالا کھولا، اندر داخل ہوا اور ایک کھڑکی کھول دی۔ مرحوم اسی طرح بیٹھا ہوا تھا جس طرح میں اسے چھوڑ

گیا تھا البتہ اس کا سر ذرا اور جھک گیا تھا۔ ہیڈا نے آگے بڑھ کر اس کا سرد ماتھا چوم لیا اور بھیگی ہوئی آواز میں کہا:۔

"الوداع ابا۔ ہائے۔ الوداع"

ایک خیال بجلی کی سی تیزی سے میرے دماغ میں کوند گیا چنانچہ میں نے پوچھا:۔

"ہیڈا! یہاں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں تمہارے ابا اپنی چیزیں محفوظ رکھا کرتے تھے؟ وصیت نامہ میں تمہیں دکھا ہی چکا ہوں اور اس کی رو سے تم ان کی وارث ہو چنانچہ مناسب ہوگا کہ تم مرحوم کی ہر چیز اور کل جائداد کا معائنہ کر کے اسے اپنے قبضے میں کر لو!"

"کمرے کے اس کونے میں ایک تجوری ہے" ہیڈا نے کہا "اس کی کنجیاں ابا اپنی پتلون کی جیب میں رکھا کرتے تھے"

"چنانچہ تمہاری اجازت سے اور تمہاری موجودگی میں میں تجوری کھولتا ہوں"

میں نے لاش کی جیبوں کی تلاشی لی تو کنجیوں کا گچھا مل گیا۔ تجوری کی کنجی اسی میں تھی۔ کنجیاں لے کر میں تجوری کے قریب پہنچا جس پر ایک ٹیڑھی قالین ڈھنکا ہوا تھا۔ تجوری آسانی سے کھل گئی۔ اندر دو تھیلیاں تھیں جن میں سونا تھا۔ تھیلیوں پر لکھا ہوا تھا "سو پونڈ" تیسری تھیلی ان دو تھیلیوں سے بڑی تھی۔ اس پر لکھا تھا "میری بیوی کے زیورات۔ ہیڈا کے لئے"! چند کاغذات تھے ایک لاکٹ میں اس خاتون کی تصویر تھی جس کی بڑی تصویر نشست گاہ میں لٹک رہی تھی اور سونے کے چند سکے تھے"۔

"اب ان چیزوں کو کون رکھتا ہے اپنے پاس؟ میں نے کہا "کیونکہ انہیں یہاں رکھنا مناسب نہیں"

"تم۔ اور کون" اسکے میں نے کہا اور ہیڈا نے اثبات میں سر ہلا دیا:

چنانچہ ایک کراہ کے ساتھ یہ سب چیزیں میں نے اپنی جیب میں رکھ لیں۔ پھر میں نے خالی تجوری بند کر کے تالا لگایا، کنجیاں مارنہام کی جیب میں رکھ دیں، کھڑکی بند کی اور اسکوبے کے ساتھ باہر آ گیا۔ کچھ دیر بعد ہیڈا بھی آ گئی اور پھر ہم نے کھانا کھایا اور ہیڈا کو بھی اصرار کر کے کھلایا۔

کھانے کی میز پر سے اٹھا تو ایک عجیب منظر دیکھا۔ وہ مریض، جو راڈ کے چھوٹے سے ہسپتال میں اس کے زیر علاج تھے، ہسپتال سے نکل کر جنگل کی طرف جا رہے تھے۔ جو چل سکتے تھے وہ تو بے سہارا چل رہے تھے۔ جو چلنے کے قابل نہ تھے انہیں یہ سہارا دے رہے تھے وہ لوگ کافی دور پہنچ چکے تھے چنانچہ ان کا پیچھا کرنا ممکن نہ تھا اور ویسے بھی میں اسکوبے اور ہیڈا کو گھر میں اکیلے چھوڑ کر جانا نہ چاہتا تھا۔ اس واقعہ سے میرا ماتھا ٹھنکا اور میں گھر کے عقب میں پہنچا کہ معلوم کروں کہ بات کیا تھی۔ لیکن وہاں مجھے کوئی نہ ملا۔ جب میں ہسپتال کے قریب سے گزر رہا تھا تو میں نے اندر سے کسی کی آواز سنی۔ وہ ہسپتوں زبان میں پکار رہا تھا:

"بھائیو! مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ۔"

میں ہسپتال میں پہنچا۔ بستر پر وہ کافر پڑا ہوا تھا جس کا آپریشن راڈ نے اسی دن کیا تھا جس دن ہم یہاں پہنچے تھے وہ اکیلا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ دوسرے مریض کہاں چلے گئے پہلے تو اس نے کوئی جواب نہ دیا لیکن جب میں نے یوں ظاہر کیا کہ میں بھی اسے اکیلا چھوڑ کر جا رہا ہوں تو اس نے مجھے واپس بلایا اور بتایا کہ دوسرے مریض اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے ہیں۔ قصہ مختصر اس سے جو باتیں معلوم کر سکا

اس نے مجھے چونکا دیا۔ یعنی یہ کہ وہ لوگ اس لئے یہاں سے چلے گئے ہیں کہ انہیں خبر ملی ہے کہ "منددو" پر ساکوکونی حملہ کرنے والا ہے اور یہ کہ اس وقت یہ لوگ یہاں موجود رہنا نہیں چاہتے جب مجھے اور انگو بے کو قتل کیا جائے۔ یہ خبر کس نے سنائی یہ بتلانے سے اس نے انکار کر دیا یا بتا نہ سکا اس کے علاوہ مارنہام کی موت کے متعلق بھی وہ کچھ نہ جانتا تھا۔ جب میں نے اسے مجبور کیا اور دھمکیاں دیں تو اس نے کراہ کر "پانی۔ پانی۔" کہا کیونکہ وہ پیاسا اور سخت تکلیف میں تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ ساکوکونی کے آدمیوں سے کس نے ہمیں قتل کر دینے کے لئے کہا تھا۔ اس کا جواب دینے بلکہ بولنے سے بھی انکار کر دیا۔

"اچھی بات ہے" میں نے کہا "تو اب تم اکیلے ہی یہاں پڑے رہو گے اور اکیلے ہی تڑپ تڑپ کر مرو گے"

اور ایکبار پھر میں جانے کے لئے پلٹا۔ اس پر وہ چیخ اٹھا بولا:

"ٹھہرو۔ بتاتا ہوں۔ یہ۔ یہ۔ اس سفید فام ڈاکٹر نے کہا ہے جو یہاں رہتا ہے۔ وہی جو آدمیوں کے پیٹ پھاڑتا اور پھر انہیں جوڑ دیتا ہے یہ اس نے چند دن پہلے ساکوکونی سے طے کر لیا تھا کیونکہ وہ ڈاکٹر تم سے نفرت کرتا ہے۔ گذشتہ رات وہ گھوڑے پر سوار ہو کر اسی کو یہ بتانے گیا ہے کہ حملہ کب کیا جائے"

"کب ہونے والا ہے حملہ؟" میں نے پوچھا۔

"آج رات کو جب چاند طلوع ہو گا۔ تاکہ یہ امپی صبح ہونے تک اپنا کام پورا کر کے دور نکل جائے۔ میرے قبیلے والے تمہارے اور اس دوسرے سفید فام کے، جو تمہارے ساتھ ہے، خون کے پیاسے ہیں

کیونکہ تم نے وہاں ۔ دریا کے قریب ۔ ہمارے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا ہے ۔ تم دونوں کے علاوہ امیبی کے سپاہی کسی اور کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے۔"

"یہ سب باتیں تمہیں کیسے معلوم ہوئیں" میں نے پوچھا ۔

لیکن میرے اس سوال کا بھی کوئی جواب نہ ملا کیونکہ اب اس کا دماغ بھٹک گیا تھا اور وہ بکنے لگا تھا اور اس کو اکیلے چھوڑ جانے کے متعلق کچھ بڑبڑا رہا تھا کہ اس کے ساتھی اسے اٹھا کر نہ جا سکتے تھے" چنانچہ میں نے اسے پانی پلایا جس کے بعد وہ سو گیا یا شاید سوتا بن گیا اور میں وہاں سے یہ سوچتا ہوا چلا آیا کہ وہ سچ کہہ رہا تھا یا ہذیان بک رہا تھا ۔ اصطبل کے قریب سے گذرتے ہوئے میں نے دیکھا کہ میرا گھوڑا تو موجود تھا لیکن وہ چار گھوڑے، جو ہیڈ لے کے جھگڑے میں جتنے ہوئے تھے جب وہ کیپ ٹاؤن سے آئی تھی، غائب تھے ۔ میں اپنے گھوڑے کے سامنے گھاس ڈال کر عقبی دروازے سے گھر میں داخل ہوا ۔"

باورچی خانے میں کوئی نہ تھا لیکن مارنہام کے کمرے کے دروازے کے سامنے وہ ملازم بیٹھا ہوا تھا جس نے صبح مارنہام کو سب سے پہلے مردہ دیکھا تھا اور آکر مجھے اس حادثے کی خبر دی تھی ۔ اس ملازم کو اپنے آقا سے بہت زیادہ محبت تھی چنانچہ وہ بے حد مغموم اور اداس تھا ۔ میں نے اس سے پوچھا کہ دوسرے ملازم کہاں ہیں تو اس نے جواب دیا کہ سب کے سب بھاگ گئے ۔ پھر میں نے پوچھا کہ گھوڑے کہاں گئے ۔ اس نے جواب دیا کہ صبح جانے سے پہلے باس راڈ نے حکم دیا تھا کہ انہیں چھوڑ دیا جائے ۔ میں اسے اپنی نظروں کے سامنے ہی رکھنا چاہتا تھا چنانچہ

میں نے اسے اپنے ساتھ دالان میں چلنے کا حکم دیا۔ اس نے با دلِ ناخواستہ میرے اس حکم کی تعمیل کی۔

دالان میں اسکوبیے اور ہیڈا موجود تھے دونوں کاؤچ پر ایکدوسرے کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ ہیڈا کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور اسکوبیے نے اسے تسلی دینے کی غرض سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ پتہ نہیں کیوں ہیڈا کی یہ تصویر میرے دماغ پر نقش ہو کر رہ گئی۔ غم اکثر عورتوں کو خوبصورت بنا دیتا ہے اور ہیڈا انہیں عورتوں میں سے ایک تھی۔ اس کی خوبصورت کالی آنکھیں رونے کی وجہ سے سرخ نہ ہوئی تھیں بلکہ اس کی آنکھوں میں آنسو ابھر آئے اور پھر شبنم کے قطروں کی طرح اس کے رخساروں پر ڈھلک آتے تھے۔ وہ بے حرکت بیٹھی ہوئی تھی۔ جیسا کہ اسکوبیے بھی بیٹھا ہوا تھا اور سورج کی ایک کرن اس کے بالوں کو جگمگا رہی تھی۔

دوسرے ہی لمحہ میں ان کے سامنے کھڑا انہیں وہ باتیں بتا رہا تھا جو مجھے ہسپتال میں پڑے ہوئے مریض سے معلوم ہوئی تھی۔ دونوں خاموشی سے سنتے رہے اور جب میں خاموش ہوا تو اسکوبیے نے کہا:۔

"ہم دو ہیں چنانچہ نہ تو پورے امیبا کا مقابلہ کر سکیں گے اور نہ ہی اس گھر کو بچا سکیں گے۔ چنانچہ ہمیں یہاں سے فوراً نکل جانا چاہئے۔"

"تمہاری دونوں باتیں صحیح ہیں بشرطیکہ اس بوڑھے کافر نے سچ کہا ہو" میں نے کہا، "لیکن سوال یہ ہے۔ کس طرح؟ ہم تینوں ایک گھوڑے پہ تو ظاہر ہے کہ سوار نہیں ہو سکتے اور پھر تم تو اب بھی لنگڑے ہو۔"

"میں جس چھکڑے میں آئی ہوں وہ تو ہے۔ ہیڈا نے کہا۔

"ہاں وہ تو ہے لیکن گھوڑے نہیں ہیں ......"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ انہیں آزاد کر دیا گیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ انہیں کہاں تلاش کیا جائے اور نہ ہی میں اس ملازم کو ان کی تلاش میں بھیج سکتا ہوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ دوسرے تمام ملازموں کی طرح یہ بھی بھاگ جائے گا۔ ہیڈا! مناسب یہ ہے کہ تم میرا گھوڑا لے کر یہاں سے چلی جاؤ اور مجھے اور اسکوبیے کو قسمت کے حوالے کر دو۔ ہم یہ خطرہ مول لے لیں گے بشرطیکہ اس بوڑھے کافر نے سچ کہا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب بکواس ہے اور ہمیں کوئی خطرہ نہ ہوگا"

یہ آخری الفاظ میں نے ہیڈا کو رضامند کرنے اور اسکا خوف دور کرنے کے لئے کہے تھے۔

"نہیں۔ میں مر جاؤں گی لیکن تمہیں چھوڑ کر نہ جاؤں گی" ہیڈا نے ایسے یقین سے کہا کہ میں نے سمجھ لیا کہ اس معاملہ میں اسے سمجھانا فضول ہے۔

میں صورت حال پر غور کرنے لگا جو حقیقت میں نازک تھی۔ ملازم پر بھروسہ نہ کیا جا سکتا تھا اور اگر میں اس کے ساتھ گھوڑوں کی تلاش میں جاتا تو اسکوبیے اور ہیڈا کو اکیلے چھوڑ جانا اور یہ بات خطرناک تھی کیونکہ اسکوبیے اپنی زخمی ٹانگ کی وجہ سے ظاہر ہے کسی قابل نہ تھا۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا تھا کہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ عین اسوقت میں نے سر اٹھایا تو سامنے، باغ کے پھاٹک پر، اسکوبیے کا جھکڑے بان نٹ سیک دکھائی دیا جسے میں نے بیل لانے کے لئے پیرے تک دیا بھیجا تھا۔

سب سے پہلی بات مجھے یہ نظر آئی کہ وہ بے حد خوف زدہ تھا کیونکہ اس کی آنکھیں حلقوں سے نکلی پڑ رہی تھیں۔ ساتھ ہی ساتھ وہ ہانپ بھی رہا

تھا۔ اس کے سر سے ہیٹ بھی غائب تھی اور اس کے چہرے پر کسی خراش یا شاید زخم سے خون بھی رس رہا تھا۔

ہم پر نظر پڑی تو وہ بھاگ کر آیا اور ہمارے قریب آتے ہی یوں بیٹھ گیا جیسے بے حد تھکا ہوا ہو۔

"بیل کہاں ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"او۔ باس! اس نے جواب دیا" بیاسو تو لوگ لے گئے ہم نے ایک کالی بوڑھی عورت سے سنا کہ ساکو کوئی نے اپنی امپی روانہ کی ہے چنانچہ ہم یہاں سے کوئی ایک گھنٹہ کی مسافت پر۔ ایک ٹیلے پر ٹھہر گئے کہ معلوم کریں کہ کالی بڑھیا نے سچ کہا ہے یا غلط۔ ہم نے دیکھا کہ باس ڈاکٹر گھوڑے پر بیٹھے ہوئے آ گئے تو میں نے دوڑ کر ان سے پوچھا کہ آگے جانے میں ہمارے لئے کوئی خطرہ تو نہیں۔ ڈاکٹر نے مجھے پہچان لیا اور جواب دیا۔

"ہاں۔ ہاں۔ جاؤ۔ کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں خود اسی راستہ سے آیا ہوں اور مجھے چڑیا کا بچہ تک نہیں ملا۔ جاؤ۔ ضرور جاؤ۔ تمہارے آقا تمہیں اور بیلوں کو دیکھ کر خوش ہو جائیں گے کیونکہ اب وہ فوراً سفر کرنا چاہتے ہیں یا کم سے کم رات کا اندھیرا اترنے سے پہلے روانہ ہو جائیں گے۔"

"اور پھر باس ڈاکٹر نے ایک قہقہہ لگایا اور گھوڑے کو ایڑ مار کر اسے بھگا دیا۔ چنانچہ ہم بیلوں کو اپنے آگے ہنکاتے ہوئے آگے بڑھے۔ لیکن جب ہم ڈھلان کے قدموں میں اور اس جگہ پہنچے جہاں سے کانٹے دار... جھاڑیاں شروع ہوتی ہیں تو معلوم ہوا کہ باس ڈاکٹر نے یا تو ہم سے جھوٹ کہا تھا یا اس نے انہیں دیکھا نہ تھا کیونکہ ایکدم سے کیا ہوا کہ راستے کے دونوں طرف کی گھاس میں ناگہاں بھالے اگ آئے۔ ہاں۔ باس۔ ہر طرف

بس بجائے ہی بجائے تھے۔ ایک ہی منٹ میں میرے دونوں ساتھی بھالوں میں چھدے پڑے تھے رہا میں۔ تو میں آگے کی طرف بھاگا۔ پیچھے کی طرف نہیں کیونکہ میرے پیچھے کافر تھے راستے پر جو ہمارے بیلوں کو لئے جا رہے تھے۔ وہ لوگ مجھ پر آئے لیکن میں ادھر کودا اور ادھر کودا، اِدھر غوطہ مارا اور ادھر غوطہ مارا اور ان سے اپنے آپ کو بچالیا اور تب انہوں نے میری طرف بھالے پھینکے یہ دیکھو باس۔ ایک بھالا میرے گال کو زخمی کر گیا لیکن دوسرے اِدھر اُدھر نکل گئے۔ ان کے ہاتھوں میں بندوقیں بھی تھیں لیکن کسی نے بندوق چلائی نہیں۔ شاید اس لئے کہ وہ آواز کرنا نہ چاہتے تھے۔ البتہ ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا:۔

" میکومیزن سے کہنا کہ آج رات ہم اس کی ملاقات کو آئیں گے جب وہ نہ دیکھ سکے گا اور نہ گولی چلا سکے گا۔ ہمارے ان بھائیوں کی طرف سے جسے میکومیزن نے اولیفنٹ دریا کے قریب مارا ہے۔ ہمارے پاس میکومیزن کے لئے ایک پیغام ہے۔"

" اس کے بعد میں سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اور یہاں تک بھاگتا آیا اور میں نے راستے میں پھر کافر نہ دیکھے۔ بس باس۔ یہ ہے میری کہانی"

چنانچہ میں نے اس سے سوال پوچھنے میں وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا کہ معلوم کروں کہ اس کی کہانی میں کتنا جھوٹ تھا اور کتنا سچ۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ اس کی مڈبھیڑ چند باسوتو لوگوں سے ہو گئی تھی یا داڈ نے ایسے دھوکا دے کر ان چند باسوتو لوگوں کی طرف بھیج دیا تھا اور اس طرح ہمارے بیل وہ لوگ لے بھاگے تھے اور یہ کہ اس کے ساتھی یا تو مارے گئے تھے۔ جیسا کہ ہٹ سیک نے کہا تھا۔ یا کسی نہ کسی طرح جان

بچا کر بھاگ گئے۔"

"سنو" میں نے فٹ سیک سے کہا "میں گھوڑے لانے جا رہا ہوں۔ تم یہاں ٹھہرو۔ ادھر سامان باندھنے میں حسن کا ہاتھ بٹاؤ اور چھکڑا سفر کے لئے تیار رکھو اور گھوڑوں کا ساز و سامان بھی تیار رکھو۔ اگر تم نے میری حکم عدولی کی یا بھاگ گئے تو یقین رکھو میں تمہیں تلاش کر لوں گا اور پھر کبھی تم بھاگ نہ سکو گے۔ سمجھ گئے؟"

فٹ سیک نے قسم کھا کر مجھے یقین دلایا کہ وہ سمجھ گیا ہے اور پھر پانی لانے چلا گیا۔ میں نے صورتِ حال سے اسکوبے اور ہیڈا کو آگاہ کرنے کے بعد انہیں بتایا کہ جتنی کچھ اطلاعات مجھے ملی ہیں ان کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ "مذرر" پہ حملہ رات کا اندھیرا اترنے سے پہلے نہ کیا جائے گا چنانچہ ہمارے سامنے پورا دن پڑا ہے اور چونکہ رات تک کوئی خطرہ نہیں اس لئے میں خود گھوڑوں کی تلاش میں جاتا ہوں۔ بصورتِ دیگر گھوڑے ہمیں کبھی نہ ملیں گے۔ اس عرصے میں ہیڈا فٹ سیک کی مدد سے سامان وغیرہ باندھ لے اور چھکڑا سفر کے لئے تیار کر لے اور اسکوبے ان تیاریوں کی نگرانی کرے گا کیونکہ اب وہ چھڑی کے سہارے چل پھر سکتا تھا۔

غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میرا جانا انہیں پسند نہ تھا لیکن چونکہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا اس لئے انہوں نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ چنانچہ مارنہام کے ملازم کو ساتھ لے کر میں روانہ ہو گیا۔ وہ میرے ساتھ چلنا نہ چاہتا تھا کیونکہ غم یا خوف یا شاید دونوں سے ہی بدحواس ہو رہا تھا۔ جب میں نے کہا کہ اگر اس نے کوئی چالبازی کی تو میں بے جھجک اسے گولی مار دوں گا۔ وہ تیار ہو گیا۔ چنانچہ میری گھوڑی پہ زین کسی گئی اور ہم

روانہ ہو گئے۔ ملازم مجھے ایک وادی میں لے گیا جہاں گھاس اُگ رہی تھی اور جہاں بقول اسکے گھوڑے چرنے آنے کے عادی تھے۔

اور بے شک یہاں ہمیں دو گھوڑے مل گئے۔ چونکہ انہیں بندھنوں سمیت چھوڑ دیا گیا تھا اس لئے انہیں درخت سے باندھ دینے میں ہمیں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ لیکن دوسرے دو وہاں نہ تھے اور چونکہ دو گھوڑے بڑا اور وزنی چھکڑا کھینچ نہ سکتے تھے اس لئے میں دوسرے دو کو تلاش کرنے پر مجبور تھا۔ میرے خدا! کیا تلاش بھی وہ تھی۔ یہاں سے شکم سیر ہونے کے بعد وہ اس فارم میں چلے گئے تھے جو کوئی پچاس میل دور تھا اور جہاں گھوڑوں کی نسل بڑھائی جاتی تھی۔ اس وقت یہ میں نہ جانتا تھا چنانچہ کئی گھنٹوں تک میں انہیں قرب و جوار میں تلاش کرتا رہا کیونکہ زمین سخت تھی اور اس پر سموں کے نشانات تلاش کرنا قریب قریب ناممکن تھا۔ آخر کار مجھے ایک خیال آیا اور میں نے ملازم سے پوچھا کہ ان گھوڑوں کو کہاں سے لایا گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس سوال کا جواب اس کے پاس تھا کیونکہ ایک سال پہلے وہی گھوڑوں کو فارم سے لایا تھا۔ چنانچہ اس فارم کی سمت معلوم کر کے میں اس طرف چل پڑا۔ ملازم میری گھوڑی کے ساتھ ساتھ دوڑ رہا تھا۔ سہ پہر کے کوئی تین بجے میں ایک پگڈنڈی پر اور منڈر سے کوئی بارہ تیرہ میل دور تھا کہ ایک ڈھلان چڑھا اور دیکھا کہ دونوں گھوڑے بڑے اطمینان اور فراغت سے میری ہی طرف چلے آرہے تھے۔ اگر میں پندرہ منٹ دیر سے پہنچا ہوتا تو دونوں گھوڑے جنگل میں گھس کر غائب ہو چکے ہوتے۔ ہم نے انہیں آسانی سے پکڑ لیا اور انہیں لے کر گھر کی طرف چلے۔

اس جگہ، جہاں پہلے دو گھوڑوں کو باندھا تھا" پہنچے تو وہ وہیں بندھے ہوئے تھے چنانچہ انہیں بھی ساتھ لے کر شام کے پانچ بجے گھر پہنچ گئے۔"

یہاں سکون اور خاموشی تھی۔ چنانچہ میں نے اپنی گھوڑی اصطبل میں باندھ کر اس کے آگے گھاس ڈالی اور گھر میں داخل ہوا اور یہ دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ اسکوپیے اور ہیڈا نہ صرف محفوظ تھے بلکہ میرے منتظر بھی۔ فٹ سیک بھی ان دونوں کے قریب بیٹھا ہوا تھا اور میری غیر موجودگی میں یہاں کوئی واقعہ نہ ہوا تھا۔ میں نے جلدی جلدی کھانا کھایا اور اس اثنا میں فٹ سیک نے گھوڑے چھکڑے میں جوت دیئے۔ بیس منٹ میں ہی سفر کی تیاریاں مکمل تھیں۔ اور پھر یکایک ہیڈا کی نسائی رگ پھڑکی اور اس نے کہا کہ مار نہام کو دفن کئے بغیر ہم نہیں جاسکتے۔

"عزیزہ!" میں نے کہا" اب تمہیں دو باتوں میں سے ایک کو پسند کرنا ہے۔ یا تو اپنے والد کو یونہی چھوڑنا ہے یا انہیں دفن کرنے کے لئے یہاں رکنا ہے۔ بصورت دیگر خود ہمارا بھی مار نہام کے ساتھ ہو جانا ضروری ہو گا۔"

ہیڈا میرا مطلب سمجھ گئی اور مجھ سے اجازت لے کر اپنے باپ کو آخری سلام کرنے چلی گئی۔ اسکوپیے اس کے ساتھ تھا۔ میں اپنی گھوڑی لانے اصطبل کی طرف چلا گیا۔ سچ تو یہ ہے کہ میں مار نہام سے، زندہ یا مردہ، اب تھک چکا تھا چنانچہ میں قصداً ان دونوں کے ساتھ نہ گیا۔ جب میں ہسپتال کے قریب سے گزر رہا تھا تو میں نے بوڑھے کافر کو چیختے سنا اور ملازم کو یہ معلوم کرنے اندر بھیج دیا کہ کیا بات تھی کہ وہ یوں چیخ رہا تھا۔ ملازم ہسپتال کی طرف چلا گیا اور پھر میں نے اسے کبھی نہ دیکھا اور نہ ہی اس بوڑھے کافر مریض کو دیکھا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں کا کیا بنا۔

جب میں واپس آیا تو پھاٹک پہ چھکڑا تیار کھڑا تھا۔ فٹ سیک گھوڑوں کے آگے کھڑا ہوا تھا اور ہیڈا اور اسکو بیے بھی وہیں تیار کھڑے تھے۔ جب میں گھوڑوں کی تلاش میں گیا تھا تو ہیڈا اور فٹ سیک نے کل ضروری سامان، بندوقوں اور بارود سمیت، چھکڑے پہ لاد دیا تھا۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ کل سامان ہم نہ جان سکتے تھے چنانچہ بہت سا سامان جوں کا توں مندر میں چھوڑے جا رہے تھے اشیائے خوردونوش کے دو ٹوکرے بھرے ہوئے تھے، برانڈی کی چند بوتلیں تھیں اور چند اوور کوٹ اور کمبل بھی تھے فٹ سیک ایک عمدہ اور ماہر چھکڑا ہانکنے والا تھا چنانچہ میں نے اسے ڈرائیور کی سیٹ پہ بیٹھنے کو کہا۔ اسکو بیے کو سہارا دے کر اس کے قریب بٹھا دیا اور ہیڈا اور اس کی ملازمہ کا تجی توازن قائم رکھنے کے لیے پیچھے بیٹھ گئے۔ میں نے اپنی گھوڑی پہ ہی، کم سے کم فی الحال، سفر کرنا مناسب سمجھا۔

"کس طرف باس" فٹ سیک نے پوچھا۔

"سنگمناتی چشمے کی طرف جہاں ہمارا چھکڑا ہے" میں نے جواب دیا۔

"یہ تو ہم زرد دلدلوں کی طرف سے جا رہے ہیں۔ ہم پلگرمس رینٹ اور لڈنبرگ یا باربرٹن کی راہ نہیں جا سکتے؟" اسکوبیے نے قدرے بے چینی سے پوچھا۔

"نہیں" میں نے جواب دیا، "البتہ اگر تم باسوتو لوگوں سے، جو ہمارے بیل لے گئے ہیں، اور ڈاکٹر راڈ سے، بشرطیکہ وہ واپس آ رہا ہو، ملاقات کرنا چاہتے ہو تو بے شک ہم اس راستے سے چلتے ہیں۔"

"نہیں زرد دلدل کی طرف سے ہی چلو" ہیڈا نے جلدی سے کہا۔

جو راڈ کی بہ نسبت شیطان سے ملنا زیادہ پسند کرتی تھی۔

کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ ہم سیدھے اس شخص کی طرف جا رہے ہیں تو میں راستہ بدل کر باسوتو لوگوں سے مقابلہ کر لینا زیادہ پسند کرتا۔ لیکن انسان کو غیب کا علم نہیں دیا گیا اور میں نے وہی کیا جو میرے نزدیک نہ صرف مناسب بلکہ بہتر تھا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ راڈ دوسرے ڈاکٹر یا مجسٹریٹ کو لے کر صبح تک ضرور واپس آجائے گا۔ بہر حال جو کچھ ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قسمت کے شکنجے کے آگے انسان کس قدر مجبور اور بے بس ہے کہ اس کی ہر پیش بینی اور دور اندیشی دھری رہ جاتی ہے۔

چنانچہ ہم روانہ ہو گئے اور ڈھلان اترنے لگے میں پیچھے تھا اس لئے میں نے دیکھا ہیڈا حسرت بھری نگاہوں سے دور ہوتے ہوئے مندر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس گھر میں وہ اپنے باپ کو بے گوروکفن چھوڑے جا رہی تھی۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس وقت اس کے دل پر کیا گزر رہی تھی۔

ہم گھاٹی میں پہنچ گئے اور وہاں اس چوپائے کا ڈھانچہ پڑا ہوا تھا جسے ہم نے شکار کیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس کا شکار ہم نے برسوں پہلے کیا تھا۔

اور یہاں سے ہم نے اپنا رخ سنگستانی چشمے کی طرف موڑ دیا۔

زرد جنگل میں ہماری رفتار تیز نہ ہو سکتی تھی۔ اول تو اس لئے کہ زمین دلدلی تھی اور پھر اس لئے کہ جنگل گھنا تھا چنانچہ اس سے پہلے کہ ہم اس علاقے میں داخل ہوتے میں دیکھ بھال کرنے کے لئے قافلے سے آگے بڑھ گیا کیونکہ خوف تھا کہ باسوتو گھات لگائے بیٹھے ہوئے ہوں۔ چنانچہ میں اپنا گھوڑا بڑھاتا ہوا اس جگہ تک پہنچ گیا جہاں ہم نے چھکڑا چھوڑا تھا لیکن

کہیں کوئی نظر نہ آیا۔ البتہ ایک دفعہ، جب میں جنگل کے کنارے پر پہنچ چکا تھا، میں نے کسی کو ہلکے سے کھانستے سنا۔ یہاں اندھیرا تھا کیونکہ یہاں درخت آپس میں ملے ہوئے تھے اور مغرب کی طرف جاتے ہوئے سورج کی کرنیں نیچے تک نہ پہنچ پاتی تھیں۔ میں نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔ لیکن چونکہ کوئی بھی نظر نہ آیا اس لئے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ میرا وہم تھا، یا پھر کوئی لنگور رہا ہوگا حالانکہ یہ بات عجیب تھی کہ لنگور اس دلدلی علاقے میں آیا تھا جہاں اس کے کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔

یہ جگہ بڑی ہی بھیانک تھی۔ اس حد تک بھیانک کہ مجھے کافروں کی وہ کہانیاں یاد آگئیں جو اس علاقے کے متعلق ان میں مشہور تھیں۔ یعنی یہ کہ اس دلدل اور اس جنگل میں بھوت رہتے تھے اور وہ بات بھی یاد آگئی جو اسکو میرے نے یہاں آتے وقت کہی تھی کہ وہ ایسا محسوس کر رہا تھا کہ وہ یہاں کسی کی جان لے گا اور اس نے اپنی یہ پیشنگوئی ایک باسوتو کو گولی مار کر پوری کی تھی۔ اور اس باسوتو کی کھوپڑی سامنے پڑی تھی۔ اس کا گوشت و پوست مردار خور جانور کھا گئے تھے اور اسے کسی لکڑ بھگے نے گھسیٹ کر دھڑ سے نہ صرف الگ کر دی تھی بلکہ کئی فٹ دور پھینک دی تھی۔

میں گھوڑا آگے بڑھا کر ڈھلان اتر کر خاردار جھاڑیوں سے گزر کر اس چشمے کے کنارے پہنچ گیا جہاں ہمارے جھگڑے کو ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن اب جھگڑا وہاں نہ تھا اور زمین پر کی تازہ لکیریں بتا رہی تھیں کہ ایک دو گھنٹے پہلے ہی جھگڑے کو یہاں سے لے جایا گیا ہے۔ ایک لمحے کے غور کے بعد ہی میں نے سمجھ لیا کہ کیا ہوا تھا۔ ہمارے وہ بیل، جنہیں فٹ سیک لئے آرہا تھا،

چرانے کے بعد یاسو تو انہیں یہاں لائے تھے اور پھر انہیں جھکڑے میں جوت کر مالِ غنیمت لے کر روانہ ہو گئے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ جھکڑے کو غائب دیکھ کر میں خوش ہو گیا تھا کیونکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ یاسو تو لوگ اپنے علاقے کی طرف چلے گئے تھے اور اب ہمارے لئے راستہ صاف تھا۔

گھوڑا گھما کر اور پلٹ کر میں واپس اس طرف چل دیا جس طرف ہمارا جھکڑا آ رہا تھا۔ جب میں ڈھلان چڑھ کر جنگل کے کنارے پر پہنچا تو میں نے سیٹی کی آواز سنی، یہ ایک تیز اور تیکھی سیٹی تھی جس کی آواز اس خاموش فضا میں ایک دو میل دور تک پہنچ سکتی تھی۔ اس کے علاوہ میں نے مردانی آوازیں بھی سنیں جو جیسے جھگڑ رہی تھیں اور چند الفاظ بھی کانوں میں پڑے۔

"چھوڑ دو۔ ورنہ۔ خدا کی قسم۔"

پھر ایک غصیلا قہقہہ اور پھر دوسرے الفاظ۔

"پانچ منٹ میں کافر یہاں ہوں گے۔ دس منٹ بعد تم مردہ ہو گے۔ میں نے تمہیں خبردار کر دیا ہے اس کے بعد بھی اگر کافروں نے تمہیں مار ڈالا تو اس میں میرا کیا قصور"

اور پھر ایک نسائی چیخ۔

راڈ کی آواز، اسکوبے کی آواز اور کانچی کی چیخ۔ یہ چیخ ہیڈا کی نہیں بلکہ کانچی کی تھی۔

میں نے گھوڑا بھگا دیا اور جب میں گنجان درختوں کے آخری جھنڈ میں سے گزر رہا تھا تو پستول کا دھماکہ سنائی دیا۔ میں جھنڈ میں سے نکل آیا اور اب پورا منظر میرے سامنے تھا۔

دلدل کے دوسری طرف جھکڑا تھا۔ گھوڑے خاموش اور بے حرکت کھڑے تھے جھلا رہے تھے آگے کے ایک گھوڑے کی باگیں پکڑے راڈ کھڑا ہوا تھا، اس کا گھوڑا بھی قریب ہی کھڑا ہوا تھا، وہ آگے پیچھے جھول رہا تھا اور جب میں اپنے گھوڑے پر سے کود کر ان کی طرف بھاگا تب میں نے راڈ کا چہرہ دیکھا وہ بہت کرب اور شیطانی غصے کی انتہا سے بگڑ کر بھیانک بن گیا تھا اس نے اپنے دوسرے ہاتھ سے اسکوبے کی طرف اشارہ کیا جو چھکڑے پر بیٹھا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں پستول تھا جس کی نالی سے اب بھی دھواں نکل رہا تھا۔

"تم نے جان لے لی میری" راڈ نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا کیونکہ گولی اس کے پھیپھڑوں کو چھید گئی تھی" اور وہ بھی اسے حاصل کرنے کے لئے" اس نے ہیڈا کی طرف اشارہ کیا جو اسکوبے اور فٹ سیک کے درمیان سے جھانک رہی تھی" تم خونی ہو۔ اس کے باپ کی طرح اور تم سے پہلے والے ڈیوڈ کی طرح۔ میری بددعا ہے کہ تم اس چڑیل کو زیادہ عرصے تک اپنے ساتھ نہ رکھ سکو گے۔ میری بددعا ہے کہ تم بھی اسی طرح مروگے جس طرح میں مر رہا ہوں اور تب اس کے دل پر زخم آئے گا۔ یعنی چدرے۔ تو کبھی فلاح نہ پائے گا"

یہ سب کچھ اس نے نیچی آواز میں اور رک رک کر کہا کیونکہ اس کے پھیپھڑوں سے خون اٹھ کر اس کے حلق میں آ رہا تھا اور پھر ایکدم سے یہ خون اس کے منہ سے نکل کر بہنے لگا، اس کا ہاتھ اب بھی اسکوبے کی طرف اٹھا ہوا تھا، وہ اب بھی اسکوبے کی طرف اشارہ کر رہا تھا اور اسی حالت میں وہ پیچھے کی طرف دلدل میں گرا اور چیختی دلدل نے خاموشی

سے اسے نگل لیا۔

یہ منظر ایسا بھیانک تھا کہ چھکڑا بان فٹ سیک ایک چیخ کے ساتھ چھکڑے پر سے کودا، راڈ کے گھوڑے کی طرف بھاگا اور دیوانوں کی طرح اسے گھونسے مار مار کر بھگایا اور وہ چلا گیا۔ خدا جانے کہاں، اسکوبے نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ ہیڈا نڈھال سی ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھ گئی اور کاتجی نے اپنی چھاتی پر ہتھڑ مار کر ڈچ زبان میں لعنت پڑنے یا جادو کے متعلق کچھ کہا۔ خوش قسمتی سے میں نے اپنے حواس بجا رکھے اور گھوڑوں کے سامنے جا کھڑا ہوا کیونکہ مجھے خوف تھا کہ کہیں وہ چھکڑے کو کھینچتے ہوئے دلدل میں نہ لے جائیں۔

"ہوش میں آؤ اسکوبے" میں نے کہا "وہ بدمعاش اسی کا مستحق تھا اور تم نے اسے گولی مار کر کوئی گناہ نہیں کیا۔"

"شکر ہے کہ تم مجھے گنہگار نہیں سمجھتے" اسکوبے نے جواب دیا "یہ۔ یہ۔ تو میں نے گویا خون کیا ہے۔ تمہیں یاد نہیں کہ میں نے کہا تھا کہ اس جگہ میں ایک عورت کے لئے کسی کا خون کر دوں گا؟"

"مجھے کچھ یاد نہیں" میں نے قدرے سختی سے کہا، "سوائے اس کے کہ اگر ہم یہاں ٹھہرے رہے تو وہ مردود باسوتو ہم پر آ پڑیں گے۔ وہ بدمعاش مر گیا۔ سیٹیاں بجا کر باسوتو لوگوں کو بلا رہا تھا اور اسی غرض سے اس نے تمہیں روک رکھا تھا اور باسوتو لوگوں کے آنے تک تمہیں روکنا چاہتا تھا کہ وہ لوگ آ کر ہم سب کو ٹھکانے لگا دیں۔ اب ذرا اپنے حواس بجا کرو، گھوڑوں کی باگیں سنبھالو اور چھکڑے کو میرے پیچھے پیچھے لاؤ۔"

اور اسکوبیے نے میرے اس حکم کی تعمیل کی اور میں نے دیکھا کہ وہ بڑی ہوشیاری اور مہارت سے چھکڑا چلا رہا تھا۔ بعد میں اس نے مجھے بتایا کہ اپنے وطن میں چار گھوڑوں کی بگھی ہانکنا اس کا دلچسپ مشغلہ تھا۔ میں اپنی گھوڑی پر سوار آگے آگے چل رہا تھا اور اسکوبیے کی رہبری کر رہا تھا۔ ہم لوگ جنگل سے باہر آ گئے اور پھر اس کے بعد جو ڈھلان تھی اس سے اتر کر اس جگہ پہنچ گئے جہاں ہم اپنا چھکڑا چھوڑ کر بھاگے تھے اور یہاں سے میرا ارادہ اس راستے پر چل پڑنے کا تھا جو بیلگریس ریسٹ کی طرف جاتا تھا۔ میں نے کہا " ارادہ تھا" کیونکہ جب میں نے اس راستے کی طرف دیکھا تو بہت سے باسوتو دکھائی دیئے جو مسلح تھے اور ہماری طرف بھاگے آ رہے تھے۔ ان کے ہمارے درمیان صرف پانچ سو گز کا فاصلہ تھا اور غروب ہوتے ہوئے سورج کی نارنجی کرنیں ان کے بھالوں کے پھلوں پر چمک رہی تھیں۔ یقیناً وہ باسوتو، جسے راڈ نے سیٹی بجا کر خبردار کیا تھا، انہیں ہم پر چڑھا لایا تھا۔ یہ بیلگریس ریسٹ والے راستے پر شاید گھات لگائے بیٹھے تھے کہ ہم اس طرف سے فرار ہونا چاہیں تو اچانک ہم پر حملہ کر کے ہمارا خاتمہ کر دیں۔

اب صرف ایک ہی راستہ رہ گیا تھا۔

یہاں سے ایک ایک چوڑی پگڈنڈی مخالف سمت میں جا رہی تھی جو چشمہ پر سے گزر کر دوسرے کنارے پر کی تقریباً عمودی ڈھلان پر چڑھ گئی تھی۔ جب پچھلی دفعہ ہم نے اس جگہ اپنا چھکڑا کھولا تھا تو میں شوق تجسس میں اس ڈھلان پر چڑھ گیا تھا اور مجھے یاد ہے کہ اس پر چڑھتے وقت میں نے سوچا تھا کہ چڑھائی چھکڑے کے لئے ذرا دشوار ضرور تھی لیکن

ناممکن نہ تھی، جب میں چوٹی پہ پہنچا تھا تو معلوم ہوا کہ وہاں ایک میدان سا تھا۔ گھاس کا سطح مرتفع جس میں یہاں وہاں جھاڑیاں اگ رہی تھیں اور راستہ ان کے درمیان سے گزر رہا تھا۔ تحقیق کرنے پہ معلوم ہوا کہ سواتری اور دوسرے قبائل اسی راستے سے گزر باسوتو لوگوں پہ حملہ کرتے تھے اور یہ راستہ انہی کی آمد و رفت سے بن گیا تھا۔

"میرے پیچھے آؤ" میں نے چیخ کر کہا۔

اور میں نے گھوڑی کو ایڑ لگادی، چشمہ، جو گہرا نہ تھا، عبور کیا اور پتھریلی ڈھلان چڑھ گیا۔ چاروں گھوڑوں نے ڈھلان چڑھنے میں ذرا بھی دشواری محسوس نہ کی اور چھکڑے کو بھی کوئی نقصان نہ ہوا کیونکہ اسے کیپ ٹاؤن میں بنایا گیا تھا اور خاصا مضبوط تھا۔ چوٹی پر پہنچ کر میں نے پیچھے دیکھا۔ باسوتو ہمارا تعقب کر رہے تھے۔

"چابک برساؤ گھوڑوں پہ" میں نے چیخ کر اسکومیے سے کہا۔

چابک کے سڑاکے خاموش فضا میں گونج گئے اور ہم سطح مرتفع کے راستے پہ دیوانہ وار بھاگ پڑے۔ چھکڑا خطرناک حد تک اچھل رہا تھا اور جھوم رہا تھا۔ سورج غروب ہو رہا تھا اور آدھے گھنٹے میں افریقی رات کا اندھیرا اترنے والا تھا۔

اس آدھے گھنٹے میں کیا ہم لوگ باسوتوؤں سے آگے نکل سکیں گے؟"

اس سوال کا یقینی جواب میرے پاس نہ تھا۔

نواں باب

فرار

سورج خون اگل کر غروب ہو گیا۔ میں نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا۔ دن کی بجھتی ہوئی سرخ روشنی میں مجھے اکیلا ایک کافر افق کے پس منظر میں ایک ٹیلے پر کھڑا نظر آیا۔ وہ ایک آدھ میل پیچھے تھا اور یقیناً اپنے ساتھیوں سے آگے نکل آیا تھا اور اسی ٹیلے پر کھڑا اپنے ساتھیوں کے پہنچنے کا انتظار کر رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ باسوتوؤں نے تعاقب جاری رکھا تھا۔ اب کیا کیا جائے؟ اندھیرا اترنے کے بعد ظاہر ہے کہ ہم آگے نہ بڑھ سکتے تھے اندھیرے میں راستہ بھٹک سکتے تھے یا یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ہمارے گھوڑے کسی کھڈ میں گر کر اپنی ٹانگیں توڑ سکتے تھے۔ یا یہ بھی ممکن تھا کہ ہم کسی دلدل میں پھنس جاتے۔ چنانچہ اب ایک ہی راستہ تھا۔ یعنی یہ کہ چاند کے طلوع ہونے کا انتظار کیا جائے اور چاند دو گھنٹوں سے پہلے طلوع ہونے والا نہ تھا۔ مطلب یہ کہ ہمیں دو گھنٹوں تک قیام اور انتظار کرنا تھا۔

اور اس عرصہ میں وہ لعنتی باسوتو تعاقب جاری رکھیں گے۔ ہاں۔ اندھیرے میں بھی۔ بے شک ان کی رفتار سست ہو گی لیکن اس طرف کے راستوں سے وہ لوگ شاید واقف تھے چنانچہ انہیں بھٹک جانے کا خوف ظاہر ہے کہ نہ تھا اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ حالیہ بارش کی وجہ سے زمین نرم ہو گئی تھی اور اس پہ ہمارے گھوڑے کے پہیوں کے گہرے گہرے نشانات پیدا ہو گئے تھے اور تعاقب کرنے والے ان نشانات کے ذریعہ

آسانی سے ہماری طرف بڑھ سکتے تھے۔

میں نے چاروں طرف دیکھا۔ ہم جس راستے پر تھے اس سے ایک راستہ کٹ کر شمال مغرب کی طرف چلا گیا تھا، میں نہیں جانتا کس طرف، شاید لڈنبرگ کی طرف۔ ہمارے بائیں طرف اور کوئی ایک سو گز دور جا کر گھاس کا یہ مرتفعی جنگل دفعتہً ختم ہو گیا تھا اور وہاں سے ایک ڈھلان شروع ہو کر۔ مشرقی سمت میں۔ جھاڑیوں کے جنگل میں ختم ہو گئی تھی۔

اب سوال یہ تھا کہ کس طرف فرار ہوا جائے؟ مغرب کی طرف؟ نہیں اس طرف وسیع و عریض میدان تھا اور تعاقب کرنے والے میلوں دور سے ہمیں دیکھ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ اگر ہم کافروں سے بچ جاتے تو پھر مہذب دنیا میں داخل ہونے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہ تھا اور اس صورت میں ظاہر ہے کہ ہمیں اپنی داستان سنانی پڑتی۔ بے شک راڈ کی موت خود اس کی لائی ہوئی تھی لیکن اس موت کا واقعہ ٹرانسوال کے علاقے میں ہوا تھا اور اس صورت میں ہمیں اپنی صفائی میں بہت کچھ کہنا پڑتا۔ خوش قسمتی سے اس کے قتل کا کوئی عینی شاہد نہ تھا سوائے ہمارے ——— ہاں۔ ایک اور عینی شاہد بھی تھا۔ ہمارا جھگڑے باز خٹ میک اور اگر وہ ٹرانسوال پہنچ گیا تھا جو بہت ممکن تھا کیونکہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا تھا تو پھر اس شخص پر بھروسہ نہ کیا جا سکتا تھا۔ کم سے کم مجھے اس پر اعتبار نہ تھا۔ چنانچہ اس کے بیان کی بنا پر بوئروں کی عدالت اسکو ہے کو۔ اور شاید مجھے بھی۔ راڈ کے قتل کے الزام میں سلاخوں کے پیچھے دھکیل سکتی تھی اور یوں بھی بوئر ہم انگریزوں سے خار کھائے بیٹھے تھے چنانچہ مہذب دنیا کی طرف فرار ایک مصیبت سے نکل کر دوسری مصیبت میں پھنسنا تھا۔

یکایک مجھے وہ خواب اپنی تمام تر تفصیلات کے ساتھ یاد آگیا جس کا ذکر میں کر چکا ہوں۔ چنانچہ قارئین بھولے نہ ہوں گے اس خواب میں زکالی نے مجھ سے ملاقات کی تھی۔ اس خواب کے یاد آتے ہی میں نے سوچا کہ زولو لینڈ میں راڈ کے قتل کی وجہ سے ہم پہ کوئی مصیبت نہ آئے گی۔ لیکن زولو لینڈ کی مسافت بڑی طویل تھی اور ٹرانسوال سے بچ کر نکلنے کی صورت میں ہمیں سوازی لینڈ سے گزرنا تھا۔ بہرحال سوازی لینڈ میں باسوتو ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکتے تھے کیونکہ یہ دونوں قبیلے ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ اس کے علاوہ سوازی سرداروں اور ان کے بادشاہ سے میرے خوشگوار تعلقات تھے کیونکہ ان کے علاقے میں میں نے تجارت کی تھی اور اپنے وہاں پہنچنے کی وجہ میں یہ بتا سکتا تھا کہ اپنا پچھلا قرض وصول کرنے آیا ہوں۔

لیکن ایک مشکل اور تھی۔ میں نے سنا تھا کہ زولو بادشاہ کاٹو والیو اور انگریزی حکومت کے تعلقات انتہائی کشیدہ ہو گئے تھے اور وہاں کمشنر سر بارٹل مزید کاٹو والیو کو الٹی میٹم دینے والا تھا۔ اب یہ بری بات ہو گی کہ یہ الٹی میٹم اس وقت وہاں پہنچے جب ہم زولو لینڈ ہی میں مقیم ہوں۔ اور اگر ایسا ہوا بھی تو مجھے یقین ہے کہ زولو مجھے اور میرے ساتھیوں کو پریشان نہ کریں گے کیونکہ اس قبیلے کے تقریباً ہر فرد سے میرے تعلقات بے حد خوشگوار تھے۔

یہ سارے خیالات ایک طوفان کی طرح میرے دماغ میں اسوقت گھوم گئے جب میں کوئی قطعی فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسوقت انکو سے یا ہیڈا سے مشورہ کرنا فضول تھا کیونکہ اس معاملے میں وہ گویا طفل مکتب تھے۔ چنانچہ مجھے اور صرف مجھے فیصلہ کرنا تھا اور ساری ...

ذمہ داری میری تھی۔ چنانچہ دوسرے ہی لمحہ میں آخری فیصلہ کر چکا تھا اور اس دعا کے ساتھ کہ خدا کرے میرا فیصلہ غلط نہ ہو۔

اسکو پیے کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا میں نے شمال مغرب کے راستے پر گھوڑا ڈال دیا اور کوئی سو گز آگے بڑھنے کے بعد ایک طرف مڑکر سنگلاخ میدان میں چل پڑا۔ چھکڑا میرے پیچھے ہی تھا، اور چکر کاٹ کر خود اسی راستے پر آگیا جس راستے سے ہم آئے تھے یہ ترکیب میں نے کافروں کو الجھا دینے کے لئے کی تھی جو ہمارے قدموں کے نشانات سے ہی ہمارا تعاقب کرنے والے تھے بلکہ شاید کر رہے تھے اور اب ہم اس ڈھلان کے کنارے پر تھے جو جھاڑیوں کے جنگل تک جا کر ختم ہو گئی تھی۔ میں اس جنگل میں گھس کر آگے بڑھتا ہوا پتھروں کے بنے ہوئے مویشیوں کے ایک کرال میں پہنچ گیا جو خالی پڑا ہوا تھا۔ کرال کی زرخیز زمین میں کئی درخت اگ رہے تھے۔ ۱۸۳۶ء میں جب موسی کا نسے طوفان بن کر اٹھا تھا تو بہت سے کرال اس کے خوف سے خالی ہو گئے تھے اور یہ ویران کرال یقیناً انہی میں سے ایک تھا۔ یہاں تک کا راستہ بھی آسان تھا کیونکہ یہ کرال بنانے کے لئے آس پاس کے پتھر کھود کر نکال لئے گئے تھے۔ یہ نسلوں پہلے کا واقعہ ہے۔ جب ہم ڈھلان کے کنارے پہ سے گزر رہے تھے تو ہیڈا نے ایکدم سے چیخ کر کہا:۔

"وہ دیکھو"

اور اس نے اس طرف اشارہ کیا جس طرف سے ہم آئے تھے۔

دور بہت دور۔ آگ کی ایک چادر سی بلند تھی۔

"مندر ۔ مندر جل رہا ہے" ہیڈا نے کہا۔

ہاں۔ مندر ہی جل رہا ہے" میں نے کہا اور پھر دل میں بولا "اور یہ اچھا ہی ہے کیونکہ اب نہ تو مار نہرام کی لاش رہے گی اور نہ ہی اس کا پوسٹ مارٹم ہو سکے گا۔"

آج تک معلوم نہ ہو سکا کہ آگ کس نے لگائی تھی۔ شاید باسوتو ونی نے یا مار نہرام کے ملازموں نے یا فنٹ سیک نے یا باورچی خانے کی کسی چنگاری نے۔ بہر حال مندر دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔ حالانکہ سنگ مرمر کا تھا لیکن چربی یا پھونس کی جھونپڑی کی طرح فراغت سے جل رہا تھا اور بلند ہوتے ہوئے شعلوں کو دیکھ کر میں سوچ رہا تھا کہ اس کے ساتھ ہیڈا کا ماضی بھی راکھ ہو رہا تھا۔ چوبیس گھنٹے پہلے اس کا باپ زندہ تھا اور راڈ کا غلام تھا۔ اب وہ راکھ ہو رہا تھا۔ اور راڈ مر چکا تھا اور ہیڈا اور اس کا محبوب آزاد تھے اور ان کے سامنے پوری دنیا اور پوری زندگی پڑی تھی۔ کاش کہ میں یہ بھی کہہ سکتا کہ وہ دونوں نہ صرف آزاد بلکہ اب خوش بھی تھے۔ بعد میں ہیڈا نے مجھے بتایا کہ اس نے بھی قریب قریب ایسا ہی سوچا تھا۔

میں اپنی گھوڑی پر سے اتر آیا اور اسے اور جھکڑے کے گھوڑوں کو بھی اس شکار گاہ میں سے جو کبھی پھاٹک رہا ہوگا" کرال میں لے آیا یہ کافی بڑا کرال تھا جس میں کبھی اس سردار کے مویشی رہتے ہوں گے جسے دنیا بھلا چکی اور جس کا ٹھکانہ کرال کے ڈھلان کی چوٹی پر ہوگا۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ کافی بڑا کرال تھا اور ان درختوں کے باوجود، جو اس میں لگے تھے اور جن کا ذکر میں کر چکا ہوں، اس کے بیچ میں جھکڑے اور گھوڑوں کے لئے کافی کھلی جگہ تھی۔ اس کے علاوہ یہاں کی زمین بھی زرخیز

تھی چنانچہ گھاس بڑی فراغت سے اُگی ہوئی تھی اس لئے ہم نے گھوڑوں کو کھول کر چرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا۔ اور پھر ایک چھوٹا سا چشمہ بھی ڈھلان پر سے اتر کر گراں کے بیچ میں سے بہہ رہا تھا۔ ہیڈا کی ملازمہ کاچی کی مدد سے میں نے گھوڑوں کو اسی چشمہ سے پانی پلایا۔ اس کے بعد ہم نے پانی پیا اور پھر اندھیرے میں بیٹھ کر کھانا کھایا۔ کھانے سے فارغ ہو کر میں نے کاچی کو گھوڑوں کی نگہبانی پر چھوڑا اور میں خود چھکڑے میں چڑھ گیا اور اب ہم سرگوشیوں میں صورت حال پر بحث اور مشورہ کر رہے تھے۔

یہ ایک عجیب مجلس مشاورت تھی جو ایسے گھپ اندھیرے میں ہو رہی تھی کہ ہم ایک دوسرے کی صورت بھی نہ دیکھ سکتے تھے حالانکہ سر سے سر جوڑے بیٹھے تھے۔ البتہ ایک دفعہ جو ہم گرجا کی بجلی چمکی تو اس کی روشنی میں پل بھر کے لئے مجھے اپنے ساتھیوں کی صورتیں دکھائی دے گئیں جو ایسی معلوم ہوتی تھیں جیسے بھوت ہوں۔ خیر تو آمدم برسر مطلب۔ میں نے اسکوبے اور ہیڈا کو صورت حال سے آگاہ کیا اور لیپٹ جانب خطرے کو زیادہ اہمیت نہ دی حالانکہ وہی اہم تھا لیکن میں ان دونوں کو اس کی تفصیلات سے دہلانا نہ چاہتا تھا۔ البتہ یہ ضرور کہا کہ ہمیں ہمارے لئے فرار کے دو راستے تھے۔ یا تو ہم لڈنبرگ اور مہذب دنیا کی طرف چلے جائیں یا پھر زولولینڈ اور وحشی دنیا کی طرف۔

یہ تو صاف اور مختصر لفظوں میں ہو۔ اسکوبے نے اپنے پراہ راست انداز اور مخصوص لہجے میں کہا " کہ اگر ہم مہذب دنیا میں گئے تو تمہارے خیال کے مطابق تجھ پر خون کے الزامات میں مقدمہ چلایا جائے گا اور شاید تجھے سزا ملے گی اس کے برخلاف ہم زولولینڈ میں غائب ہو گئے تو ایسی بات نہ ہوگی۔"

"میرا خیال یہ ہے" میں نے سرگوشی میں جواب دیا۔ "کہ ہم دونوں پر ہی مقدمہ چلایا جائے گا۔ بشرطیکہ کرنٹ بیک، وہاں پہنچ گیا اور ہمارے خلاف گواہی دی۔ اور اگر ایسا ہوا تو یہ ہم دونوں ہی مشکل میں پھنس جائیں گے۔ اس کے علاوہ ایک گواہ اور بھی ہے۔ کاجی۔ اور اس کے بیان سے ہیڈا بھی پھنس سکتی ہے۔ بے شک اس کا بیان ہماری حمایت میں ہو گا لیکن صفائی پیش کرنے کی غرض سے اسے وہ بہت سی باتیں ظاہر کرنی پڑیں گی جنہیں ظاہر کرنا وہ پسند نہیں کرتی۔ اور پھر سب سے زیادہ بری بات یہ ہو گی کہ یہ معاملہ انگریزی اخبارات میں چھپ جائے گا جسے ہمارے رشتہ دار پسند نہ کریں گے خصوصاً اس حقیقت کی روشنی میں کہ تم ہیڈا سے شادی کرنا چاہتے ہو۔"

"اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ یہ خطرہ مول لے ہی لوں" اسکوبے نے کہا "پھر چاہے مجھے انگلستان جانا کبھی بھی نصیب نہ ہو۔ بہرحال میں کسی بات سے خجل ہوں؟ کیا بات ہے تم ڈر گئی؟ کیا کیا ہے میں نے؟ میں نے بدمعاش راڈ کو گولی مار دی ہے کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔"

"ہاں۔ لیکن یہ تم جیوری کو یقین دلا سکو گے کہ تم بے قصور ہو؟ ظاہر ہے کہ جیوری راڈ کے ماضی اور ہیڈا سے تمہارے تعلقات کے متعلق بے شمار اور الٹے سیدھے سوالات پوچھے گی۔ لیکن خود ہیڈا کیا کہتی ہے؟"

"میرا تو یہ ہے" ہیڈا نے سرگوشی میں کہا۔ "کہ مجھے اپنی پرواہ نہیں لیکن میں ان داستانوں کو برداشت نہ کر سکوں گی جو میرے ابا کے متعلق لوگوں

میں مشہور ہو جائیں گی۔ پھر مجھے مورس اسکوبے کا خیال آتا ہے۔ اگر اسے جیل میں دھکیل دیا گیا تو یہ اور بھی بُرا ہوگا۔ چنانچہ کرائٹر مین! بہتر یہی ہے کہ اسوقت ہم زولو لینڈ چلے جائیں اور پھر افریقہ سے ہی نکل جائیں۔ مورس ٹھیک ہے نا؟" "خود کو اٹر مین کا کیا خیال ہے؟" اسکوبے نے جواب دیا" یہ ہم دونوں سے نہ صرف عمر میں بڑے ہیں بلکہ ہوشیار اور تجربہ کار بھی ہیں"

میں چند ثانیوں تک سوچتا رہا اور پھر میں نے یوں کہا۔"

"آسمان سے گر کر کھجور میں پھنسنے کا محاورہ تو تم نے سنا ہی ہوگا۔ چنانچہ اکثر دفعہ یوں بھی ہوتا ہے کہ آدمی ایک مصیبت سے بھاگ کر دوسری اور پہلی سے بڑی مصیبت میں پھنس جاتا ہے۔ چنانچہ ہم نہیں جانتے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوگا۔ زولو لینڈ میں اس وقت ایک ہلچل مچی ہوئی ہے چنانچہ اگر وہاں جنگ چھڑ گئی تو ہو سکتا ہے کہ ہم سب مارے جائیں لیکن دوسری طرف یہ بھی ممکن ہے کہ ہم پر کوئی آنچ نہ آئے اور پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم کسی طرح ڈیگولا بے تک پہنچ جاؤ اور وہاں تمہیں کوئی جہاز مل جائے۔ یعنی اگر تم برطانوی عدالت سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو۔ لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے افریقہ ہی میں رہنا ہے۔ اس کے علاوہ میں اس کی بھی ذمہ داری نہیں لے سکتا کہ تمہیں کیا کرنا ہے کیونکہ اگر خدانخواستہ حالات ناموافق ہوئے تو تم دونوں کا خون میری گردن پر ہوگا۔ البتہ اگر تم نے ٹرانسوال یا ناٹال جانے کا فیصلہ کیا تو میں اپنی کہتا ہوں کہ وہاں پہنچتے ہی میں سب سے پہلے کام یہ کروں گا کہ سیدھا کسی مجسٹریٹ کے پاس پہنچ کر جو کچھ ہوا ہے اس کی مکمل ترین تفصیلات اسے سنا دوں گا۔ میرے لئے اس طرح جینا ممکن ہی نہیں کہ ایک سفید فام کا خون میرے سر پر سوار رہے۔ میرا ضمیر میری خاموشی پر مجھے شب و روز ملامت کرتا رہے

اور ہر دم مجھے اس کا خطرہ رہے گا کہ آج یا کل ۔ جلد یا بدیر خون ظاہر ہوگا اور میں دھر لیا جاؤں گا ۔ مطلب یہ کہ میں چین و سکون سے نہ رہ سکوں گا ۔ اس کے برخلاف نروبولینڈ میں نہ مجسٹریٹ ہیں اور نہ عدالتیں جن کے سامنے جا کر میں اقرار کرسکوں اور اگر یہ سوال وہاں اٹھایا بھی گیا تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ باسیقو لوگوں سے بچنے کے لئے ہم نے نروبولینڈ کا رخ کیا تھا ۔ اچھا تو اب میں گھوڑوں کی خبر لینے جاتا ہوں ۔ تم دونوں آپس میں مشورہ کر کے فیصلہ کرلو کہ کیا کرنا ہے ۔ تم جو بھی فیصلہ کروگے میں اسی پر عمل کروں گا ۔"

اور پھر ان کے جواب کا انتظار کئے بغیر میں جھکڑے سے باہر آگیا ۔"

گھوڑوں کو دیکھنے کے بعد میں کرال کی دیوار تک چلا گیا کہ ان دونوں کی آواز کی رسائی سے باہر رہوں ۔ رات اندھیری تھی ۔ اتنی اندھیری جتنی کہ افریقہ میں ہی ہو سکتی ہے ۔ اس کے علاوہ افق پر بار بار چمکتی ہوئی بجلی گرج اور طوفان کی آمد کا اعلان کررہی تھیں اور نیچے وادی میں سے کرایوں کی آوازیں آرہی تھیں یہ شاید ہوا تھی جو جھاڑیوں میں گھس کر کراہ رہی تھی حالانکہ یہاں ۔ جہاں میں تھا ۔ ذرا بھی ہوا نہ تھی ۔ دور ۔ بجلی نے چمک کر اندھیرے کا سینہ چاک کر دیا اور فضا بوجھل ہو گئی اور فضا کا یہ بوجھل پن میرے دل پر بھی اتر آیا ۔ میں خوفزدہ تھا اور یہ خوف ہماری حالیہ صورت حال اور خطرے کا نہ تھا ۔ حالانکہ یہ صورت حال بھی نازک ۔ اور خطرناک تھی ۔ اسقدر خطرناک کہ چند گھنٹوں میں ہی شاید اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ۔"

اس قسم کے خطرات کا میں عادی تھا ۔ ایسے خطرات میری زندگی کا جزو بن چکے تھے اور جیسا کہ میں شاید کسی جگہ کہہ چکا ہوں ، میں قسمت اور

مقدر میں یقین رکھتا ہوں یعنی یہ میرا ایمان ہے کہ جو کچھ ہونا ہے ہو کر رہے گا اور یہ کہ خدا جب چاہے گا مجھے اٹھائے گا۔

چنانچہ حالیہ نہیں بلکہ دوسری باتوں کا مجھے خوف تھا۔ ان خطرات کا جو ہمارے حالیہ خطرے سے بڑے تھے۔ وہ خطرات جنہیں میں سمجھنے سے قاصر تھا اور جو کچھ ہونے والا تھا اس سے ناواقف تھا۔ یہ سطور لکھتے وقت ان خطرات کو میں سمجھ سکتا ہوں۔ لیکن اُس وقت مستقبل سے میں واقف نہ تھا اور میں نہ جانتا تھا کہ ہم سرگوشیوں میں جو مشورہ اور فیصلہ کر رہے تھے اس پر ایک پوری قوم کی تقدیر اور ہزاروں زندگیوں کا انحصار تھا۔ جیسا کہ بعد میں مجھے معلوم ہوا یا ظاہر ہوا کہ اگر ہیڈا اور اسکوبیے نے ٹرانسوال جانے کا فیصلہ کیا ہوتا تو وہ جنگ نہ ہوتی جو "جنگ زولو" کے نام سے مشہور ہے اور اس کے سبب بوئروں کی بغاوت نہ ہوتی اور یہ کہ تاریخ کا پراسرار دھارا دوسری طرف ہی مڑ گیا ہوتا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ اس وقت ہم نہ جانتے تھے کہ ہمارا فیصلہ تاریخ ساز ثابت ہوگا۔

میں نے ایک چھری لی اور پلٹ کر واپس چھکڑے میں آگیا۔

"ہاں۔ تو کیا فیصلہ کیا" میں نے سرگوشی میں پوچھا۔

مجھے اپنے سوال کا کوئی جواب نہ ملا۔ ایک لمحے بعد بجلی چمکی۔

"یہ اور" ہیڈا نے کہا "اب کہاں تک گنتی کی؟"

"اٹھانوے" اسکوبیے نے جواب دیا۔

"میں نے تو ننانوے تک گنا ہے" ہیڈا نے کہا "بہر حال یہ سو کے قریب ہیں ہی۔ کیا ٹرینین! ہم زولو لینڈ جائیں گے بشرطیکہ تم ہمیں وہاں لے جاؤ اپنی راہبری میں"

"ٹھیک ہے" میں نے کہا، "لیکن یہ بتاؤ کہ تمہارا سو تک گنتی کرنے سے اس کا کیا تعلق ہے؟"

"بات یہ ہے" کہ ہم کوئی فیصلہ نہ کر پاتے تھے" ہیڈا نے جواب دیا "میرس ٹرانسوال جانے کے حق میں تھا اور میں زولولینڈ کے۔ چنانچہ ہم نے طے کیا کہ ہمارے سو تک گننے تک اگر بجلی چمک گئی تو ہم زولولینڈ جائیں گے ورنہ میرے ٹڈر رہا۔ فیصلہ کرنے کا یہ بے حد عمدہ طریقہ ہے، ہے نا؟"

"بہت عمدہ۔ میں نے کہا،" کم سے کم ان کے لئے جو ایسی باتوں پر فیصلہ کرتے۔"

میں نہیں جانتا کہ اس طرح فیصلہ کرنے کا خیال ان دونوں میں سے کسے سوجھا تھا کیونکہ میں نے ان سے کبھی پوچھا ہی نہیں۔ بہرحال یہ طے ہو گیا کہ ہم زولولینڈ جائیں گے۔

اور پھر طوفان اچانک پھٹ پڑا جیسا کہ افریقہ کے طوفان کی خصوصیت ہے۔ یہ طوفان مختصر لیکن بے حد پر زور اور خوفناک تھا۔ یکایک آسمان کوندتی ہوئی بجلیوں سے بھر گیا اور فضا کڑک اور گرج کی آوازوں سے تھرا گئی اور ہوا چنگھاڑنے لگی۔ کرال کے قریب ہی ایک درخت پر بجلی گری اور ایکدم سے راکھ ہو گیا اور اس کی جگہ میں دھواں کا ایک فوارہ سا چھوٹا۔ گھوڑے اتنے خوفزدہ ہو گئے کہ خوش قسمتی سے وہ جیسے پتھر کے بن گئے اور جہاں کھڑے تھے وہیں جم کر رہ گئے۔ اور پھر آسمان کے سوتے ابل پڑے۔ موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ میں گھوڑوں کو پکڑے کھڑا تھا چنانچہ میں ہی جانتا تھا کہ بارش کتنی تیز تھی۔ چند ثانیوں بعد اسکا زور کم ہو گیا اور طوفان گزرنے لگا۔

اور پھر اس گزرتے ہوئے طوفان کی گزرتی اور کم ہوتی ہوئی گرج کی آواز

ہیں میں نے ڈھلان کے سرے کی طرف سے آتی ہوئی وہ آوازیں سنیں جنکا تعلق طوفان سے نہ تھا۔ گھوڑے چونکہ اب پر سکون تھے اس لئے میں انہیں چھوڑ کر درختوں میں سے گزرتا ہوا کھنڈرات کی چہار دیواری کے اس حصّے کے قریب پہنچا جو میرے خیال میں ان آوازوں کے مرکز سے قریب ترین تھا۔

بے شک یہ آوازیں ہی تھیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان باسوتوؤں کی تھیں جو ہمارا تعاقب کر رہے تھے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ وہ ابتک نہ صرف ہمارا تعاقب کر رہے تھے بلکہ ہم پر حملہ کرنے آئے تھے۔ اس طرف کی دیوار میری ٹھوڑی تک ہی بلند تھی۔ چنانچہ میں نے اپنی ہیٹ سر پر سے اتار کر اپنا سر دیوار کے اس شگاف میں ڈال دیا جو ایک پتھر کے نکل جانے سے پیدا ہو گیا تھا، تاکہ میں ٹھیک سے ان کی باتیں سن سکوں۔

"لوگ سستوں زبان میں باتیں کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے، جو میرے خیال میں ان کا سردار تھا، دوسرے سے کہا :۔

"سفید سر والا گیدڑ جسکا مینزن ایک بار پھر ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ کمبخت ایک ہی راستے پر چکر لگا کر ہمیں الو بنا گیا اور اس کے چھکڑے کے پہیوں کے دہرے نشانات سے ہم دھوکا کھا گئے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ چھکڑے کہاں سے کنارے پر سے نیچے اترے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک ہے باپ" دوسرے نے کہا۔ "لیکن ہم اسے اور اس کے ساتھیوں کو ڈھلان کے قدموں میں جالیں گے بشرطیکہ چاند کے طلوع ہونے سے پہلے ہم وہاں پہنچ جائیں کیونکہ اس بارش اور اندھیرے میں وہ لوگ زیادہ دور نہ گئے ہوں گے۔ میں آگے چلتا ہوں تمہاری راہبری کے لئے کیونکہ میں یہاں کے ایک ایک درخت اور ایک ایک پتھر سے واقف ہوں بچپن میں میں نے

یہاں برسوں تک مویشی چرائے ہیں"

"ٹھیک ہے۔ چونکہ بجلی اب چمک نہیں رہی اس لئے مجھے سوائے اندھیرے کے
کچھ دکھائی نہیں دیتا"

سردار نے کہا "اگر ہم نے میکو منزن کے، جس نے پہلی ایکبار چھپر بے خوف بنایا
ہے، جنگل میں اپنا بھالا سرخ کرنے کی قسم نہ کھائی ہوتی تو ایسی رات اور
ایسے حالات میں ہم اس کا تعاقب نہ کرتا"

"میرے خیال میں تو بہتر یہی ہے کہ اس کا تعاقب نہ کیا جائے" تیسری آواز
نے کہا۔ "کیونکہ ہمارے افریقہ میں مشہور ہے کہ ان لوگوں کا انجام برا ہوتا
ہے جو پاسبان شب کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میکو منزن تو
ایک تیندوا ہے جو اچانک چھلانگ لگاتا ہے، شکار کرتا ہے، چیرتا پھاڑتا ہے
اور غائب ہوتا ہے۔ کتنے ہی حلقوم ہیں جنہیں اس تیندوے کے نکیلے دانتوں
نے ادھیڑ دیا ہے"

"میری مانو اور اسے اس کے حال پہ چھوڑ دو۔ مبادا ہمارا انجام بھی وہی ہو گا جو
اس سفید فام ڈاکٹر کا زرد دلدل میں ہوا ہے جس نے ہمیں اس تعاقب پہ لگا دیا
ہے۔ ہم نے میکو منزن کے چھکڑے اور بیل اپنے قبضے میں کر لئے ہیں اور ہمارے
لئے بس یہی کافی ہے۔"

"میں اسے اس وقت اس کے حال پہ چھوڑ دوں گا جب وہ آخری اور کبھی نہ ٹوٹنے
والی نیند سو جائے گا" "اس سے پہلے نہیں۔" سردار نے کہا "اس گیدڑ نے وہاں
چشمہ کے کنارے میرے بھائی کو آخری نیند سلا دیا ہے۔ اگر ہم نے اسے نکل
جانے دیا اور وہ سواریوں کو ہم پہ چڑھا لایا تو ساکو کوئی کیا کہے گا؟
[illegible] وہ اس سفید فام [illegible] کہ ہم [illegible] زندگی اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں

کہ اگر انگریز ایکبار پھر ہم پہ حملہ کریں تو ہم اس سفید فام لڑکی کی وجہ سے ان سے شرائط طے کر سکیں۔ چلو۔ تم راستہ جانتے ہو چنانچہ آگے بڑھو اور ہماری راہبری کرو۔"

پھر کچھ آوازیں سنائی دیں۔ وہ آدمی، جسے راہبری کرنے کا حکم ملا تھا، کہیں پیچھے سے نکل کر آگے آ گیا تھا۔ اور پھر میں نے ان سب کے آگے بڑھنے کی آوازیں سنیں۔ کچھ ہی دیر بعد وہ دیوار کے قریب سے اور مجھ سے صرف ایک دو فٹ دور سے گزر رہے تھے۔ اور پھر اس باسوتو دستے کا سردار عین میرے سامنے تھا اور تب بد قسمتی سے یوں ہوا کہ اس نے ٹھوکر کھائی اور سنبھلنے کی کوشش میں دیوار سے ٹکرا گیا۔

"ارے۔ یہاں تو ایک پرانا کرال ہے مویشیوں کا،" وہ بولا۔ "وہ سفید چھوکری کہیں اس کرال میں ہی تو نہیں چھپی؟"

یہ الفاظ سن کر میں کانپ گیا۔ اگر ہمارا کوئی گھوڑا ہنہنایا یا اس نے کوئی آواز پیدا کی تو؟ میں خود بھی دم سادھے جس حالت میں تھا اسی حالت میں کھڑا رہا مبادا وہ میرے وجود سے واقف ہو جائیں۔ اور یوں میں کافروں کے اتنے قریب کھڑا ہوا تھا کہ ان کے جسموں کی بو سونگھ رہا تھا اور بارش کے قطروں کو ان کے جسموں پہ بجتے سن رہا تھا۔ میں نے آہستہ آہستہ بہت ہی آہستہ آہستہ بائیں ہاتھ سے اپنا شکاری چاقو نکال لیا۔ عین اسی وقت بجلی آخری دفعہ چمکی اور اس کی روشنی میں نظر آیا کہ باسوتو سردار کا چوڑا اور موٹا چہرہ میرے چہرے سے صرف ایک فٹ دور تھا کیونکہ اس نے دیوار پہ ہاتھ ٹیک رکھا تھا اور یا ہاتھ ٹیکنے کے لئے دیوار کی طرف گھوم گیا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اسی بجلی کی روشنی میں اسے میرا چہرہ بھی دکھائی دے گیا۔ جیسا کہ

میں کہہ چکا ہوں میں نے اپنا سر دیوار کے ایک شگاف میں ڈال دیا تھا کہ ان لوگوں کی باتیں ٹھیک سے سن سکوں۔

"یا رب رے - مرے ہوئے آدمی کا سر دیوار پر رکھا ہوا ہے" وہ خوف سے چلایا" یہ - یہ - بھوت ہے - اس کا......"

اس کے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکا کیونکہ میں نے پوری قوت سے اپنا شکاری چاقو اس کے حلق میں اتار دیا - وہ اپنے ساتھیوں پر گرا اور دوسرے ہی لمحے میں نے خوفزدہ پاسبانوں لوگوں کے بھاگتے ہوئے پیروں کی چاپ سنی جو ٹیلے پر سے اتر رہے تھے - میں نہیں جانتا کہ اس سردار کا کیا بنا لیکن وہ زندہ ہے تو اب وہ بھی اپنے ساتھی کی طرح لوگوں سے کہہ رہا ہوگا کہ تھیکیدبرن پاسبان شب یا اس کا بھوت" ایک تیندوا ہے جو اچانک چھلانگ لگاتا ہے، شکار کرتا ہے، چیرتا پھاڑتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے" اور یہ کہ جو اسے پھانسنا چاہتے ہیں نقصان اٹھاتے ہیں - میں نے کہا ہے" یا اس کا بھوت - کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اس نے مجھے - مرے ہوئے آدمی کا بھوت - ہی یقین کیا ہوگا اور سچ تو یہ ہے کہ پانی میں بھیگا ہوا اور دیوار کے شگاف میں سے جھانکتا ہوا میرا چہرہ بجلی کی روشنی میں اسے بھوت کا سا ہی معلوم ہوا ہوگا۔

بہر حال وہ لوگ بھاگ گئے - سب کے سب، جن کی تعداد چالیس پچاس تھی، خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے - چنانچہ میں بھی واپس آیا اور جھگڑے میں پہنچا تو دیکھا کہ میرے ساتھی جھگڑے پر تنے ہوئے کرمچ کے سائبان میں اطمینان، سکون اور آرام سے بیٹھے ہوئے تھے - جو کچھ ہو گیا تھا اور خطرہ کتنے قریب آ کر گزر گیا تھا اس سے وہ بے خبر تھے چنانچہ میں نے اس کے

متعلق ان سے کچھ نہ کہا اور برانڈی کی چند چسکیاں لینے کے بعد۔ کیونکہ میں سردی محسوس کر رہا تھا۔ گھوڑوں کے منہ میں لگام کے دہانے چڑھانے لگا اور آپ جانتے ہیں اندھیرے میں یہ کام آسان نہ تھا۔ اور پھر میں چاند کے طلوع ہونے کا انتظار کرنے لگا اور پھر چاند طلوع ہوا۔ طوفان گزر چکا تھا۔ اور بارش تھم گئی تھی چنانچہ آسمان دھلا ہوا اور شفاف تھا۔ اور جب چاندنی اچھی طرح سے پھیل گئی تو ہم نے سب سے آگے والے گھوڑے کی لگام پکڑی اور چھکڑے کو آہستہ آہستہ ٹیلے کے کنارے تک لے آیا۔ کاجی میری گھوڑی کی لگام پکڑے پیچھے پیچھے آ رہی تھی۔

اور چونکہ اب باسوتو لوگوں کا کہیں کوئی پتہ نہ تھا ہم روانہ ہو گئے۔ میں اپنی گھوڑی پر سوار کوئی سو گز ہم آگے آگے چل رہا تھا، چوکنا تھا اور چاروں طرف دیکھ رہا تھا کہ کہیں باسوتو گھات لگائے نہ بیٹھے ہوں۔ خوش قسمتی سے ہم جس میدان میں سفر کر رہے تھے اس میں درخت نہ تھے یا تو گھاس تھی یا پھر اونچے نیچے ٹیلے تھے۔ ایک دفعہ میں ٹھٹھک گیا۔ دور کے ٹیلے پر مجھے آدمیوں کے سر دکھائی دیئے لیکن قریب پہنچنے پر معلوم ہوا کہ یہ اینٹلوپ تھے جو گھاس چر رہے تھے اور انہیں دیکھ کر میں نے نہ صرف مسرت کی ہر محسوس کی بلکہ اطمینان کا سانس بھی لیا کیونکہ ان کی موجودگی کا مطلب یہ تھا کہ ہم سے پہلے اس طرف سے کوئی انسان یا انسانوں کا گروہ نہ گزرا تھا۔

رات بھر ہم پگڈنڈی کے سہارے، اور جہاں وہ نہ تھی وہاں اپنے قطب نما سے سمت کا اندازہ لگا کر سفر کرتے رہے۔ میں دریائے کراکوڈائل یعنی دریائے مگرمچھ کی سمت سے واقف تھا کیونکہ اپنی زندگی میں پہلے بھی دو دفعہ اسے عبور کر چکا تھا اور مجھے یاد ہے کہ دریا کے دوسری طرف

اور اس سے کوئی نصف میل دور ایک خاص شکل کی چٹان ہے جو سوازی لینڈ کی سرحد میں ہے۔ میری آنکھیں اسی چٹان کو تلاش کر رہی تھیں۔ اور پھر مجھے دور بہت دور اندھیرے افق کے پس منظر میں وہ چٹان نظر آگئی اور میرا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ اور اب ہمارا رخ اسی چٹان کی طرف تھا۔ آدھا میل طے کرنے کے بعد میں اس راستے پہ تھا جو بدمعاشوں کی آمد و رفت سے بن گیا تھا۔ وہ لوگ سوازی لینڈ میں شکار یا تجارت کی غرض سے آتے جاتے رہتے تھے۔ اس راستے پر پہنچتے ہی میں نے اسکوبیے سے کہا:

"ہاں۔ اسکوبیے" اب چابک برسائو تھکے ہوئے گھوڑوں پر کیونکہ منزل اب دور نہیں ہے"

پو پھٹ رہی تھی جب ہم دریا پر تھے لیکن یہ دیکھ کر میں لرز گیا کہ اس میں سیلاب آیا ہوا تھا اور سیلاب بھی ایسا کہ اسے گھاٹ پر سے بھی عبور کرنا خطرناک تھا۔ یہ سیلاب رات کی بارش کی وجہ سے آیا تھا۔ دوسرے کنارے پر بھٹکتے ہوئے چند سوازیوں نے ہمیں دیکھا تو چیخ کر کہا:۔

"دریا عبور کرنے کی کوشش کی تو ڈوب مرو گے"

"مطلب اس کا یہ ہوا کہ ہمیں دریا کے اترنے کا انتظار کرنا پڑے گا" میں نے اسکوبیے سے کہا کیونکہ دونوں عورتیں تھک کر سو گئی تھیں۔"

"معلوم تو ایسا ہوتا ہے" اسکوبیے نے کہا۔ "لیکن اگر باسوتو لوگ آگئے تو....."

میں نے اس ٹیلے کی طرف دیکھا جس پر سے اتر کر ہم آئے تھے۔ اس طرف کوئی نہ تھا۔ اب میں نے رکابوں پر کھڑے ہو کر اس دوسری پگڈنڈی کی طرف دیکھا جو نشیب میں سے آکر اس راستے سے مل گئی تھی۔ سورج طلوع ہو رہا تھا اور درختوں اور جھاڑیوں پر سے دھند کا پردہ اٹھ رہا تھا اور اس پگڈنڈی

پر اور دور پہ بہت سے تارے سے چمکتے دکھائی دیئے۔ یہ ببالوں کے پھل تھے جو صبح کے سورج کی نرم شعاعوں میں چمک رہے تھے۔

"وہ سور اب بھی ہمارے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ نشیب کے راستے سے آرہے ہیں کمبخت" میں نے اسکو بیبے سے کہا اور پھر اضافہ کیا۔ گذشتہ رات وہ تو یقیناً اس کراں کے قریب سے گذر رہے تھے جہاں ہم نے پناہ لی تھی وہ ہمارے قدموں کے نشانات دیکھتے وہاں تک آگئے تھے لیکن اندھیرے اور طوفان میں بھٹک گئے"۔

اسکو بیبے نے سیٹی بجا کر پوچھا" تو اب کیا کیا جائے؟"

"اس کا فیصلہ تو تمہیں ہی کرنا ہے" میں نے جواب دیا "میرا تو یہ ہے کہ میں باسوتو لوگوں کے ہاتھوں میں پڑنے پر سیلاب پہ آئے ہوئے دریا میں کود پڑنے کو ترجیح دوں گا"

اور میں نے بے خبر سوئی ہوئی ہیڈا کی طرف دیکھا۔

"ہم اسی راستے سے واپس فرار نہیں ہو سکتے ایلن جس راستے سے آئے ہیں؟"

"اول تو گھوڑے تھک کر چور ہو گئے ہیں اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اس طرف ہماری مڈبھیڑ دوسرے باسوتوؤں سے ہو جائے"

اور ایک بار پھر میں نے ہیڈا کی طرف دیکھا۔

"یہ تو نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن والا معاملہ ہے۔ گویا۔ کسقدر عجیب بات ہے یار کہ عورتیں زندگی کی ہر بات اور ہر کام کو کتنا الجھا دیتی ہیں۔ غالباً اس لئے کہ عورتیں بذات خود مردوں کی زندگی ہیں"۔ چند لمحوں تک غور کرنے کے بعد اس نے کہا" دریا عبور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر ڈوب گئے تو سب باتوں اور ساری الجھنوں کا بہ یک وقت فیصلہ ہو جائے گا۔

ذریسے بھی باسوتوؤں کے بھالوں سے چھلنی ہو کر مرنے سے ڈوب کر مرنا آسان رہے گا۔"

"اور ان وحشیوں کا قیدی بننے سے بھی بہتر ہے جو ہم سے سخت نفرت کرتے ہیں" میں نے کہا اور ایکبار پھر ہیڈا کی طرف دیکھا۔

اس کے بعد میں ضروری انتظامات کی طرف متوجہ ہوا۔ سب سے آگے والے گھوڑے کی لگام پر چمڑے کی فیتے تھے۔ میں نے فیتے کھول کر ان کے سروں میں مضبوط گرہ لگا کر انہیں آپس میں باندھ دیا۔ پھر ان سے میں نے خود اپنی گھوڑی کے لگام کا فیتہ یا تسمہ باندھ دیا اور اس کے دوسرے حصّہ کا پھندا اپنے ہاتھ میں ڈال کر کہا:۔

"اب میں گھوڑوں کو کھینچتا ہوا آگے چلتا ہوں۔ تم انہیں ہنکاؤ گے چاہے کچھ بھی ہو جائے چاہے گھوڑوں کے پیر اکھڑ جائیں تم باگیں نہ چھوڑو گے۔ سمجھ گئے؟ مجھے جانوروں پہ بھروسہ ہے کہ یہ تیر جائے گا اور چونکہ یہ گھوڑی ہے اسلئے امید ہے کہ گھوڑے اس کے پیچھے ہی پیچھے آئیں گے جیسا کہ وہ رات بھر اس کے پیچھے ہی پیچھے چلتے رہے ہیں۔ اب ہیڈا اور کاچی کو جگاؤ۔"

اسکو میسے نے سر ہلایا۔ اس کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔

"ہیڈا! میری جان" اس نے آہستہ سے اور پیار سے کہا "مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری نیند خراب کر رہا ہوں لیکن جان" ہمیں دریا عبور کرنا ہے جس کی تہہ ناہموار اور پتھریلی ہے۔ چنانچہ تم اور کاچی اٹھ کر اور ایک دوسرے کو تھام کر بیٹھ جاؤ۔ اور گھبرانا مت۔ یقین رکھو تم اتنی ہی محفوظ ہو جتنا کوئی گرجا میں ہوتا ہے۔"

"خدا اس کا یہ جھوٹ معاف کرے" میں نے دل میں کہا۔

میں اپنی گھوڑی پر سوار ہو گیا۔ گردن گھما کر ایک نظر جھکڑے پر ڈالی اور اس میں جتے ہوئے گھوڑوں پر ڈالی۔ باگیں پکڑیں اور گھوڑی کو ایڑ مار دی۔ اسکوبے نے "ٹخ۔ ٹخ۔ ہا۔ ہا" کی آواز کے ساتھ جھکڑے میں جتے ہوئے گھوڑوں پر چابک برسائے اور ہم سیلابی دریا کے کنارے پر تھے۔ دوسرے کنارے پر کھڑے ہوئے سوار چیخ رہے تھے اور ہاتھ ہلا ہلا کر ہمیں واپس جانے کو کہہ رہے تھے۔"

اور پھر ہم دریا میں اتر چکے تھے۔"

"جیسی کہ مجھے امید تھی گھوڑے بے جھجک اور بے خوف گھوڑی کے پیچھے آ رہے تھے پہلے بیس گز تو سب ٹھیک رہا اور پھر یکایک مجھے محسوس ہوا کہ میری گھوڑی تیر رہی تھی۔"

"اسکوبے! چابک برساؤ گھوڑوں پر۔ خبردار! وہ رخ بدلنے نہ پائیں۔ میں نے چیخ کر کہا۔"

دس گز اور۔ میں نے پھر سر گھما کر پیچھے دیکھا۔ گھوڑوں کی جوڑی بھی تیر رہی تھی ان کے پیچھے جھکڑا طوفان میں پھنسی ہوئی کشتی کی طرح ڈول رہا تھا اور جھوم رہا تھا اور پھر تنی ہوئی باگیں اور بندھے ہوئے تسمے تن گئے۔ گھوڑے رخ بدلنے کی کوشش کر رہے تھے میں نے تسمے کا پھندا کھینچا اور اونچی آواز میں گھوڑوں کو پچکارنے اور ان کی ہمت بندھانے لگا۔ رہا اسکوبے تو اس نے بھی باگیں کھینچ رکھیں اور گھوڑوں کو مڑنے نہ دیا۔ اور ہماری یہ کوشش بے نتیجہ نہ رہی۔ گھوڑوں نے مڑنے کی کوششیں ترک کر دیں۔ اب وہ سیدھے دوسرے کنارے کی طرف تیر رہے تھے اور ان کے پیچھے چھکڑا ابھی تیر رہا تھا اور کبھی ادھر اور کبھی ادھر جھک رہا تھا۔ الٹ تو نہیں جائے گا؟ یہ ایک

سوال تھا جس نے مجھے پریشان کر رکھا تھا۔ پانچ سکنڈ۔ دس سکنڈ۔ اور چھکڑا اب تک تیر رہا تھا اور پھر۔ وہ ایک طرف جھکا۔ میرے خدا! وہ الٹ رہا تھا۔ میں نے اپنا سانس روک لیا اور۔ ایک موج آئی' اس نے دوسری طرف سے چھکڑے کو تھپیڑا دیا اور نیچے گھس کر اسے اوپر اٹھا لیا اور چھکڑا سیدھا ہو گیا اور میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ میری گھوڑی نے اب اپنے پیر تہہ پر ٹیک دیئے اب وہ تیر نہ رہی تھی۔ اور میرے دل میں امید کی شعاع روشن ہو گئی۔ اور چند ثانیوں بعد چھکڑے کے گھوڑوں کے پیر بھی تہہ پر ٹکے ہوئے تھے اور اب پہنچ گئے تھے۔

لیکن نہیں۔ پانی سے بھیگ کر تسمے کی گرہ شاید پھسل کر کھل گئی یا شاید تسمہ ٹوٹ گیا۔ بہر حال میں نے اس تسمے کو، جس کا پھندا میرے ہاتھ میں تھا، ڈھیلا ہوتے محسوس کیا۔ میں نے گھبرا کر پیچھے دیکھا تو یہ لرزہ خیز منظر نظر آیا کہ گھوڑے گردنوں تک پانی میں غرق تھے اور جیسے جم گئے تھے۔ صرف انکے سر سطح پر تھے اور بس چھکڑا الٹ کر اپنے پہلو پر تیر رہا تھا' کاچی بے تحاشہ چیخ رہی تھی اور اسکو میے گھوڑوں پر اندھا دھند چابک برسا رہا تھا۔ میں اپنی گھوڑی پر سے کود پڑا تو گھوڑی تک پانی میں غرق تھا۔ میں جیسے تیسے کر کے چھکڑے کے آگے والے گھوڑے تک پہنچ گیا۔ میں نے لپک کر ان کی باگیں لیں اور انہیں بہاؤ کی طرف مڑنے سے روک دیا لیکن ایسا کرنے میں مجھے کتنی اور کیسی جد و جہد کرنی پڑی اسے کچھ میرا دل ہی جانتا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ میں کچھ اور نہ کر سکا۔ چنانچہ موت اب گویا سامنے کھڑی تھی اور اگر دوسرے کنارے پر کھڑے ہوئے سوازیوں میں سے چند نے حیرت انگیز بہادری کا ثبوت نہ دیا ہوتا تو موت ہمیں اپنی آغوش میں لے چکی ہوتی۔ سوازی۔ جو آٹھ تھے۔

بے دھڑک دریا میں کود پڑے اور ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے پکڑے تیرتے، کچھ چلتے ہم تک پہنچ گئے۔ انہوں نے گھوڑوں کو سر سے پکڑ کر انہیں اٹھایا۔ اسکیبنے نے چابک چلایا۔ گھوڑے ایک جھٹکے کے ساتھ آگے بڑھے تو تیرتا ہوا چھکڑا لرز کر جیسے آپ ہی آپ کھڑا ہو گیا اور ایک منٹ بعد ہی اسکے پہیئے دریا کی تہہ پہ تھے

تین منٹ بعد ہی ہم دوسرے کنارے پر تھے جہاں میری گھوڑی ہم سے پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ اور میں خود کنارے کی ریت اور گھاس میں منھ کے بل پڑا خدا کا شکر ادا کر رہا تھا اور دریا کا گدلا پانی تھوک رہا تھا۔

دسواں باب

نومبے

کانپتے ہوئے سوار، کیونکہ ان لوگوں کو سردی سے نفرت تھی، ہمارے چاروں طرف جمع ہو گئے، مجھے اوپر سے نیچے تک دیکھا اور ان میں کے ایک معمر سوار نے، جو ان کا سردار معلوم ہوتا تھا، کہا:۔

"ارے! یہ تو کوئی اور نہیں بلکہ ہم سیاہ فاموں کا دوست پاسبان شب میکو میزن ہے۔ بے شک ہمارے اجداد کی روحیں ہمارے ساتھ تھیں کہ ہم نے جسے بچایا وہ کوئی بوئر یا مخلوط نہیں ہے۔"

یہاں میں یہ بتادوں کہ چند در چند وجوہات کی بنا پر سوازی بوئروں کو پسند نہ کرتے تھے۔

"ہاں۔ میں نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا" یہ میں ہی ہوں، میکومیزن۔"

"تو پھر کیا وجہ ہے۔" اسی معمر نے کہا" کہ تم نے آج اپنے آپ کو احمق ثابت کر دیا"

اور اس نے سیلابی دریا کی طرف اشارہ کیا، جبکہ ہم سب جانتے ہیں کہ تم احمق نہیں ہو۔"

"اور جب سب جانتے ہیں کہ میں احمق نہیں ہوں۔ اور حقیقت میں نہیں ہوں، تو پھر تم نے مجھے احمق سمجھ کر خود اپنی حماقت کا ثبوت کیوں دیا؟" میں نے پوچھا "رہا تمہارا سوال تو اس کا جواب حاصل کرنے کے لئے دریا کے اُس پار دیکھو۔"

اس دریا کے سامنے والے کنارے کی طرف دیکھا۔ وہاں پچاس ساٹھ باسوتو کھڑے تھے جو ہمارے دریا پار کر لینے کے بعد، گویا وقت گزر جانے کے بعد وہاں پہنچے تھے۔

"کون ہیں وہ لوگ؟" اس نے پوچھا۔

"اس کے آدمی جس کو تم اچھی طرح سے جانتے ہو۔"

"یعنی؟"

"ساکوکونی کے آدمی۔ یہ لوگ گذشتہ رات بھر، اور اس سے پہلے بھی ہمارا تعاقب کرتے رہے ہیں کہ ہمیں قتل کر دیں اور انہوں نے ہمارا چھکڑا اور بیل بھی چھین لئے ہیں۔ ایک نہ دو پورے بتیس عمدہ بیل جو میں تمہارے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ بشرطیکہ وہ انہیں ان سے واپس حاصل کر لے۔ اب شاید تم سمجھ گئے ہو گے کہ ہم نے غصیلے دریائے منگرچھچھ کو عبور کرنے کا خطرہ کیوں مول لیا؟"

ساکوکونی کا نام سن کر وہ تمر سواری، جو غالباً سرحدی محافظ دستے کا سردار تھا، ایکدم سے یوں تن کر چوکنا ہو گیا جس طرح گتا چیتے کو دیکھ کر تن جاتا ہے۔

"ہیں! وہ بولا۔ ان باسوتوں کتوں نے بھلا یہ کر ہمارے علاقے کے اتنے

قریب آنے کی جرأت کیونکر کی؟ ان لکڑبگھوں نے پچھلا سبق بھلا دیا کیا؟"

اور پھر وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ سے بھالا گھسیٹ کر نہایت ہی جوش کے عالم میں دریا میں اتر گیا اور گھٹنے گھٹنے پانی میں کھڑے ہو کر چیخ کر بولا۔"

"ٹھہر تو جاؤ ساکوکونی کے غلیظ کمبل کے پسوؤ۔ میں نے تمہیں اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان مسل نہ دیا ہو تو میرا نام نہیں۔ اور اگر نہیں تو پھر اتنی دیر ٹھہرے رہو کہ میکومیزن اپنی بندوق بھرے۔ نہیں۔ رکھ دو اپنی بندوقیں کیونکہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہارے کٹے ہوئے ایک ایک فی کے عوض دس دس باسوتوؤں کو کاٹ کر پھینک دوں گا۔ ہاں اس وقت میں ایسا کروں گا جب ہم تمہارے کرالوں پر حملہ کریں گے اور یقین کرو وہ وقت دور نہیں

"چپ رہو" میں نے کہا " اور اب مجھے کہنے دو۔"

اور پھر میں نے چیخ کر پوچھا:۔

"تمہارا موٹا افسر کہاں ہے؟ میں بات کرنا چاہتا ہوں اس سے؟"

اور ایک باسوتو نے چیخ کر جواب دیا:

"وہ پیچھے ٹھہر گیا ہے۔ ایک بھوت دیکھا تھا اس نے چنانچہ اب وہ سخت بیمار ہے

"آ۔ ہاں" میں نے کہا " اور اس بھوت نے اس کے حلق میں سوراخ کر دیا۔ ہے نا؟ جان لو کہ وہ بھوت میں تھا اور یہی انجام ہوتا ہے ان بدبختوں کا جو میکومیزن اور اس کے ساتھیوں اور دوستوں کو نقصان پہنچانے کا ارادہ بھی کرتے ہیں۔ گزشتہ رات تم نے نہیں کہا تھا کہ میکومیزن ایک تیندوا ہے جو اچانک چھلانگ لگاتا ہے، شکار کرتا ہے، چیرتا پھاڑتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے؟"

"ہاں" اسی باسوتو نے چیخ کر جواب دیا" اور یہ سچ بھی ہے لیکن میکومیزن! اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ وہ پتھروں میں چھپا ہوا بھوت تم تھے تو پھر تم کبھی چھلانگ نہ

لگا سکتے۔ اس کمبخت سفید فام دھاوالے نے ہمیں خواہ مخواہ اتنا بھگایا"

"اور تم یہی اس وقت کہو گے جب میں خود تمہارے کرال میں آکر تم سے ملاقات کرونگا۔ جاؤ۔ اپنے گھر جاؤ اور میکو میزن کا ایک پیغام لیتے جاؤ ساکوکونی کے لئے جو سمجھتا ہے کہ انگریز اسے اس کے حال پہ چھوڑ کر فرار ہو گئے ہیں۔ اس سے کہنا کہ وہ پھر آئیں گے اور انکے ساتھ یہ سواری بھی آئیں گے اور تب ساکوکونی کی زندگی ختم ہو جائے گی، اس کا کرال دھڑ دھڑ جلے گا اور اس کا قبیلہ قبیلہ نہ رہے گا۔ بس۔ اب جس راستے سے آئے ہو اسی راستے سے فوراً لوٹ جاؤ کیونکہ دریا اتر رہا ہے اور اس طرف سواریوں کا امی جمع ہو رہا ہے تم میں سے ہر ایک کو دھکا نہ لگانے کے لئے"

اس شخص یا اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے جواب بھی دینے کی کوشش نہ کی، گولی چلانا تو خیر دور کی بات ہے۔ وہ لوگ دم دبا کر بھاگے اور سواری ان پہ فقرے کستے اور ان پہ ہنستے رہے۔

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ماسو تو ہم پہ ہنستے اور ہمارا مذاق اڑاتے گئے تھے کیونکہ انہیں ہمیں نہ صرف بری طرح خوفزدہ کر دیا تھا بلکہ ہمارا چھکڑا اور بتیس بیل بھی لے گئے تھے بہر حال ایک دو سال بعد میں نے ان سے اس حرکت کا، یعنی مجھے خوفزدہ کرنے کا، بدلہ لے لیا اور اپنے چند بیل بھی واپس حاصل کر لئے"

ماسو تو چلے گئے تو سواری ہمیں اس کرال کی طرف لے چلے جو دریا سے دو میل دور تھا۔ کرال کی طرف چند ہر کارے پہلے ہی دوڑا دیے گئے تھے کہ ہمارے پہنچنے تک کھانا اور ہمارے قیام کے لئے جھونپڑیاں تیار کر دا دیں۔ یہ دو میل کا سفر ہمارے لئے اور ہمارے گھوڑوں کے لئے بھی بے حد

حد کٹھن تھا کیونکہ ہم بے حد تھکے ہوئے تھے اور نڈھال تھے۔ بہر حال افریقہ کا گرم سورج ہمیں گرماتا رہا اور ہم نے بہ دو میل کا فاصلہ جیسے تیسے کر کے طے کر لیا۔ کرال میں پہنچ کر میں نے ہیڈا اور کانجی کو سہارا دے کر گھوڑے سے اتارا۔ ہیڈا غریب کی تو حالت یہ ہو رہی تھی کہ وہ بمشکل چل بھی سکتی تھی۔ میں نے انہیں اس جھونپڑی میں پہنچا دیا جو گویا "مہمان خانہ" تھی، صاف ستھری تھی۔ ان دونوں کے لئے کھانا اور بالوں کے کمبل لائے گئے۔ ان دونوں سے کہا گیا کہ وہ اپنے کپڑے اتار کر اپنے آپ کو کمبلوں میں لپیٹ دیں کہ ان کے کپڑے خشک ہونے کے لئے دھوپ میں ڈال دیے جائیں۔

ہیڈا اور کانجی کو دو سواحلی عورتوں کے سپرد کر کے میں اسکوبیے اور گھوڑوں کی خبر گیری کرنے جھونپڑی سے باہر آ گیا۔ اسکوبیے ابھی اس قابل نہ ہوا تھا کہ اپنے آپ کچھ کر سکتا۔ گھوڑوں کو جھکڑے سے کھول کر میں نے انہیں باڑے میں پہنچایا تو وہ گھاس کی طرف، جو ان کے لئے لائی گئی تھی متوجہ ہوئے بغیر لمبے لمبے لیٹ گئے۔ اس طرف سے فرصت پا کر ہم نے اپنا سامان کرال کے چودھری کی، جس سے میں پہلے کبھی نہ ملا تھا، حفاظت میں دے دیا اور اسکوبیے کو سہارا دے کر دوسری جھونپڑی میں پہنچایا جو پہلی، یعنی ہیڈا اور کانجی کی جھونپڑی کے قریب تھی۔ یہاں پہنچے تو ہمیں ساس یعنی تھا پینے کے لئے اور گوشت کھانے کے لئے دیا گیا۔ مارے تھکن کے ہماری بھوک مر گئی تھی تاہم ہم نے تھوڑا سا کھایا اور پھر اپنے بھیگے ہوئے کپڑے اتار کر دھوپ میں ڈال دیئے۔

"بال بال بچ گئے ایلن" اسکوبیے نے اپنے آپ کو کمبل میں لپیٹتے ہوئے کہا۔

"بالکل" میں نے کہا، "چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری حفاظت ایک ایسا فرشتہ کر رہا

ہے جو افریقیوں کے طور طریقوں سے بخوبی واقف ہے"

"سچ کہتے ہو" اسکو بے نے کہا" اور اس دنیا میں یہ فرشتہ املین کواٹرمین کے نام سے مشہور رہے"

اس کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں کیونکہ میں سو گیا اور چوبیس گھنٹوں تک سوتا رہا اور اس میں حیرت کی کوئی بات نہ تھی کیونکہ دو شب و روز تک میں نے پلک نہ جھپکنے دی تھی نہ صرف یہ بلکہ ان دونوں میں میرے دل و دماغ کی حالت بھی عجیب رہی تھی۔

اس طویل نیند کے بعد جب میں بیدار ہوا تو سب سے پہلے میری نظر اسکوبے پر پڑی جس نے صاف لباس پہن رکھا تھا اور ایک برش سے خود میرے کپڑے صاف کر رہا تھا۔

"اٹھ بیٹھے جناب" صاحب کے نہانے کا پانی تیار ہے" اس نے اپنی مخصوص بشاشت سے کہا" اور امید ہے کہ جناب بھی اتنی ہی گہری نیند سوئے ہوں گے جیسی کہ میں سویا ہوں"

معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا دماغ اب ٹھکانے آگیا ہے۔ بہت خوش معلوم ہوتے ہو۔ میں نے اٹھ کر منھ ہاتھ دھوتے ہوئے کہا۔

بے شک اور کیوں نہ ہوں خوش۔ ہیڈا بہت مزے میں اور تندرست ہے۔ میں ابھی ابھی اس سے مل کر آیا ہوں۔ یہ سواری بہت عمدہ لوگ ہیں اور کانجی چونکہ ان کی زبان بول اور سمجھ لیتی ہے اس لئے وہ ہر چیز لے آتے ہیں جس کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے۔ اور ہمارے مصائب کا خاتمہ ہو گیا۔ بوڑھا ماو نہام اللہ کی رحمت کو پہنچ گیا اور اس کی یقیناً راکھ بن چکی، ڈاکٹر راڈز دوسری دنیا اور جنت یا جہنم میں پہنچ گئے۔ باسوتو لوگ بھاگ گئے صبح گرم اور خوشگوار ہے اور

ہمارے ناشتہ کے لئے بھیڑ کا پورا بچہ بھونا جا رہا ہے"

" ایک نہیں دو ہوتے تو اچھا ہوتا کیونکہ میں تو بھیڑیے کی طرح بھوکا ہوں" میں نے پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔

" گھوڑے تازہ دم ہیں اور تازہ اور نرم گھاس پیٹ بھر کر کھا چکے ہیں حالانکہ ان کی ٹانگیں ذرا سوجی ہوئی ہیں اور چھکڑا ابھی ٹھیک حالت میں ہے۔ میں ایک نائک سٹر سٹراتے سواری لڑکے کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پھدکتا ہوا باہر آ گیا تھا اور گھوڑوں اور چھکڑے کو دیکھ آیا ہوں۔ جانتے ہو ایلن مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باسوتو، مار نہام اور رنٹو کا کوئی وجود تھا ہی نہیں بلکہ یہ ایک طویل و بھیانک خواب تھا جو پورا ہوا۔ یہ لو تمہاری قمیص۔ مجھے افسوس ہے کہ میں دھو نہ سکا لیکن یہ دھوپ میں خشک ہو کر صاف اور ملائم ہو گیا ہے"

" تاہم ہیڈا تو موجود ہے ہی" میں نے اسکی بکواس کو کاٹتے ہوئے کہا" اور وہ نہ تو بھیانک خواب ہے اور نہ نظر کا دھوکا"

" ہاں۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ موجود ہے" اسکوپ نے کہا" ہائے۔ ایلن! میرا تو خیال تھا کہ وہ اس دریا میں غرق ہو جائے گی اور اگر کہیں ایسا ہوا ہوتا تو خدا کی قسم میں پاگل ہو جاتا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس وقت میں پاگل ہی ہو گیا تھا جب گھوڑوں پر چابک برسا رہا تھا اور چھکڑا الٹ گیا تھا اور کالی چیخوں پہ چیخیں مار رہی تھی"

" بہر حال وہ زندہ ہے اور تندرست اور محفوظ ہے۔ اور اگر وہ غرق ہو جاتی تو تم کہاں بچتے۔ چنانچہ اب ان باتوں کو ختم کرو۔ ہیڈا محفوظ ہے اور اب ہمیں محفوظ رکھنا ہے کیونکہ میرے دوست ابھی وہ تمہاری دلہن نہیں بنی ہے اور جنگل میں اتنے درخت ہوتے ہیں کہ آدمی انہیں دیکھ نہیں سکتا اور ان کے

وجود سے بے خبر ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ مستقبل قریب میں ہمارے لئے کیا ہے۔ بہر حال ہم زندہ ہیں اور دوستوں میں ہیں چنانچہ اس کے لئے ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔"

اس کے بعد میں نے اپنا کوٹ اور جوتے، جنہیں اسکو میے نے چربی گھس کر چمکا دیا تھا، پہنے اور دروازے میں سے رینگ کر جھونپڑی سے باہر آگیا۔

اور ہاں۔ صرف چند گز دور۔ ہیڈا اور کالچی ایک جھونپڑی کے سائے میں کھال کے دستر خوان پر ناشتہ لگا رہے تھے۔ ہیڈا کا رنگ اب بھی قدرے زرد اور چہرہ غمگین تھا ورنہ ویسے وہ بے حد تازہ دم معلوم ہو رہی تھی۔ اسکے علاوہ اس نے لباس بھی تبدیل کر لیا تھا" اور اس نئے لباس میں وہ بے حد حسین معلوم ہوتی تھی۔ اور میرا تو خیال ہے کہ اس کا اخلاق ہی اس کی وہ خوبی تھی جو باعث کشش تھی۔ چنانچہ اس صبح اس نے میرا شکریہ ادا کیا اور اسکو میے کا بھی کہ ہم دونوں نے، اس کے بقول، کئی دفعہ اس کی جان بچائی تھی۔

"نہ نہ مس! میں نے قدرے اکھڑ پن سے کہا" میرا شکریہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ میں نے اب تک جو کچھ کیا ہے خود اپنی جان بچانے کے لئے کیا ہے۔

اس پر وہ مسکرائی اور بڑے دل ربا انداز میں، جو صرف اسی سے مخصوص تھا، سر ہلا کر کہا کہ میں اسے اس طرح دھوکا نہیں دے سکتا جس طرح کہ کافروں کو دیتا ہوں۔ اس کے بعد کالچی کھانا لے آئی اور ہم نے پاکم سے کم میں نے شکم سیر ہو کر ناشتہ کیا۔

اب یہ ضروری نہیں کہ میں سوازی لینڈ میں اپنے سفر کی تفصیلات بیان کروں حالانکہ یہ سفر بے حد دلچسپ تھا اور ہر گراں میں ہمارا استقبال کیا جاتا تھا۔ چنانچہ صرف یہ کہہ دینے پہ اکتفا کرتا ہوں کہ راستہ کی دشواریوں اور راستے

میں بڑھتے ہوئے سیلابی دریاؤں کی رکاوٹوں کی وجہ سے ہم چند دنوں بعد
بادشاہ کے کرال میں پہنچ گئے اور وہاں میری ملاقات ایک بوشر سے ہوئی
جو اس طرف شکار کرنے آیا تھا۔

اس نے بتایا کہ زولولینڈ کے حالات بہت خراب ہیں، اسقدر خراب کہ
زولوؤں اور انگریزوں میں شاید بہت جلد جنگ چھڑ جائے۔ اس نے یہ بھی
بتایا کہ زولوؤں کے بادشاہ کا ٹووالیو نے باسوتو اور دوسرے قبائل کی طرف
پیغامبر دوڑا دئے ہیں کہ یہ قبائل سفید فاموں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں
اور نتیجہ اس کا یہ ہوا ہے کہ ساکوکونی نے ملیگنس ریسٹ اور لدنبرگ کی
طرف چھاپے مارے ہیں۔"

اس پر میں نے حیرت کا اظہار کر کے معصومیت سے پوچھا کہ اس نے کچھ زیادہ
نقصان تو نہیں پہنچایا۔ بوشر نے جواب دیا کہ اس نے سنا ہے کہ باسوتوؤں
نے چند مویشی چرا لئے ہیں، دو سفید فاموں کو قتل کر دیا ہے اور ان کے
گھر کو آگ لگا دی ہے۔ البتہ۔ بوشر نے کہا۔ یہ وہ یقین سے نہیں کہہ
سکتا کہ ان دو سفید فاموں کو کافروں نے قتل کیا تھا یا ان دوسرے سفید فاموں
نے جو ان کے ساتھ قیام پذیر تھے اور جن کا آپس میں جھگڑا ہو گیا تھا۔ اس
نے کہا کہ افواہ تو یہی ہے اور ماریبرٹون کا مجسٹریٹ گھڑسوار سپاہیوں کا
دستہ لے کر معاملے کی تحقیق کو روانہ ہو گیا ہے۔

اس کے بعد بوشر بڑی عجلت میں بلکہ بھاگم بھاگ وہاں سے رخصت ہوا
کیونکہ اس نے بادشاہ امبانڈی سے اس کے علاقے میں شکار حاصل کرنے کی
اجازت یوں حاصل کی تھی کہ اسے خوب ساری برانڈی پلا کر، جو اس نے بادشاہ
کو تحفتاً پیش کی تھی، اجازت نامے پر اس کا نشان بنوا لیا تھا اور اس سے

پہلے کہ امباندی ہوش میں آکر اجازت نامہ منسوخ کر دے وہ کرال سے دور چلا جانا چاہتا تھا، چنانچہ وہ یہ پوچھنے کے لئے بھی نہ رکا کہ خود میں سوازی لینڈ میں کیا کر رہا ہوں اور اس کا تو مجھے یقین ہے کہ وہ یہ کبھی نہ جانتا تھا کہ میں اکیلا نہیں ہوں بلکہ میرے ساتھی بھی ہیں۔ بہر حال اس کے اس انکشاف نے کہ مار نہام اور راڈ کے قتل کی تحقیقات ہو رہی ہے مجھے بے چین کر دیا کیونکہ مجھے خوف تھا کہ کہیں راستے میں وہ باسوتوؤں سے یا کسی اور سے چند باتیں سن لے اور پھر دو اور دو کو ملا کر نتیجہ پر پہنچ جائے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہ ہوئی۔

سوازیوں نے بھی زولوؤں میں امنڈتے ہوئے طوفان کی قریب قریب وہی کہانی سنائی جو بوٹر نے سنائی تھی بلکہ ایک بوڑھے "انڈوآنا" یعنی مشیر نے تو مجھ سے یہاں تک کہا کہ کاٹو دایو نے اپنے پیغامبر سوازیوں کے پاس بھیجے تھے کہ اگر وہ سفید فاموں سے جنگ کرے تو سوازی اس کی مدد کریں لیکن بادشاہ اور مشیروں نے جواب دیا کہ چونکہ وہ" ملکہ کے بچے ہیں (حالانکہ یہ سچ نہ تھا کیونکہ سوازی کبھی انگریزی سرکار کے زیر حکومت نہیں رہے) چنانچہ وہ" اس کے بیٹوں میں نہیں کاٹیں گے جبکہ وہ ہاتھوں سے جنگ کر رہی ہو" اور میں نے کہا کہ امید ہے کہ سوازی طینے ان خوبصورت الفاظ پر عمل کریں گے اور پھر موضوع بدل دیا۔

اب ایکبار پھر یہ سوال پیدا ہوا کہ ہم ناٹال چلے جائیں یا زولولینڈ کی طرف ہی اپنا سفر جاری رکھیں۔ جنگ کی افواہ تو یہی کہتی تھی کہ ہمارا ناٹال جانا ہی مناسب ہوگا لیکن دو سفید فاموں کے قتل کی تحقیقات کے متعلق جو باتیں بوٹر نے کہی تھیں ان کی روشنی میں ہمارا زولولینڈ کی طرف ہی جانا مناسب تھا۔

سچ تو یہ ہے کہ میں عجیب الجھن میں پھنسا ہوا ہوں اور ہمیشہ کی طرح اسکو جیسے اور ہیڈا نے فیصلہ مجھ پر چھوڑ دیا تھا۔ اور اگر ایک واقعہ نہ ہو گیا ہوتا تو میں ناٹال جانے کا ہی فیصلہ کر لیتا۔ بلکہ تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد میں یہ فیصلہ کر ہی چکا تھا۔

اور جو کچھ ہوا وہ یوں تھا:۔

میں ہر رات جھکڑے میں ہی سوتا تھا کہ نہ صرف ساز و سامان بلکہ اس سونے اور ہیڈا کے زیورات کی، جو ہمارے ساتھ تھے، حفاظت کر سکوں۔ ایک صبح میں بیدار ہو کر جھکڑے سے باہر آیا تو ایک سوازی نے مجھے اطلاع دی کہ ایک پیغامبر مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ میرے یہ پوچھنے پر کہ کون پیغامبر ہے اور کہاں سے آیا ہے اس نے بتایا کہ پیغامبر ایک "وچ ڈاکٹریس" ہے جس نے اپنا نام "نومبے" بتایا ہے۔ سوازی نے کہا کہ نومبے کہتی ہے کہ وہ زولولینڈ سے آئی ہے اور یہ کہ میں اس کے باپ سے واقف ہوں:

میں نے سوازی سے کہا کہ وہ اس وچ ڈاکٹریس کو لے آئے اور سوچنے لگا کہ کون ہو سکتی ہے یہ عورت کیونکہ زولو کبھی کسی عورت کو پیغامبر بنا کر نہ بھیجتے تھے اور یہ کہ خدا جانے وہ کس کا پیغام لائی ہو گی۔ البتہ یہ میں جانتا تھا کہ یہ وچ ڈاکٹریس کیسی ہو گی اور اگگول[1] کی طرح بوڑھی اور بد صورت جس کے جسم سے چربی کی بو اٹھ رہی ہو گی جو اس نے اپنے جسم پہ مل رکھی ہو گی، گلے میں ہڈیوں کی مالا ہو گی اور کمر میں سانپ کی کینچلی کا "سو جھا"

---

[1] ملاحظہ ہو ناول گنج سلیمان۔۔

چند ثانیوں بعد ہی سیازی اس وچ ڈاکٹریس کو لیکر آگیا۔ وہ مسکرا رہا تھا کیونکہ اس نے سمجھ لیا کہ مجھے کسی صورت و شکل اور کس وضع قطع کی وچ ڈاکٹریس کو دیکھنے کی توقع تھی۔ اس وچ ڈاکٹریس کو دیکھ کر میں چونکا اور حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ جی ہاں۔ میں نے آنکھیں ملا کر اسے دیکھا اور سوچنے لگا کہ کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں؟ کیونکہ میرے سامنے ایک بے حد موٹی بدصورت گھناونی یا بوڑھی "انسا فوسی" کے بجائے ایک بلند قامت اور خوبصورت لڑکی کھڑی ہوئی تھی جس کی رنگت بھی زیادہ کالی نہ تھی اس کی آنکھوں میں عجیب چمک تھی اور نسبتاً نیلے ہونٹوں پر ملکوتی تبسّم تھا۔ تاہم بے شک و شبہ وچ ڈاکٹریس ہی تھی کیونکہ اس کے بالوں میں جنگلی جانوروں کے دانتے پروئے ہوئے تھے۔ گلے میں لنگور کے دانتوں کی مالا تھی اور کمر میں پٹکا تھا جس سے "جادو ٹونے" کی چیزوں کی چیرمی تھیلیاں لٹک رہی تھیں۔

وہ غور اور سنجیدگی سے میری طرف اور میں حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہا اور منتظر رہا کہ وہ خود زبان کھولے۔ میرا پوری طرح سے، انچ بہ انچ معائنہ کرنے کے بعد آخر کار اس نے اپنا ایک سڈول بازو اوپر اٹھا کر مجھے سلام کیا اور بولی:

"بالکل وہی ہے جیسا کہ تصویر میں دیکھا تھا۔ بے شک میرے سامنے یہ کوئی اور نہیں بلکہ آقا مبکہ میزن ہی ہے۔"

اس کا یہ اعلان مجھے اور بھی عجیب معلوم ہوا کیونکہ مجھے اچھی طرح سے یاد تھا کہ میں نے زولو لینڈ میں کسی کو اپنا فوٹو نہیں دیا تھا۔

"یہ بتانے کے لئے کسی جادو کی ضرورت نہیں ڈاکٹریس" میں نے کہا "لیکن تم نے میری تصویر کہاں دیکھی؟"

"یہاں سے بہت دور ــ خاک میں۔"

"اور کس نے دکھائی تمہیں؟"

"اس نے جسے تم اس وقت سے جانتے ہو جب میں اندھیرے سے اس دنیا کے اجالے میں نہیں آئی تھی میکو میزن۔ اس نے جو راستے کھولنے والا کے نام سے مشہور ہے اور اس کے ساتھ اس دوسری نے جس سے تم میرے آنے سے پہلے واقف تھے اور جو اندھیرے میں چلی گئی ہے۔"

چند در چند وجوہات کی بنا پر میں نے اس کا نام پوچھنے سے احتراز کیا جو "اندھیرے میں چلی گئی ہے" حالانکہ میں سمجھ چکا تھا کہ یہ کون ہے اور یہ کہ نومیے میرے اس سوال کی منتظر ہے۔ بہر حال میں نے ذرا بھی حیرت کا اظہار کئے بغیر کہا۔

"تو زکالی ابھی زندہ ہے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ عرصہ ہوا وہ مر گیا۔"

"تم خوب جانتے ہو میکو میزن کہ وہ زندہ ہے کیونکہ اپنا کام پورا کرنے سے پہلے وہ کیسے مر سکتا ہے؟ اس کے علاوہ تمہیں یاد ہو گا میکو میزن کہ پچھلا چاند پورا ہونے کے بعد ڈھلنے ہی لگا تھا کہ زکالی نے خواب میں تم سے بات چیت کی تھی۔ وہ خواب میں لائی تھی میکو میزن حالانکہ تم مجھے دیکھ نہ رہے تھے۔"

"ہشت" میں نے کہا "خوابوں کی اپنی یہ باتیں ختم کرو اب۔ کون سوچتا ہے خوابوں کے متعلق؟"

"تم میکو میزن۔ تم" نومیے نے بڑے یقین سے کہا "ہاں تم کہ تمہیں ہی وہ خواب یہاں لایا ہے۔ نہ صرف تمہیں بلکہ تمہارے ساتھیوں کو بھی۔"

"یہ تم جھوٹ کہہ رہی ہو" میں نے جواب دیا "یہاں مجھے پاسو تو لائے ہیں۔"

"پاسبان شب اگر یہ کر خوش ہوتا ہے کہ میں جھوٹ کہہ رہی ہوں تو بے شک ایسا ہی ہے" نومیے نے جواب دیا اور اس کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔ پھر

اس نے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لئے اور خاموش کھڑی رہی۔

"تم خاک میں تصویریں دیکھنے والے اور خواب کے جام لانے والے کی پیغامبر ہو"

میں نے طنز سے کہا۔

"جو تمہاری زبان سے مجھے پیغام بھیج رہا ہے۔ اور الفاظ کیا ہیں اس پیغام کے؟"

"آقائے ارواح نے پیغام آقا زکالی کے ہونٹوں سے کہا ہے اور وہ یہ پیغام تمہیں اپنی خادمہ ڈاکٹریس نوبیے کے لبوں سے دے رہا ہے"

"تم حقیقت میں ڈاکٹریس ہو حالانکہ اتنی کم عمر ہو؟" میں نے پوچھا کیونکہ پتہ نہیں کیوں میں وہ پیغام سننا نہ چاہتا تھا۔

"اے میکومیزن! میں نے پکار سنی" میں نے اپنی کمر میں درد محسوس کیا۔ میں کالوں کی دوائیں بیں اور سفیدوں کی دوائیں ہیں۔ ہاں۔ پورے ایک برس تک۔ روحیں گروہ در گروہ میرے پاس آتی رہیں اور میں نے ان کے سائے دیکھے جو زندہ ہیں اور ان کے بھی جو زندہ نہیں ہیں۔ اور میں نے ندی میں غوطہ لگایا اور اپنے سانپ کو اس کی کینچلی سے کھینچ نکالا" اور اپنا جبہ کھول کر اس نے مجھے وہ چیز دکھائی جو کالے "مامبا" یعنی ناگ کی کھال معلوم ہوتی تھی اور جو اس نے اپنے سڈول جسم پر لپیٹ رکھی تھی" میں ویرانوں اور جنگلوں میں تنہا رہی اور ان کی آوازیں سنیں اور میں نے اپنے آقا' راستے کھولنے والے کے قدموں میں بیٹھ کر راستوں کی طرف دیکھا اور اپنے آقا کے علم کا پیالہ پیا"

"تو اس کے بعد تم اب اتنی ہی ہوشیار اور دانا بن گئی ہو گی جتنی کہ حسین ہو"

ع۱ ملاحظہ ہو ناول "دشتِ دل"

ایک دفعہ پہلے بھی اے میکومیزن تم نے میرے قبیلے کی ایک دوشیزہ سے کہا تھا کہ وہ حسین ہے اور اس کا انجام اچھا نہ ہوا حالانکہ وہ انجام اس کے لئے بے حد عظیم ہے چنانچہ مجھ سے نہ کہو کہ میں حسین ہوں حالانکہ میں خوش ہوں کہ تم مجھے حسین سمجھتے ہو اس کے باوجود کہ تمہاری ملاقات بہت سی حسیناؤں سے ہوئی ہے اور ان کے مقابلے میں بھی تم مجھے حسین سمجھتے ہو۔ بے شک یہ میرے لئے فخر کی بات ہے۔"
اور اس نے شرما کر نظریں جھکا لیں۔"

یہ پہلی انسانی علامت تھی جو مجھے نومبے میں نظر آئی اور اس کی اس کمزوری کا کھوج لگا کہ میں نے یک گونا مسرت محسوس کی۔ اس کے علاوہ اسی وقت سے وہ میری دوست بن گئی اور ہمیشہ میری دوست اور ہمدرد ہی رہی۔"

"جیسی تمہاری مرضی نومبے۔ اچھا اب پیغام سناؤ۔"

"میرے آقاؤں کی روحیں زکالی کے منہ سے، جو نسلوں میں سے بھی لڑکتا ہے، یوں کہتی ہیں۔۔۔۔۔۔"

"روحیں جو کچھ کہتی ہیں ان سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں یہ بتاؤ کہ زکالی نے کیا کہا ہے؟"

"بہت اچھا میکومیزن۔ یونہی سہی۔ تو سنو یہ ہیں زکالی کے الفاظ:۔ اے پاسبانِ شب وہ وقت قریب آرہا ہے جب" وہ چیز جسے پیدا نہ ہونا چاہئے تھا" ایسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ وہ کبھی پیدا ہی نہ ہوا تھا اور وہ خوش ہے کہ وہ وقت اب بہت قریب ہے لیکن اس سے پہلے اسے بہت سے کام کرنے ہیں اور جیسا کہ اس نے تقریباً تین سو چاندوں پہلے کہا تھا کہ اس میں تم اپنا کردار ادا کرو گے لیکن اس کے متعلق وہ تم سے بعد میں گفتگو کرے گا۔ میکومیزن! اس گھر میں، جو ایک ٹیلے پر تھا اور سفید پتھروں کا تھا، تم نے ایک خواب دیکھا تھا جب تم سو رہے تھے۔ دیکھا تھا نا؟ وہ گھر اب جل کر سیاہ ہو گیا ہے۔ اے میکومیزن! وہ خواب

ہیں نے، زکالی نے اپنی بچی جس کا نام نومبے ہے، کے ذریعہ تمہارے پاس بھیجا تھا
یاں اس نومبے کے ذریعہ جس کی راہبری کے لئے میں نے ایک روح اس کے ساتھ
کر دی ہے۔ اور یہ تم نے اچھا کیا کہ اس خواب پر عمل کیا۔ اگر ایسا نہ کیا ہوتا اگر
تم سفید فاموں کی بستی کی طرف چلے گئے ہوتے تو تم اور وہ، جو تمہارے ساتھ
ہیں مارے جاتے۔ کس طرح؟ یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ اب میں نومبے
کے منہ سے کہہ رہا ہوں کہ اس فیصلہ پر عمل نہ کرو جو تمہارے دل میں ہے
اور ناٹال کا رخ نہ کرو۔ حالانکہ جب میری بچی نومبے تم سے کہہ رہی ہوگی تو
اس وقت تم ناٹال جانے کا ہی فیصلہ کر چکے ہوگے۔ لیکن اس پر عمل نہ کرنا
کیونکہ اگر تم نے ایسا کیا تو تم وہاں بڑی شرمندگی اور مصیبت میں پھنس جاؤ
گے جو تمہارے لئے موت سے بھی بری ہوگی کیونکہ تم نے زرد دلدل میں ایک
سفید فام کو مار دیا ہے۔ ناٹال میں تمہیں پکڑ لیا جائے گا اور تمہیں شرانسوال
بھیج دیا جائے گا اور وہاں تمہیں وہ شخص سزا سنائے گا جو اپنے سر پر گھوڑے
کے بالوں کی سفید رنگی ہوئی ٹوپی پہنتا ہے۔ لیکن اگر تم زولولینڈ میں آ گئے
تو یہ سایہ گزر جائے گا کیونکہ یہاں ایسے زبردست واقعات ہونے والے
ہیں جن کے سامنے یہ معمولی واقعہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا چنانچہ اسے بھلا دیا
جائے گا۔ اس کے علاوہ میں، زکالی، جو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ یہ وعدہ کرتا
ہوں۔ کہ کچھ بھی ہو جائے، خطرات کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں میں ان جوڑوں
کی حفاظت کروں گا جنہیں تم نے اپنے پروں تلے پناہ دی ہے۔ ہاں۔
انہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ انہیں جن کے متعلق میں نے خواب میں تم سے
کہا تھا۔ یعنی آقا ماروتی اور سفید فام بانو ہیڈ بنا جو ایک دوسرے کے لئے
آغوش کھول رہے ہیں۔ میکومبرن ایمیاہان، کالے غار میں تمہیں خوش آمدید کہنے کا

منتظر ہوں ۔ اور یہاں تمہیں نو مبے اپنی راہبری میں لے آئے گی۔ زولوؤں کا بادشاہ کاٹو والو بھی تمہیں خوش آمدید کہے گا اور وہ بھی جس کا نام میں نہ لوں گا۔ بس میں کہہ چکا۔ اب تم فیصلہ کرو"

یہ طویل پیغام سنانے کے بعد نومبے خاموش ہوگئی اور بے حس و حرکت کھڑی رہی۔ البتہ اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ بدستور موجود تھی اور خود نومبے اس بات سے بے خبر یا شاید بے پروا تھی کہ اس پیغام کا مجھ پہ کیا اثر ہوا تھا۔

"یہ میں کیسے یقین کرلوں کہ تم زکالی کی فرستادہ ہو؟ میں نے پوچھا" ہو سکتا ہے کہ تمہیں کسی اور نے مجھے دام میں پھنسانے کے لئے بھیجا ہو"

اپنے چغے میں ہاتھ ڈال کر اس نے کہیں سے ایک چاقو نکال کر مجھے دیتے ہوئے کہا:۔ "میرے آقا نے کہا ہے کہ تم اسے پہچان لوگے اور جان لو گے کہ یہ پیغام زکالی نے بھیجا ہے۔ زکالی نے مجھ سے کہا ہے کہ اس چاقو سے ایک خاص بت تراشا گیا تھا اور یہ کہ وہ بت تمہیں پانڈا کے کرال میں ایک عورت کے بالوں میں لپیٹ کر دیا گیا تھا اور یہ کہ وہ بت اب بھی تمہارے پاس ہے"

بے شک میں نے اس چاقو کو فوراً پہچان لیا کیونکہ یہ چاقو سویڈن کا بنا ہوا اور چوبی دستے والا تھا اور اپنی قسم کا پہلا چاقو تھا جو میں نے افریقہ میں دیکھا تھا۔ زولو شہزادوں میں جو جنگ ہوئی تھی اس سے پہلے میں زولو لینڈ آیا تھا اور اس وقت یہ چاقو میں نے زکالی کو تحفتہً دیا تھا۔ وہ بت اب تک میرے پاس تھا اور اس عورت کا تھا جس کا نام مامینا تھا اور اسی کی وجہ سے شہزادوں میں جنگ ہوئی تھی اور جن بالوں میں یہ بت لپٹا ہوا تھا وہ مامینا کے ہی سر کے بال تھے۔

"بے شک۔ یہ پیغام زکالی کی طرف سے ہی ہے" میں نے چاقو اسے واپس دیتے

ہوئے کہا" لیکن تم اپنے آپ کو اس کی بچی کیوں کہتی ہو جبکہ وہ اتنا بوڑھا ہے کہ کسی بچی کا بھی باپ نہیں بن سکتا؟"

"میرا آقا کہتا ہے کہ میری دادی کی دادی اس کی بیٹی تھی چنانچہ اس طرح میں اسی کی بچی ہوں۔ اچھا۔ میکومیزن اب میں کھانا کھانے جا رہی ہوں اپنے لوگوں کے ساتھ کیونکہ میرے ساتھ میرے خادم بھی ہیں۔ اس کے بعد مجھے سوازی بادشاہ سے ملنا ہے اس کے لئے بھی میرے پاس ایک پیغام ہے لیکن یہ پیغام میں اسے ابھی وقت نہیں دے سکتی کیونکہ اس کے دماغ پر اب بھی ایک شراب کا نشہ چڑھا ہوا ہے جو سفید فام نے اسے دی تھی۔ یہ پیغام پہنچانے کے بعد میں تمہیں اپنی راہبری میں زولولینڈ لے جاؤں گی۔"

"لیکن نومبے! یہ تو میں نے نہیں کہا کہ میں زولولینڈ جاؤں گا"

"تاہم تمہارا دل تو اس طرف جا چکا ہے میکومیزن۔ اس بت نے جو تمہارے دیئے ہوئے چاقو سے تراشا گیا ہے" کیا تمہارا سفید فام دل اپنی مٹھی میں نہیں لے رکھا؟ اور حالانکہ وہ لکڑی کا ایک ٹکڑا ہے لیکن کیا وہ زندہ اور سحر زدہ نہیں ہے؟ اگر نہیں تو پھر تم نے اسے جلا کیوں نہ دیا جیسا کہ تم ارادہ کر چکے تھے؟"

"کاش کہ میں نے اسے جلا دیا ہوتا" میں نے جھنجھلا کر کہا۔

اور میرے دل کی طرف یہ آخری بھالا پھینک کر نومبے اپنی آنکھوں میں غیر مقدس چمک لئے وہاں سے چلی گئی۔

"بے حد ہوشیار اور سکھائی ہوئی عورت ہے یہ نومبے" میں نے دل میں کہا۔ بہرحال زکالی ان نرے ڈاکٹروں میں سے نہ تھا جو بیوقوفوں کو اپنی خدمت میں رکھتے ہیں اور بے شک و شبہ نومبے اس زکالی کی سیاسی بساط

کا ایک اور مہرہ تھی جسے وہ اپنے مقصد کے لئے استعمال کر رہا تھا۔ نومیبے یا یوں کہو کہ زکالی نے سچ کہا تھا۔ بے شک میرا دل زولولینڈ میں ہی تھا' حالانکہ اس طرح نہیں جیسا کہ زکالی یا نومیبے کا خیال تھا۔ میں بہرحال اس بازی کا انجام دیکھنا چاہتا تھا جو یہ عظیم وِچ ڈاکٹر زکالی زولو بادشاہوں اور ان کے پورے خاندان کے خلاف کھیل رہا تھا۔

چنانچہ یوں ہوا کہ ہم نے زولولینڈ کا رخ کیا کیونکہ آپس میں مشورہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ ہمارے حق میں یہی بہتر ہوگا کہ زولولینڈ چلے جائیں خصوصاً اس لئے کہ وہاں خندہ پیشانی سے ہمارا استقبال کیا جائے گا۔ انہی دن بعد میں نومیبے نے اسکو بیبے اور ہیڈا کے روبرو بھی زکالی کا وہ پیغام دہرا دیا جس میں اس نے ہم سب کو زولولینڈ آنے کی دعوت دی گئی تھی اور ان دونوں کو یقین دلایا تھا کہ انہیں وہاں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

نومیبے اور ہیڈا کی ملاقات کا منظر تعجب اور قابل دید تھا۔ ہم ناشتہ کر کے اٹھے ہی تھے کہ نومیبے آگئی اور ہیڈا جب گھومی تو وِچ ڈاکٹریس کے روبرو تھی۔

"کواٹر مین! یہی ہے تمہاری وہ وِچ ڈاکٹریس؟" ہیڈا نے پوچھا "یہ تو میری توقع کے خلاف خوبصورت اور جوان ہے اور مجھے اس سے ذرا بھی ڈر نہیں لگ رہا ہے۔"

"انکوسی کاسی (یعنی سردارنی) میرے متعلق کیا کہہ رہی ہے میکومیزن؟" نومیبے نے پوچھا۔

"وہی جو ہیبا نے کہا تھا۔ یعنی یہ کہ تم جوان ہو حالانکہ وہ تمہیں بوڑھی سمجھ رہی تھی اور حسین ہو حالانکہ وہ تمہیں بدصورت سمجھ رہی تھی۔"

"بوڑھے ہونے کے لئے ہم سب کو جوان ہونا پڑتا ہے میکومیزن اور بدصورت

بننے کے لئے خوبصورت، وقت آنے پر بھی بوڑھے اور بد صورت ہو جاتے ہیں جیسی کہ ایکلن یا انکوسی کاسی بھی ہو جائے گی لیکن اس نے مجھ سے ڈرنے کے متعلق بھی تو کچھ کہا تھا"

"تو تم انگریزی جانتی ہو نو ببے؟"

"نہیں۔ لیکن میں آنکھوں کی زبان جانتی ہوں اور انکوسی کاسی کی آنکھیں وہ ہیں جو بولتی ہیں۔ اس سے کہو کہ مجھ سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ میں اسکی دوست ہوں حالانکہ میں سمجھتی ہوں کہ اس کی یہ دوستی میرے لئے خوش قسمت ثابت نہ ہوگی

چنانچہ میں نے ہیڈا کو اس کا ترجمہ سنا دیا لیکن آخری فقرہ چھوڑ دیا۔"

"اس سے کہو کہ میں اس کی مشکور ہوں کیونکہ میرا کوئی دوست نہیں ہے اور یہ کہ آئندہ میں اس سے نہ ڈروں گی"

میں نے پھر ترجمہ کیا تو نو ببے نے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس سے کہو کہ مجھ سے مصافحہ کرتے ہوئے وہ جھجکے نہیں کیونکہ میرا ہاتھ صاف ہے۔ اس کی وجہ سے کسی مرد کی موت واقع نہیں ہوئی" اور یہاں اس نے معنی خیز نظروں سے ہیڈا کی طرف دیکھا۔ حالانکہ میں سیاہ فام ہوں اور انکوسی کاسی سفید فام ہے لیکن میں بھی اس کی طرح شریف خاندان کی فرد ہوں اور میری رگوں میں ذلیل خون نہیں ہے۔ میں ان سپاہیوں کی نسل سے ہوں جنہوں نے بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں اور پھر ہم دونوں ہم عمر ہیں اور آخر میں یہ کہ اگر انکوسی کاسی خوبصورت ہے تو میں ہوشیار اور دانا ہوں اور یہ خصوصیت حسن سے کم نہیں ہے"

ایک بار پھر میں نے نو ببے کی بات کا ترجمہ کر دیا۔ محض اسکو ببے کی خاطر کیونکہ ہیڈا زولو زبان سمجھ لیتی تھی۔ اس کے بعد دونوں نے مصافحہ کیا۔

اسکو بیے نے یہ منظر دلچسپی سے اور میں نے حیرت سے دیکھا کیونکہ اس منظر میں ایک خاص بات تھی، یہ مصافحہ کوئی پیشینگوئی کر رہا تھا جسے میں سمجھ نہ سکا تھا۔

"یہ ہے وہ مرد ار جس سے انکوسی کاسی پیار کرتی تھی؟" ہیڈا کے چلے جانے کے بعد نو بیے نے اسکے بیے کو سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے مجھ سے یہ پوچھا "یہ جوان یقیناً شریف ہے اور بہادر بھی حالانکہ قسمت دکاہل ہے اور اگر زندہ رہا تو دنیا میں بلند ہوگا۔ لیکن میکو میزن جب انکوسی کاسی یہ یک وقت تم دونوں سے ملی تو اس نے تمہیں پسند کیوں نہ کیا؟"

"ابھی ابھی تم نے کہا ہے کہ تم ہوشیار اور دانا ہو" میں نے ہنس کر کہا۔ "لیکن اب معلوم ہوا کہ تمام دیج ڈاکٹروں کی طرح تم بھی بس بڑی بڑی باتیں ہی کرنا جانتی ہو۔ میرے سر پر ٹوپی تو نہیں ہے نو بیے کہ تم میرے بالوں کا رنگ نہ دیکھ سکو اور کیا یہ ممکن ہے کہ جوانی کے لئے بڑھاپے میں کشش ہو؟"

"ہاں۔ اگر ذہن ہوشیاری میں بوڑھا ہو چکا ہو تو ایسا ہو سکتا ہے میکو میزن اسی لئے میں ان روحوں سے پیار کرتی ہوں جو پہاڑوں سے زیادہ قدیم ہیں اور زکالی سے جو اس وقت جوان تھا جب زولو قوم قوم نہ تھی۔ کم سے کم زکالی تو ایسا ہی کہتا ہے ۔ اور اب بھی وہ سال بہ سال دانائی یوں جمع کرتا ہے جس طرح شہد کی مکھیاں شہد جمع کرتی ہیں۔ میکو میزن! اپنے گھوڑے جوت لو کیونکہ میں اپنا فرض پورا کر چکی اور چلنے کے لئے تیار ہوں۔"

گیارھواں باب

زکالی

دس دن بعد ایکبار پھر ہم اپنے آپ کو کالے غار کے دہانے کی طرف بڑھتے پا رہا تھا جہاں ساحر زکالی رہتا تھا۔ زولولینڈ کا عظیم ترین وچ ڈاکٹر تھا۔ زولولینڈ میں ہمارا سفر دشوار گزار رہا لیکن کوئی حادثہ یا واقعہ نہ ہوا ہمارے ساتھ۔ راستے میں ہمیں بہت کم لوگ ملے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ علاقہ یکایک غیر آباد ہو گیا ہے حتیٰ کہ ان بڑے کرالوں میں بھی جن میں سے ہم گزرے کوئی نہ تھا میں نے نومبے سے پوچھا کہ ایسا کیوں تھا۔ یہاں میں یہ بتا دوں کہ نومبے اور اس کے تین خاموش ساتھی ہمارے راہبر تھے۔ ایکدفعہ اس نے جواب دیا کہ خوراک کی کمی کی وجہ سے لوگ دوسری طرف چلے گئے ہیں کیونکہ اس دفعہ موسم بے حد خراب رہا ہے اور پیداوار ہوتی نہیں۔ دوسری دفعہ اس نے بتایا کہ انہیں اس زبردست "مجلس" میں شرکت کے لئے طلب کیا گیا ہے جو زولولینڈ کے قریب بادشاہ کے کرال میں ہونے والی ہے۔ وجہ کچھ بھی ہو بہر حال آبادیاں ویران تھیں اور جو چند آدمی رہ گئے تھے وہ عجیب نظروں سے ہماری طرف دیکھتے رہے۔

اس کے علاوہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ ان لوگوں کو ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت تھی پھر ہیڈا کو بھی ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ جھکڑے سے باہر نہ آئے اور پھر تو میں نے اسی پر بس نہ کرتے ہوئے جھکڑے کے پچھلے حصے پر کمبل کا پردہ بھی گرا دیا اور خود اسکو بتا کہ جو جھکڑا چلا رہا تھا

مجبور کیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو کمبل میں لپیٹ لے۔ یہ احتیاطیں یقیناً اس لئے تھیں کہ وہ پہچانا نہ جائے۔ پھر یہ ہوا کہ جب ہم لوگ زولولینڈ کی حدود میں داخل ہوئے تو نومبے نے یہ کہکر اب وہ بہت تھک گئی ہے چھکڑے میں کانجی اور ہیڈا کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت چاہی اور ان کے ساتھ چھکڑے میں سفر کرنے لگی۔ میں نے سمجھ لیا کہ تھکن کا بہانہ تھا اس طرح دراصل وہ ہیڈا کی حفاظت کرنا چاہتی تھی جس کی اسے یقیناً تاکید کر دی گئی تھی۔ ہمارا یہ سفر ان راستوں یا لیکوں پہ رہا جو کہیں تو تھیں اور کہیں نہ تھیں۔ رات کو ہم راستے سے اور آبادی یا اس کے نشانوں سے ہٹ کر قیام کرتے جہاں ہمیں کھانا تیار مل جاتا۔ جس کا انتظام یقیناً پیشگی ہی کر دیا گیا ہوتا۔

ایک آدمی سے، جس سے میں پہلے مل چکا تھا اور جس نے مجھے پہچان لیا، میری مختصر گفتگو ہوئی۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ اس وقت میں زولولینڈ میں کیا کرنے جا رہا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ زکالی سے ملاقات کرنے آیا ہوں اس پر اس نے جواب دیا کہ میں کسی اور کے ساتھ نہیں صرف زکالی کے ساتھ ہی محفوظ رہوں گا۔

ہماری گفتگو اس کے آگے نہ بڑھ سکی کیونکہ عین اسی وقت نومبے کا ایک خادم آ گیا اور اس شخص سے پتہ نہیں کیا کہا کہ وہ پلٹا اور مجھے حیرت زدہ اور بے چین چھوڑ کر چلتا بنا۔

صاف ظاہر تھا کہ ہمیں اکیلا اور سب سے الگ تھلگ رکھا جا رہا تھا۔ جب میں نے نومبے سے اس کا مطلب پوچھا تو اس نے اپنی مخصوص، منجمد اور پُراسرار مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا:۔

"میکو مبیزن! ان سب باتوں کے متعلق تم زکالی سے ہی پوچھنا۔ میں تجھ

نہیں ہوں اور کچھ نہیں جانتی اور وہی کرتی ہوں جس کا حکم آقا دیتا ہے تمہارے بھلے کے لئے"

"میں تو یہیں سے پلٹ کر زولو لینڈ سے نکل جانے کا ارادہ کر رہا ہوں" میں نے غصہ میں کہا، "کیونکہ اس نشیبی جنگل میں بخار ہے اور ٹسی ٹسی مکھیاں ہیں اور مجھے خوف ہے کہ ہمارے گھوڑے بیمار ہو کر مر جائیں گے"

"میں کچھ نہیں جانتی مکوماذن کیونکہ میں تو اسی راستے سے سفر کرتی ہوں جو آقا نے بتایا ہے لیکن اتنا ضرور کہوں گی کہ اگر تمہیں میری راہبری میں چلنا ہے تو پھر تم زولو لینڈ سے نکلنے کی کوشش نہ کرو گے۔"

"تمہارا مطلب یہ ہے نومبے کہ میں جال میں پھنس چکا ہوں؟"

"میرا مطلب یہ ہے کہ پورا علاقہ سپاہیوں سے بھرا ہوا ہے اور سفید فام یہاں سے بھاگ گئے ہیں چنانچہ اگر تمہیں یہاں سے نکل جانے بھی دیا گیا کیونکہ زولو تم سے پیار کرتے ہیں۔ تو تمہارے ساتھی تو یہیں رہ جائیں گے اور وہ وہ نیند سو رہے ہوں گے جس کو کوئی توڑ نہیں سکتا اور اس کا تجھے بھی اتنا ہی افسوس ہو گا جتنا کہ تمہیں"

اس کے بعد میں نے مزید کچھ نہ کہا کیونکہ میں نے سمجھ لیا کہ نومبے مجھے خبردار کر رہی تھی۔ بہر حال میں اوکھلی میں سر دے چکا تھا اور اب جو کچھ بھی ہو وہ ہمیں دیکھنا اور برداشت کرنا تھا۔

رہے اسکومبے اور ہیڈا تو وہ خوش تھے بلکہ ان کی خوشی مکمل تھی۔ اس نئی زندگی کا نیاپن انہیں مسحور کر رہا تھا اور اس کے خطرات کی طرف ان کا خیال جاتا ہی نہ تھا اور انہوں نے سب کچھ مجھ پر ہی چھوڑ دیا تھا اور مطمئن تھے کیونکہ میری ذات پر انہیں اندھا اعتقاد تھا۔ اس کے علاوہ ہیڈا اپنے پیار کی

کامیابی کی خوشی میں اپنے باپ کی موت اور ان المناک واقعات کو، جن سے
وہ گزری تھی، بھول چلی تھی اور نومبے کی صحبت اور دوستی سے نہ صرف لطف
اندوز ہو رہی تھی بلکہ اس کے ذریعہ اپنی زولو زبان کو، جس سے وہ تھوڑی بہت
واقف تھی، جلا دے رہی تھی اور جب میں نے اس سے کہا کہ نومبے پر ضرورت
سے زیادہ اعتبار کرنا اچھا نہیں تو وہ غصہ ہوگئی اور کہا کہ وہ بچپن سے کافروں
میں رہی ہے اور انہیں پہچانتی ہے اور یہ کہ اسے نومبے پر پورا اعتبار ہے۔"

اس کے بعد میں نے اپنی زبان بند کر رکھی اور اپنے شکوک اپنے تک ہی رکھے
ان کا اظہار کرنا بے فائدہ تھا کیونکہ ہیڈا سنتی ہی نہ تھی۔ رہا اسکوبے تو وہ اپنی
محبوبہ کی ہاں میں ہاں ملا دیتا تھا۔

چنانچہ میرے لئے یہ سفر بے حد اکتا دینے والا سفر۔ جاری رہا اور آخر
کار ہم اس حبشی جنگل سے نکل کر نونگوما کی سطح مرتفع پر آگئے۔ یہاں سے
ہم بائیں طرف مڑ کر اس جگہ کی طرف چل پڑے جس کا نام "کینزہ" تھا۔ یہ کینزہ
گویا ایک قدرتی قلعہ تھا۔ یعنی ایک پہاڑ کی چوٹی پر وسیع و عریض میدان جس
کے چاروں طرف گھنا جنگل تھا۔ اس قدرتی قلعہ کے قدموں کے "کالا غار" تھا
اور یہ "کالا غار" دراصل ایک کھنائے تھا جو اوپر تک پہاڑ میں چلا گیا تھا۔"
چنانچہ آخر کار ہم یہاں پہنچ گئے۔"

اور جب ہم اس کھنائے کی طرف بڑھ رہے تھے تو سورج غروب ہو رہا تھا
اور بڑا ہی مہیب اور طوفانی غروب آفتاب تھا اور یہ کھنائے بالکل ایسا ہی
تھا کہ جیسا میں نے اسے بیس برس پہلے دیکھا تھا۔ مہیب، خاموش، ویران۔
جیسے دوزخ کا دہانہ۔ پتھروں کے وہی ستون۔ ایک پر ایک رکھے ہوئے
یا گرے ہوئے پتھروں کے ستون، پہلوؤں پر اُگے ہوئے وہی جھدرے جھاڑ

درخت جن میں ایلیرے کے درخت تھے جو انسانوں کی شکل کے تھے، وہی ہموار اور چٹانی بیندا جو قبل تاریخ کے کسی دور میں پہاڑ پر سے اترتے ہوئے طوفانی پانی کی وجہ سے چٹیل اور چکنا ہو گیا تھا۔ چٹانی میدان اور وہی چھوٹا سا چشمہ جو اس چٹانی میدان میں سے گزر رہا تھا اور سامنے وہی مقام تھا جہاں بیس برس پہلے میں نے قیام کیا تھا اور میرے ملازموں نے قسم کھا کر کہا تھا کہ انہوں نے ساحرہ کے پیدا کردہ" ایتی گراہ"، یعنی فضائی تصویروں میں ان سپاہیوں اور شہزادوں کو گزرتے دیکھا تھا جو ٹیگولا کی جنگ میں مارے جانے والے تھے، اور ہم اس وقت اسی کالے غار کی طرف جا رہے تھے۔ اس گھاٹی میں چڑھ رہے تھے، میں گھوڑے پر سوار تھا اور نومبے، جو چھکڑے سے اتر آئی تھی، میرے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

"میکومیزن! تم کچھ اداس معلوم ہوتے ہو" آخر کار اس نے کہا۔

"ہاں نومبے۔ میں اداس ہوں۔ یہ جگہ کا اثر ہے۔"

"یہ جگہ کا اثر ہے میکومیزن یا اس کی یاد ہے جس سے تم اس جگہ ملے تھے اور جو اس دنیا میں نہیں رہی ہے؟"

میں نے اس کی طرف دیکھا اور یوں ظاہر کیا جیسے اس کی بات سمجھا نہیں۔ نومبے نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:۔

"میکومیزن! مجھے غیبی نظر کا عطیہ ملا ہے... اکثر وچ ڈاکٹروں کو یہ عطیہ کبھی کبھی ملتا ہے اور ان کو بھی جو وچ ڈاکٹر نہیں ہے کوئی نہ کوئی کبھی کچھ دکھائی دے جاتا ہے، چنانچہ میکومیزن! میں نے ایک عورت کی روح کو یہاں منڈلاتے دیکھا ہے جیسے وہ کسی کا انتظار کر رہی ہو۔"

"اچھا! اور کیسی تھی وہ عورت؟" میں نے بے تعلقی سے پوچھا۔

واتفاقاً اس وقت بھی میں اسے دیکھ رہی ہوں کہ وہ تمہارے آگے آگے اٹھے قدموں چل رہی ہے چنانچہ میں تمہارے اس سوال کا جواب دے سکتی ہوں۔

وہ بلند قامت اور گدازجسم والی ہے، حسین ہے اور سیاہ فاموں کے مقابلے میں اس کا رنگ کھلتا ہوا ہے۔ اس کی آنکھیں خوبصورت اور بڑی ہیں جیسی کہ ہرنی کی ہوتی ہیں اور ان آنکھوں میں شعلے ہیں جو سورج کی شعاعوں سے نہیں ہیں بلکہ اندر سے، اس کے وجود میں سے آرہے ہیں۔ اس کا چہرہ نازک لیکن پروقار ہے۔ میکومیزن! مجھ پر اس کا رعب اور خوف طاری ہو رہا ہے۔ اس نے بھورے رنگ کا سموری جبہ پہن رکھا ہے اور اس کے گلے میں سبز رنگ کے بڑے دانوں کی مالا ہے جس سے اس کی انگلیاں کھیل رہی ہیں۔ ایک خیال اس کی طرف سے تیرتا ہوا میری طرف آیا ہے اور یہ ہیں اس کے خیالی الفاظ "میں اس اندھیرے مقام میں انتظار کرتی رہی — رات اور دن انتظار کرتی رہی اور میرا یہ انتظار بے حد طویل رہا یہاں تک کہ تم آگئے۔ اے پاسبانِ شب۔ یہاں تک کہ تم مجھ سے ملنے آگئے آخر کار تم آگئے اور اب اس سحر زدہ مقام میں میری روح تمہاری روح سے ملاقات کرے گی۔ میں مشکور ہوں کہ تم آگئے کیونکہ اب میں تنہائی محسوس نہ کروں گی۔ کسی بات کا خوف نہ کرو میکومیزن کیونکہ اس یادگار یہ سے کی۔ جیسے تم بھولے نہیں ہو۔ قسم کھا کر کہتی ہوں کہ جب تک تم میری طرح روح نہیں بن جاتے میں تمہارے ہاتھ میں بھالا اور ڈھال بنی رہوں گی۔" تو ایسے ہیں الفاظ اس کے خیال کے میکومیزن۔ لیکن اب وہ چلی گئی ہے اور میں کچھ سن نہیں رہی ہوں مجھے تو ایسا لگا کہ تمہارا گھوڑا اس پر سے چلا گیا اور تمہارے آر پار نکل گئی۔"

اور پھر اس آدمی کی طرح، جو کسی سوال کا جواب دینا نہ چاہتا ہو، تو بے پلٹ

کر جھکیکھرے کی طرف چلی گئی اور ہیڈا سے باتیں کرنے لگی۔ اس گھاٹی میں داخل ہوتے ہی نو مبے کے خادموں نے جھکیڑے پر کے سارے پردے اٹھا دیئے تھے۔ رہا میں تو میرا تو یہ ہے کہ میرے منہ سے ایک ٹھنڈا سانس نکل گیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ زکالی مامینا سے پوری طرح واقف تھا اور اسکلے نو مبے کے سامنے اسکا سراپا بیان کر کے کسی خاص مقصد کے تحت یہ ساری باتیں میرے سامنے کہلوائی تھیں تاہم مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اگر ایسا ہی تھا تو یہ ناٹک زکالی نے بڑی عمدگی اور ہوشیاری سے کھیلا تھا کیونکہ نو مبے نے جو الفاظ مامینا کے کہکر کہے تھے وہ بالکل ویسے ہی تھے جیسے کہ اس کی روح کہتی اگر وہ اس دنیا میں آجاتی۔ لیکن میں نے سوچا۔ کیا ایسا ممکن ہے؟" نہیں۔ یہ ناممکن ہے لیکن اتنا تو سچ ہے کہ مامینا یہاں کی فضا میں بسی ہوئی معلوم ہوتی تھی اور میرا تصور اس کے وجود کو محسوس کر رہا تھا۔

میں انہی خیالات میں غلطاں و پیچاں تھا کہ میرا گھوڑا گھاٹی کا موڑ مڑا اور اب میرے سامنے، آگے کی طرف نکلی ہوئی اور جھکی ہوئی چٹان کے کنگرے کے نیچے، زکالی کا کرال تھا جس کے گرداگرد نرسلوں کی باڑھ تھی۔ باڑ کا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور اس کے دوسری طرف، اپنی بڑی جھونپڑی کے سامنے، ایک تپائی پر زکالی بیٹھا ہوا تھا۔ اتنی دور سے بھی میں نے بڑی آسانی سے اُسے پہچان لیا کیونکہ ایسی کاٹھی اور ایسی صورت دنیا میں کسی کی نہ رہی ہو گی۔ چوڑے شانوں والا بونا جس کا سر غیر معمولی طور پر بڑا تھا، آنکھیں حلقوں میں دھنسی ہوئیں اور سفید برف بال جو اس کے شانوں پر پڑے ہوئے تھے۔ اس کے جسم

۱؎ ملاحظہ ہو ناول خونریزہ۔ مترجم

کے ڈھانچے میں اور چہرے پہ قدامت کی مہر تھی بلکہ یوں کہو کہ اسکی رگ رگ میں قدامت رچی ہوئی تھی اس کے باوجود جلد کی تازگی اور پٹھوں کے تناؤ کی وجہ سے، جو اکثر عمر لوگوں میں نظر آیا ہے، وہ اتنا بوڑھا معلوم نہ ہوتا تھا۔"

تو ایسا تھا وہ عظیم ساحر زکالی جس کی عمر سے کوئی واقف نہ تھا اور جو کئی نسلوں سے زولولینڈ میں "وہ چیز جسے پیدا نہ ہونا چاہئے تھا" کے لقب سے مشہور تھا۔ اور لقب اس کی بدہیئتی کے وجہ سے اسے زولوؤں کے پہلے اور عظیم ترین بادشاہ شاکا نے دیا تھا۔ شاکا۔ جو افریقہ کا چنگیز تھا۔"

عظیم ساحر زکالی سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ خاموش، بے حس، بے حرکت بیٹھی ہوئی آنکھوں سے غروب ہوتے ہوئے سورج کے سرخ گولے کی طرف دیکھتا ہوا زکالی کسی انسان سے زیادہ ایک بدہیبت بت معلوم ہوتا تھا۔ اس کے خاموش، خشمناک چہرے والے خادم نمودار ہوئے۔ یہ خادم وہی تھے جنہیں میں نے اسی جگہ کوئی تئیس برس پہلے دیکھا تھا فرق صرف اتنا تھا کہ اب وہ بوڑھے ہو گئے تھے۔ بے شک یہ وہی ملازم تھے کیونکہ انہوں نے نام لے کر میرا استقبال کیا اور اپنے چوڑے پھلوں والے بھالے بلند کر کے مجھے سلام کیا۔ میں اپنے گھوڑے پر سے اتر کر منتظر کھڑا رہا۔ اسکوبیے، جس کی ٹانگ کا زخم اب مندمل ہو چکا تھا، ہیڈا کو سہارا دے کر چھکڑے سے اتار رہا تھا۔ ملازم جب چھکڑے کو وہاں سے لے گئے تو اسکوبیے نے کہا:"

"عجیب مقام ہے۔"

"ہاں" ہیڈا بولی۔ "لیکن بے حد شاندار ہے۔ مجھے پسند ہے یہ جگہ۔"

ؔ ملاحظہ ہو ناول خونریز۔"

اور پھر اس کی نظر جھونپڑی کے سامنے تپائی پہ بیٹھے ہوئے زکالی پہ پڑی تو ہیڈا کا رنگ زرد ہو گیا۔"

"میرے خدا! اتنا خوفناک حد تک بدصورت ہے یہ آدمی" اس نے آہستہ سے کہا" اگر یہ آدمی ہی ہے تو"

"ڈرو نہیں جان" اسکوبے نے کہا" یہ کوئی بوڑھا بونا ہے"

"ہاں" ہیڈا نے کہا" لیکن مجھے شیطان معلوم ہوتا ہے۔"

نومبے آگے بڑھی۔ اس نے اپنا جبہ اتار کر ایک طرف پھینک دیا اور اب وہ پہلی دفعہ ہمارے سامنے برہنہ تھی۔ اس کے جسم پہ ہڈیاں وغیرہ کے زیورات اور کمر سے بندھے ہوئے مورچھے کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ وہ گھٹنوں اور ہاتھوں پر جھک گئی اور اسی عاجزانہ انداز میں چاروں ہاتھوں اور پیروں کے بل رینگتی ہوئی زکالی کی طرف بڑھی۔ اس کے سامنے پہنچ کر نومبے نے اپنا ماتھا زمین پر ٹیک دیا اور پھر اپنا دایاں ہاتھ اوپر اٹھا کر اسے وہ سلام کیا جو عظیم ترین ساحر کو ہی کیا جاتا ہے۔ جو۔ "ماکوسی" کہلاتا ہے اور اس لئے بھی زکالی اس سلام کا بجا طور پر حقدار تھا کہ وہ زولوؤں کے بقول" بہت سی روحوں کا گھر" تھا۔ میں نے دیکھا کہ زکالی نومبے اور اسکے سلام کی طرف متوجہ نہ ہوا۔

اب نومبے نے سر اٹھایا اور آگے رینگ کر زکالی کے دائیں طرف پالتی مار کر بیٹھ گئی۔ دو خادم زکالی کے جھونپڑے سے باہر آئے اور زکالی اور جھونپڑے کے دروازے کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں میں بھالے تھے۔

ایک منٹ بعد نومبے نے ہمیں آگے آنے کا اشارہ کیا اور ہم صحن عبور کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ میں اپنے ساتھیوں سے ایک دو قدم آگے تھا۔ جب

ہم قریب پہنچے تو زکالی نے اپنا منہ کھولا ایک بلند اور بھیانک قہقہہ لگایا۔ اس قہقہہ کو میں بھولا نہ تھا جو میں نے پہلی دفعہ ڈنگان کے کرال میں سنا تھا جب رنیف اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا گیا تھا۔ [1]

"میں سمجھتا ہوں تمہارا خیال غلط نہیں ہے۔ یہ بوڑھا حقیقت میں شیطان ہی ہے" اسکو پے نے ہیڈ اسے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

میں چونکہ فیصلہ کر چکا تھا کہ بولنے میں پہل نہ کروں گا اس لئے میں بے پروائی سے اپنے پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔ زکالی نے، جو مجھے دیکھ رہا تھا حالانکہ غروب ہوتے ہوئے سورج کی طرف دیکھتا معلوم ہوتا تھا، اشارا کیا ایک ملازم بجلی کی طرح لپک کر گیا اور جلتی ہوئی ٹہنی لے کر واپس آگیا جو اس نے میری طرف بڑھا دی کہ اس سے میں پائپ جلا لوں، وہی ملازم ایکبار پھر بجلی کی سی تیزی سے گیا اور سرخ رنگ کی تین تپائیاں لے کر آگیا اور ہمارے بیٹھنے کے لئے رکھ دیں میں نے اپنی تپائی کی طرف دیکھا اور اس پر نقش و نگار سے اسے پہچان لیا۔ یہ وہی تپائی تھی جس پر میں اس وقت بیٹھا تھا جب پہلی دفعہ زکالی سے ملا تھا۔

آخر کار زکالی نے اپنی گہری، گمبھیر اور نیچی آواز میں کہا۔

"میکومیزن! بہت برس گزر گئے جب تم اس تپائی پر بیٹھے تھے۔ ان برسوں کا شمار تم ان نشانات سے کر سکتے ہو تپائی کی اس ٹانگ پر بنے ہوئے ہیں جو تم نے پکڑ رکھی ہے۔"

میں نے تپائی کی اس ٹانگ کی طرف دیکھا۔ اس پر بائیس یا تئیس دانتے

---

[1] ملاحظہ ہو ناول شہید وفا۔

بنے ہوئے تھے۔ دوسری ٹانگوں پر بھی ایسے ہی دانت تھے لیکن وہ اتنے بہت سے تھے کہ انہیں شمار کرنا ممکن نہ تھا۔"

"ان نشانات کا تم سے کوئی تعلق نہیں چنانچہ ان سے سر نہ مارو یہ نشانات ان برسوں کی کہانی کہتے ہیں جب ساز بنگو کوما کے گھرانے کا پہلا آدمی اس تپائی پر بیٹھا تھا، جب شاکا اس پر بیٹھا تھا، جب دوسرے اس پر بیٹھے تھے اور ان دوسروں" میں ماسینا بھی شامل ہے۔ بہر حال جب پہلی دفعہ اس تپائی نے تمہارے تھکے ہوئے جسم کو آرام دیا تھا تب سے لے کر اب تک بہت سے واقعات ہو گئے۔ تم دور دراز کے علاقوں کا سفر کر آئے اور بہت سی عجیب و غریب چیزیں دیکھیں اور ان خطرات اور ان مقامات میں زندہ رہے جہاں دوسرے مر جاتے کیونکہ ابھی تمہیں زندہ رہنا ہے اور بہت کچھ کرنا ہے۔ لیکن اس کے متعلق ہم کبھی فرصت سے باتیں کریں گے اور اب جبکہ تمہارے سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں سفیدی آگئی ہے تم ایکبار پھر یہاں آگئے ہو جیسا کہ راستہ کھولنے والے نے تم سے کہا تھا کہ تم آؤ گے اور اپنے ساتھ نئے ساتھی لائے ہو کیونکہ اس عمر میں بھی تم دوست بنانے کے فن سے واقف ہو۔ یہ قدرت کی ایک دین ہے میکومیزن جو کسی کسی کو ہی عطا ہوتی ہے۔ وہ کہاں ہیں جو تمہارے ساتھی تھے میکومیزن ساد وکہاں ہے؟ ماسینا کہاں ہے اور دوسرے کہاں ہیں؟ سب چلے گئے سوائے اس چیز کے جسے پیدا نہ ہونا چاہیئے تھا"

اور ایکبار پھر اس نے بھیانک اور بلند قہقہہ لگایا۔"

"اور تو، معلوم ہوتا ہے مرنا جانتا ہی نہیں" میں نے پہلی دفعہ کہا۔

"سچ کہا میکومیزن کیونکہ میں اس وقت تک مر ہی نہیں سکتا جب تک کہ اپنے

کام کو انجام تک نہ پہنچا دوں۔ لیکن میرے اجداد کی روحوں کا شکر ہے کہ میں
انتقام لینے کے لئے زندہ رہا۔ اور اب انتقام کا وقت قریب آ رہا ہے اور
جیسا کہ میں نے برسوں پہلے تم سے کہا تھا ایسا ہی ہو گا۔ یعنی اس میں تم بھی اپنا
کردار ادا کرو گے"

وہ خاموش ہو گیا اور چند ثانیوں کے توقف کے بعد اس نے پھر سلسلۂ کلام
جاری رکھا۔ یہاں میں یہ بتا دوں کہ یہ ساری باتیں وہ ہماری طرف دیکھے
بغیر کہہ رہا تھا۔ یعنی اس کی نظریں غروب ہوتے ہوئے سورج پر ہی جمی ہوئی
تھیں چنانچہ وہ ہمارے متعلق جو کچھ کہہ رہا تھا وہ غیر ارضی سا، لرزہ خیز سا
معلوم ہوتا رہا تھا"

" ژکالی نے کہا"

" تمہارے ساتھ جو سفید فام ہے وہ پُر رعب اور بہادر ہے اور وہ لڑائی سے
بھاگنے والوں میں سے نہیں ہے اور جو دوشیزہ ہے وہ حسین ہے، بشاش ہے
اور پیاری ہے۔ اس وقت وہ سوچ رہی ہے کہ میں ایک بوڑھا جادوگر ہوں
اور یہ کہ اگر اسے مجھ سے خوف نہ آ رہا ہوتا تو وہ مجھ سے اپنی قسمت کا حال پوچھتی
دیکھو۔ وہ میری بات سمجھ گئی ہے کیونکہ چونکی ہے۔ شاید۔ شاید۔ ایک
دن میں اسے اس کی قسمت بتاؤں گا تاہم اس وقت تھوڑا سا حال بتا دیتا
ہوں۔ اس کے پانچ بچے ہوں گے جن میں کے دو مر جائیں گے اور ایک اتنا
پریشان کرے گا کہ یہ سوچے گی کہ کاش یہ بھی مر گیا ہوتا۔ لیکن ان بچوں کا
باپ کون ہو گا یہ میں نہیں کہتا۔ تو سے، میری بیٹی، اس سفید فام کو اور
اس کی خادمہ کو اس جھونپڑی میں پہنچا دو جو اس کے لئے تیار کی گئی ہے کیونکہ
یہ سفید دوشیزہ بے حد تھکی ہوئی ہے اور آرام کرنا چاہتی ہے اور دیکھو اسے

کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو کیونکہ وہ ہماری مہمان ہے۔ سفید فام آقا ماروتی کو بھی اس کے ساتھ اس کی جھونپڑی تک جانے دو اور اسے اس جھونپڑی میں پہنچا دو جو سفید دوشیزہ کی جھونپڑی کے قریب ہے اور جس میں میکینزن اور ماروتی سوئیں گے تاکہ ماروتی کو یقین ہو جائے کہ دوشیزہ محفوظ ہے اور پھر چاہے تو وہ اس طرف سے مطمئن ہو کر گھوڑوں کی دیکھ بھال کرے۔ جھونپڑی کے عقب میں گھوڑوں کو باندھنے کی جگہ ہے اور وہ خادم جو یہاں تک کے سفر میں تمہارے ساتھ رہے ہیں، ماروتی کا ہاتھ بٹائیں گے۔ بعد میں، جب میں گفتگو کر لوں گا، تو میکینزن بھی اس کے پاس آجائے گا۔ تاکہ سونے سے پہلے ہمارے مہمان کھانا کھالیں۔"

یہ ہدایتیں میں نے ترجمہ کر کے اسکومبے کو سنائیں تو وہ خوشی کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گیا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ دونوں اس پُراسرار بونے سے خوفزدہ تھے اور اترتے ہوئے اندھیرے میں اس کے پاس ٹھہرنا نہ چاہتے تھے۔"

"ایک بار پھر سورج غروب ہو رہا ہے میکینزن" جب ہیڈا، اسکومبے اور کاچی چلے گئے تو زکالی نے کہا" اور ہوا سرد ہو رہی ہے۔ آؤ" اب میرے ساتھ میرے جھونپڑے میں آؤ جہاں آگ جل رہی ہے۔ کیونکہ میں بوڑھا ہوں اور سردی مجھ پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں ہم اکیلے ہوں گے۔"

یوں کہہ کر وہ گھوما اور رینگ کر جھونپڑے میں داخل ہو گیا اور اس حالت میں وہ سفید سر والے جناتی بھونرے کا سا معلوم ہو رہا تھا اور مجھے یاد آیا کہ ماضی بعید میں میں نے اسے بھونرے سے ہی تشبیہ

دی تھی۔ وہ تارنجی تپائی اٹھا کر جھونپڑے میں داخل ہو گیا۔ زکالی جھونپڑے میں سلگتے ہوئے الاؤ کے دوسری طرف کمبل پر بیٹھ گیا۔ میں اس کے مقابل تپائی پر بیٹھا۔ اس الاؤ میں کوئی خاص درخت کی جڑیں یا لکڑیاں جل رہی تھیں جن سے صاف اور پتلا شعلہ اٹھ رہا تھا لیکن دھواں نام کو نہ تھا۔ اس الاؤ پر وہ یوں جھکا ہوا تھا کہ اس کا سر شعلے میں معلوم ہوتا تھا اور اس شعلے کی طرف وہ پلک جھپکے بغیر دیکھ رہا تھا جس طرح کہ غروب ہوتے ہوئے سورج کی طرف دیکھتا رہا تھا۔

"میکومیزن! تم یہاں کیوں آئے ہو؟" شعلے کی کھڑکی میں سے مجھے چند تانیوں تک دیکھتے رہنے کے بعد اس نے پوچھا۔

"اس لیے زکالی کہ تم نے مجھے بلایا ہے۔ کچھ تو اپنی پیغامبر تو بے کے ذریعہ اور کچھ اس خواب کے ذریعہ جو تم نے بقول تو بے، اس کے ذریعہ مجھ تک بھیجا تھا۔

"اچھا! اگر ایسا ہی ہے تو پھر میں بھول گیا ہوں میکومیزن۔ خوابوں کا کیا ہے میکومیزن۔ وہ تو بے شمار ہوتے ہیں۔ گندے پانی کے گڑھے کے کنارے رہتے ہوئے مچھروں کی طرح۔ جب ہم سوتے ہیں تو یہ مچھر ہمیں کاٹتے ہیں لیکن جب ہم جاگ جاتے ہیں تو انہیں بھول جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ کہنا بیوقوفی ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو خواب بھیج سکتا ہے۔

"تو پھر تمہاری پیغامبر نے جھوٹ کہا خصوصاً اس لیے کہ اس نے کہا تھا کہ وہ خواب اور پیغام لائی تھی۔

"بے شک وہ جھوٹی ہے میکومیزن۔ اور کیوں نہ ہو؟ آخر میری ہی شاگرد ہے۔ بچپن سے ہی وہ میری شاگرد رہی ہے اور میں نے اسے تعلیم دی ہے۔ پھر بھی

وہ قابل تعریف جھوٹ بولی اور بہت موقع سے بولی۔ اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ جب تم اپنا رخ زدولینڈ کی طرف موڑنے کے متعلق سوچ رہے ہو تو کسی قسم کا خواب دیکھ گئے ہو"

"زکالی! ہم دونوں بچے نہیں ہیں پھر تم میرے ساتھ یہ گھماؤ پھراؤ کی باتیں کیوں کر رہے ہو؟"

"بس یہیں تم غلطی کر رہے ہو میکومیزن۔ ہم بوڑھے بھی ہیں اور اپنے اپنے میدان میں ہوشیار اور عیار بھی تاہم مقدر کی آغوش میں تو بچے ہی ہیں۔ بہرحال۔ میں سچ سچ کہوں گا کیونکہ تمہاری آنکھوں میں دھول جھونکنا فضول ہے۔ میں جانتا تھا کہ تم ساکوکونی کے علاقے میں ہو اور میں تم پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ اپنے جاسوسوں کے ذریعہ۔ ہماری پچھلی ملاقات کے بعد تم جہاں بھی گئے ہو میں نے تم پر نظر رکھی ہے۔ یعنی اپنے جاسوسوں کے ذریعہ۔ مثلاً وہ عرب جیسا آدی ہاروت جس سے تمہاری ملاقات یہاں سے بہت دور ایک بڑے ملک میں ہوئی تھی' میرا جاسوس تھا۔ وہ میرے پاس آیا تھا تمہارے کارنامے مجھے سنائے مجھ نہیں اس کے متعلق مجھ سے اس وقت نہ پوچھ کیونکہ میں تم سے دوسری اہم باتیں کرنا چاہتا ہوں"

"تو پھر ہاروت ابھی زندہ ہے اور اسے دوسرا دیوتا مل گیا اس سفید تجہ کی جگہ؟"

"میکومیزن! اگر وہ زندہ نہ ہوتا تو میرے پاس کیسے آتا اور مجھ سے گفتگو کس طرح کرتا؟ ہاں تو میں نے تمہیں دریائے اولنفینٹ کے کنارے بھی ساکوکونی کے

ملاحظہ ہو ناول " ندائے روح "

کے آدمیوں سے جنگ کرتے دیکھا اور بعد میں اس سفید پتھروں کے جھونپڑے میں بھی جہاں تمہیں وہ سفید فام اپنی کرسی میں مرا ہوا ملا اور تم نے اس کی لکھی ہوئی وہ تحریر حاصل کر لی جو اس وقت تمہاری جیب میں ہے اور جس کا تعلق دوشیزہ ہیڈ بینا سے ہے اور اس وقت بھی میں تمہیں دیکھ رہا تھا جب تمہارے دوست مارتی نے سفید فام ڈالڈ کو دھماکے سے مار گرایا اور وہ دلدل میں گر کر غرق ہو گیا اور یاسو تو لوگ اس کا جھکڑا اور مویشی لے گئے۔"

"یہ سب باتیں تمہیں کیسے معلوم ہوئیں زکالی؟"

"میں نے کہا نہیں کہ اپنے جاسوسوں کے ذریعہ؟ کیوں میکومیزن! تمہارا ایک جھکڑا چلانے والا نہیں تھا جس کا نام فٹ سیک تھا اور یاسو تو لوگ کالے غار اور ساکوکونی کے کرال کے درمیان مسلسل آتے جاتے نہیں رہے ہیں؟"

"ہاں زکالی۔ اسی طرح ہوا بھی آتی جاتی رہتی ہے اور پرندے بھی۔"

"سچ کہا میکومیزن۔ تو معلوم ہوا کہ تم قدرت اور اس کے طریقوں پر ایسی ہی نظر رکھتے ہو جیسی کہ میرے جاسوس تم پر رکھتے ہیں۔ خیر۔ تو یہ سب باتیں مجھے معلوم ہوئیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان دو سفید فاموں کی موت کی وجہ سے تم مصیبت میں پھنس گئے ہو اور چونکہ میں شروع سے تمہیں عزیز رکھتا ہوں اس لئے میں نے اپنی بچی نومبے کو تمہارے پاس بھیج دیا کہ تمہیں یہاں لے آئے اور اسے میں نے خصوصاً اس لئے بھیجا کہ میں تمہارے مزاج سے واقف ہوں اور جانتا تھا کہ تم اس عورت کے پیچھے چلے آؤ گے جو نہ صرف ہوشیار ہے بلکہ قبول صورت بھی۔ اگر میں کسی مرد کو بھیجتا تو تم اس کے

ساتھ نہ آتے۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ تم سے کہے کہ تم اور تمہارے ساتھی تانا ال کی بہ نسبت یہاں محفوظ ہو گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے نو جیبے کی بات سنی اور چلے آئے۔ بس یہ ہے سارا معاملہ۔"

"ہاں، میں نے سنا اور چلا آیا۔ لیکن زکالی یہ سارا معاملہ نہیں ہے کیونکہ تم جانتے ہو۔ ایک بھی طرح سے جانتے ہو کہ تم نے مجھے یہاں میری حفاظت کے لئے نہیں بلکہ خود اپنی غرض پوری کرنے کے لئے بلایا ہے۔"

"اوہو۔ ہو۔ ہو۔ میکومبزن۔ اس سوئی کو کپڑے میں داخل ہونے سے کون روک سکتا ہے جیسے تمہاری انگلیاں دھکیل رہی ہوں؟ تمہاری سمجھ بوجھ میرے لئے بہت زیادہ تیز ہے۔ تمہاری آنکھیں عیاری کے اس کمبل کے آر پار دیکھ رہی ہیں جو میں نے اپنے وجود پر لپیٹ رکھا ہے اور اپنے ارادوں پر بھی۔ تم نے سچ کہا میکومبزن۔ بے شک میں نے اپنی غرض کے لئے ہی تمہیں بلایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ تمہاری بھلائی کے لئے بھی۔ میں نے اس لئے تمہیں بلایا ہے کہ تمہارا مشورہ درکار ہے اور اس لئے بھی زولو بادشاہ کا ٹو دا لیو بھی تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہے اور اس سے پہلے کہ تم کا ٹو دا لیو کے پاس جاؤ میں تم سے مل لینا چاہتا تھا۔ لو اب تم ساری حقیقت سے واقف ہو گئے۔"

"کس معاملے میں میرا مشورہ چاہئے تمہیں؟"

وہ آگے کی طرف جھک گیا یہاں تک کہ اس کے سفید لمبے بال شعلوں میں جیسے لٹک گئے اور اس نیلے نیلے شعلے کے آر پار اس نے اپنی وہ آنکھیں میرے چہرے پر گاڑ دیں جن کی چمک شعلوں سے بھی بڑھ کر تھی۔ "میکومبزن! وہ کہانی تمہیں یاد ہے جو برسوں پہلے میں نے تمہیں سنائی تھی؟"

"اچھی طرح سے یاد ہے زکالی۔ تم نے کہا تھا کہ تمہیں سازنیکو کونا کے گھرانے سے نفرت ہے جس نے زولولینڈ کو بادشاہ دئے۔ اول اس لئے کہ تم اس ڈواندی قبیلے کے فرد ہو جنہیں زولوئوں نے نیست و نابود کر دیا اور اس کا مضحکہ اڑایا۔ دوم اس لئے کہ شاکا نے تمہیں "وہ چیز جسے پیدا نہ ہونا چاہئے تھا" کا لقب دیا۔ اور اس نے تمہاری بیویوں کو قتل کر دیا اور اسکے اس جرم کی سزا تم نے اسے یہ دی کہ اسے قتل کروا دیا اور سوم اس لئے تم نے تن تنہا اپنی ہوشیاری اور دانائی سے شاہی گھرانے کا مقابلہ کیا اور اب تک زندہ بھی رہے خصوصاً اس وقت جب پانڈا نے میری موجودگی میں اسکے مقدمے کے سلسلے میں "جواب نہیں رہی" تمہیں قتل کر دینے کی دھمکی دی تھی اور تم نے کہا تھا کہ اگر اس میں ہمت ہو تو تمہیں انگلی بھی لگا کر دیکھ لے۔ اب تم یہ ثابت کرو گے کہ تم شاہی خاندان پر اپنی عیاری سے فتح پانے میں حق بجانب تھے۔

"سچ کہا۔ بالکل سچ کہا میکومیزن۔ تمہارا حافظہ بلا کا تیز ہے۔ خصوصاً ان واقعات کے معاملے میں جن کا تعلق اس عورت سے ہے "جواب نہیں رہی"۔ میں نے ہی اسے "نہیں رکھا"۔ لیکن اس کا نام کیا تھا میکومیزن؟ میں بھول رہا ہوں۔ میں بھول رہا ہوں کیونکہ میرا دماغ بوڑھا ہو گیا اور اندھیرے میں چلا جاتا ہے اسی طرح جو اندھیرے میں چلی گئی ہے۔"

وہ خاموش ہو گیا اور شعلے کی نقاب میں سے ہم ایکدوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ چونکہ میں خاموش ہی رہا اس لئے زکالی نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:۔

"ہاں اب یاد آیا۔ مامینا نام تھا اس کا۔ ٹھیک ہے نا؟ ما۔ می۔ نا۔ وہ

نام جو ماتم کرتی ہوئی ہوا کی آواز سے لیا گیا تھا۔ سنو۔ اس وقت بھی ہوا ماتم کر رہی ہے۔"

میں نے غور سے سنا۔ بے شک ہوا سے ایسی ہی آواز آرہی تھی۔ اور میں کانپ گیا خصوصاً اس لئے کہ ابھی ایک ہی منٹ پہلے ہوا بالکل بند اور رات بالکل خاموش تھی۔ لیکن اب۔ اس بھیانک گھاٹی میں ہوا کالی چٹانوں سے لپٹ لپٹ کر رو رہی تھی اور کراہ رہی تھی۔

"بس اس کا ذکر بہت ہو چکا۔ پھر مرنے والی کی فکر کرنے کی کیا ضرورت جبکہ اور بہت سے اس کے پاس بھیج دیئے جائیں گے؟ میکومزن! وہ وقت قریب آگیا ہے۔ بیوقوف کاٹو والیو نے تمہارے لوگوں سے۔ انگریزوں سے جھگڑا کر لیا ہے اور ایسا اس نے میرے مشورے سے ہی کیا ہے۔ اس نے اپنے سپاہی بھیجے اور عورتوں کو قتل کروا دیا یا دوسروں کو ایسا کرنے کی اجازت دی۔ اس کے پیغامبر میرے پاس یہ پوچھنے آئے تھے کہ کیا کیا جائے۔ اور میں نے جواب دیا تھا" عظیم شاکا کے خاندان کا بادشاہ کیا اس بات کو برداشت کرے گا کہ اس کے آدمی محض اس لئے قتل کر دیئے گئے کہ انہوں نے ایک چھوٹا سا دریا عبور کر لیا تھا؟ کیا اسکے بعد بھی وہ اپنے آپ کو زولوؤں کا بادشاہ کہتا ہے؟" چنانچہ میکومزن ان عورتوں کو پکڑ کر اور گھسیٹ کر دریا کے اس طرف لایا گیا اور قتل کر دیا گیا! اور اب ملکہ کے آدمی جو کیپ ٹاؤن میں ہیں، بڑی چیزیں طلب کر رہے ہیں۔ مثلاً خون بہا کے طور پر بہت سے مویشی، قاتلوں کی سپردگی اور یہ کہ زولو فوج ختم کر دی جائے۔ یعنی کہ وہ اپنے ہتھیار رکھ دیں اور عورتوں کی طرح جھونپڑیوں میں بیٹھ رہیں"

"اور اگر بادشاہ یہ شرطیں ماننے سے انکار کر دے تو پھر کیا زکالی؟"

"تو پھر یہ میکومیزن کہ ملکہ کے آدمی زولوؤں کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیں گے۔ کاٹو وایو جنگ کے لئے فوجیں اکٹھی کر رہا ہے۔"

"تو کیا کاٹو وایو انکار کر دے گا؟" زکالی

"پتہ نہیں۔ اس کا دماغ چٹان پہ ٹکے ہوئے بانس کی طرح کبھی ادھر جھک جاتا ہے اور کبھی ادھر۔ بانس کے کنارے مشوروں سے متوازن ہیں اور اب صورت حال یہ ہے کہ اس بانس کے کسی ایک کنارے پہ ٹڈا بھی بیٹھ جائے گا تو وہ اسی طرف جھک جائے گا۔"

"اور تم چاہتے ہو کہ وہ ٹڈا میں بنوں؟"

"اور کون بن سکتا ہے؟ اسی لئے تو میں تمہیں یہاں۔ زولو لینڈ لایا ہوں۔"

"اور تم چاہتے ہو کہ میں کاٹو وایو کو یہ مشورہ دوں کہ وہ اس بستر پر سو جائے جو انگریزوں نے اس کے لئے بچھایا ہے۔ اگر کاٹو وایو نے مجھ سے پوچھا تو میں اسے یہی مشورہ دوں گا کیونکہ اس طرح اس غریب کو سکون تو ملے گا۔"

"تم میرا مذاق کیوں اڑا رہے ہو میکومیزن؟ میں چاہتا ہوں کہ تم کاٹو وایو کو انگریزوں سے جنگ کرنے کا مشورہ دو۔"

"اور یوں زولوؤں کو تباہ کر دے اور اپنی قوم کے اور میری قوم کے بھی ہزاروں آدمیوں کو قتل کروا دے اور اس کے عوض اسے کچھ نہ ملے سوائے ذلت اور خواری کے اور اس مشورہ کا صلہ مجھے یہ ملے کہ میں جب تک زندہ رہوں اپنے آپ پہ لعنت بھیجتا رہوں۔ آخر تم نے مجھے سمجھا کیا ہے زکالی؟

بیوقوف؟ عیار یا دونوں؟"

"نہیں میکمیزن! تمہیں بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ میں تمہیں بتاؤں گا کہ بادشاہ کے مویشی کہاں ہیں۔ انگریزوں کو وہ کبھی نہ ملیں گے کیونکہ وہ خفیہ جگہ میں ہیں چنانچہ تم ان میں سے جتنے چاہو اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو۔" لیکن یہ شخص بیکار ہے کیونکہ میں تمہیں جانتا ہوں چنانچہ تم یہ مویشی انگریزی حکومت کو دے دو گے۔"

"شاید۔ پھر مجھے کیا فائدہ ہوگا؟"

"یہ۔ کہ اس طرح زولوؤں کی قوت ٹوٹ جائے گی اور وہ کبھی سفید فاموں کو پریشان نہ کریں گے اور یہ تمہارا بڑا نیک کام ہوگا۔"

"یہ تو میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ یہ نیک کام ہوگا یا بُرا لیکن اتنا ضرور یقین سے کہتا ہوں کہ میں اپنا منہ بھڑوں کے چھتے میں نہ ڈالوں گا۔ یہ باتیں ملک پر اور اس کے منتظموں پر چھوڑتا ہوں چنانچہ ایسی باتیں مت کرو زکالی کیونکہ تم اپنا اور میرا بھی وقت برباد کر رہے ہو۔"

"چنانچہ یہ ایسا ہے جیسا میں نے سوچا تھا۔ اس نے اپنا بڑا سر ہلایا "تم اتنے ایماندار ہو کہ اس دنیا میں پھل پھول نہیں سکتے خیر تو میں کاٹووایو کی تباہی کا کوئی دوسرا راستہ تلاش کر لوں گا اور اس کا وہی انجام ہوگا جس کا وہ مستحق ہے کیونکہ وہ ایک خود غرض اور ظالم بادشاہ ہے۔"

یہ سب باتیں اس نے حیرت یا رضامندی یا غصہ کا اظہار کئے بغیر کہیں اور اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ میرا اندازہ غلط نہ تھا یعنی یہ کہ وہ جانتا ہی تھا کہ میں اس کے بچھائے ہوئے جال میں نہ پھنسوں گا اور نہ ہی کاٹووایو کو اعلان جنگ کرنے کا مشورہ دوں گا۔ نہیں۔ اس کی یہ باتیں ایک پردہ تھیں اس کے بوڑھے اور عیار دماغ میں کوئی اور اسکیم تیار ہو رہی تھی جسے وہ مجھ سے

چھپا رہا تھا۔ اس نے مجھے زدولینڈ میں کیوں بلایا تھا؟ اس سوال کا جواب میرے پاس نہ تھا اور زکالی سے پوچھنا فضول تھا لیکن اسی وقت میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں دوسرے دن علی الصبح کالے غار سے چلا جاؤں گا۔ بشرطیکہ ممکن ہوا۔

اب وہ نیچی اور گمبھیر آواز میں دوسری باتیں کرنے لگا۔ اداس باتیں۔ مثلاً سادو کی موت کے متعلق جس نے اپنے آقا سے غداری کی تھی ــــ اومیلازی سے اور وہ بھی ایک عورت کی خاطر۔ اس واقعہ کی ایک ایک تفصیل اس نے یوں بیان کی جیسے وہ موقع پر موجود تھا۔

میں خاموش تھا اور اس جھونپڑی سے نکل جانے کے موقع کا منتظر۔ وہ خاموش ہو گیا، چند تانیوں تک سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا اور پھر بولا:
"تم بھوکے ہو چنانچہ کھانا کھاؤ گے اور میں بہت کم کھاتا ہوں اس لئے سوؤں گا کیونکہ نیند میں دور دراز کی چیزیں لے کر بہت سی روحیں میرے پاس آتی ہیں۔ بہر حال ہم دونوں نے آپس میں باتیں کیں اور اس سے مجھے مسرت حاصل ہوئی کیونکہ کون جانے اب کب گفتگو کرنے کا موقع آئے حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ بہت جلد ہی ہماری ملاقات ادلونڈی میں ہوگی جہاں مقدر اپنا جال بچھا رہا ہوگا۔ میں کیا کہنا چاہتا تھا تم سے؟ ہاں۔ یاد آیا تمہارے خیالات میں ایک ہستی بسی ہوئی جسے تم دیکھنا چاہتے ہو اور وہ بھی تم سے ملنا چاہتی ہے۔ بہت اچھا۔ بہت اچھا۔ تم اسے دیکھو گے کیونکہ تم نے یہاں آنے کی زحمت گوارا کی ہے۔ اس زدولوڈا کھٹر سے ملنے آنے کی زحمت گوارا کی ہے جسے تم پہلے کئی دفعہ دھوکے باز اور شعبدہ باز کہہ چکے ہو۔"

وہ خاموش ہو گیا اور ــ میں سچ ہی کیوں نہ کہہ دوں۔ مجھ پر ایک طرح

کا خوف مسلط ہو گیا اور میرا جی چاہا کہ میں وہاں سے بھاگ جاؤں ؛

"اس جھونپڑی میں کچھ زیادہ ہی سردی ہے۔ ہے نا میکو مبیزن" زکالی نے کہا"

سلگ۔ اے آگ۔ سلگ ؛"

اور اپنے گلے میں لٹکتی ہوئی جادو ٹونے کی چمڑی تھیلی میں ہاتھ ڈال کر اس نے مٹھی بھر کسی قسم کا سفوف نکالا اور اسے انگاروں پر پھینک دیا۔ ایکدم سے شعلہ بلند ہوا۔

"میکو مبیزن ! اب دیکھو" اس نے کہا " دائیں طرف دیکھو ؛"

میں نے دیکھا اور۔ خدایا ! میرے سامنے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے مامینا کھڑی تھی۔ بالکل ویسی ہی جیسی کہ اس وقت تھی جب میں نے اسے وہ بوسہ دیا تھا جس کا وعدہ کیا تھا۔ اس وقت جب وہ زہر پی چکی تھی۔ کوئی پانچ سکنڈ تک وہ اسی طرح کھڑی رہی۔ پھر شعلہ بجھ گیا اور وہ چلی گئی۔

اور میں پلٹ کر بھاگا جھونپڑے سے باہر ؛

زکالی کا بھیانک قہقہہ میرا تعاقب کر رہا تھا ؛"

بارھواں باب

پھنس گئے

جھونپڑی کے باہر سرد رات اور ٹھنڈی تازہ ہوا نے میرے حواس بجا کئے تو میں نے سوچا کہ میں نے جھونپڑے میں جو کچھ دیکھا وہ ایک واہمہ تھا جسکے لئے زکالی نے وچ ڈاکٹریس ٹونے کے ذریعہ میرا دماغ پہلے سے ہی

تیار کیا تھا۔ وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ یہ عجیب عورت مامینا نے میرے دماغ پر کوئی پچیس برس پہلے ایک گہرا اثر کیا تھا جیسا کہ ان تمام لوگوں پر بھی کیا تھا جو اس سے وابستہ رہے تھے یا جو اس سے ملے تھے چنانچہ یہ ممکن تھا کہ وہ ہمیشہ میرے خیالات میں بسی رہتی کیونکہ آدمی سب کچھ تو بھول سکتا تھا لیکن ان عورتوں کو نہیں بھول سکتا جو اس پر مہربان رہی ہوں کیونکہ یہ قدرت کا ایک اٹل قانون ہے۔"

اس کے علاوہ مامینا وہ عورت تھی جس کو بھلانا یوں بھی ممکن نہ تھا کیونکہ وہ اپنے طور پر بے حد حسین اور اپنے وحشیانہ انداز میں بے حد دل نشین تھی۔ اس کے علاوہ اسی کی وجہ سے وہ جنگ ہوئی تھی جس میں ہزاروں جانیں گئی تھیں اور آخر میں یہ کہ اس کی موت بڑی شاندار تھی۔ چنانچہ زکالی نے اپنی شاگرد نومبے کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ ساری باتیں میرے دماغ میں تازہ کر کے مامینا کی یاد کو ابھار دے اور یہ سارے اثرات جو میرے دل کی گہرائیوں میں تھے سطح پر لے آئے اور یہ کہ کر تو نومبے نے گویا اپنا کام انجام تک پہنچا دیا کہ وہ مامینا کو میرے آگے آگے چلتے دیکھ رہی تھی۔ اور پھر جب میں کھٹکا ہوا اور بھوکا تھا اور اس جگہ اور اس جھونپڑی میں تھا جہاں میری اس سے ملاقات ہوئی تھی اور پھر یا تو مجھ پر نوم توجہ کا عالم طاری کر کے یا آگ میں وہ سفوف پھینک کر، جو کسی قسم کی خواب آور دوا تھی، زکالی مامینا کا خیالی پیکر میری نظروں کے سامنے لانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

زکالی غالباً مجھے خوفزدہ کرنا چاہتا تھا اور اگر ایسا ہی تھا تو مجھے اعتراف ہے کہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا البتہ یہ فیصلہ میں

نہ کر سکا تھا اور آج تک نہیں کر سکا کہ ماسینا کو دیکھ کر میں زیادہ خوفزدہ تھا یا زیادہ خوش ہوا تھا کیونکہ ماسینا، جیسا کہ میں نے بار بار کہا، حسین تھی اور اپنے طور پر دل لبھا لینے والی اور میں جانتا تھا کہ وہ زندہ ہو یا مردہ مجھے اس سے کوئی خوف اور کوئی خطرہ نہ تھا:

لیکن نہیں۔ وہ ماسینا کا بھوت یا اس کی روح نہ تھی بلکہ وہ میرا واہمہ تھا، میرا خیال یا میری یاد تھی جو تصویر بن کر میرے سامنے آئی تھی اور یہ تصویر اس وقت کی تھی جب میں نے آخری دفعہ ماسینا کو دیکھا تھا جب اس کے بوسے کی گرمی میرے ہونٹوں پہ باقی تھی۔

چنانچہ ایسے تھے میرے خیالات جب زکالی کے جھونپڑے کے باہر کھڑا ہوا تھا اور میرے جسم کے مسامات سے ٹھنڈا پسینہ پھوٹ رہا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ میرے اعصاب ایکدم سے تن گئے تھے اور اس حد تک تن گئے تھے کہ جب ایک شخص اندھیرے میں سے نکل کر دبے پاؤں میرے قریب آیا تو میں یوں اچھلا جیسے میں نے کنڈلی مار کر بیٹھے ہوئے سانپ پر اپنا پیر رکھ دیا ہو۔ اور جب تک میں نے اسے اس کی آواز سے پہچان نہ لیا کہ وہ نوبیلے کے خادموں میں سے ایک تھا میرا دل بُری طرح سے دھڑکتا رہا۔ وہ مجھے یہ اطلاع دینے آیا تھا کہ کھانا تیار تھا اور یہ کہ دوسرے "عظیم سفید فام" میرا انتظار کر رہے تھے۔

اپنی راہبری میں وہ مجھے ان دو جھونپڑیوں کے سامنے لے آیا جو اس باڑے کے، جو زکالی کے جھونپڑے کے گرد تھی، پیچھے اور اس چٹان کے عین سامنے تھیں جس نے اوپر سے جھک کر یا آگے کی طرف لٹک کر قدرتی چھت سی بنا دی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جھونپڑیاں میری پچھلی ملاقات کے

بعد بنائی گئی تھیں کیونکہ، مجھے یاد تھا، جب میں پچھلی دفعہ یہاں آیا تھا تو یہ دونوں جھونپڑیاں نہ تھیں۔ اور میرا خیال غلط بھی نہ تھا کیونکہ جب میں نے معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ جھونپڑیاں بالکل نئی ہیں اس لئے کہ وہ ٹھنے، جو ستون کا کام دے رہے تھے، ابھی ہرے تھے اور چھت کی پھوس بھی خشک نہ تھی معلوم ایسا ہوتا تھا کہ یہ جھونپڑیاں خاص ہمارے قیام کے لئے ہی بنائی گئی تھیں۔"

ان میں کی ایک جھونپڑی میں ۔ یعنی اس جھونپڑی میں جو دائیں طرف تھی اور جو مجھے اور اسکوپیے کو دی گئی تھی ۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو منتظر پایا۔ کھانا بھی چنا ہوا تھا۔ کھانا اپنے طور پر لذیذ اور عمدہ پکا ہوا تھا اور یہ کھانا ہم نے ان موم بتیوں کی روشنی میں کھایا جو ہمارے پاس تھیں۔ کانجی خانساماں کی خدمت انجام دے رہی تھی ۔ کچھ ہی دیر پہلے میں بھوکا تھا لیکن اب پتہ نہیں کیوں میری بھوک مر گئی تھی چنانچہ میں نے بہت کم کھایا۔ ہیڈا اور اسکوپیے بھی مضمحل سے معلوم ہوتے تھے چنانچہ وہ بھی بے دلی سے کھا رہے تھے۔ جب تک ہم کھانے سے فارغ نہ ہوگئے اور کانجی برتن اٹھاکر جھونپڑی سے باہر الاؤ کے قریب بیٹھ کر کھانا کھانے چلی نہ گئی ہم تقریباً خاموش ہی رہے ۔ اور تب ہیڈا نے ایکدم سے بولنا شروع کیا اور کہا کہ یہ عجیب خوفناک مقام ہے اور یہ کہ اس کے دل پر ہیبت طاری ہوگئی ہے خصوصاً زکالی کی اور یہ کہ اسکا دل کہتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی خوفناک واقعہ ہونے والا ہے۔ اسکوپیے نے اس کی ڈھارس بندھانے کی ہر ممکن کوشش کی اور میں نے بھی اسے یقین دلایا کہ اس کا یہ خوف سراسر بے بنیاد ہے۔"

"اگر میرا خوف بے بنیاد ہے مسٹر کواٹرمین" ہیدا نے میری طرف گھوم کر کہا، "تو پھر خود تم اتنے خوفزدہ کیوں نظر آتے ہو؟ تمہارے چہرے کا رنگ تو یوں اڑا ہوا ہے جیسے تم نے بھوت دیکھ لیا ہو"

اس فوری ضرب نے۔ کیونکہ میں نے ایک ایسی چیز بہر حال دیکھی تھی جو بھوت نہ سہی بھوت جیسی ضرور تھی۔ مجھے جھنجھوڑ دیا اور اس سے پہلے کہ میں کوئی بہانہ گھڑھتا نوبیبے جھونپڑی میں داخل ہوئی اور کہا کہ وہ ہیڈا کو اس کی خوابگاہ" میں لیجانے آئی ہے۔ اس کے بعد مزید گفتگو کرنا فضول تھا۔ میرا مطلب ہے نوبیبے کی موجودگی میں رازدارانہ گفتگو نہ کی جا سکتی تھی ہر چند کہ وہ انگریزی کے چند الفاظ ہی جانتی تھی لیکن خیالات بھانپ لینے میں اپنی مثال آپ تھی۔ چنانچہ ہم سب جھونپڑی سے باہر آئے۔ میں اور نوبیبے الاؤ کے قریب ہی ٹھہر گئے تاکہ اسکو بیبے اور ہیڈا ایکدوسرے کو "شب بخیر" کہہ دیں۔

"نوبیبے! میں نے کہا" انکوسی کازی ہیڈ بیبا خائف ہے۔ اس جگہ کی چھائیں اس کے دل پر دباؤ ڈال رہی ہیں۔ راستے کھولنے والے کا چہرہ اسے خائف کر رہا ہے اور اس کے تنھے ہیڈا کو لرزا رہے ہیں تم سمجھ گئیں؟"

"سمجھ گئی میکومیزان اور میں جانتی تھی کہ ایسا ہو گا۔ روحوں کے اس مقام میں جب تم خود خوفزدہ ہو گئے تو پھر ہیڈا تو ایک ناتجربہ کار دوشیزہ ہے"

"ہمیں انسانوں سے خوف ہے، روحوں سے نہیں۔ خصوصاً اسوقت جبکہ زولولینڈ کی حالت چولہے پر چڑھی ہوئی ہنڈیا کی سی ہو رہی ہے" میں نے غصہ میں آکر کہا۔

"خیر، جیسا تم کہو میکومیزن" وہ بولی اور اس وقت اس کی متلاشی نظر اور مسکراہٹ مجھے بے حد نفرت انگیز معلوم ہوئی" کم سے کم تم نے یہ اعتراف تو کیا کہ تم خوفزدہ ہو بہر حال خاتون ہیڈ ینا کی طرف سے بے فکر رہو۔ میں اس جھونپڑی کے دروازے پر سوؤں گی اور جب تک زندہ ہوں اس کا بال تک بیکا نہ ہو گا کیونکہ خاتون ہاڈینا سے مجھے محبت ہو گئی ہے۔ کچھ بھی ہو جائے، تم کچھ بھی سنو یا دیکھو اس کی طرف سے مطمئن رہنا

"ٹھیک ہے لیکن ہو سکتا ہے نو مبے کہ تم مر جاؤ"

"ہاں یہ ہو سکتا ہے میکومیزن کہ میں مر جاؤں لیکن اطمینان رکھو اور یقین کرو کہ جب میں مر جاؤں گی تو ہیڈینا بالکل محفوظ اور ہر خطرے سے باہر ہو گی۔ جاؤ۔ سکون سے سو جاؤ اور زکالی کے جھونپڑے میں جو دیکھا اور سنا ہے اسکے خواب نہ دیکھنا"

اور اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

اس رات میں سکون سے نہ سویا بلکہ میری نیند بڑی پریشان رہی۔ پہلے تو یہ ہوا کہ اسکو مبے، جو میرے خیال میں دنیا کا سب سے زیادہ بے فکر اور بے پرواآدمی تھا اور ہر بات کو ہنس کر اڑا دیتا تھا، بے حد اداس تھا اور اس نے اپنی اس حالت کی اطلاع مجھے سونے سے پہلے بار بار دی۔ اس نے کہا کہ یہ جگہ بڑی منحوس اور نفرت انگیز تھی اور یہ کہ وہ لوگ، جنہیں وہ دیکھ نہ سکتا تھا، اسے دیکھ رہے تھے۔ خود میں بھی ایسا ہی محسوس کر رہا تھا لیکن میں نے یہ بات اپنے تک ہی رکھی۔ بہر حال جب میں نے اس سے کہا کہ یہ اسکا وہم ہے تو اس نے جواب دیا کہ کچھ بھی ہو بہر حال ان دیکھے وجہ زدے کو شدت سے محسوس کر رہا ہے اور کہا کہ خطرات میں مایوس اور پریشان ہونا اس کی

عادت نہیں۔ اور یہ اس نے غلط نہ کہا تھا۔"

"تو تم کہنا یہ چاہتے ہو کہ تم پھر کسی کا خون کرنے والے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں" اس نے جواب دیا" بلکہ اب میں مارا جاؤں گا یا شاید ایسا ہی کوئی واقعہ ہو گا۔ اور وہ بھی شاید اس بوڑھے بدمعاش وچ ڈاکٹر کے ہاتھوں جو میرے خیال میں انسان نہیں ہے۔"

"سچ تو یہ ہے اسکو بیے کہ تم سے پہلے اور بہت سے لوگوں نے بھی اس کے متعلق ایسا ہی کہا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ انسان ہے یا کیا ہے۔ بہر حال وہ مُردوں کے ساتھ رہتا ہے چنانچہ عام انسانوں سے مختلف ہے۔

"اور شیطان کے ساتھ بھی جس پہ وہ چڑھاوے یا بھینٹ چڑھاتا ہے۔ مجھے خوف ہے ایلین کہ وہ ہیڈا کے ساتھ کوئی شرارت نہ کرے۔ چنانچہ میں اپنے لئے نہیں بلکہ ہیڈا کے لئے متفکر اور پریشان ہوں۔ میں پوچھتا ہوں ایلین! تم یہاں آئے ہی کیوں؟"

"اس لئے کہ تم خود چاہتے تھے اور اس لئے بھی کہ تمہارے لئے یہی محفوظ ترین جگہ تھی۔ دیکھو یار۔ ہمیشہ مصیبت اور مشکل عورت کی طرف سے اور اس کی وجہ سے آتی ہے۔ جب آدمی اکیلا ہوتا ہے تو ۔ وغیرہ وغیرہ۔ یعنی تم جانتے ہو کہ کیا ہوتا ہے، تم پہلے ہر بات پر ہنسا کرتے تھے لیکن اب جبکہ تم نے اپنی جوڑ تلاش کر لی ہے تمہاری ہنسی رخصت ہو گئی ہے۔ بہر حال ہر مرد کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے چنانچہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے اور تمہیں اب یہ سب کچھ برداشت کرنا ہے۔ آدم جنت میں بے حد خوش اور مزے میں تھے اور پھر اماں حوا پیدا کی گئیں اور اس کے بعد جو کچھ ہوا اس سے سبھی واقف ہیں۔ یعنی اس کے بعد آدم کی بقیہ زندگی جذباتیت، پریشانیوں

خاندانی جھگڑوں، اداسی، تفکرات، محنت و مشقت اور کانٹوں پر گزری۔
اگر تم نے بھی اپنی حوّا کو اس کے حال پر چھوڑ دیا ہوتا تو تم بھی اس وقت مزے میں ہوتے لیکن تم نے ایسا نہیں کیا اور سچ تو یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ یہ قدرت کا اٹل قانون ہے اور اس نے مرد کو ایسا ہی بنایا ہے۔"
"یہ تمہارا تجربہ بول رہا ہے ایلن" اسکیمبے نے کہا" ہاں۔ یاد آیا۔ وہ لڑکی نوجبے، جب وہ تاروں کی طرف دیکھتی نہیں یا جب منتر نہیں گنگناتی، تب وہ ہیڈا سے تمہارے اور ایک لڑکی ماسینا کے متعلق کچھ کہتی رہتی ہے۔ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ تم اس لڑکی ماسینا سے اسی جگہ یا اس کے قریب و جوار میں متعارف ہوئے تھے اور اسی جگہ بقول نوجبے، تم سب کے سامنے اس کے بوسے لیتے تھے اور یہ عادت تمہارے کردار سے میل نہیں کھاتی یہ واقعہ، نوجبے کا کہنا ہے کہ اس کی پیدائش سے پہلے کا ہے۔ نوجبے یہ بھی کہتی ہے۔ یعنی کاجی نے اس کی باتوں کا جو ترجمہ سنا ہے اس کے مطابق۔ کہ آج سہ پہر کے وقت ایک بار پھر تمہاری ملاقات ماسینا سے ہوئی اور چونکہ اس لڑکی ماسینا کو مرے ایک عرصہ ہوا اس لئے یہ آج سہ پہر کی ملاقات کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی چنانچہ مناسب ہو گا کہ تم اس پر روشنی ڈالکر میری الجھن دور کر دو۔"
"ہیڈا کے متعلق تو یہ ہے" میں نے دوسری باتوں کو قابلِ توجہ نہ سمجھ کر کہا، "کہ تم اس کی طرف سے بے فکر رہو زکالی جانتا ہے کہ وہ میری حفاظت میں ہے اور زکالی مجھے فی الحال ناراض کرنا یا مجھ سے جھگڑا کرنا نہیں چاہتا لیکن چونکہ یہاں تم بے چین سے ہو اس لئے بہتر یہی ہے کہ کل علی الصبح ہم یہاں سے چلے جائیں۔ ہم کہاں جائیں گے اسکا فیصلہ بعد میں ہونا رہے گا۔

اب مجھے نیند آرہی ہے چنانچہ یہ بحث بند کر دو۔"

یہ تو میں اوپر کہیں کہہ چکا ہوں کہ مجھے پرسکون نیند نہ آئی اور جب بھی میری آنکھ لگی مجھے بھیانک خواب نظر آئے اور خواب میں میں نے مرتے ہوئے انسانوں کی چیخیں سنیں، چڑھا ہوا دریا دیکھا جس کا پانی خون سے سرخ تھا۔ ایک آدمی کو دیکھا جس کا چہرہ تو میں دیکھ نہ سکا لیکن اس کے لباس سے معلوم ہوا کہ وہ زولو بادشاہ تھا۔ وہ بھاگ رہا تھا اور مارے تھکن کے برا حال ہو گیا تھا، لڑکھڑا رہا تھا اور ٹھوکریں کھا رہا تھا۔ ایک زبردست شکاری کتا اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ راستہ سونگھتے ہوئے کتے نے سر اٹھایا تو معلوم ہوا کہ اسکا سر زکالی کا تھا حالانکہ پورا جسم کتے کا تھا۔ یہ کتا بھونکنے کے بجائے ہنسا اور پھر ایک لڑکی جس کے تانبے کے زیورات چلنے میں کھنک رہے تھے، آئی اور میرے قریب بیٹھ گئی اور اس نے میرے کان میں کہا "اس روحوں کی وادی میں ہمیں آپس میں باتیں کئے پچیس برس گزر گئے اور اس سے پہلے کہ ہم دوبارہ ایک دوسرے کے روبرو بیٹھیں اور کئی برس گزر جائیں گے......"

اور یہاں وہ خاموش ہو گئی حالانکہ میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اور کتنے برس گزریں گے لیکن مصیبت یہ ہے کہ ہر خواب بس ایسی ہی جگہ ختم ہو جاتا ہے۔ خواب ہمیں وہی دکھاتے اور بتاتے ہیں جو ہم جانتے ہیں اور جو ہم جانتے نہیں اس کے متعلق کچھ نہیں بتاتے۔ کم سے کم عام قاعدہ تو یہی ہے۔

میری آنکھ ایکدم سے کھل گئی۔ جھونپڑے میں گرمی اور گھٹن محسوس ہو رہی تھی اور اسکو بیے کے پرسکون تنفس کی آواز بھی میرے دل میں حسد کا جذبہ پیدا کر رہی تھی چنانچہ میں نے کوٹ پہنا، جھونپڑے کے دروازے

پھر سے چوبی تختہ ہٹایا اور باہر کھلی ہوئی ہوا میں آگیا۔ رات خاموش تھی، تارے پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے اور سامنے الاؤ میں انگارے اب بھی دہک رہے تھے۔ اسی الاؤ کے قریب کمبل اوڑھے کوئی بیٹھا ہوا تھا۔ ایک لکڑی کا ٹکڑا، جسے آگ نے کھا لیا تھا، ٹوٹ کر انگاروں پر گرا اور سلگنے لگا اور اس کی روشنی میں میں نے دیکھا کہ الاؤ کے قریب بیٹھی ہوئی ہستی کوئی اور نہیں بلکہ نومبے تھی۔ وہ لافانی تبسم بدستور اس کے ہونٹوں پر موجود تھا اور یہ مسکراہٹ ان پوشیدہ باتوں کے علم کا پتہ دے رہی تھی جو لحہ بہ لحہ اس کی روح کو بالیدگی بخش رہی تھیں۔ اس کے ہونٹ ہلتے جیسے وہ کسی دکھائی نہ دینے والے ساتھی سے باتیں کر رہی ہو۔ اور وقتاً فوقتاً وہ۔ جیسے کسی کی ہدایت سے۔ چٹکی بھر راکھ اٹھاتی اور ہیڈا یا ہماری جھونپڑی کی طرف پھونک مار کر اڑا دیتی۔

جی ہاں۔ جب ہر شریف اور مہذب عورت کو سونا چاہیئے تب نومبے ایسا کر رہی تھی اور اس کا یہ کام کوئی شیطانی رسم سی معلوم ہوتی تھی۔

"یا تو اپنے آقا زکالی سے باتیں کر رہی ہے یا پھر ہم پر جادو کر رہی ہے۔ لعنت ہو اس پر" میں نے دل میں کہا اور خاموشی سے واپس جھونپڑی میں رینگ آیا۔ بعد میں خیال آیا کہ نومبے کا مقصد شاید کچھ اور تھا۔ یعنی یہ دیکھنا کہ ہم میں سے کوئی بھی جھونپڑی سے باہر نہ آنے پائے۔

بقیہ رات جیسے تیسے گزری۔ ایکدفعہ مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے میں کچھ آوازیں سن رہا رہا ہوں۔ بہت سے پیروں کی چاپ اور پھر حکم دیتی ہوئی ایک نیچی آواز لیکن اس کے بعد میں نے پھر کوئی آواز نہ سنی اس لئے اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرا وہم تھا۔ چنانچہ میں آنکھیں کھولے پڑا رہا اور صورت

حال پر غور کرتا رہا یہانتک کہ میرا سر درد کرنے لگا۔ میں سوچ رہا تھا کہ ہم اس لعنتی کالے غار اور زکالی سے بچ کر کس طرح نکل سکتے ہیں اور زولولینڈ سے کس طرح بھاگ سکتے ہیں اور زولولینڈ اس وقت سفید فاموں کے لئے خطرناک مقام ہے۔

مجھے ایک راستہ نظر آیا۔ یعنی یہ کہ سیدھے "ڈونڈے" چلے جائیں جو ناٹال کی سرحد پر تھا اور اس کے بعد قسمت اور خدا پر بھروسہ کریں۔ اگر ہم راڈ کے قتل کی وجہ سے مصیبت میں پھنس گئے تو پھر جو ہوگا وہ دیکھا جائیگا۔ اگر ہمارے خلاف شہادت مہیا ہو بھی گئی تو ہم یہ ثابت کرسکیں گے کہ راڈ کا قتل ہماری خود حفاظتی کے سلسلے میں ہوا ہے کیونکہ وہ باسوتو لوگوں کے ہاتھوں خود ہمیں قتل کروا دینا چاہتا تھا۔ اور اب میں نے سوچا کہ شروع سے ہی یہ راستہ اختیار نہ کرکے میں نے سخت حماقت کی تھی لیکن جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ مجھے یہ خوف تھا کہ کہیں اسکوٹ اور ہیڈا اس فضیحتے میں نہ پھنس جائیں جو ان کے پورے مستقبل پر سایہ فگن رہے اسکے علاوہ مقدر ہی مجھے اپنے ساتھ زولولینڈ میں گھسیٹ لایا تھا۔

چنانچہ یوں ہی سوچتا رہا یہانتک کہ جھونپڑی کے اس سوراخ میں سے جو دھواں نکلنے کے لئے بنایا گیا تھا، اندھی روشنی اندر رینگ آئی اور معلوم ہوا کہ صبح قریب تھی۔ میں آہستہ اور خاموشی سے اٹھا کیونکہ اسکوجے کی نیند خراب کرنا نہ چاہتا تھا۔ میں نے کپڑے پہنے اور جھونپڑی سے باہر آگیا۔ میں نوسیے کی تلاش کرکے زکالی کے پاس بھیجنا چاہتا تھا کہ وہ اسے جاکر میرا پیغام دے کہ میں اس سے اسی وقت ملنا چاہتا ہوں۔ میرا خیال تھا کہ وہ اب بھی الماشہ کے قریب بیٹھنو ہوئی ہوگی لیکن صبح کی کچی روشنی میں

نظر آیا تھا کہ وہ غائب تھی اور یہ کہ اب تک کوئی بھی بیدار نہ ہوا تھا ایک طرف
سے گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز آئی اور میں اس طرف چلا اور دیکھا کہ چٹان
کے چھجے کے سائے میں ہمارا چھکڑا اور گھوڑے موجود تھے اور گھوڑوں کے
سامنے بہت سا چارہ رکھا ہوا تھا۔ اس روشنی میں جہاں تک میں دیکھ سکا
اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑوں کے ساتھ کوئی واقعہ نہ ہوا تھا سوائے اس کے
کہ وہ تھکے ہوئے تھے کیونکہ ان میں کے تین ابھی لیٹے ہوئے تھے۔ میں اس
باڑ کے پھاٹک کی طرف چلا جو زکالی کے جھونپڑے کے چاروں طرف کھڑی
کی گئی تھی۔ میرا ارادہ تھا کہ میں پھاٹک پر اس وقت تک کھڑا رہوں گا
جب تک خود زکالی یا اس کا کوئی خادم نمودار نہیں ہوتا۔

میں پھاٹک تک پہنچ گیا اور اسے کھولنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ وہ
اندر سے بند تھا۔ چنانچہ میں وہیں بیٹھ گیا، اپنا پائپ سلگایا اور انتظار
کرنے لگا۔ اس جگہ غیر ارضی سی خاموشی تھی۔ کم سے کم مجھے تو ایسا ہی معلوم
ہوا۔ سورج پہاڑ کے پیچھے طلوع ہو چکا تھا کیونکہ آسمان اس کی ابتدائی
سرخ کرنوں سے روشن تھا لیکن یہ کالی گھاٹی اور اسکی عجیب شکلوں والی
چٹانیں اب تک اندھیرے میں تھیں اور یہ اندھیرے سائے میرے دل
پر ایک عجیب طرح کی ہیبت طاری کر رہے تھے غالباً اس لئے کہ میں
نہ صرف رات بھر جاگا تھا بلکہ پریشان بھی تھا۔ اس کے علاوہ میں زبردست
اعصابی ہیجان میں مبتلا تھا اور جیسا کہ ثابت ہوا میرا یہ ہیجان بے وجہ
نہ تھا کیونکہ چند ثانیوں بعد ہی میں نے ایسی آوازیں سنیں جیسے باڑ کے دوسری
طرف لوگ چل پھر رہے ہوں ساتھ ہی سرگوشیوں کی آوازیں بھی آئیں۔
پھر یکایک پھاٹک کھل گیا اور اس میں سے بارہ تیرہ زولو سپاہیوں نے

نکل کر مجھے اپنے گھیرے میں لے لیا۔

بہت دیر تک وہ میری طرف اور میں ان کی طرف دیکھتا رہا کیونکہ اپنے اصول کی بنا پر میں بات کرنے میں پہل نہ کرنا چاہتا تھا اس کے علاوہ اگر یہ لوگ میرا خاتمہ کر دینا چاہتے تھے تو پھر کچھ بھی کہنا فضول تھا۔ آخر کار ایک سفید بالوں اور پتلی ٹانگوں اور توند والے زولو نے، جو ان کا سردار تھا، مجھے سلام کر کے کہا۔

"صبح بخیر اے میکومیزن"

"صبح بخیر اے سردار جس کا نام اور کام میں نہیں جانتا" میں نے جواب دیا۔

"میکومیزن! وہ ہوائیں پہاڑ کو جانتی ہیں جو اس پر سے گزرتی ہیں لیکن پہاڑ ہواؤں کو نہیں جانتا کہ انہیں دیکھ نہیں سکتا" اس نے بڑے شاعرانہ انداز میں جھک کر کہا۔ مطلب اسکا یہ تھا کہ لوگ اس شخص سے واقف ہوتے ہیں حالانکہ وہ شخص ان کے وجود سے بے خبر ہوتا ہے۔

"شاید۔ سردار۔ تاہم پہاڑ ہواؤں کو محسوس تو کر سکتا ہے۔ میں نے جواب دیا اور یہ بھی کہنا چاہتا تھا کہ انہیں سونگھ بھی سکتا ہے کیونکہ میں ان کے جسموں کی بو سونگھ رہا تھا اس لئے کہ یہ کافر کئی دنوں سے نہائے نہ تھے۔

"میرا نام گوزا ہے اور اے میکومیزن! میں بادشاہ کا فرستادہ ہوں"

"اچھا۔ تو بادشاہ نے تمہیں یہاں مجھے قتل کرنے بھیجا ہے؟"

"فی الحال تو نہیں۔ میرا مطلب ہے اگر تم بادشاہ کا حکم بجا لائے تو ایسی کوئی بات نہ ہو گی"

"اور بادشاہ کا حکم کیا ہے؟"

" یہ میکومیزن کہ تم چونکہ بادشاہ کے دوست ہو اس لئے اس کے پاس چلو اور اس سے ملاقات کرو۔"

"اور گوزا میں راستے میں بادشاہ سے ملاقات کر کے ہی آگے جانے کا ارادہ کر چکا تھا" میں نے جواب دیا حالانکہ یہ سچ نہ تھا لیکن اگر جھوٹ سے جان بچتی ہو تو پھر جھوٹ بولنے میں کوئی ہرج نہیں" میں اور میرے دوست کھانا کھالیں تو پھر میں اور میرے ساتھی تمہارے ساتھ ہی بادشاہ کے کرال اولونڈی کی طرف روانہ ہو جائیں گے"

" نہیں میکومیزن۔ بادشاہ نے تمہارے ساتھیوں کے متعلق کچھ نہیں کہا جن کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ اس نے کچھ نہیں سنا اور یہیں بھی یہاں آکر معلوم ہوا کہ تمہارے ساتھ دوسرے بھی ہیں اس کے علاوہ اگر تمہارے یہ دوست سفید فام ہیں تو بہتر یہی ہوگا کہ تم بھولے سے بھی بادشاہ کے سامنے یا کسی کے سامنے بھی ان کا ذکر نہ کرو گے کیونکہ بادشاہ کا حکم ہے کہ زولولینڈ میں جو بھی سفید فام نظر آئے اسے فوراً قتل کر دیا جائے سوائے میکومیزن کے"

"ایسی بات ہے گوزا؟ تو جیسا کہ تم نے سمجھ ہی لیا ہوگا کہ یہاں میں اکیلا ہوں، میرا کوئی دوست نہیں ہے البتہ بات یہ ہے کہ میں اتنے ... سفر کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

" بے شک میں نے سمجھ لیا ہے کہ تم اکیلے ہو اور تمہارا کوئی دوست نہیں ہے۔ کیوں ایسا ہی ہے نا میرے بھائیو؟"

" بے شک۔ بے شک۔ ہم سمجھ گئے" ان سب نے ایک زبان ہو کر کہا اور ان میں سے ایک نے اضافہ کیا" اور ایسا ہی ہم بادشاہ سے کہیں گے۔"

" کس قسم کے کمبل تم پسند کرتے ہو؟ سادے اور بھورے یا نیلی دھاریوں

والے سفید" میں نے پوچھا کہ یہ لوگ کمبلوں کے لالچ میں اپنے وعدے پہ قائم رہیں گے۔

"بھورے کمبل گرم ہوتے ہیں میکومیزن اور جلدی گندے بھی نہیں ہوتے" گوزا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ جب وقت آئے گا تو میں یاد رکھوں گا"

"عرصے سے مشہور ہے کہ میکومیزن کا وعدہ وہ درخت ہے جسے نہ تو ہاتھی گرا سکتا ہے اور نہ جسے دیمک لگ سکتی ہے" گوزا نے کہا اور یوں اپنا یہ یقین ظاہر کر دیا کہ جلد یا بدیر اسے اور اس کے ساتھیوں کو کمبل مل جائیں گے اور یہ میں تمہیں بتا دوں کہ بعد میں جنگ کے بعد ان میں سے جو لوگ زندہ رہے انہیں اور جو زندہ نہ تھے ان کے گھر والوں کو یہ کمبل مل گئے کیونکہ کا فرد ہوں سے میں نے جب بھی کوئی وعدہ کیا ہے اسے پورا کیا ہے۔

"اچھا" گوزا نے کہا" اب انکوسی روانگی کے لئے تیار ہو جائیں گے کہ آج ہمیں طویل سفر کرنا ہے؟"

"ناممکن" میں نے کہا، "کھانے سے پہلے میں روانہ نہیں ہو سکتا کیونکہ کل کی خوراک پہ کسی نے سفر کیا ہے کبھی؟ اس کے علاوہ مجھے گھوڑے پہ زین کسنا ہے" اپنا سامان سمیٹنا ہے اور اپنے میزبان زکالی سے رخصت ہونا ہے"

"گوشت تو تمہارے پاس بہت ہے چنانچہ راستے میں تم بھوکے نہ رہو گے میکومیزن تمہارا گھوڑا اور تمہارا کل سامان بھی پہنچ جائے گا کیونکہ اگر تم اپنے تیز رفتار گھوڑے پہ سوار ہوئے اور تم نے فرار ہو جانا چاہا تو ہم تمہیں کیسے پکڑ سکیں گے اور اگر تم نے اپنی بندوقوں سے ہمیں چھید ڈالنا چاہا تو ہم

اپنے آپ کو کس طرح بچا سکیں گے کہ ہمارے پاس تو صرف بھالے ہی ہیں؟ رہا راستے کھینے والا تو اس کے خادموں نے بتایا ہے کہ وہ آج سارا دن سونا چاہتا ہے کہ خواب میں روحوں سے باتیں کرے چنانچہ اس سے رخصت ہونے کے لئے تمہارا رکے رہنا فضول ہے اس کے علاوہ بادشاہ کا حکم ہے کہ تمہیں فوراً اس کے پاس پہنچایا جائے۔"

اس کے بعد چند ثانیوں تک خاموشی کا وقفہ رہا اور اس اثنا میں میں صورت حال پر غور کرتا رہا اور زولو بڑی دلچسپی سے میری طرف دیکھتے رہے۔ گوزا نے اپنے کان کی لو کے بڑے سوراخ میں اٹکی ہوئی نسوار کی ڈبیہ نکال کر تھوڑی سی نسوار اپنی ہتھیلی پر رکھی، مجھے پیش کی، میرے نفی میں سر ہلانے پر ایک ہی "سڑاکے" میں ساری نسوار اپنے پھیلے ہوئے نتھنوں میں چڑھائی اور پھر یوں کہا:

"میکومیزن! بادشاہ کا حکم (چھینک) ہے کہ اگر ہو سکے تو ہم تمہیں اس کے پاس زندہ پہنچا دیں اور اگر نہیں (چھینک) تو پھر مردہ۔ اب تم کہو کہ تمہیں بادشاہ کی خدمت میں کس طرح حاضر ہونا پسند ہے؟ زندہ یا مردہ؟ (چھینک) غالباً تم اولینڈی مردہ جانا پسند کرو گے کیونکہ اس طرح۔ ہائے۔ کیا زوردار نسوار ہے جو مجھے عورتوں کی طرح رلا رہی ہے۔ تم پیدل چلنے کی زحمت سے بچ جاؤ گے لیکن اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہیں اٹھا کر لے جائیں لیکن پہلے ایک کاغذ پر لکھ دو کہ ہمیں کمبل مل جائیں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تمہاری ہڈیاں تک وعدہ وفا کرنے کے لئے بے چین ہوں گی۔"

میں نے سنا اور ایک خیال مجھے سوجھا اور غالباً یہی خیال گوزا کو بھی سوجھا تھا۔

"میں نے سنا گوزرا" میں نے کہا" اور میں پیدل ہی اولونڈی کے لئے روانہ ہو نگا۔ تاکہ تم مجھے اٹھا کر لے جانے کی زحمت سے بچ جاؤ۔ لیکن چونکہ وقت خراب ہے اور حادثات ہوتے رہتے ہیں اس لئے وہ الفاظ لکھے دیتا ہوں کہ جو اگر ذیج ڈاکٹر بیس نو مبے کو نہ دیئے گئے تو وقت آنے پر گولیوں میں تبدیل ہو جائیں گے بشرطیکہ میرا انجام میری پیٹھ پر ہوا!"

"الفاظ جلدی سے لکھے وہ میکومیزن اور وہ نو مبے کے ہاتھ میں پہنچا دیے جائیں گے" گوزرا نے کہا۔

چنانچہ میں نے جیبی ڈائری نکال کر لکھا۔۔

"عزیز اسکو مبے ۔۔

یہاں کچھ سازش ہو رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں زکالی کا ہاتھ ہے۔ مسلح زولوؤں کی ایک ٹولی مجھے کاٹو وایو کے پاس اولونڈی لیجا رہی ہے اور یہ لوگ مجھے تم سے ملنے کی اجازت نہیں دے رہے، غالباً زکالی کے حکم سے۔ اب تم اپنے اور ہیڈا کے لئے جیسا مناسب اور بہتر سمجھو ایسا ہی کرو۔ اگر ہو سکے تو ناٹال کی طرف فرار ہو جاؤ۔ بے شک اگر ممکن ہوا تو میں تمہاری مدد کروں گا لیکن اگر جنگ ہونے والی ہے تو کاٹو وایو شاید مجھے قتل کر دے۔ میرے خیال میں تم نو مبے پر اعتبار کر سکتے ہو۔ اس کے علاوہ زکالی بھی تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے گا الا یہ کہ وہ ایسا کرنے کے لئے مجبور کیا جائے حالانکہ مجھے یقین ہے کہ اس نے اپنے کسی خاص اور شیطانی مقصد کے تحت یہاں پھنسا لیا ہے۔ نو مبے کے ذریعہ اسے یہ کہلوا دینا کہ اگر تم دونوں میں سے کسی ایک کا بال بھی بیکا ہوا تو میں اسے زندہ نہ چھوڑوں

گا اگر میں خود زندہ رہا اور اگر میں مر گیا تو بعد میں اس کا حساب چکاؤں گا۔ خدا تم دونوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ ہمت نہ ہارنا اور ہوشیار رہنا۔

تمہارا دوست
ایلین کواٹر مین۔

یہ صفحہ میں نے ڈائری میں سے پھاڑ کر تہہ کیا اس پر پتہ لکھا اور گوزا کو دیتے ہوئے کہا:۔

"ہرچند کہ یہ کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے لیکن اصل میں یہ چیدہ کمبل ہیں بشرطیکہ کاغذ کا یہ ٹکڑا فوراً نومبے کو دے دیا جائے۔"

گوزا نے اس بات میں سر ہلا کر میرا یہ خط اپنے ایک ساتھی کو دیا جو اسی وقت اٹھکر ہماری جھونپڑیوں کی طرف چلا گیا۔

"تو معلوم ہوا" میں نے دل میں کہا" کہ نومبے اس سارے معاملے سے واقف ہے چنانچہ ثابت ہوا کہ یہ سارا کیا دھرا زکالی کا ہی ہے اور اسی لئے نومبے نے گذشتہ رات مجھ سے وہ عجیب باتیں کی تھیں"

"میکومیزن! اب ہمیں چلنا چاہیے اور تم نے کہا ہے کہ یہ سفر تم اپنی ٹانگوں پر کرنا پسند کرتے ہو" گوزا نے معنی خیز نظروں سے اپنے بھالے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:۔

"چلو۔ میں تیار ہوں۔ میں نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔

چند ثانیوں تک میں اس پھاٹک کی طرف دیکھتا رہا جو باڑ میں تھا اور سوچا کہ کیوں نہ ایکدم سے بھاگ کر پھاٹک میں گھس جاؤں اور زکالی کے پاس

پناہ لوں؟ نہیں۔ یہ خطرناک بات ہے کیونکہ زکالی اپنی جھونپڑی میں بیٹھا یہ سب کچھ کمرہ دار رہا تھا اور ہو سکتا تھا کہ وہ مجھے پناہ دینے بلکہ مجھ سے ملنے سے بھی انکار کر دے اس کے علاوہ یہ بھی ممکن تھا کہ اس سے پہلے کہ میں اس تک پہنچ پاؤں گوزا یا اس کے کسی ساتھی کے بھالے کا چوڑا پھل میرے دل تک پہنچ جائے۔ چنانچہ سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو جاتا۔ اس کے باوجود میں نے اونچی آواز میں کہا :

"زکالی! مجھے افسوس ہے کہ تمہیں کوئی تحفہ دیے بغیر میں جا رہا ہوں کیونکہ یہ لوگ مجھے میری مرضی کے خلاف اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں لیکن ہماری ملاقات پھر ہو گی اور تب میں تم سے اس معاملے کے متعلق گفتگو کروں گا۔"

باڑ کی دوسری طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور پھر گوزا نے یہ بھی کہا کہ اسے چیخ و پکار بالکل پسند نہیں جس کی وجہ سے وہ بعض اوقات ایسا کام کر گزرتا ہے جس پر بعد میں اسے پچھتانا پڑتا ہے۔ چنانچہ میں خاموش ہو گیا۔

اور پھر ہم روانہ ہو گئے میں زولوؤں کے نرغے میں تھا اور میرا دل خوف سے بوجھل تھا اور یہ خوف اس کا تھا کہ خدا جانے میرے ساتھ اور جنہیں میں یہاں چھوڑے جا رہا ہوں ان کے ساتھ کیا واقعہ ہو۔

ہم کالے غار کی بلندیوں پر سے اتر کر گھاٹی سے باہر کھلے میدان میں نکل آئے جہاں سنہری دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ چند میل چلنے کے بعد ہم ایک چھوٹے سے چشمے پر پہنچے۔ یہاں گوزا نے اعلان کیا کہ ہم کھانا کھانے کے لئے ٹھہر جائیں گے چنانچہ یہاں بیٹھ کر ہم نے وہ گوشت کھایا جو ٹھنڈا تھا اور ایک زولو نے اس ٹوکرے میں سے نکالا تھا جو وہ اٹھائے ہوئے تھا۔ بدمزہ اور بے ذائقہ کھانا تھا لیکن پیٹ کی آگ بہرحال بجھا رہا تھا۔ ہم کھانے سے

فارغ ہوئے ہی تھے کہ سامنے سے وہ زولو آتا نظر آیا جسے میرا خط دیا گیا تھا۔ وہ میری گھوڑی لئے آرہا تھا اور بڑی بات یہ کہ گھوڑی پر زین کسا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اس پر وہ تھیلے بھی تھے جن میں میرا ذاتی سامان بھرا ہوا تھا اور میرا کمبل، اوورکوٹ، گرم جامہ، پانی کی بوتل، تمباکو کا بٹوہ، دیا سلائی کی ڈبیہ اور دوسری تمام چھوٹی بڑی چیزیں تھیں۔ اس کے علاوہ زولو کے ایک شانے سے میری ڈبل ایکسپریس رائفل اور ہاتھی مار بندوق لٹک رہی تھی اور دوسرے شانے سے کارتوس کی پیٹی۔

میں نے اس سے پوچھا کہ میرا یہ سامان کس نے لاکر دیا اور اس نے جواب دیا کہ نومبے نے اور پھر وہی گھوڑا لے آئی زین کس کر کہ سامان اس پر لاد دیا جائے۔ وہ یہ نہ بتا سکا کہ گھوڑی پر زین کس نے رکھا کیونکہ وہ کسی سے نہیں ملا سوائے نومبے کے جس کو اس نے میرا رقعہ دیا اور نومبے نے وہ رقعہ خود اچھا لیا۔ مزید سوال پوچھنے پر اس نے مجھے بتایا کہ نومبے نے مجھے ایک پیغام بھیجا ہے۔

نومبے کا زبانی پیغام یوں تھا:

"میکومیزن کو میں قلیل عرصے کے لئے خدا حافظ کہتی ہوں یہاں تک کہ ہماری دوبارہ ملاقات ہو جائے۔ اچھی قسمت میکومیزن کا ساتھ دے میکومیزن کو جنگ میں کسی قسم کا خوف نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اگر وہ زخمی ہوا تب بھی اس زخم سے اس کی موت واقع نہ ہوگی کیونکہ اس کے ساتھ وہ جادو ہیں جنہیں وہ دیکھ نہیں سکتا اور وہی نظر نہ آنے والے اس کی حفاظت کریں گے۔ میکومیزن سے کہنا کہ میں، نومبے، صبح وہ بھولی نہیں جو میں نے رات کو کہا تھا اور یہ کہ مایوسی میں کبھی کبھی

امید کی کرن چمک جاتی ہے اور ناکامی کامیابی میں بدل جاتی ہے
میں میکومیزن کے لئے دعا کرتی رہوں گی۔ اس سے کہنا کہ اس کے
کپڑے دھونے کا وقت مجھے نہیں ملا البتہ مجھے سفید فاموں کی دوا
کی ڈبیہ مل گئی ہے۔"

اس ازولو سے میں مزید کچھ معلوم نہ کر سکا جو یا تو نرا احمق تھا یا قصداً احمق بن رہا تھا اور نہ ہی میں اس سے چھکڑے اور اس میں سفر کرنے والوں کے متعلق اس سے سوال پوچھنے کی جرأت کر سکا۔

تھوڑی دیر بعد ہی ہم پھر روانہ ہو گئے گوزا نے مجھے گھوڑی پر سوار ہونے کی اجازت نہ دی کیونکہ اسے خوف تھا کہ میں فرار ہو جاؤں گا اور نہ ہی اس نے مجھے بندوق اٹھوانے دی کہیں میں ان پر گولی نہ چلا دوں۔

دن بھر ہم چلتے رہے اور سہ پہر کے ختم ہونے سے پہلے فونگوما کی سطح مرتفع پر پہنچ گئے اس خوبصورت سطح مرتفع میں ایک کرال تھا۔ کرال میں کوئی نہ تھا سوائے دو بوڑھی عورتوں کے جو غالباً بہری اور گونگی تھیں کیونکہ میں ان سے کچھ معلوم نہ کر سکا۔ تاہم یہ دونوں عورتیں یا وہ کرال والے جو کہیں چھپ گئے تھے، ہماری آمد کے متوقع تھے کیونکہ ایک بچھڑا ذبح کیا اور چھیلا ہوا سینکنے کے لئے تیار رکھا ہوا تھا اور اس کے قریب ہی کافی بیر اور "ماس" یعنی جمے ہوئے دودھ کے تونبے رکھے ہوئے تھے۔

کچھ ہی دیر بعد ہم نے کھانا کھایا جس کے بعد میں نے گوزا کو برانڈی کا ایک تیز پیگ دیا۔ برانڈی کی یہ بوتل اسکومبے یا نومبے نے میرے سامان میں رکھ دی تھی۔ تیز شراب نے بوڑھے گوزا کی زبان پر لگا ہوا تالا کھول دیا اور میں اس سے کافی معلومات حاصل کرنے میں کامیاب

ہو گیا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ انگریزوں نے کاٹو والیو سے چند مطالبات کئے تھے۔
مطالبات کیا تھے ان کے متعلق گوزا نہ بتا سکا۔ اور اب بادشاہ اس مسئلے
پر غور کر رہا تھا کہ یہ مطالبات قبول کر لئے جائیں یا اعلان جنگ کر دیا جائے۔
قوم کے "بڑوں" کی بھی مشاورت چند ہی دنوں میں اولونڈی میں ہونے والی
تھی جس میں اس مسئلے پر بحث ہو گی۔ اس عرصہ میں سپاہیوں کے دستے جمع کئے
جا رہے تھے اور بقول گوزا کے ایسی زبردست فوج تیار ہو رہی تھی کہ شاکا
کے زمانے میں تیار نہ ہوئی تھی۔

"تو اس معاملے سے میرا کیا تعلق؟" میں نے پوچھا "کہ مجھے قیدی بنا کر جبراً اولونڈی
لے جایا جا رہا ہے حالانکہ میں ایک بے ضرر مسافر اور تاجر ہوں؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا میکومیزن کیونکہ میں بڑوں کی مجلس میں شریک نہ تھا"
گوزا نے جواب دیا۔

"لیکن میرا خیال ہے کہ کاٹو والیو تم سے ملنا چاہتا ہے کیونکہ تم زولوؤں کے
دوست ہو یا شاید وہ تمہیں بطور پیغامبر سفید فاموں کے پاس بھیجنا چاہتا
ہے۔"

"بادشاہ کو کیسے پتہ چلا کہ میں زولو لینڈ میں ہوں؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا کہ کس طرح البتہ یہ ضرور جانتا ہوں کہ زکالی نے
بادشاہ کو بتایا تھا کہ تم آرہے ہو۔ چنانچہ بادشاہ نے تمہیں لانے کے لئے مجھے
فوراً بھیج دیا۔

اس سے زیادہ میں اس سے کچھ معلوم نہ کر سکا۔

میں نے سوچا کہ اس بوڑھے زولو کو خوب سی شراب پلا کر اور اسے
مدہوش کر کے میں فرار ہو جاؤں۔ لیکن پھر میں نے فوراً ہی یہ خیال جھٹک دیا۔

اوّل تو اس لیے کہ نوزا اکیلا نہ تھا بلکہ اس کے ساتھ دوسرے زولو بھی تھے جو میرا راستہ روک سکتے تھے اور میرے پاس برانڈی اتنی نہ تھی کہ اسے مدہوش کر سکتا۔ اس کے علاوہ میں زولولینڈ کے قلب میں تھا چنانچہ اس سے پہلے کہ میں زولولینڈ کی سرحد پار کرتا دنیا کی سرحد پار کر جاتا اور پھر میرے فرار ہونے سے اسکوپیے اور بہیڑا مصیبت میں پھنس جاتے۔ چنانچہ میں نے فرار ہونے کا خیال ترک کر دیا۔

دوسرے دن علی الصبح ہم نونگوما سے روانہ ہوئے اور اس امید کے ساتھ کہ اگر دریائے ایوانا اور اوم فلوزی چڑھے ہوئے اور ناقابل عبور نہ ہوئے تو شام تک اولونڈی پہنچ جائیں گے۔ دونوں دریا چڑھے ہوئے ضرور تھے لیکن ناقابل عبور نہ تھے۔ چنانچہ ہم یہ دریا عبور کر گئے اس طرح کہ میں اپنی گھوڑی پہ سوار تھا اور دو زولو اس کی باگیں پکڑے اسے آگے کھینچ رہے تھے اس کے بعد ہم میلوں تک اس خاموش، ویران اور مہیب وادی میں چلتے رہے جس کا نام بیکامیزی تھا اور جو، زولو قسمیہ کہتے تھے، آسیب زدہ تھا اس گھاٹی میں شکار کثرت سے تھا لیکن انسانی آبادی نہ تھی۔ اس قدر گرم اور منحوس تھی یہ گھاٹی کہ یہاں جو خاندان آباد ہوئے تھے اور اس کی زرخیز زمین میں فصل اگائی تھی، ان میں کے زیادہ تر بخار میں مبتلا ہو کر مر گئے اور جو بچ رہے وہ کھڑی فصل چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس گھاٹی سے نکل کر ہم مالاہاٹانی کی خوفناک بلندیوں پر چڑھے، ایک جگہ ٹھہر کر کھانا کھایا اور پھر آگے روانہ ہوئے۔

آخرکار ہمیں ٹیلوں کی آغوش میں وہ وسیع مربعی میدان نظر آیا

جو اولونڈی کہلاتا تھا اور جو زولو قوم کا گہوارہ سمجھا جاتا تھا لیکن جو، سیاسی طور پر، اس قوم کا تابوت بننے والا تھا۔ مغرب کے ٹیلے پر کبھی نوباجبا کا کرال تھا جہاں شاکا کا باپ ساز نیکو کونا رہتا تھا۔ دریائے سفید اوم فلوزی کے قریب بانڈا کی رہائش گاہ تھی۔ یعنی نوڈونیگو۔ اور شمالی مشرقی ٹیلو نکی ڈھلان پر اولونڈی کا کرال تھا جس میں زولوؤں کا موجودہ بادشاہ کالٹووایو رہتا تھا۔ اس وقت اولونڈی غروب ہوتے ہوئے سورج کی کرنوں سے سرخ ہو رہا تھا۔

نہ صرف اولونڈی بلکہ پورا میدان سرخ تھا۔ جیسے خون سے سرخ ہو اور زولوؤں کی آخری جنگ میں اولونڈی کے لئے خون سے سرخ ہونا مقدر ہو چکا تھا۔

تیرھواں باب

کالٹووایو

جب ہم اولونڈی کرال میں پہنچے تو اندھیرا تھا کیونکہ ابھرتے ہوئے چاند کو بادلوں نے ڈھک رکھا تھا چنانچہ مجھے دکھائی تو نہ دیا البتہ بہت سی آوازوں اور کون جا رہا ہے۔ کی پکاروں سے معلوم ہوا کہ ہم جم غفیر کے درمیان سے گزر رہے تھے۔ آخر کار ہم مشرقی پھاٹک سے کرال میں داخل ہوئے اور مجھے ایک جھونپڑی میں پہنچا دیا گیا۔ وہاں پہنچتے ہی میں نے اپنے آپ کو بستر پر ڈال دیا۔ میں اسقدر تھکا ہوا تھا کہ میں نے کھانا بھی نہ کھایا اور فوراً ہی سو گیا۔

دوسرے دن صبح جب میں اس جھونپڑی کے جو گویا مہمان خانہ تھی اور جس کے چاروں طرف باڑ تھی، صحن میں بیٹھا ناشتے سے فارغ ہو رہا تھا کہ گوزا آ گیا

اور کہا کہ بادشاہ نے اسے، یعنی گوزا کو حکم دیا ہے کہ وہ مجھے ۔ میکومیزن کو ۔ فوراً اس کے حضور پہنچا دے ۔ گوزا نے مزید کہا :

"میکومیزن ! بادشاہ سے نرم لہجے میں گفتگو کرنا کیونکہ وہ بپھرا ہوا ہے اس وقت"

چنانچہ ہم مویشیوں کے وسیع عریض کرال میں سے گزرے جہاں دو ہزار سے زیادہ نوجوان زولو سپاہی ورزش کر رہے تھے اور ایسے طریقے سے کہ صاف ظاہر تھا کہ وہ جانتے تھے کہ انہیں یہاں صرف ورزش کرنے کے لئے نہیں بلکہ جان کی بازی لگا دینے کے لئے بلایا گیا ہے ۔ کرال کے کناروں پر بھی سینکڑوں سپاہی کھڑے ہوئے تھے ۔ وہ سب کے سب باتیں کر رہے تھے اور صاف ظاہر تھا کہ وہ بڑے جوش کے عالم میں تھے کیونکہ اپنی بات کو با اثر بنانے کے لئے وہ نہ صرف زمین پر پاؤں مار رہے بلکہ اکثر تو ہوا میں چھلانگیں لگا رہے تھے ۔ دفعتاً ان میں سے کئی ایک کی نظریں مجھ پر پڑیں اور ایک چھریرے بدن کے بلند قامت زولو نے چیخ کر کہا :

"ایسے وقت میں سفید فام اس لونڈی میں کیوں آیا جب کہ کوئی سفید فام اسکی جرأت نہیں کر سکتا ؟ قتل کر دو اسے اور اسکا سر ٹگولا کے اس پار انگریز افسر کے پاس بھیج دو تحفہ کے طور پر ۔ اس طرح اس جنگ اور امن کی طویل بحث کا خاتمہ ہو جائے گا ۔"

کئی ایک نے اس سے اتفاق کیا اور پھر دس بارہ سپاہی ایکدم سے میری طرف لپکے وہ اپنے ہاتھوں میں ڈنڈے سے لئے ہوئے تھے کیونکہ بادشاہ کے کرال میں ہتھیار لیکر آنا بے ادبی تھی چنانچہ اس کی اجازت نہ تھی ۔

گوزا نے انہیں روکنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن غصے میں بھرے ہوئے زولوؤں نے اسے ایک طرف دھکیل دیا بلکہ شاید اسے گرا دیا کیونکہ میں

نے اسے اس حالت میں دیکھا کہ وہ زمین پر چت پڑا ہوا تھا اور اس کی دونوں پتلی ٹانگیں ہوا میں اٹھی ہوئی تھیں۔

"میکہ میزن! اس کھڈ میں سے تمہیں اپنے آپ باہر نکلنا ہے" اس نے زمین پر پڑے ہی پڑے مجھے اپنی پتلی آواز اور پُروقار لہجے میں مخاطب کیا لیکن اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا کیونکہ کسی نے اس کے منہ پر پیر رکھ دیا اور گویا اسکی ایڑی میں اپنے دانت گڑو کر خاموش ہو رہا۔

وہ بلند قامت بدمعاش، جو اس سارے فساد کی جڑ تھا اور جس کا قد چھ فٹ تین انچ سے کم نہ تھا، ایکدم سے میرے سامنے آکھڑا ہوا اور گرج کر بولا:

"ہم تمہیں قتل کر دیں گے سفید فام۔"

میری جیب میں پستول تھا ہی اور میرا ہاتھ جیب کی طرف بڑھا بھی کہ اس گستاخ کو اڑا دوں لیکن پھر میں اس ارادے سے باز رہا کیونکہ اس سے کوئی فائدہ نہ تھا کیونکہ اس طرح میں ایک نئی مصیبت میں پھنس سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے ہاتھ سینے پر باندھ لئے اور بڑی بے پروائی سے پوچھا۔

"کیوں۔ سیاہ فام؟"

"اس لئے کہ تمہارا چہرہ سفید ہے۔"

"نہیں" میں نے جواب دیا "بلکہ اس لئے کہ تمہارا دل کالا ہے اور تمہاری آنکھوں میں خون بھر گیا ہے کہ جب تم میکہ میزن کو دیکھتے ہو تو اسے بھی نہیں پہچان سکتے۔"

"واہ" کسی نے کہا "بے شک یہ تو پاسبان شب ہے جسے ہمارے باپ دادا بھی جانتے تھے۔ اس سے نہ الجھو"

"نہیں" اسی بلند قامت شیطان نے کہا "میں اسے پاسبانی کے لئے اس دنیا

میں بھیج دوں گا جہاں ہمیشہ رات رہتی ہے ۔ ہاں ہیں ۔ کہ میں سفید چوہوں کے لئے ہمیشہ اپنے پاس ڈنڈا رکھتا ہوں“

اور اس نے اپنا ڈنڈا گھمایا۔

اور اب مجھے غصہ آگیا۔ اور میں موقع کا منتظر رہا اور یکایک میں نے اسے اڑنگا لگایا اور ساتھ ہی دائیں ہاتھ کا گھونسا اس کی کنپٹی پر رسید کر دیا اور وہ لڑکھڑا کر چت گرا۔

”کتے کی اولاد“ میں نے کہا ”اگر کسی ڈنڈے نے مجھے چھوا بھی تو مجھ سے پہلے تو اس دنیا میں پہنچ جائے گا جہاں ہمیشہ رات رہتی ہے“

اور میں نے پستول گھسیٹ کر نالی کا رخ اس کے سینے کی طرف کر دیا۔

وہ بہت دیر تک زمین پر ہی پڑا رہا۔ میں نہیں جانتا کہ اس معاملہ کا انجام کیا ہوتا اگر گوزا نے اٹھ کر جس کی ناک سے خون بہہ رہا تھا، اور چیخ کر یوں نہ کہا ہوتا :

”بیوقوفو! تم بادشاہ کے اس مہمان کو قتل کرنے چلے ہو جس پر بادشاہ نے اپنا کمبل ڈالا ہے ۔ تم لوگ آدمی نہیں ہو شراب سے بھرے ہوئے تونبے ہو“

”کیوں نہیں؟“ ان میں سے ایک نے کہا ”یہ سپاہیوں کی جگہ ہے اور بادشاہ کا گھر وہاں ہے ۔ اس بوڑھے گیدڑ کو دس بھالوں کے فاصلے تک بھاگنے دو ۔ اگر یہ بادشاہ کے گھر تک پہلے پہنچ گیا تو اپنے دوست سے مصافحہ کر سکتا ہے اگر نہیں تو پھر ہم اس کے خون اور گوشت اور کھال سے دوا بنائیں گے“

”ہاں ۔ ہاں ۔ بھاگو گیدڑ ۔ بادشاہ کے گھر کی طرف بھاگو“ دوسرے چلائے

اور اپنی ڈھالوں پر ڈنڈے بجانے لگے جس طرح کہ شکار کو بھگانے کے لئے ہانکا کرنے والے خالی کنستر وغیرہ بجاتے ہیں اور پھر وہ لوگ اِدھر اُدھر ہٹ گئے اور میرے بھاگنے کے لئے راستہ کھول دیا۔

جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک تگڑا اور دیو قامت آدمی، جس کے سر اور چہرے پر کمبل پڑا ہوا تھا، آیا اور ان شور کرتے ہوئے شرابیوں کے درمیان خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔ میں نے یونہی سوچا کہ یہ آنے والا کون ہو سکتا ہے!

"نہیں" میں نے کہا "میں نہیں بھاگوں گا کہ بادشاہ کے گھر میں پناہ لوں اور وہ میری جان بچائے۔ میں نہیں مروں گا لیکن تم میں سے اکثر مجھ سے پہلے مریں گے۔ گونزا! بادشاہ کے پاس جاؤ اور اسے بتاؤ کہ اس کے مہمان کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا"

اور میں نے اپنا پستول اٹھایا کہ اس شخص کے سینے میں پہلی گولی اتار دوں جس کا ڈنڈا سب سے پہلے بلند ہو۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں" ایک گونجدار آواز نے کہا۔ یہ اس کمبل پوش کی آواز تھی "کیونکہ خود بادشاہ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے لئے یہاں آگیا ہے"

اور پھر اس نے اپنے سر پر سے کمبل اتار پھینکا اور میرے سامنے کوئی اور نہیں بلکہ خود کالو والیو کھڑا ہوا تھا جو پہلے سے۔ جب میں نے اسے آخری دفعہ دیکھا تھا۔ بہت زیادہ موٹا ہو گیا تھا اور معمر بھی۔ لیکن بے شک بشبہ یہ کالو والیو ہی تھا۔

"بائیسیٹی" سب نے ایک زبان ہو کر اسے شاہی سلام کیا اور ان لوگوں

نے یہاں سے کھسک جانے کی کوشش کی جو مجھے قتل کرنے پہ تلے ہوئے تھے۔
"کوئی اپنی جگہ سے ہلے نہیں" کاڈوالیڈ نے کہا اور وہ سب یوں کھڑے رہے
جیسے ان کے پیر زمین میں گڑ گئے ہوں۔ میں نے پستول اپنی جیب میں رکھ لیا۔
"کون ہو تم سفید خام؟" کاڈوالیڈ نے مجھ سے کہا "اور یہاں کیوں آئے ہو؟"
"بادشاہ نے میکومیزن کو پہچان لیا ہوگا" میں نے اپنی ہیٹ اتار کر جواب دیا"
جیسے ڈنگان جانتا تھا، جیسے پانڈا اچھی طرح سے جانتا تھا اور جیسے بادشاہ
بھی اس وقت سے جانتا تھا جب وہ بادشاہ نہ تھا"

"بے شک۔ میں تمہیں جانتا ہوں" اس نے جواب دیا "حالانکہ جب ہم برسوں
پہلے آخری دفعہ ملے تھے تو تب سے لیکر اب تک تم دھوپ میں رکھی ہوئی کھال
کی طرح سکڑ گئے ہو اور وقت نے تمہاری ڈاڑھی میں سفیدی چھڑک دی ہے"
"اور بادشاہ اس بیل کی طرح ہو گیا ہے جو موسم باراں کے بعد کے موسم میں بھری ہری
چراگاہ میں چرتا رہا ہو۔ رہا یہ سوال کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں تو کیا خود
بادشاہ نے گوزا کے ذریعہ مجھے نہیں بلایا اور کیا مجھے یہاں یوں نہیں لایا گیا
جس طرح بچے کو کمبل میں لپیٹ کر ایک سے دوسری جگہ لیجایا جاتا ہے؟"
"آخری دفعہ ہماری ملاقات" اس نے میری بات سنی ان سنی کر کے کہا"
تو ڈونیگو میں اس وقت ہوئی تھی جب ساحرہ مامینا پر جادو کا مقدمہ
چلایا گیا تھا۔ یہ مامینا ہی تھی جس نے میرے بھائی کو پاگل کر دیا تھا اور
اس کی وجہ سے وہ عظیم جنگ ہوئی تھی جس میں تم نے بھی جنگ کی تھی۔
تمہیں یاد ہے نا میکومیزن کہ اس نے کس طرح تمہارا بوسہ لیا تھا، کس
طرح بوسوں کے درمیان زہر کھا لیا تھا اور ہمیشہ کے لئے خاموش ہونے
سے پہلے اس نے میرے متعلق الہامی الفاظ کہے تھے۔ اس نے کہا تھا کہ

میں خود اپنا خاندان برباد کروں گا اور اسی طرح مروں گا جس طرح وہ مری تھی۔ اس کے یہ الفاظ تب سے مجھے خواب میں بھی پریشان کر رہے ہیں اور ان دنوں مجھے کچھ زیادہ ہی ستا رہے ہیں۔ نیکو میزن! مرنے والی کی اسی پیشگوئی کے متعلق میں تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ زولو لینڈ میں ہر ایک یہی کہتا ہے کہ وہ ساحرہ صرف تم سے پیار کرتی تھی اور یہ کہ تنہا تم اس کے خیالات اور ارادوں سے واقف ہو سکتے ہو۔"

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں اس عورت مامینا کے متعلق سن سنکر عاجز آ گیا تھا لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی اسے بھولا نہ تھا۔

"لیکن اس کے متعلق ہم تنہائی میں باتیں کریں گے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ تم اپنی مرحوم محبوبہ کے متعلق سب کے سامنے باتیں کرنا پسند نہ کرو گے" کاٹیوایو نے کہا اور پھر ایک ہاتھ ہلا کر یہ موضوع ختم کر دیا اور پھر دفعتہً اس کا مزاج بدل گیا اس کے چہرے پر کی نرمی پر کر ختگی غالب آ گئی اور آنکھیں سرخ ہو گئیں اور وہ خوفناک نظر آنے لگا۔

"وہ کیا کیا کر رہا تھا؟" اس نے اس بلند قامت زولو کی طرف، جو اب بھی زمین پر پڑا ہوا تھا اور اٹھنے سے ڈرتا تھا، اشارہ کر کے گوزا سے پوچھا۔

"اے بادشاہ" گوزا نے جواب دیا "یہ میکو میزن کو قتل کرنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ میکو میزن سفید فام ہے حالانکہ میں نے اسے بتایا تھا کہ میکو میزن تمہارا مہمان ہے اور تمہارے ہی حکم سے میں اسے یہاں لایا ہوں۔ یہ میکو میزن کو دس بھالوں کے فاصلے تک بھاگنے کے لئے اور یوں اسی گوڈ ھلو (یعنی شاہی محل) کی طرف بھاگنے کے لئے مجبور کر رہا تھا کہ بھاگتے میں اسے مار سکے یعنی اس طرح کہ اسی گوڈ ھلو تک پہنچنے سے پہلے اگر اس کے آدمیوں

نے اسے جالیا تو وہ ڈنڈے مار مار کر میکومیزن کا خاتمہ کر دیں گے اور چونکہ یہ زولو سپاہی جوان اور میکومیزن عمر رسیدہ ہے اس لئے یہ لوگ اپنے ارادے میں کامیاب ہو جاتے۔ لیکن میکومیزن نے بلوا کئے سے انکار کر دیا اور حالانکہ میکومیزن دیکھنے میں چھوٹا ہے اس نے ایک ہی گھونسے میں گرا دیا اور وہ اب تک زمین پہ پڑا ہوا ہے۔ بس یہ ہے ساری بات اے بادشاہ۔"

"اٹھو رے کتے" کاٹوو ایو گرجا۔

زولو اٹھا۔ وہ کانپ رہا تھا کاٹووایو کے پوچھنے پر اس نے اپنا نام بتایا جو میں بھول گیا ہوں۔

"سنو کتے" کاٹووایو نے سرد لہجے میں کہا "گوزا نے جو کہا ہے وہ جھوٹ نہیں ہے کیونکہ یہ سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا۔ تم نے اپنے آپ کو بادشاہ سے بھی بڑھ کر سمجھ لیا اور اس شخص کو مار ڈالنے کی کوشش کی جس کی حفاظت کا ذمہ بادشاہ نے لیا ہے اور یوں تم نے بادشاہ کو بدنام کرنا چاہا اور بادشاہ کے محل کی دہلیز کو اس کے خون سے سرخ کرنا چاہا تاکہ سفید فام یقین کر لیں کہ بادشاہ پہلے پناہ دیتا ہے اور پھر اپنے کرال میں بلا کر قتل کر دیتا ہے۔ تم نے سفید فاموں کی نظروں میں گرانے اور ان کے سامنے مجھے جھوٹا اور ذلیل ثابت کرنے کی کوشش کی۔ میکومیزن! اب تم بتاؤ کہ اس گستاخ پر موت کس طرح نازل کی جائے اور میں اسی طرح موت اس پر نازل کروں گا۔"

"نہیں بادشاہ میں اس کی موت نہیں چاہتا" میں نے جواب دیا۔ "میرے خیال میں یہ اور اس کے ساتھی نشے میں ہیں۔ اسے جانے دو۔"

"ٹھیک ہے میکومیزن۔ میں اسے جانے دوں گا۔ اچھا۔ اب دیکھو کہ ہم

مویشیوں کے کرال کے عین بیچ میں ہیں اور مشرقی پھاٹک کا فاصلہ یہاں سے اتنا ہی ہے جتنا کہ گودھلو کا۔ اب اس آدمی کو دس بھالوں کی لمبائی کے فاصلے تک جا کر مشرقی پھاٹک تک بھاگنے دو جیسا کہ اس نے میکوینزی کو بادشاہ کے محل کی طرف بھاگنے کو کہا اور اس کے ساتھیوں کو، جنھوں نے میکوینزن کا پیچھا کیا ہوتا، اس کا پیچھا کرنے دو۔ اگر وہ پھاٹک سے نکل گیا تو پھر ناٹال جا کر حکومت سے زولوؤں کے بادشاہ کے مظالم کی داستان بیان کر سکتا ہے لیکن اس کے بعد ان لوگوں کو، جو اس کا تعاقب کریں گے، میرے پاس لایا جائے اور پھر ہم دیکھیں گے یہ لوگ کتنا اور کہاں تک بھاگ سکتے ہیں"

اب اس بلند قامت زولو نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور گڑگڑانے لگا کہ میں بادشاہ سے اس کی جان بخشی کرا دوں لیکن سپاہیوں نے، جو وہاں آ گئے تھے، اسے گھسیٹ لیا، ایک بھالا لے کر اس کی لمبائی سے دس بھالوں کا فاصلہ ناپا، جہاں یہ ناپ ختم ہوتا تھا وہاں اس بلند قامت زولو کو کھڑا کر دیا۔ بادشاہ نے اشارا کیا اور وہ بد نصیب تیر کی طرح بھاگا اور اس کے ساتھی، جو تعداد میں دس یا گیارہ تھے، ڈنڈے ہلاتے اس کے پیچھے بھاگے۔ میرا خیال ہے کہ انھوں نے اسے پھاٹک کے قریب ہی جا لیا اور ڈنڈے مار مار کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ لوگوں کی تالیوں اور ہنسی کی آوازوں سے تو ایسا ہی معلوم ہوتا تھا۔ میں نے بہرحال اس کی طرف نہ دیکھا۔

"کتے نے اپنی آنتیں خود کھا لیں" کا ٹو وایو نے کہا۔ مطلب یہ کہ "چاہ کندرا چاہ در پیش"۔ ایک عرصہ ہوا کہ ان سپاہیوں نے جنگ میں اپنے بھالے

استعمال نہیں کئے اور ان نوجوان سپاہیوں نے اپنے بھالے تو اب تک بیل کی کھال اتارنے یا مرغی کی گردن کاٹنے کے لئے ہی استعمال کئے ہیں چنانچہ یہ بے چین ہیں، زیادہ شور مچاتے ہیں اور ہوا میں زیادہ بلند چھلانگیں لگاتے ہیں۔ اب یہ لوگ ذرا خاموش رہیں گے اور" اس نے سوچتے ہوئے اضافہ کیا" جب تک تم یہاں رہو گے میکو میزن، بے خوفی سے جہاں چاہو گے گھوم پھر سکو گے۔"

اور پھر وہ اس واقعہ کو یوں بھول گیا جس طرح ہم صبح کی چہل قدمی کے وقت ہونے والے کسی بے حد معمولی واقعہ کو فراموش کر جاتے ہیں۔ اس وقت قواعد کرتی ہوئی رجمنٹ کا افسر وہاں آ گیا تھا۔ کاٹو والیو چند منٹوں تک اس کی رپورٹ سنتا رہا اور پھر مجھے گوزا کے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے پلٹا اور اسی گول جھونپڑی کی طرف چل دیا۔

شاہی جھونپڑے کے چاروں طرف بلند باڑ تھی جس کے پھاٹک پر ہم چند تا منٹوں تک کھڑے اذن باریابی کا انتظار کرتے رہے۔ ایک شاہی ملازم نے آ کر کہا کہ ہمیں اندر آنے کی اجازت ہے۔ ہم اندر داخل ہوئے کاٹو والیو اپنے زبردست جھونپڑے کے سائے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا اشارہ پا کر میں بھی اس تپائی پہ بیٹھ گیا جو میرے ہی لئے یہاں رکھی گئی تھی لا کر۔

گوزا جس کی ناک سے اب بھی خون بہہ رہا تھا میرے قریب زمین پہ بیٹھ گیا۔

"میکو میزن! تمہارے اخلاق و آداب پہلے جیسے نہیں رہے۔ کاٹو والیو نے کہا۔" یا شاید یہ بات ہے کہ تم شاہی کرال سے اتنے عرصے تک دور رہے ہو کر یہاں

کی رسومات بھول گئے ہو؟"

میں حیرت سے کاٹو دالیو کی صورت تکنے لگا کیونکہ میں اسکا مطلب سمجھا نہ تھا۔ اس پہ کاٹو دالیو نے ہنس کر کہا :۔

"تمہاری جیب میں کیا ہے میکو میرن؟ بھرا ہوا پستول۔ ہے نا؟ تو کیا تم بھول گئے کہ بادشاہ کے سامنے، ہتھیار لے کر جانے کی سزا موت ہے؟ اب میں تمہیں قتل کروا سکتا ہوں حالانکہ تم میرے مہمان ہو، اور مجھ پر کوئی الزام نہیں آئے گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ خود ملکہ نے تمہیں یہاں بھیجا ہو مجھے گولی مار دینے کے لئے۔"

"میں بادشاہ سے معافی چاہتا ہوں" میں نے بڑی خجالت اور خاکساری سے کہا" پستول کو تو میں سچ مچ بھول ہی گیا تھا۔ اپنے خادموں سے کہو کہ اسے یہاں سے لے جائیں"

"میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمہاری جیب میں ہی ٹھیک ہے کیونکہ میرے خادم ایسی چیزوں کو پکڑنا تک نہیں جانتے چنانچہ یہ ہتھیار ان کے ہاتھوں میں پہنچ کر خطرناک بن سکتا ہے۔ اس کے علاوہ میں تم سے واقف ہوں اور جانتا ہوں کہ بے خبری میں اور دھوکے سے وار کرنا کسی پر تمہاری فطرت نہیں۔ اور اگر تم نے یہاں کوئی ایسی شرارت کی تو میری زندگی کے عوض تمہاری زندگی بھی ختم کر دی جائے گی۔ تمہارے قریب شراب رکھی ہوئی ہے۔ پیو اور کسی قسم کا خوف نہ کرو۔ گوزا! تم راستے کھولنے والے سے ملے؟ اگر ہاں تو اس نے میرے پیغام کا کیا جواب دیا؟"

"ہاں اے بادشاہ! میں اس سے ملا" گوزا نے جواب دیا" وہ ڈاکٹروں کا جد اور روحوں کا دوست اور آقاؤں کہتا ہے کہ اس نے بادشاہ کا پیغام سنا۔ ہاں۔ یوں سنا جیسے خود بادشاہ کی زبان اسے ادا کر رہی ہو

اور ہر چند کہ وہ بہت زیادہ بوڑھا ہو چکا ہے تاہم وہ اولونڈی تک کا سفر کرے گا اور عظیم مجلس میں شرکت کرے گا جو آج کے آٹھویں دن ہونے والی ہے اور اس دن پورے چاند کی رات ہو گی۔ پھر بھی وہ بادشاہ سے ایک درخواست کرتا ہے۔ اور وہ درخواست یہ ہے کہ ایک جگہ اس کے لئے، اس کے آدمیوں کے لئے اور اس کے ان خادموں کے لئے جو اسے اٹھا کر لائیں گے تیار کی جائے۔ یہ جگہ اولونڈی سے دور ہو جہاں وہ اکیلا رہے گا۔ بادشاہ اعلان کر دے کہ اس کے سفر میں اور اس کے قیام کے دوران جو بھی اس کی تنہائی میں مخل ہونے کی کوشش کرے گا بادشاہ اسے موت کی سزا دے گا۔ اے بادشاہ! یہ ہیں اس کے الفاظ:۔

میں، زکالی، زولولینڈ کا سب سے زیادہ بوڑھا اور قدیم آدمی ہوں اور میں اپنے اجداد کی روحوں کے ساتھ رہتا ہوں اور اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اجنبی لوگ ان روحوں کے پاس آئیں کیونکہ اگر ان روحوں کو خفا کیا گیا تو وہ ملک پر تباہی لے آئیں گی۔ اس کے علاوہ میں نے قسم کھائی ہے کہ زولولینڈ میں جب تک بادشاہ ہو گا اور زندگی کی سانس لے رہا ہو گا میں شاہی کرال میں قدم نہ رکھوں گا کیونکہ پچھلی دفعہ۔ یعنی ساحرہ مامینا کے مقدمے اور موت کے موقع پر۔ جب میں شاہی کرال میں آیا تھا تو اس بادشاہ نے، جو اب نہیں رہا، مجھے دھمکیاں دی تھیں اور اس سے پہلے کسی فانی انسان نے مجھے دھمکی دینے کی جراءت نہ کی تھی اور نہ آئندہ کوئی کر سکے گا چنانچہ اگر بادشاہ اور اس کے مشیر میری دانائی کے کنوئیں سے پانی پینا چاہتے ہیں تو پھر وہ اس جگہ آئیں گے جس کا انتخاب میں کروں گا اور اس وقت آئیں گے جو میں پسند کرونگا

اگر بادشاہ کو یہ منظور نہیں ہے تو پھر مجھے اپنے گھر میں ہی رہنے اور بادشاہ کو دوسرے دیچ ڈاکٹروں کے چراغ سے روشنی حاصل کرنے دو کیونکہ میری روشنی تو میرے دل میں ہی رہے گی اور میری دانائی کا چراغ میرے سینے میں ہی روشن رہیگا

گوزا خاموش ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ زکالی کے ان الفاظ نے، جو گوزا نے دہرائے تھے، کاٹووالیو کو بے حد پریشان کر دیا اور خوفزدہ بھی کیونکہ وہ زکالی سے بہر حال ڈرتا تھا۔ صرف وہی نہیں بلکہ زولولینڈ کا بچہ بچہ اس سے خوف کھاتا تھا۔

"آخر یہ بوڑھا ساحر چاہتا کیا ہے؟" کاٹووالیو نے غصہ سے کہا، "وہ چمگادڑ کی طرح غار میں اکیلا رہتا ہے اور برسوں سے کسی نے اسے نہیں دیکھا اس کے باوجود وہ چمگادڑ کی ہی طرح اس کی روح ہر جگہ پہنچ جاتی ہے۔ زولولینڈ میں ہر طرف سے میں ایک ہی آواز سن رہا ہوں۔ "راستہ کھولنے والا کیا کہتا ہے" اور "وہ کام کیسے کیا جا سکتا ہے جب تک کہ راستہ کھولنے والا اس کے کرنے کو نہ کہے؟" راستہ کھولنے والا اس وقت بھی یہاں تھا جب عظیم کالا (شاکا) پیدا بھی نہ ہوا تھا اور کہتے ہیں کہ وہ روحوں کے سردار ادوم کلو کلو کا دوست ہے جو اس وقت مرا جب ہمارے دادا کے دادا بھی اس دنیا میں نہ تھے اور راستہ کھولنے والا علم کی کان ہے اور خود تقریباً روح ہے۔ ہاں! کیا کہتا ہے وہ عظیم راستے کھولنے والا؟"

اب میں تم سے پوچھتا ہوں میکومیزن کہ اس کے دوست کون ہیں؟ کیا چاہتا ہے وہ؟ کیوں نہ میں اس کا خاتمہ کر کے یہ قصہ ہی ختم کر دوں؟"

"اے بادشاہ!" میں نے جواب دیا "تمہارے چچا ڈنگان کے زمانے میں میں نے زکالی کا قہقہہ پہلی دفعہ اس وقت سنا تھا جب ڈنگان نے بوئیروں کو

قتل کر کے سیاہ فاموں اور سفید فاموں میں جنگ کی ابتدا کی تھی۔ اُس وقت میں نوجوان تھا، بوڑھے سردار رتیف کے ساتھ تھا لیکن قتل ہونے سے بچ گیا تھا۔ اس وقت میں نے زکالی کے قہقہے کی آواز سنی تھی لیکن اس کا چہرہ نہ دیکھا تھا۔ اس کے کئی برسوں بعد۔ تمہارے باپ پانڈا کے زمانے میں۔ میں نے اسے دیکھا اور اس لئے تم مجھے اس کا دوست کہتے ہو۔ اس کے باوجود اس دوست نے مجھے میری مرضی کے خلاف اپنے پاس گھسیٹ بلایا اور اب مجھے میری مرضی کے خلاف۔ غالباً تمہارے حکم سے۔ یہاں اولونڈی بھیج دیا۔ ہاں یہاں میں اپنی مرضی کے خلاف آیا ہوں کیونکہ کون اس کرال میں آنا چاہے گا جہاں وہ قتل ہونے ہوتے بچا ہو؟"

"تاہم تم قتل نہیں کئے گئے میکومیزن اور تم شاید اس گستاخ کی داستان سے واقف نہیں ہو۔"

کاٹیوایو نے اس شخص کی طرح کہا جو معافی طلب کر رہا ہو اور میری دوسری باتیں نظر انداز کر دیں" تاہم تم زکالی کے دوست ہی ہو کیونکہ اس کے اور تمہارے درمیان وہ رشتہ ہے جو اتنا مضبوط ہے کہ تمہیں زولولینڈ تک گھسیٹ لایا ہے اور یہ رشتہ، میں نے سنا ہے، ایک عورت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ چنانچہ میں تمہیں اس عورت کی روح کا۔ جو اب بھی تمہیں رسّہ کی طرح کھینچ سکتی ہے۔ واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ بتاؤ اس بوڑھے ساحر کا مطلب کیا ہے اور میں کیوں نہ اسے قتل کر کے اس سے نجات حاصل کر لوں کہ یہ اکثر خواب میں مجھے پریشان کرتا ہے اور میں اسے ادمشاکاٹی (یعنی برا کرنے والا) سمجھتا ہوں اور میرا خیال ہے یہ ایک دن میرا، میرے گھرانے کا اور میرے لوگوں کا خاتمہ کر دے گا۔"

"میں کیا جانوں بادشاہ کہ اس کا مطلب کیا ہے اور وہ چاہتا کیا ہے؟" میں نے جواب دیا حالانکہ میں نے اندازے سے سب کچھ یا بہت کچھ معلوم کر لیا تھا" رہا اسے قتل کرنے کا سوال تو کیا بادشاہ جسے چاہے اسے قتل نہیں کر سکتا؟ تاہم مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ تمہارے باپ نے خود زکالی سے ایسا ہی سوال پوچھا تھا اور کہا تھا کہ وہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ زکالی حقیقت میں غیر فانی ہے یا ہر آدمی کی طرح فانی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ زکالی نے جواب دیا تھا کہ روایت ہے کہ جب راستہ کھولنے والا راستہ کے اختتام پر پہنچ جائے گا تو پھر زولولینڈ میں کوئی بادشاہ نہ ہوگا۔ جیسا کہ اس وقت نہ تھا جب اس نے راستے پر پہلا قدم رکھا تھا۔ بس میں کہہ چکا کیونکہ میں سفید فام ہوں اور تم لوگوں کی روایتوں کو سمجھنے سے قاصر ہوں؟

"ہاں۔ یہ مجھے یاد ہے میکومیزن کیونکہ اس وقت میں بھی وہیں موجود تھا" اس نے تقریباً گردہ کر کہا" میرا باپ زکالی سے خائف رہتا تھا اور اسکا باپ بھی اس سے خائف رہتا تھا اور میں نے سنا ہے کہ عظیم کالا بھی جو کسی سے نہ ڈرتا تھا" زکالی سے ڈرتا تھا۔ اور میں خود اس سے اتنا ڈرتا ہوں کہ ایسے عظیم معاملے میں اس کے مشورے کے بغیر فیصلہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا مبادا مجھ پر اور قوم پر سحر کر کے ہمیں نابود کر دے۔"

وہ خاموش ہو گیا اور چند ثانیوں کے توقف کے بعد گوزا کی طرف گھوم کر پوچھا۔ "گوزا! راستے کھولنے والے نے تمہیں بتایا ہے کہ جب وہ یہاں" اولونڈی میں" جو میرے پاس آئے گا تو کہاں قیام کرے گا؟"

"ہاں۔ اے بادشاہ" گوزا نے جواب دیا" یہاں سے اتنے فاصلے پر کہ ایک بوڑھا آدمی آدھے گھنٹے میں یہ فاصلہ طے کر سکتا ہے پہاڑیوں میں ایک جگہ

جو وادیٔ استخواں کہلاتی ہے کیونکہ اس جگہ بادشاہ سے بہت پہلے اور خود بادشاہ کے زمانے میں بھی ان لوگوں کو قتل کیا جاتا رہا ہے جو "برے کام" کرنے والے تھے۔ زکالی اسی وادیٔ استخواں میں قیام کرے گا اور اسی جگہ۔ صرف اسی جگہ بادشاہ اور اسکے مشیروں سے ملاقات کرے گا اور وہ بھی دن کی روشنی میں نہیں بلکہ سورج غروب ہونے اور چاند کے طلوع ہونے کے بعد۔"

"لیکن" کاٹووالیو نے چونک کر کہا" وہ وادی تو بہت منحوس ہے اور کہتے ہیں کہ آسیب زدہ ہے اور اندھیرا اترنے کے بعد کوئی بھی وہاں جانے کی ہمت نہیں کر سکتا مبادا مُردوں کے بھوت اس پر ٹوٹ پڑیں۔"

"یہی الفاظ تھے راستہ کھولنے والے کے۔ گوزا نے کہا" وہ کسی اور جگہ نہیں بلکہ اسی جگہ بادشاہ سے ملاقات کرے گا اور اس نے کہا ہے کہ اس جگہ اس کے اور اس کے آدمیوں کے قیام کے لئے تین جھونپڑیاں بنائی جائیں اور ان میں ضرورت کی تمام چیزیں رکھ دی جائیں۔ اگر اس کا یہ مطالبہ منظور نہ کیا گیا تو پھر وہ بادشاہ کے پاس آنے اور اسے مشورہ دینے سے انکار کرتا ہے"

"بس تو پھر ایسا ہی ہوگا جیسا وہ چاہتا ہے" کاٹووالیو نے کہا "گوزا پیغامبر! تو راستہ کھولنے والے کی طرف دوڑ جاؤ اور اسے ہمارا یہ پیغام پہنچاؤ کہ ایسا ہی ہوگا جیسا وہ چاہتا ہے۔ اور ہمارا یہ اعلان پورے زولولینڈ میں پہنچا دو کہ اس کے یہاں تک کے سفر میں کوئی اس کی جاسوسی نہ کرے گا، نہ کوئی اس سے ملے گا۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو وہ تکلیف دہ موت مرے گا وادیٔ استخواں میں جھونپڑیاں بنا دی جائیں اور جب معلوم ہو کہ وہ آرہا ہے تو کھانے پینے کی چیزوں کا کافی ذخیرہ وہاں رکھ دیا جائے اور پھر صبح

کھانے پینے کی چیزیں وہاں پہنچائی جائیں۔ یعنی وادی کے دہانے تک۔ اس سے کہو کہ وہ پیغامبر کے ذریعہ اپنی آمد کی اور مجلس کے وقت کی اطلاع ہمیں دے۔ بس جاؤ۔

گوزا اٹھا، شاہی سلام کیا اور الٹے پاؤں چلتا ہوا حصار سے نکل گیا۔ میں بھی جانے کے لئے اٹھا لیکن کاٹوہ والیو نے مجھے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔

"میکو میزن!۔ اس نے کہا" ملکہ کے اس آدمی نے جو ناٹال میں آیا ہے (یعنی سر بارٹل نے) مجھے جنگ کی دھمکی دی ہے کیونکہ وہ شیطان جادوگر عورتیں کو ٹیگولا کے اس پار اور ناٹال کے قریب سے پکڑ کر زولو لینڈ میں لایا اور قتل کر دیا۔ انہیں سیلو کا زولو نے قتل کیا کیونکہ یہ دونوں عورتیں اس کے باپ سرابو کی بیویاں تھیں لیکن یہ قتل مجھ سے پوچھے بغیر کیا گیا۔ اس کے علاوہ دو غیر زولوؤں کو ٹیگولا کے ایک جزیرے سے میرے سپاہیوں نے نکال دیا۔

"بس یہی بات ہے بادشاہ؟"

"نہیں۔ ملکہ کا آدمی کہتا ہے کہ میں اپنے آدمیوں کو مقدمہ چلائے بغیر قتل کر دیتا ہوں لیکن یہ جھوٹ ہے جو عیسائی مبلغوں نے اس سے کہا ہے اس کے علاوہ اس سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان لڑکیوں کو بھی قتل کر دیا جاتا ہے جو ان سے شادی کرنے سے انکار کر دیتی ہیں جنہیں وہ دی گئی ہیں اور دوسرے مردوں کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہتا ہے کہ ساحروں کو سونگھا اور قتل کیا جاتا ہے لیکن ایسا اب بہت کم ہوتا ہے اور اس کے بقول یہ سب کچھ میرے اس وعدے کے باوجود ہوتا ہے جو میں نے سمپسو سے اس وقت کیا تھا جب وہ مجھے میرے باپ کی جگہ بادشاہ بنانے

آیا تھا :

"اور جنگ سے بچنے کی کیا شرط ہے؟" میں نے پوچھا :

"یہ کہ زولو فوج ختم کر دی جائے اور سپاہیوں کو اجازت دی جائے کہ وہ جس سے چاہیں شادی کریں کیونکہ ۔ ملکہ کا آدمی کہتا ہے ۔ مبادا یہ فوج انگریزوں پر حملہ کرنے کے لئے استعمال کی جائے حالانکہ میں انگریزوں کو پسند کرتا ہوں ۔ جس طرح کہ مجھ سے پہلے والے پسند کرتے تھے ۔ اور انہیں انگلی بھی لگانے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ ملکہ کا ایک دوسرا آدمی بھیج دیا جائے گا جو یہاں قیام کرے گا ۔ تاکہ وہ حکومت کے کان اور آنکھیں بنا رہے اور میرے ساتھ زولولینڈ پر حکومت کرے اور ایسی ہی دوسری شرطیں ہیں جو زولو قوم کو برباد اور ختم کر دیں گی اور مجھے ۔ ان کے بادشاہ کو ۔ کرال کا مکھیا بنا کر رکھ دیں گی ۔"

"اور بادشاہ کا جواب کیا ہے؟" میں نے پوچھا ۔

"میں نہیں جانتا کہ کیا جواب دوں ۔ عورتوں کے قتل کا خون بہا میں دو ہزار مویشیوں کی صورت میں ادا کر دوں گا ۔ اگر ممکن ہوا تو میں انگریزوں سے جھگڑا نہ کروں گا حالانکہ میں ڈچ لوگوں سے بخوبی نپٹ لیتا اگر سیمیو نے ان کی زمین پر اپنا ہاتھ نہ پھیلا دیا ہوتا ۔ لیکن میں فوج کو کیسے ختم کر سکتا ہوں جس نے بہت سی جنگوں میں فتح حاصل کی ہے؟ میکومیزن! میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر میں نے ایسا کیا تو ایک چاند کے طلوع سے اس کے غروب تک کے عرصے میں مر جاؤں گا ۔ تم سفید فام سمجھتے ہو کہ زولولینڈ میں صرف ایک آدمی کا حکم اور ارادہ چلتا ہے ۔ یعنی بادشاہ کا ۔ لیکن ایسا نہیں ہے ۔ ہزار میں ایک ایسا شخص ہے جو ان کی مرضی اور خوشی کے

مطابق کام کرتا ہے۔ اگر وہ زیادہ موٹی لکڑی سے مارتا ہے یا اگر وہ انہیں ذلیل اور شرمندہ کرتا ہے یا وہ کرتا ہے جو اکثر لوگوں کی مرضی کے خلاف ہوتا ہے تو پھر بادشاہ کہاں وہ جاتا ہے؟ ہاں میکومیزن وہ اسی راستے سے چلا جاتا ہے جس راستے مجھ سے پہلے شاکا اور ڈنگان گئے۔ ہاں۔ یہ اساگائی کا سرخ راستہ ہے۔ چنانچہ آج میں دو ایسی چٹانوں کے درمیان کھڑا ہوں جو گھیر رہی ہیں۔ اگر میں انگریزوں کی طرف بھاگا تو زولو چٹان مجھ پر ٹوٹ پڑے گی اور اگر میں اپنے لوگوں کی طرف بھاگتا ہوں تو انگریز چٹان مجھ پر گرتی ہے۔ اور ان دونوں ہی معاملات میں میں بہرحال پس جاتا ہوں اور پھر مجھے کوئی کبھی نہ دیکھ سکے گا۔ چنانچہ مجھے بتاؤ میکومیزن کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے؟

مجھے یقین ہے کہ تم مجھے صحیح مشورہ دو گے کیونکہ تمہارا دل صاف ہے۔"

یوں کہا کاٹیوایو نے۔ وہ ہاتھ مل رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے اور میں سچ کہتا ہوں کہ اس وقت مجھے اس پر رحم آگیا حالانکہ میں نے کبھی اسے پسند نہ کیا تھا جیسا کہ اس کے باپ پانڈا کو پسند کرتا تھا غالباً اس لئے مجھے اس کے بھائی امبلازی سے انسیت تھی جسے کاٹیوایو نے قتل کر دیا تھا۔

"یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ تمہیں کیا کرنا چاہیئے" میں نے کہا۔ البتہ اتنی درخواست ضرور کروں گا کہ انگریزوں سے جنگ مت کرنا کیونکہ ان کی قوت زبردست ہے۔ اور ہرچند کہ اس کا پیر جس کی طرف ایک دو انگلیاں جہاں نظر آتی ہیں، تمہیں چھوٹا معلوم ہوتا ہے لیکن ملکہ چاہے تو اپنے اسی چھوٹے پیر سے تمہیں کچل سکتی ہے۔"

"ہاں میکومیزن! اکثر لوگوں نے یہی کہا ہے مجھ سے حتیٰ کہ ادہامو نے بھی جو میرے چچا اونزبیے کا لڑکا ہے یا اس کی روح کا لڑکا ہے کیونکہ اونزبیے کے مرنے کے بعد ادہامو کی ماں نے اس کی روح سے شادی کر لی تھی۔ بہر حال زولولینڈ میں بہت سے لوگ اور خود میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ لیکن صرف جنگ کے نعروں سے بھی کوئی فوج کو روک سکا ہے؟ آ۔ ہو۔ اس کا فیصلہ تو مجلس مشاورت کو۔ دوسرے لفظوں میں زکالی کو کرنا ہے چنانچہ اب ساری باتوں کا انحصار اس کے ہونٹوں کی جنبش پر ہے۔"

"تو پھر مجھے افسوس ہے۔" میں نے کہا۔

"ہاں مجھے بھی افسوس ہے میکومیزن۔ اس کے باوجود اس مجلس مشاورت کا ہونا ضروری ہے اور بہتر یہی ہے کہ یہ مجلس کالے غار میں خفیہ طور پر ہونے کے بجائے یہاں میری موجودگی میں ہو۔ اگر ممکن ہوتا تو میں زکالی کو قتل کر دیتا لیکن میں ایسا کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا حالانکہ مجھے یقین ہے۔ پتہ نہیں کیوں۔ کہ وہی سورج اس کی بھی موت دیکھے گا جو میری دیکھے گا۔"

اور اس نے ہاتھ ہلا کر ظاہر کیا کہ اس موضوع پر بحث ختم ہوئی اور پھر کہا:۔

"میکومیزن! کچھ دنوں کے لئے تم میرے قیدی ہو تاہم مجھ سے وعدہ کرو کہ تم فرار ہونے کی کوشش نہ کرو گے اور یہاں تم اونڈی سے باہر ایک گھنٹے کی مسافت تک۔ یعنی گھوڑے پر سوار ہو کر ایک گھنٹے کی مسافت تک جہاں چاہو جا سکتے ہو۔ تمہارے یہاں۔ میرے ساتھ قیام کرنے کا میں اچھا خاصا معاوضہ دوں گا لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میرے اور انگریزوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا تو تم یہاں کسی قیمت پر نہ ٹھہرو گے چنانچہ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر جنگ چھڑ گئی تو میں تمہیں بہ حفاظت ناٹال پہنچا دوں گا یا اس سے بھی پہلے اور وہ بھی

اپنا پیغامبر بنا کر اور وہاں سے تم ۔ مجھے یقین ہے ۔ اپنے لوگوں کے ساتھ مجھ سے جنگ کرنے آؤ گے ۔ اب جان لو کہ میں نے حکم دیا ہے کہ تمہارے علاوہ جو بھی سفید فام ۔ عورت یا مرد ۔ زدو لیبنڈ میں نظر آجائے اسے جاسوس یقین کر کے قتل کر دیا جائے حتیٰ کہ جون ڈن بھی فرار ہو گیا ہے یا ہو رہا ہے ۔ کم سے کم میں نے تو ایسا ہی سنا ہے ۔ وہی جون ڈن جس نے میری ہتھیلی پر سے کھانا کھایا ہے اور جو میرے عطیوں سے موٹا ہوا ہے ۔ اگر میرا حکم سوازیلینڈ تک نہ پہنچا ہوتا تو جب تم سوازی لینڈ سے گزر رہے تھے تو اس وقت تمہیں بھی قتل کر دیا گیا ہوتا ۔"

کاٹو والیو کی یہ باتیں سن کر میں ایک لمحے کے لئے ایسا سوچ میں پڑ گیا کہ پہلے کبھی نہ پڑا تھا ۔ اگر کاٹو والیو عیاری سے کام نہیں لے رہا تھا ۔ اور مجھے یقین تھا کہ ایسی کوئی بات نہ تھی ۔ تو پھر وہ اسکو بے اور ہیڈا کی آمد سے واقف نہ تھا ، ان کے متعلق کچھ نہ جانتا تھا بلکہ وہ یہی سمجھے ہوئے تھا کہ میں اکیلا ہی زدولینڈ میں آیا ہوں ۔ تو اب میں کیا کروں ؟ کاٹو والیو کو اسکو بے اور ہیڈا کے متعلق بتا کر اس سے ان کے لئے حفاظت کا پروانہ حاصل کر لوں یا نہیں ؟ اگر میں نے اس سے کہا تو ہو سکتا ہے کہ وہ ان کی حفاظت کا پروانہ دینے سے انکار کر دے یا اس کی حفاظت ان دونوں کے لئے محض بیکار ہو کیونکہ وہ یہاں سے بہت دور اور وحشیوں کی آبادیوں کے قلب میں تھے اور یہ سادی آبادیاں سفید فاموں کے خلاف تھیں ۔ جیسا کہ اس صبح کے واقعہ نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ بمشکل مجھے بھی بچا سکا تھا حالانکہ زدلو مجھے اپنا دوست یقین کرتے تھے ۔ دوسری طرف یہ تھا کہ جو بھی ۔ کافروں کے لفظوں میں ۔ زکالی کے کمبل تلے رہتا تھا ، اسے چھونے کی بھی ہمت

نہ کر سکتا تھا کیونکہ زکالی کو کافر آدھا انسان اور آدھا دیوتا سمجھتے تھے چنانچہ کالے غار کی ہر چیز۔ زکالی سے لے کر وہاں کے چوہوں تک۔ مقدس تھی۔
اب زکالی نے یہ معنی انداز میں اور نوجلے نے صاف صاف اور پرزور الفاظ میں ان کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا چنانچہ ان دونوں کو اولونڈی کی بہ نسبت کالے غار میں خطرہ تھا۔ وہاں وہ اولونڈی سے زیادہ محفوظ تھے"
ایک لمحے سے بھی کم میں یہ سارے خیالات میرے دماغ میں چکر لگا گئے اور میں نے کاٹوالیو کو اسکوبے اور ہیڈرا کے متعلق کچھ نہ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔ جیسا کہ بعد میں جو کچھ ہوا اس نے ثابت کر دیا کہ یہ میری سخت غلطی تھی لیکن انسان کو غیب کا علم نہیں ہوتا چنانچہ کون ہے جو صحیح فیصلہ کر سکتا ہے؟ اگر میں نے کاٹوالیو سے کہہ دیا ہوتا تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ میری درخواست قبول کر لیتا اور حکم دے دیتا کہ ان دونوں کو بہ حفاظت زولولینڈ سے باہر پہنچا دیا جائے حالانکہ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ دونوں راستے میں ہی قتل کر دئے جاتے اسکے علاوہ ایک خاص وجہ سے۔ جو بعد میں آپ پر بھی ظاہر ہو جائے گی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دشمنی کبھی پیدا نہ ہوتی۔ بہر حال میں تو اپنی صفائی میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق اور بہتری کی امید سے یہ فیصلہ کیا تھا اور پھر۔ تقدیر بھی تو کوئی چیز ہے"
دوسرے ہی لمحے بادشاہ کا ایک خادم خاص پھاٹک کھول کر اندر آیا اور بتایا کہ ایک بڑا سپہ سالار اپنے ماتحت افسروں کے ساتھ آیا ہے اور بادشاہ سے ملنا چاہتا ہے۔ بادشاہ نے اشارہ کیا، ملازم نے اونچی آواز میں کچھ کہا اور فوراً ہی تین چار قدآور زولوؤں نے اندر آکر بادشاہ کو سلام کیا۔ مجھے دیکھ کر وہ لوگ ٹھٹھکے اور عجیب نظروں سے میری طرف دیکھنے لگے

اس پر کاٹو والیو نے ان سے اور اس "انڈو آنا" سے جو ان کے ساتھ آیا تھا، وہی کہا جو مجھ سے کہہ چکا تھا۔ یعنی یہ کہ میں اس کا مہمان ہوں، خود اس نے مجھے بلایا ہے اور یہ کہ اگر ضرورت ہوئی تو مجھ سے اپنے پیغامبر کی خدمت لے گا۔ اس نے مزید کہا کہ جس نے میرے خلاف ایک لفظ بھی کہنے کی کوشش کی یا میری طرف ٹیڑھی نظر سے دیکھا بھی تو وہ اپنی اس گستاخی کی قیمت اپنی جان سے ادا کرے گا پھر وہ شخص کتنا ہی بلند مرتبہ کیوں نہ ہو اور پھر اس نے کہا کہ اس کے اس حکم کا اعلان "جیخ جیخ" کرا کے لونڈی اور آس پاس کے کرالوں میں کر دیا جائے۔ اس کے بعد اس نے دوستی کی علامت کے طور پر اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور مجھے "آرام سے" جانے کو کہا اور جب چاہوں اس کے پاس آنے کی اجازت دی۔ اور پھر مجھے ایک "انڈو آنا" اور چند سپاہیوں کی حفاظت میں رخصت کر دیا۔

پانچ منٹ بعد ہی میں نے اپنے جھونپڑے میں بیٹھے بیٹھے ایک شخص کی آواز سنی وہ "جیخ جیخ کر بادشاہ کے اعلان کا ڈھنڈورا پیٹ رہا تھا" چنانچہ ثابت ہوا کہ اب میرے لئے کوئی خطرہ نہ تھا۔

چودھواں باب

وادیٔ استخواں

کاٹو والیو سے ملاقات کے بعد کا ہفتہ میرے لئے بے حد بیزار کن تھا۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ اب میرے لئے کوئی خطرہ نہ تھا کیونکہ بادشاہ کا اعلان ڈھنڈورچی کے ذریعہ قرب و جوار میں پہنچ چکا تھا اس کے علاوہ اس سپاہی کے۔

جس نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ انجام کی داستان بھی زدلولینڈ کے گوشے گوشے میں پہنچ چکی تھی اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی "ایسی موت" مرنا نہ چاہتا تھا۔ میری جھونپڑی کے قریب آنے کی کسی کو جرأت نہ تھی اور اشیائے خورد و نوش کی میرے لئے کوئی کمی نہ تھی۔ اس کے علاوہ میں جہاں چاہتا آجا سکتا اور جس سے چاہتا گفتگو کر سکتا تھا۔ میں گھوڑی پر سوار ہو کر اولینڈی سے باہر بھی جاتا تھا۔ لیکن میں زیادہ دور نہ جاتا تھا مبادا میری مڈبھیڑ ایسے زدلوؤں سے ہو جائے جن تک بادشاہ کا اعلان نہ پہنچا ہو۔ یہاں میں بتا دوں کہ جب بھی میں کرال سے باہر نکلتا تو مسلح سپاہی میرے ساتھ ہوتے "میری حفاظت کی غرض سے" یا اس لئے کہ اگر میں فرار ہونے کی کوشش کروں تو مجھے اسی جگہ اور اسی وقت قتل کر دیں۔

اپنی ان مٹرگشتیوں کے دوران میری ملاقات ان کافروں سے ہوئی جن سے میں کئی برسوں پہلے ملا تھا یا جن سے بر سر راہ ملاقات ہو گئی تھی لیکن جو مجھے بھولے نہ تھے۔ یہ لوگ ماضی کے متعلق تو بڑے شوق سے باتیں کرتے تھے لیکن زمانۂ حال کے متعلق انہیں یا تو بہت کم معلوم تھا یا کچھ بھی معلوم نہ تھا البتہ اس کا انہیں یقین تھا کہ جنگ ہو گی ضرور۔ الکو بیے اور ہیڈا کے متعلق میں نے کسی سے کچھ نہ سنا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ میں اپنے ان دونوں ساتھیوں کے متعلق کسی سے براہ راست پوچھتے ڈرتا تھا البتہ چند معتبر کافروں سے معلوم ہوا کہ "آخری مبلغ بھی زدلولینڈ سے رخصت ہو چکا ہے اور اب زدلولینڈ میں ایک بھی "سفید" نہیں رہا سوائے میرے اور اب زدلولینڈ ایسا ہی ہے جیسا کہ شاکا سے پہلے تھا۔ یعنی بالکل سیاہ" چنانچہ یوں ہوا کہ میں خود اپنا دل کھاتا رہا" جیسا کہ زدلو کہتے ہیں اور اپنے

آپ کو یہ کہکر تسلی دیتا رہا کہ زکالی نے اپنا وعدہ وفا کرکے اسکے بیٹے اور بیڈا کو بہ حفاظت زولولینڈ سے باہر بھیج دیا ہوگا۔

اور کیوں نہ بھیج دیتا کیونکہ اسے تو مجھ سے غرض تھی نہ کہ میرے ساتھیوں سے۔ انہیں تو محض اس لئے پھنسایا گیا تھا کہ وہ میرے ساتھ تھے اور انہیں مجھ سے جدا نہ کیا جا سکتا تھا یا کم سے کم اس وقت تو میرا ایسا ہی خیال تھا، تسلی کی ایک کرن مجھ تک ضرور پہنچی اور ان حالات میں یہ بھی غنیمت تھا۔ بادشاہ سے میری جو گفتگو ہوئی تھی اس کے پانچویں دن گوزا سے ملا تو اس نے بتایا کہ بادشاہ کے پیغامبر کلبے غار سے واپس آگئے ہیں اور ان کے ذریعہ خود زکالی نے "اپنے الفاظ خاص میرے لئے بھیجے ہیں"

زکالی کے الفاظ یوں تھے:

"گوزا سے کہنا کہ وہ میکومیزن سے کہے کہ مجھے افسوس ہے کہ میں رخصت ہوتے وقت اس سے مل نہ سکا کیونکہ اس دن میں خلاف معمول دیر سے بیدار ہوا۔ گوزا سے کہنا کہ وہ میکومیزن سے کہے کہ یہ معلوم کرکے مجھے مسرت ہوئی کہ میکومیزن نے بادشاہ سے ملاقات کی کیونکہ اسی لئے میں نے اسے زولولینڈ میں بلایا تھا۔ گوزا سے کہنا کہ وہ میکومیزن سے کہے کہ وہ کسی قسم کا خوف نہ کرے اور یہ کہ اگر اسے ان دوسروں کی فکر ہے جن سے وہ پیار کرتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنا یہ بوجھ ہلکا کر دے کیونکہ روحیں ان کی حفاظت کر رہی ہیں اور یہ کہ خود میکومیزن اور دوسرے پہلے کبھی اتنے محفوظ نہ تھے جتنے کہ اس وقت ہیں۔"

اب میں نے گوزا کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"میں مل سکتا ہوں اس پیغامبر سے؟"

"نہیں۔ اس نے جواب دیا۔ کیونکہ اسے دوسرے کام کے لئے روانہ کر دیا گیا ہے۔"

"پیغامبر نے کچھ اور نہیں کہا؟"

"آ۔ ہاں۔ کہا ہے۔ میں تو بھول ہی گیا تھا۔"

"کیا کہا ہے؟"

"یہ کہ کمبلوں کے متعلق جو میں نے لکھ کر دیا تھا سو وہ تحریر نا ٹال پہنچ گئی ہو گی اب تک" اور پھر دفعتہً اس نے موضوع بدل کر پوچھا "میکومیزن! وادیٔ استخواں میں زکالی اور اس کے ساتھیوں کے لئے جھونپڑیاں بنائی جا رہی ہیں اور ان کی نگرانی کا حکم مجھے دیا گیا ہے چنانچہ اس وقت میں وہیں جا رہا ہوں۔ تم چاہو تو میرے ساتھ چل سکتے ہو۔"

"ضرور چلوں گا" میں نے فوراً کہا کیونکہ میرا خیال تھا کہ راستے میں میں اس سے کچھ اور بھی باتیں معلوم کر لوں گا۔ لیکن میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔

کاٹویو الیو کا یہ کرال اولینڈی میدان کے شمال مشرق میں ٹیلے کی ڈھلان پر واقع تھا۔ اب تو عرصہ ہوا کہ یہ کرال جل کر خاک ہو گیا۔ اور اس کے بعد یہ ٹیلے عمودی ہوتے چلے گئے تھے اور ان ٹیلوں کے شگافوں کی گہرائیوں میں وادیٔ استخواں تھی۔ اس وادی میں کوئی خاص بات نہ تھی یعنی کالے غار کی طرح یہاں چٹانی ستون، بلند و بالا چٹانیں اور پتھروں کے انبار نہ تھے۔ یہ وادی ایک نالہ تھا جسے برساتی پانی نے چٹان کاٹ کر بنا دیا تھا جس کے دونوں طرف عمودی ڈھلانیں تھیں اور اس کے سرے پر کھڑی ڈھلان تھی جس کے ماتھے پر پتھر پڑے ہوئے تھے۔ ڈھلانوں پر یہاں وہاں ایلوے کے درخت اُگ رہے تھے جو دور سے

ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے ڈھلان پر آدمی بکھرے ہوئے ہوں۔ ان درختوں کے وہ پتے، جو نیچے کی طرف تھے، جنگل کی آگ سے جھلس کر مردہ ہو گئے تھے۔ ان کے علاوہ چند اسپنر دیبا کے درخت بھی تھے جو بھورے اور ننگے ہوتے ہیں اور ان کی چوٹیاں ایسی ہوتی ہیں جیسے انسان کے ہاتھ پیر انگلیاں۔ ان میں اکا دکا ببول بھی اگ رہے تھے۔

لیکن اس مقام کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ ڈھلان کے پہلو میں سے ایک چٹان نکل کر چھجے کی طرح آگے بڑھ کر گھاٹی یا نالے پر جھک آئی تھی۔ اس چھجے کی لمبائی ساٹھ یا ستر فٹ تھی اور چوڑائی تقریباً بیس فٹ۔ یہ چھجا، جس کا سر چپٹا تھا، وادی سے کوئی بیس فٹ اوپر تھا۔ اس چھجے پر بھی ایلوے کے درخت اگ رہے یہاں تک کہ اس کے انتہائی سرے پر مٹی کی تہہ ختم ہو جاتی تھی اور وہاں کچھ نہ اگ رہا تھا۔

یہ وادی بے حد خاموش اور ویران تھی اور اب بھی ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ دن کے اکثر حصے میں، بلند چٹانوں کی وجہ سے سورج کی شعاعیں یہاں تک پہنچ نہ پاتی تھیں اور اگر پہنچتی بھی تھیں تو بہت کم۔ یہاں کی ہر چیز خصوصاً اس وقت جب میں وہاں تھا اور یہ بارشوں کا موسم تھا، نم اور افسردہ معلوم ہوتی تھی حالانکہ گھاٹی میں بلند گھاس اور بدبو دیتے ہوئے پھولوں کے خود رو پودے اگ رہے تھے۔ کسی مناسبت کی وجہ سے زولو بادشاہ نے اس وادی کو "مقتل" کے لئے پسند کیا تھا۔ بہت سے گنہگاروں اور بے گناہوں کو بھی یہاں لا کر قتل کیا گیا تھا کیونکہ وادی کی گھاس میں بہت سی انسانی کھوپڑیاں اور ہڈیاں۔ جن میں سے زیادہ تر قدامت کی وجہ سے کالی پڑ گئی تھیں۔ بکھری پڑی تھیں۔ لکڑ بھگوں، گیدڑوں اور دوسرے

مردار خوار درندوں نے مقتولوں کی یہ ہڈیاں اِدھر اُدھر گھسیٹ کر پھینک دی تھیں یہ انسانی کھوپڑیاں اور ہڈیاں اس چٹانی چھجے کے جس کا ذکر میں کر چکا ہوں، نیچے اور اس کے آس پاس بہت زیادہ تعداد میں پڑی ہوئی تھیں۔

گوزا نے اس کا سبب یہ بتایا کہ جلاد مقتول کو زندہ ہو یا مردہ گھسیٹ کر اس چٹانی چھجے کے کنارے تک لاتے اور پھر نیچے پھینک دیتے تھے۔

جہاں تک "تخنیو" کا سوال ہے مجھے کہنا پڑتا ہے کہ زکالی نے اس مقام کا انتخاب کرنے میں اپنی ہوشیاری اور عیاری کا ثبوت دیا تھا کیونکہ جیسا کہ کالو والو نے کہا تھا اور گوزا بھی یقین سے کہہ رہا تھا کہ یہ مقام آسیب زدہ تھا اور اور اس حد تک آسیب زدہ تھا کہ دن کے وقت بھی لوگ اس وادی سے کترا کر نکلتے تھے اور رات کے وقت کوئی اس طرف آنے کی جرأت بھی نہ کرتا تھا۔

اس وادی میں ایک طرف اور چٹانی چھجے کی جڑ کے قریب زکالی اور اس کے ساتھیوں کے قیام کے لئے جھونپڑیوں کی تعمیر کا کام بڑی تیزی سے ہو رہا تھا۔ قریب ہی ایک چشمہ بہہ رہا تھا اور جھونپڑیاں بنانے والے زولو لیس دلجمعی اور کام میں جٹے ہوئے تھے کہ معلوم ہوتا تھا وہ جلد از جلد کام مکمل کرکے اس منحوس آسیب زدہ وادی سے نکل جانا چاہتے ہوں۔ اس وادی یا نالے میں ۔ کیونکہ حقیقت میں یہ برساتی نالہ ہی تھا ۔ آگے بڑھ کر اور چھجے کے کنارے سے جس پر سے مقتولوں کو نیچے پھینکا جاتا تھا، کوئی بیس قدم دور گھاس اور جھاڑیاں وغیرہ کاٹ کر میدان صاف کیا گیا تھا۔ یہ میدان، جسے کوٹ کر ہموار کیا گیا تھا، اتنا وسیع و عریض تھا کہ اس میں پچاس ساٹھ آدمی پھیل کر بیٹھ سکتے تھے۔ گوزا نے مجھے بتایا کہ جب بادشاہ اور اس کے نشیہ زکالی

سے" روشنی حاصل کرنے آئیں گے تو اسی میدان میں پہنچیں گے۔

میں نے سوچا کہ ان لوگوں کو جو روشنی ملے گی وہ دوزخ کے شعلے کی ہو گی کیونکہ میں جانتا تھا اور جسے یہ لوگ آج تک شاید سمجھے نہ تھے کہ زکالی شاہی گھرانے کا جانی دشمن تھا۔ اول تو اس لئے کہ اس کا تعلق اوڈ داندی قبیلے سے تھا جسے شاکا نے نیست و نابود کر دیا تھا پھر اس شاکا نے اس سے اس کی بیویاں چھین لی تھیں اور اس شاکا نے اس کے بچوں کو قتل کر دیا تھا جس کے انتقام میں زکالی نے سازش کر کے نہ صرف شاکا کو بلکہ اس کے دونوں بھائیوں ادم لاہنگانا اور ڈنگاں کو قتل کروا دیا اور آخر الذکر کو تو اس زکالی نے بوئیروں سے جنگ میں الجھا دیا تھا۔ اور شاہی گھرانے سے اس دشمنی کے سبب اس نے دونوں شہزادوں یعنی کاٹوبیو اور امبلازی کو آپس میں لڑوا دیا اور اس جنگ میں میں نے بھی اپنا کردار ادا کیا تھا۔

چنانچہ ان تمام باتوں کے پیش نظر اب مجھے یقین تھا کہ زکالی انگریزوں اور زولوؤں میں جنگ کروانا چاہتا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ اس جنگ میں زولو قوم ختم ہو جائے گی اور سازینگو کونا کا گھرانا۔ یعنی شاہی گھرانا مٹ جائے گا جسے خاک میں ملا دینے کی زکالی نے قسم کھائی تھی۔ کئی برسوں پہلے زکالی مجھ سے یہ تو کہہ چکا تھا اور میں جانتا تھا کہ وہ جو کہتا ہے بہر حال دکھاتا ہے۔ اس غرض سے اس نے ماہینا کو اپنا ہتھیار بنایا تھا اور جب زکالی اس سے اپنا کام نکال چکا تو اسے موت کے حوالے کر دیا۔ اسی طرح وہ اپنی مقصد برآری کے لئے بہت سے آدمیوں کو استعمال کر چکا اور پھر مقصد پورا ہونے پر انہیں موت کے حوالے کر چکا تھا۔ چنانچہ اب کیا وہ مجھے اپنے ہتھیار کے طور پہ استعمال نہیں کر رہا تھا؟ اور کیا مجھ سے کام

نکال لینے کے بعد مجھے بھی موت کے حوالے کر دینے والا تھا؟ البتہ یہ میری فہم سے بالاتر تھا کہ میں اس سازشوں میں کس طرح اور کیا مدد کر سکتا تھا خصوصاً اس صورت میں کہ زکالی اچھی طرح جانتا تھا کہ میں اس کی مخالفت کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔ اور میں نے سوچا کہ جا کر کالڈوالیو کو زکالی کی عیاری اور اس کے ارادوں سے آگاہ کر دوں خواہ اس طرح مجھ سے وعدہ خلافی ہی کیوں نہ ہو جائے۔

لیکن اگر میں نے ایسا کیا۔ اگر بادشاہ نے میری بات پر یقین کر لیا تب بھی ۔ اس دوران میں اپڈسٹ ساحر نے میرے دو آدمیوں کو یرغمال اپنے پاس روک لیا تھا۔ اب اگر میں نے اس کا پول کھول دیا تو میرے ان ساتھیوں کا کیا بنے گا؟ وہ مجھے پیغام بھیج رہا ہے کہ وہ دونوں محفوظ ہیں اور اشارے میں یہ بھی بتا رہا ہے کہ وہ ناٹال چلے گئے ہیں۔ لیکن اس کا کیا ثبوت ہے کہ اس نے جھوٹ نہیں کہا؟ میں ایکدم پریشان ہو گیا میں سمجھ نہیں سکا تھا کہ اس نے مجھے زولولینڈ میں کیوں بلایا تھا اور اب میں نہ تو اس طرف کوئی قدم بڑھا سکتا تھا اور نہ اس طرف کیونکہ ممکن تھا کہ میں اس گڑھے میں جا پڑوں جو زکالی کے عیار ہاتھوں نے کھودا تھا نہ صرف یہ بلکہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی اس گڑھے میں گھسیٹ لے جاؤں۔

اس کے علاوہ ایک سوال یہ بھی تھا کہ زکالی انسان تھا یا زمین پر بھیجا ہوا شیطان کا چیلا جو عجیب و غریب قوتوں کا مالک تھا اور جسے ظلمتوں کی قوتوں پر اختیارات حاصل تھے؟ اس سوال کا بھی یقینی جواب میرے پاس نہ تھا۔ اس کی زندگی کی میعاد غیر معمولی طور پر طویل معلوم ہوتی تھی اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کی عمر کتنی ہے۔ اس کے علاوہ انسان

کے خیالات پڑھنے میں وہ آپ اپنی مثال تھا اور اپنے کسی فن سے یا کسی ترکیب سے افسانوں کی نظروں کے سامنے خیالی پیکر یا ہیولے آتا تھا جس کا تجربہ مجھے دوسرے دن ہی ہو گیا۔ اس کے علاوہ وہ ان واقعات سے پتہ نہیں کس طرح، واقف ہو جاتا تھا جو میلوں دور ہوتے تھے اور دور دراز کے آدمیوں تک خواب بھیج سکتا اور خواب کے واقعات معلوم کر سکتا تھا۔ ثبوت اس کا یہ تھا کہ میں نے مارنیہام کے گھر میں جو خواب دیکھا تھا اس کی ایک ایک بات نومبے نے میرے سامنے بیان کر دی تھی۔ اور آخر میں یہ کہ وہ آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق بھی بتا سکتا تھا مثلاً۔ میری داستان "دشت دل" اگر اگر آپ نے پڑھی ہے تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ زکالی نے مجھے بتایا تھا کہ ایک بپھرا ہوا بھینسا جس کا سینگ پھٹا ہوا یا دو شاخہ ہو گا مجھے زخمی کر دے گا اور ایسا ہی ہوا۔"

اس کے باوجود یہ سب کچھ باریک نظر، ہوشیار جاسوس یا مسمیریزم کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ بہر حال آج تک میں نہ جان سکا اور نہ سمجھ سکا کہ زکالی کیا تھا اور اس کی ان عجیب و غریب قوتوں اور حیرت انگیز علم کا راز کیا تھا۔

تو یہ تھے وہ خیالات جو میرے دماغ میں اس وقت چکر لگا رہے تھے جب میں تو ندیلی گوزا کے ساتھ وادی اسنتحواں سے لوٹ رہا تھا۔

"گوزا!" آخر کار میں نے کہا "کیا واقعی زولو لوگ انگریزوں سے جنگ کرنا چاہتے ہیں؟"

وہ پلٹا اور اس نے اس وسیع و عریض میدان کی طرف اشارہ کیا جو ٹیلوں کے قدموں میں تھا۔ یہاں سپاہیوں کی دو رجمنٹیں نمائشی جنگ

کر رہی تھیں ۔ ایک رجمنٹ ٹیلوں کی ڈھلانوں پہ تھی اور دوسری میدان سے اس پہ حملہ کر رہی تھی اور ایسے جوش و خروش سے کہ دور سے ان کا یہ حملہ حقیقی معلوم ہوتا تھا ۔

"وہ لڑائی ہی ہو رہی ہے ۔ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے نا میکومیزن ؟" اس نے جواب دیا ۔

"ہاں گوزا تاہم ہو سکتا ہے کہ یہ ایک کھیل ہو ۔"

"سچ کہتے ہو ۔ وہ لڑائی بھی ہو سکتی ہے اور کھیل بھی ۔ اور میں غیب داں تو ہوں نہیں کہ بتا سکوں کہ وہ لڑائی ہے یا کھیل ہے یا کیا ہے ؟ پورے زولولینڈ میں صرف ایک شخص ہے جو حقیقت سے واقف ہے اور وہ وہی ہے جس کے قیام کے لئے وہاں گھاٹی میں جھونپڑیاں بنائی جا رہی ہیں ۔"

"تو تمہارے خیال میں وہ واقعی جانتا ہے ؟"

"خیال ؟ ۔ خیال نہیں میکومیزن بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ جانتا ہے ۔ وہ عظیم ترین ساحر ہے اور اُس وقت بھی ایسا ہی تھا جب میرا باپ اپنی ماں کی چھاتیوں سے دودھ پیتا تھا ۔ وہ ڈوریاں کھینچتا ہے اور زولولینڈ کے شریر لوگ ناچتے ہیں ۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ جنگ ہو تو جنگ ہوگی ۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ امن رہے تو امن رہے گا ۔"

"اور وہ کیا چاہتا ہے گوزا ؟"

"میرا تو خیال تھا میکومیزن کہ یہ تو تم مجھے بتا سکتے ہو کیونکہ تم اس کے دوست ہو اور یہ بھی کہ اس نے اونونڈی اور دن کی روشنی میں رہنے کے بجائے اپنے قیام کے لئے مُردوں کے اس اندھیرے گھر کو کیوں پسند کیا ؟"

"یہ تو میں بھی نہیں جانتا گوزا کیونکہ راستے کھولنے والے نے اپنا دل میرے

سامنے کبھی نہیں کھولا۔ اس نے اپنے راز اپنے تک ہی رکھے ہیں" رہی دوسری بات تو اس کے متعلق میں یہی کہہ سکتا ہوں جو مُردوں سے بات چیت کرتا ہے وہ انہی کے ساتھ رہنا بھی پسند کرتا ہے۔"

"اب یہ تم نے ہمیشہ کی طرح سچ کہا ہے میگوئیرن" گورلی نے کہا اور میری طرف یوں دیکھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ اس کا ایمان ہے کہ میں صرف سچ کہتا ہوں اور سچ کے علاوہ کچھ نہیں کہتا۔"

بے شک و شبہ گورلی کو یقین تھا کہ میں نہ صرف زکالی کا دوست ہوں بلکہ اس کے ہر منصوبے سے واقف اور اس میں شریک ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے یہ بھی یقین تھا کہ وہ جانتا تھا کہ میں زولولینڈ میں اکیلا نہیں آیا جیسا کہ میرے کمبلوں کے وعدے سے ثابت ہوتا ہے جو گویا اس کے خاموش رہنے کی قیمت یا رشوت تھی اور یہ کہ میرے ساتھی بھی اس منصوبے یا سازش میں شریک تھے تاہم یہ میرا خیال تھا چنانچہ میں اس سے کچھ پوچھنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا مبادا زولولینڈ میں میرے ساتھیوں کی موجودگی کا راز فاش ہو جائے۔"

لیکن سچ تو یہ ہے کہ میرا یہ خوف بے بنیاد تھا کیونکہ گورلی اگر اس راز سے واقف تھا، اور میرے خیال میں واقف ہی تھا تب بھی وہ اس معاملے میں زبان نہ کھول سکتا تھا کیونکہ زکالی نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو دھمکی دی تھی کہ اگر اس نے زبان کھولی تو اس پر اور ان پر جو اس کے ساتھ تھے، زکالی کا عذاب نازل ہوگا۔ اور زکالی کا ایک لفظ بادشاہ کے ایک لفظ کے برابر تھا کیونکہ بادشاہ کسی کو مار سکتا تھا لیکن زکالی نہ صرف مار سکتا بلکہ مرنے والے کی روح کو بہت دنوں میں مبتلا کر سکتا تھا

چنانچہ سبھی زکالی اور اس کے "سراپ" سے ڈرتے تھے ۔ لیکن اُس وقت یہ سب باتیں مجھے کہاں معلوم تھیں۔"

بعد کے دو دنوں میں کوئی واقعہ نہ ہوا حالانکہ میں نے سنا کہ صورتِ حال پر غور کرنے کے لئے بادشاہ کے جھونپڑے میں دو نہیں تو ایک مجلسِ مشاورت ضرور ہوئی ۔ کالو والو سے بھی میں ملا نہ سکا حالانکہ دو دفعہ اس کے خادم میرے لئے اس کی طرف سے اشیائے خورد و نوش کا تحفہ لیکر اور میری خیریت پوچھنے آئے اور اس نے مجھے دریافت کیا کہ میں خوش ہوں یا نہیں اور یہ کہ کسی نے میری توہین یا مجھے کوئی نقصان پہنچانے کی تو کوشش نہیں کی ۔ اس کا جواب میں نے یہ دیا کہ میں خیریت سے ہوں البتہ خوش نہیں ہوں کیونکہ اتنے بہت سے زولوؤں میں اکیلا سفید فام ہوں چنانچہ شدت سے تنہائی کا احساس ہو رہا ہے۔"

تیسرے دن ۔ اور یہ وہ دن تھا جس کی رات کو پورا چاند طلوع ہونے والا تھا ۔ گوزا میرے پاس آیا اور بتایا کہ زکالی یہاں پہنچ گیا ہے اور دادئی استخوان میں پو پھٹنے سے پہلے مقیم ہو گیا ہے ۔ میں نے اس سے پوچھا کہ زکالی تو بہت بوڑھا اور کمزور دے ہے پھر اس نے ایسا طویل سفر کیسے طے کیا؟ گوزا نے جواب دیا کہ اسکا خیال ہے کہ زکالی نے یہ سفر" اپنے پیروں سے نہیں کیا" بلکہ اسے ڈولی میں بٹھا کر لایا گیا ہے بلکہ اسکی دو ڈولیاں تھیں ۔ ایک میں خود سوار تھا اور دوسری میں" اسکی روح"۔

اس روح والی بات نے تو مجھے بھی چکرا دیا اور میں نے گوزا سے پوچھا:۔

"کیا مطلب ہے"

"اب یہ میں کیا جانوں۔ میں تو وہی کہہ رہا ہوں جو مجھ سے کہا گیا ہے" اس نے جواب دیا۔

"بہرحال یہی اطلاع راستہ کھولنے والے نے اپنے پیغامبر کے ذریعہ بادشاہ کو بھجوائی تھی۔ کسی نے اسے نہیں دیکھا کیونکہ اس نے یہاں تک کا سفر رات کے اندھیرے میں کیا ہے۔ اس کے علاوہ جس طرف سے زکالی گزرتا ہے وہاں کے سارے انسان اندھے ہو جاتے ہیں اور عورتوں کی زبانیں تک گنگ ہو جاتی ہیں" "لیکن ہو سکتا ہے کہ "روح" سے اس کی مراد وہ چڑا گھر جیسی بھی نو میے سے ہو جسے، لوگ کہتے ہیں، زکالی نے تخلیق کیا ہے کیونکہ کسی نے نہ تو اس عورت کے باپ کو دیکھا ہے اور نہ ماں کو اور نہ ہی کسی نے سنا ہے کہ وہ کہاں سے آئی اور اسے کون لایا۔ یا شاید اس کا سانپ بیٹھا ہوا تھا دوسری ڈولی میں چٹائیوں کے پیچھے بشرطیکہ حقیقت میں اس کا کوئی سانپ ہو۔"

"شاید ایسا ہی ہو" میں نے سر ہلا کر کہا کیونکہ جانتا تھا کہ اس الو کے پٹھے گوزا سے اس معاملے میں زیادہ بحث کرنا فضول تھا" گوزا! مجھے زکالی سے ملنا ہے اور فوراً ملنا ہے"

"یہ نہیں ہو سکتا میکومیزن کیونکہ اس نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ کسی سے نہ ملے گا بلکہ آرام کر کے سفر کی کسلمندی دور کرے گا اور بادشاہ نے حکم دے دیا ہے کہ جو بھی وادی استخواں کے قریب جائے گا قتل کر دیا جائے گا چاہے وہ شاہی خاندان سے ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں میکومیزن اگر کتا بھی اس وادی کے قریب گیا تو مارا جائے گا۔ چنانچہ ایک کتا وادی کے قریب گیا تھا تو ان سپاہیوں نے، جو وہاں پہرہ دے رہے ہیں، اسے فوراً ختم کر دیا اور ایک لڑکا بھی مارا گیا جو اپنے بچھڑے کو تلاش کرتا ہوا وہاں پہنچ گیا تھا اور میرے خیال

ہیں یہ ۔ لڑکے کا قتل ۔ برا شگون ہے"

"تو پھر میں اسے پیغام بھیجوں گا" میں نے کہا۔

"آں ۔ یہ تم کر سکتے ہو" اس نے میرا مذاق اڑایا "وہ دیکھو ایک گدھ فضا میں چکر کاٹ رہا ہے اس سے پوچھو ۔ شاید وہ تمہارا پیغام لیجائے کیونکہ اور کوئی تو لے جا نہیں سکتا ۔ حماقت نہ کرو میکومبزن بلکہ صبر کرو کیونکہ آج ہی رات کو راستہ کھولنے والے کو دیکھو گے تب وہ وادی استخواں میں بادشاہ اور مشیروں کی مجلس میں شرکت کرے گا ۔ یہ بادشاہ کا حکم ہے کہ جب چاند طلوع ہو تو میں تمہیں وہاں لے جاؤں تاکہ تم اس مجلس میں حاضر رہو تاکہ وہ تم سے سفید فاموں کے متعلق کچھ پوچھنا چاہے تو پوچھ سکے یا سفید فاموں کے پاس زاٹال میں کوئی پیغام بھیجنا چاہے تو بھیج سکے"

"تو میں بادشاہ سے مل سکتا ہوں؟" میں نے غصے سے چیخ کر کہا۔

"نہیں میکومبزن کیونکہ وہ سارا دن اپنے اجداد کی روحوں کی خدمت میں قربانیاں پیش کرتا رہے گا چنانچہ اس سے ملنا بھی ممکن نہیں" گوزانے جاتے ہوئے کہا۔

بادشاہ کی اس اجازت سے، کہ میں جہاں چاہوں جا سکتا ہوں، فائدہ اٹھا کر سارا دن چڑھے میں ٹہلتا ہوا وادی استخواں کی طرف چلا کہ معلوم کروں کہ گوزانے جو کچھ کہا تھا اس میں کہاں تک صداقت ہے ۔ اور اس کی صداقت ثابت ہوگئی ۔ وادی سے کوئی تین سو گز کے فاصلے پر ۔ سپاہی دس دس قدم کی دوری پہ ایک دائرے میں کھڑے پہرہ دے رہے تھے اور اتنے ہی فاصلے سے وادی کا دہانہ میلوں کے سلسلے میں ایک اندھیرا [illegible] معلوم ہوتا تھا ۔ [illegible] تک قریب [illegible] صورت

آشنا تھا، پہنچا اور اس سے پوچھا کہ وہ مجھے اپنے دوست زکالی کے پاس جانے دیگا۔
یہ شخص با مذاق معلوم ہوتا تھا کیونکہ اس نے جواب دیا:۔
"کیوں نہیں میکومیزن؟ لیکن میں تمہاری روح کو اس کے پاس جانے دونگا لیکن اس کے لئے یہ کرنا ہوگا کہ تم ایک قدم بھی آگے بڑھے تو میں اپنے بھالے سے ایک سوراخ بنا دوں گا جس کے ذریعہ تمہاری روح تمہارے بدن سے نکل کر تمہارے دوست کے پاس چلی جائے گی"
اس کی اس اطلاع پر میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کی طرف چٹکی بھر نسوار بڑھا دی جو اس نے شکریہ ادا کرتے ہوئے قبول کر لی کیونکہ وہ طویل شب بیداری کی وجہ سے بیزار ہو رہا تھا۔
"عظیم ساحر اپنے کتنے آدمیوں کو ساتھ لایا ہے؟" میں نے پوچھا۔
"یہ تو میں نہیں جانتا میکومیزن البتہ میں نے بہت سے طویل القامت آدمی ضرور دیکھے ہیں۔ یہ لوگ کھانا لینے آئے تھے جو وادی کے دہانے پر زکالی اور اس کے ساتھیوں کے لئے رکھ دیا گیا تھا۔"
"کسی عورت وغیرہ کو تو نہیں دیکھا تم نے؟" میں نے پوچھا۔
"نہیں۔ اور سچ تو یہ ہے میکومیزن کہ راستہ کھولنے والا اتنا بوڑھا ہے کہ عورت سے اسے کوئی دلچسپی ہو ہی نہیں سکتی۔"
عین اسی وقت ایک سردار اس طرف آنکلا اور اس نے کچھ ایسی نظروں سے میری طرف دیکھا کہ مجھے وہاں سے کھسک جانے میں ہی خیریت نظر آئی۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ وادی کی اشتخواں میں داخل ہونا ممکن نہ تھا۔
لوٹتے وقت میں بادشاہ کے جھونپڑے کے چاروں طرف بنی ہوئی باڑ کے قریب سے گزرا اور دیکھا کہ بہیئت وچ ڈاکٹروں کے غول کے غول

آچار ہے تھے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ گوزا نے یہاں بھی غلط نہیں کہا تھا۔ "بادشاہ ساحرانہ رسومات" ادا کر رہا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ اس سے کبھی ملنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ ہر طرف مجھے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ رہا تھا۔ قسمت میرا ساتھ چھوڑ رہی تھی بلکہ میرے دل میں یہ وہم سر اٹھا رہا تھا کہ زکالی نے مجھ پر سحر کر دیا ہے اور ایک طرح سے معاملہ کچھ ایسا ہی تھا کیونکہ مشکلات کی ایک دیوار سی میرے سامنے کھڑی ہو گئی تھی اور خاموشی اس بات کا پتہ دے رہی تھی کہ کچھ ہونے والا ہے۔

میں بے حد دل شکستہ ہو کر اپنی جھونپڑی میں پہنچا، چند منٹوں تک اپنی گھوڑی سے باتیں کیں، بعد اس کے کھانا کھایا، پانی پیا اور سونے کی کوشش کی، ذرا آنکھ لگی تھی کہ چونک کر بیدار ہو گیا اور پھر سونے کی کوشش نہ کی کیونکہ جب بھی میں آنکھیں بند کرتا زکالی کا بھیانک قہقہہ سنائی دیتا۔ شاید اس وقت وہ وادی استخوان میں بیٹھا قہقہے ہی لگا رہا تھا۔

آخر کار یہ بے حد بیزار کن دن ختم ہوا۔ سورج غروب ہونے لگا۔ ایک زبردست آتشی گولا جو بار بار بادلوں میں چھپ جاتا تھا کیونکہ آسمان پر طوفان کے آثار تھے۔ کالے کالے بادل منڈلا رہے تھے اور سورج کی سرخ شعاعیں ان کے کنارے سلگا رہی تھیں اور ان پہاڑیوں پر جن کی گہرائی میں زکالی کا قیام تھا، ان بادلوں کا جمگھٹا تھا۔ میرے تھکے ہوئے دماغ کو یہ بادل ایسے معلوم ہوئے جیسے اندھیرے اور روشنی کی فوجیں جنگ کر رہی ہوں۔ اندھیرا غالب آ گیا۔ نہیں۔ بادل پھٹے اور روشنی غالب آ گئی اور پھر۔ ایسا معلوم ہوا کہ اندھیرے اور روشن بادلوں پر کوئی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ زکالی تھا۔ اپنے قد سے دس ہزار گنا بڑا اور پھر وہ ہنسا

یہ شاید بادل گرجے تھے لیکن آواز ایسی تھی جیسے کہیں دور زکالی قہقہہ لگا رہا ہو۔ اور دفعتہً مجھے احساس ہوا کہ میں اکیلا نہ تھا۔ سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے گوزا کھڑا تھا۔"

"میکو میزن! کیا دیکھ رہے ہو آسمان میں؟" اس نے پوچھا "یقیناً تمہیں کچھ نظر آرہا ہے جبھی تو یوں دیکھ رہے ہو۔"

"ہاں۔ نظر آرہا ہے۔"

"کیا؟"

"فوجیں جنگ کر رہی ہیں۔"

"تب تو تم آسمانوں کے ساتھ ہو، میکو میزن۔ کیونکہ مجھے تو صرف کالے اور لال بادل ہی نظر آتے ہیں۔ بہرحال۔ چلو۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں آج معلوم ہو ہی جائے گا کہ فوجوں کی ٹکر ہو گی یا نہیں۔ زکالی ہمارا انتظار کر رہا ہے اور شیر وادیٔ استخواں کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ ہاں۔ بادشاہ نے کہا ہے کہ بہتر ہو گا کہ تم اپنا پستول جیب میں رکھ لو۔ بادا اندھیرے میں کوئی تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔"

"پستول جیب میں ہی ہے لیکن گوزا میری تم سے درخواست ہے کہ وہاں اندھیرے میں میری حفاظت کرنا کیونکہ اندھیرے میں نشانہ خطا کر جاتا ہے اور اگر میں نے گولیاں چلائیں تو ہو سکتا ہے ایک آدھ تمہیں لگ جائے۔"

گوزا مسکرایا لیکن کوئی جواب نہ دیا البتہ میں نے دیکھا کہ اس رات وہ جہاں تک ممکن ہوا میرے پیچھے ہی رہا۔"

ہم بستی میں سے گزرے تو دیکھا کہ ہر آدمی بیکار کھڑا ہوا تھا۔

کوئی کچھ نہ کر رہا تھا اور کوئی کچھ بول نہ رہا تھا۔ ہر ایک کے بشرے سے امید و بیم کے جذبات عیاں تھے۔ وہ جانتے تھے کہ نازک وقت آگیا تھا اور ان کی قوم کی قسمت ڈانواڈول تھی اور میرے آگے بڑھتے ہوئے ایک ایک قدم کو یوں دیکھ رہے تھے جیسے اس سے شگون لے رہے ہوں۔ میں بھی کنکھیوں سے ان کی طرف دیکھ اور سوچ رہا تھا کہ میں ان وحشیوں میں سے اپنی جان بچا کر لے جا سکوں گا یا نہیں۔ ایک دفعہ اگر ان کی خون کی پیاس جاگ اٹھی تو میں جانتا تھا کہ پھر میرے بچنے کی کوئی امید نہیں۔

بستی سے باہر آئے تو پھر ہمیں کوئی آدمی نہ ملا یہاں تک کہ ہم ان سپاہیوں تک پہنچ گئے جو وادی استخواں کے دہانے پر پہرہ دے رہے تھے اور جو کالے مجسموں کی قطار کی طرح بے حس و حرکت کھڑے ہوئے تھے ان کے للکارنے پر گوزا نے کوئی سمجھ میں نہ آنے والا لفظ کہا جس میں میرا نام بھی تھا اس پر سپاہیوں نے ہمارے لئے راستہ چھوڑ دیا اور ہم وادی کے دہانے تک پہنچ گئے۔ یہاں اندھیرا تھا کیونکہ سورج غروب ہو چکا تھا اور پورا چاند ہر چند کہ طلوع ہو چکا تھا لیکن ٹیلوں کے پیچھے سے ابھرا نہ تھا اور وہ آدھے گھنٹے تک یہاں سے دکھائی دینے والا نہ تھا۔ اور پھر مجھے اس اندھیرے میں روشنی کا ایک داغ سا دکھائی دیا۔ یہ آگ تھی جو اس چھجے کے قریب، جس کا ذکر میں کر چکا ہوں، جل رہی تھی۔

ذرا فاصلہ پر اور اس الاؤ کے سامنے پچیس تیس آدمی نیم دائرے میں زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے اپنے آپ کو چغوں اور کمبلوں میں لپیٹ رکھا تھا اور ان کے بیچ میں ایک دیو ہیکل شخص تپائی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"بادشاہ اور مشیر" گوزا نے میرے کان میں کہا۔

ان میں سے ایک نے گردن گھما کر ہماری طرف دیکھا اور بادشاہ کا اشارہ پا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ الاؤ کی روشنی اسکے چہرے پہ پڑی۔ وہ زبیر امنایا تھا وہ میری طرف بڑھا' قریب آیا' مجھے پہچان کر سر ہلایا اور مجھے لیکر دائیں طرف بڑھا اور اس درخت کے قریب لے آیا جو الاؤ سے چند قدم دور تھا۔ یہاں ایک تپائی رکھی ہوئی تھی۔ میں اس پر بیٹھ گیا۔

گوزا کا شمار مشیروں میں نہ تھا چنانچہ وہ میرے قدموں میں بیٹھا۔

میں نے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو معلوم ہوا کہ مجھے ایسی جگہ بٹھایا گیا تھا کہ الاؤ کی طرف سے اور چٹان کی طرف سے بھی کوئی مجھے دیکھ نہ سکتا تھا۔ لیکن میں گردن گھما کر دونوں طرف آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔

اور پھر اندھیرا مکمل ہو گیا اور اب کچھ نظر نہ آتا تھا سوائے الاؤ کے اور اس کے پیچھے کالی چٹان کے اور خاموشی بھی مکمل تھی کیونکہ بادشاہ اور اس کے ساتھی خاموش تھے۔ وہ لوگ یوں بے حرکت بیٹھے ہوئے تھے جیسے مردے ہوں اور خاموشی ایسی تھی کہ جب ایک مکھی میرے کان کے قریب سے گزری تو میں یوں اچھل پڑا جیسے گولی گزر گئی ہو۔ اس خاموشی اور اس مقام کا اثر یہ ہو رہا تھا جیسے کسی نے مجھ پہ مسمریزم کر دیا ہو۔ میں یوں محسوس کر رہا تھا جیسے مجھ پر نیند طاری ہو رہی ہو اس کے باوجود میرا دماغ لطیف حد تک بیدار تھا۔ اور میں سوچ اور سمجھ سکتا ہوں۔

چنانچہ میں نے سمجھا کہ میرے بائیں طرف بیٹھے ہوئے لوگ یہ طے کرنے آئے تھے کہ کیا ہونا چاہیئے۔ جنگ یا امن' اور یہ کہ ان کے خیالات میں اختلاف تھا' بادشاہ اس گروہ کا ساتھ دینے کیلئے تیار تھا جو زوردار ہو لیکن آخری فیصلہ وہ آواز کرے گی جو الاؤ کے دوسری طرف

سے پوری گی۔ چنانچہ آخری فیصلہ ایک کاہن کرنے والا تھا جیسا کہ مصر قدیم
میں ہوتا تھا لیکن زولوؤں کا یہ کاہن مصر قدیم کے کاہنوں سے زیادہ ہوشیار،
زیادہ عیار تھا۔

صاف ظاہر تھا کہ زکالی نے، جو انسانی فطرت سے عموماً اور وحشیوں
کی فطرت سے خصوصاً، اس جگہ کا انتخاب دلوں پر اثر کرنے کے لئے کیا
تھا اور مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اس کا یہ انتخاب عمدہ تھا۔ کیونکہ خود مجھے
اس کا شدت سے احساس تھا کہ اس مقام اور اس وقت میں جو کچھ کہا
جائے گا یا جو کچھ ہوگا اس کا اثر میرے دل پر ایسا عجیب اور غیر ارضی
ہوگا کہ دن کی روشنی میں میں اس پر قہقہے لگاتا اور زولوؤں پر تو
اس جگہ کا اثر شروع ہو ہی گیا تھا کیونکہ میں اکثر حشیروں کے دانت
بجتے سن رہا تھا اور میرے قدموں میں بیٹھے ہوئے گوزا کے جسم میں کپکپی
طاری تھی۔ وہ بڑبڑایا کہ سخت سردی ہے۔ لیکن اس نے یہ جھوٹ
کہا تھا کیونکہ یہ مہیب مقام کچھ زیادہ ہی گرم تھا۔

آخر کار اندھیرے کی چادر پر چاند کی چاندنی بکھر گئی اور پورے
چاند نے ٹیلوں کے پیچھے سے سر ابھارا اور دودھیا روشنی کی ایک موٹی
لکیر اندھیرے میں شگاف ڈالتی ہوئی اس گھاٹی میں اتر آئی۔ روشنی
کی یہ لکیر چٹانی چھجے پر اور اس کے آس پاس گری اور نظر آیا کہ ایک
مینڈک جیسا، بدہئیت اور سفید سر والا سایہ چھجے اور الاؤ کے
بیچ میں زمین پر پھسکڑا مارے بیٹھا ہوا تھا۔

یہ زکالی تھا۔

پندرھواں باب

مجلسِ مشاورت

کسی نے زکالی کو نہ تو آتے دیکھا تھا اور نہ اس کے آنے کی آواز سنی تھی اور حالانکہ وہ یقیناً چٹان کے پیچھے سے رینگ کر آیا اور خاموشی سے بیٹھ گیا تھا تاہم اس کے یوں اچانک ظاہر ہو جانے میں کوئی خاص اور پُر اسرار بات تھی۔ کم سے کم زولو مشیروں نے تو ایسا ہی سمجھا کیونکہ ان کے منھ سے حیرت اور خوف کی "اوہ" کی آواز نکلی۔

چنانچہ زکالی اب سامنے ایک زبردست بندر کی طرح بیٹھا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا اور الاؤ کی روشنی میں اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ چاند کی روشنی میں اضافہ ہوا لیکن وقتاً فوقتاً چاند پر بادل آ جاتے اور اس مہیب گھاٹی میں اندھیرے کے مہیب سائے اتر آتے تھے ان میں کے اکثر سائے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے نقاب پوش شبیہیں زکالی کے قریب آرہی ہوں، اس پہ جھک رہی ہوں اور اس سے کچھ کہہ کر واپس جا رہی ہوں۔"

"روحیں آرہی ہیں اس کے پاس۔ میرے قدموں میں بیٹھے ہوئے گوزا نے کہا لیکن میں نے کوئی جواب نہ دیا۔"

یہ تماشہ بہت دیر تک ہوتا رہا یہاں تک کہ پورا چاند پہاڑیوں کے پیچھے ابھر آیا۔ اور کچھ دیر کے لئے بادلوں کے ٹکڑے بھی ہٹ گئے۔ زکالی اب بھی خاموش اور بے حرکت بیٹھا ہوا تھا اور چونکہ میں ان لوگوں کے مزاج سے واقف تھا اس لئے میں نے سمجھ لیا کہ یہ ہیں دو ایسی ہستیوں کا تصادم دیکھ

رہا ہوں جن میں سے ایک، زدلوؤں کے نزدیک ارضی بادشاہ ہے اور دوسری روحوں کی حکمراں ہے۔ مجھے یقین تھا کہ اگر زکالی کو پہلے مخاطب نہ کیا جاتا تو وہ ساری رات اسی طرح خاموش بیٹھا رہتا اور اگر قوم کی بے صبری کی فکر نہ ہوتی تو شاید کاٹو والیو بھی صبح تک لب کشائی نہ کرتا لیکن وہ بہرحال ارضی بادشاہ تھا چنانچہ اس نے گویا اپنی ہار تسلیم کرتے ہوئے بولنے میں پہل کی۔

"ماکوسی" اس نے کہا "اے بہت سی روحوں کے آقا! مشیروں اور زدلو قوم کی طرف سے میں، بادشاہ کاٹو والیو، اس مقام میں، جس کا انتخاب تم نے کیا ہے، تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔"

زکالی نے کوئی جواب نہ دیا۔

خاموشی دیر تک طاری رہی یہاں تک کہ ایکبار پھر اپنے مشیروں سے سرگوشی کرنے کے بعد کاٹو والیو نے وہی الفاظ دہرائے اور پھر کہا۔

"اے راستے کھولنے والے! کیا طویل عمر نے تمہیں بہرہ کر دیا ہے کہ تم بادشاہ کی آواز نہیں سن رہے ہو؟"

آخرکار زکالی نے جواب دیا۔ اپنی مخصوص نیچی آواز میں لیکن ایسا معلوم ہوا کہ اس کی اس نیچی آواز نے پوری گھاٹی کو بھر دیا ہو:

"نہیں۔ اے سازشیں کرنے کے بیٹے، عمر نے مجھے بہرہ نہیں کر دیا لیکن ان دنوں یہ ہوتا ہے کہ میری روح پرواز کرتی ہوئی بہت دور تک چلی جاتی ہے۔ یہ اس مثلنے کی طرح ہے جس میں ہوا بھری ہوئی ہو اور جس سے ایک ڈوری بندھی ہو اور پھر یہ ڈوری ایک بچے کے ہاتھ میں ہو چنانچہ اپنے ہونٹ کھولنے سے پہلے مجھے بھی اپنی روح کو کھینچ کر آسمان سے زمین پر لانا پڑتا ہے" ہاں تو تم نے کیا کہا اس مقام کے متعلق جس کا انتخاب میں نے کیا ہے؟ اس سے بہتر مقام اور

کون سا ہو سکتا تھا؟ اسی جگہ تو میری پہلی ملاقات زولوؤں کے پہلے بادشاہ شاکا سے ہوئی تھی جو تمہارا ابا تھا۔ چنانچہ کوئی وجہ نہ تھی کہ میں زولوؤں کے آخری بادشاہ سے ملاقات کے لئے اسی جگہ کا انتخاب نہ کرتا۔"

میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ زکالی کی یہ بات ذو معنی تھی۔ ایک تو یہ کہ کاٹیوایو موجودہ حکمراں تھا اور دوسرے یہ کہ وہ زولوؤں کا آخری بادشاہ تھا اور اس کے بعد کوئی بادشاہ نہ ہو گا۔ لیکن کاٹیوایو نے اس کے دوسرے معنی لئے۔ یعنی زولوؤں کے آخری بادشاہ والے۔ کیونکہ میں نے دیکھا کہ ان کے بدن پر خوف کی کپکپی طاری ہو گئی۔

"کیوں انتخاب نہ کرتا اس مقام کا؟" زکالی نے سلسلۂ کلام جاری رکھا "خصوصاً اس لئے کہ یہ مقام میرے لئے مقدس ہے۔ یہی وہ جگہ ہے اے پانڈا کے بیٹے جہاں شاکا نے میری اولاد کو لا کر قتل کیا تھا اور مجھے اس جگہ بٹھا کر، جہاں اس وقت تم بیٹھے ہوئے ہو، مجھے ان کا قتل دیکھنے پہ مجبور کیا تھا۔ ہاں۔ اس چٹان پر، جو میرے سر پہ ہے" انہیں قتل کیا گیا۔ چار تھے وہ۔ تین لڑکے اور ایک لڑکی اور انہیں قتل کرنے والے جلادوں کا انجام برا ہوا جیسا کہ شاکا کا انجام برا ہوا۔ ہاں ان جلادوں نے قہقہے لگائے تھے اور میری آنکھوں کے سامنے میرے جگر کے ٹکڑوں کو اس چٹان پر سے نیچے پھینک دیا تھا۔ ہاں۔ شاکا نے بھی قہقہے لگائے تھے اور اس کے ساتھ میں نے بھی قہقہے لگائے تھے کیونکہ بادشاہ کو کیا اس کا حق نہ تھا کہ وہ میرے بچوں کو قتل کر دے اور ان کی ماؤں کو جیما لے؟ اور کیا مجھے خوش نہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو کر روحوں کی دنیا میں پہنچ گئے جہاں سے وہ مجھ سے باتیں کر سکتے ہیں جیسا کہ اس وقت بھی کر رہے ہیں؟"

وہ خاموش ہو گیا اور سر ایک طرف جھکا کر اپنا ایک کان اوپر اٹھا دیا اور بدلی ہوئی آواز میں پیار سے کہا :۔

" نوما! کیا کہا تم نے مجھ سے 'میری پیاری بچی نوما؟' او۔ میں سن رہا ہوں۔ سن رہا ہوں "

اور وہ اپنی جگہ پر سے کولھوں کے بل گھسٹ کر کھسکا، ذرا دائیں طرف، اور اپنی خشک لمبی انگلیوں سے زمین پر کچھ تلاش کرنے لگا۔

" کہاں؟ کہاں؟" وہ بڑبڑایا " اچھا۔ ہاں۔ سمجھا۔ ذرا آگے۔ جڑ میں۔ گیدڑ نے دفن کیا ہے؟ ہاں۔ زمین بہت سخت ہے۔ ہاں۔ مل گئی۔ لیکن دیکھو نوما پتھر سے میری انگلی زخمی ہو گئی۔ لیکن مل گئی۔ ہاں۔ یہ ہے "

اور اس نے ایک گرے ہوئے درخت کی جڑ میں سے ایک کھوپڑی نکال لی۔ یہ کسی بچے کی کھوپڑی تھی۔ زکالی نے یہ کھوپڑی اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لی اور اسے اپنے پیر پر رگڑ رگڑ کر اس پر سے پھپھوندی صاف کی۔

" ہاں نوما۔ یہ کھوپڑی تمہاری ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا حجم تو اتنا ہی ہے تاہم یقین کیسے کروں؟ کیا کہا تم نے؟ دانت؟ ہاں۔ یاد آیا۔ جس دن تمہیں قتل کرنے کے لئے یہاں لایا گیا تھا اس کے ایک ہی دن پہلے میں نے تمہارا ایک آگے کا دانت کھینچ لیا تھا۔ اور اس کے نیچے دوسرا دانت تھا جو حیرت انگیز طور پر دوشاخہ تھا۔ اب اگر یہ تمہاری ہی کھوپڑی ہے تو وہ دانت اس میں ضرور ہوگا۔ آؤ نوما۔ الاؤ کے قریب آؤ کہ ہم ٹھیک سے دیکھیں۔ چاند کی روشنی تو اندھی ہے "

اور وہ کھسکتا ہوا الاؤ کے قریب آگیا اور جھک کر کھوپڑی کا معائنہ کرنے لگا۔

بچ کہتی ہو نوما۔ یہ رہا وہ دو شاخہ دانت جو ایسا ہی سفید ہے جیسا کہ اس وقت تھا جب میں نے برسوں پہلے دیکھا تھا۔ اے میرے جسم کے بچے۔ اے میری روح کے بچے۔ میں تجھے خوش آمدید کہتا ہوں کیونکہ اب تو نے سمجھ ہی لیا ہوگا کہ ہم صرف جسم ہی میں زندہ نہیں رہتے۔"

اور اس نے کھوپڑی ہونٹوں سے لگا کر اسے چوما اور پھر اسے اپنے سامنے، اپنے اور الاؤ کے درمیان رکھ دیا۔ اس طرح کہ اس کا منہ بادشاہ کی طرف تھا اور پھر اس نے قہقہہ لگایا۔ اپنا مخصوص، بلند اور خوفناک قہقہہ جسے سن کر میری ریڑھ کی ہڈی میں ٹھنڈک کی لکیر دوڑ جاتی تھی۔

تماشائیوں کے منہ سے کراہ کی ہلکی سی آواز نکل گئی اور گونڈا کے، جو مجھ سے لگا بیٹھا تھا، پسینے چھوٹ گئے۔ اور ایک بار پھر زکالی کی آواز بدل گئی۔ اب وہ کرخت تھی اور لہجہ ٹھیٹھ کاروباری تھا، بشرطیکہ ہم اسے کاروباری کہہ سکیں، یعنی ایسا کہ عام پیشہ ور وچ ڈاکٹروں کا ہوتا ہے۔

"اے بادشاہ! تم نے مجھے بلایا ہے جیسا کہ وہ بادشاہ بھی، جو جا چکے، مجھے اس وقت بلاتے تھے جب کوئی بڑا واقعہ ہونے والا ہوتا تھا۔ کیا معاملہ ہے جس کے بارے میں تم مجھ سے گفتگو کرنا چاہتے ہو؟"

"تم خود جانتے ہو اے راستے کھولنے والے" کاٹیو والیو نے قدرے کانپتی ہوئی آواز میں کہا" یہ جنگ اور امن کا معاملہ ہے۔ انگریز مجھے اور میرے لوگوں کو دھمکیاں دے رہے ہیں اور بڑے مطالبات کر رہے ہیں اور ان کا ایک مطالبہ یہ ہے کہ زولو فوج ختم کر دی جائے۔

اگر تم کہو تو میں ایسا کر سکتا ہوں لیکن اگر میں نے ایسا نہ کیا تو پھر انگریز زولو لینڈ پر حملہ آور ہوں گے بلکہ ان کے سپاہی دریا کے اس پار اکٹھے ہو رہے ہیں"

"اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اے بادشاہ" زکالی نے کہا "کیونکہ میں بھی وہی جانتا ہوں جو سب جانتے ہیں۔ نہ اس سے زیادہ اور نہ اس سے کم۔ ہوائیں سفید فاموں کے مطالبات کی سرگوشیاں کر رہی ہیں، پرندے ان کے گیت گا رہے ہیں اور لکڑ بھگے رات کے وقت چیخ چیخ کر ان کا اعلان کر رہے ہیں۔ اچھا اب دیکھیں کہ صورت حال کیا ہے۔ جب تمہارا باپ مر گیا تو سمیسو، (سر ٹی۔ شیپسٹون) جو عظیم سفید فام سردار تھا انگریزی حکومت کی طرف سے تمہیں بادشاہ بنانے یہاں آیا۔ اور ہمارے قانون کے مطابق وہ یہ نہ کر سکا تھا کیونکہ ایک غیر قوم والا، ایک اجنبی زولوؤں کا بادشاہ کس طرح نامزد کر سکتا تھا؟ چنانچہ زولوؤں کے مشیروں اور وچ ڈاکٹروں نے ۔ میں ان میں نہ تھا۔ یہ کیا کہ عظیم ہاتھی شاکا کی روح کو سمیسو کے جسم میں داخل کر دیا اور اسے ایسا بنا دیا جیسا کہ شاکا تھا اور یوں اسے یہ اختیار دیا کہ وہ تمہیں زولوؤں کا بادشا بنا دے۔ چنانچہ یوں ہوا کہ شاکا کی اس روح کے ذریعہ تم نے انگریزوں کی ملکہ سے چند وعدے کئے۔ مثلاً یہ کہ ساحروں اور چڑیلوں کو سونگھنے اور انہیں قتل کرنے کی رسم ختم کی جائے گی، کسی کو بھی مقدمہ چلائے بغیر سزا نہ دی جائے گی وغیرہ وغیرہ"

چند لمحوں تک خاموشی کا وقفہ رہا۔ پھر زکالی نے کہا:۔

"اے بادشاہ! وہ وعدے تم نے توڑ دیئے اور ایسا ہی ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ تمہاری رگوں میں جو خون ہے اور تم جیسے ہو اسکا یہی تقاضہ تھا"

اس وقت مشیروں میں کچھ گڑبڑ سی ہوئی، کانڈوالیو اپنی تپائی پر سے اٹھا لیکن پھر بیٹھ گیا۔ زکالی آسمان کی طرف دیکھتا رہا یہاں تک کہ یہ گڑبڑ ختم ہو گئی ۔ پھر کہا"

"کوئی ہے جو میرے الفاظ کی صداقت سے انکار کرے؟ اگر ہاں تو اُسے چاہیئے کہ سفید فاموں سے دریافت کرے کہ میں نے سچ کہا ہے یا نہیں؟ اُسے چاہیئے کہ ان کی روحوں سے پوچھے جو جادو کرنے کے الزام میں قتل کیئے گئے۔ ان عورتوں کی روحوں سے پوچھے۔ جنہیں قتل کرکے چوراہوں پر دفن کر دیا گیا کیونکہ انہوں نے ان سپاہیوں سے، جن کے حوالے انہیں بادشاہ کے حکم سے کیا گیا تھا، شادی نہ کرکے اپنی پسند کے مردوں سے شادی کی تھی۔

"میں سفید فاموں سے کیسے پوچھ سکتا ہوں جو یہاں سے بہت دور رہیں؟" کاٹووایو نے دوسری باتیں نظر انداز کرکے پوچھا:

"بہت دور رہیں سفید فام اے بادشاہ؛ شاید ایسا ہی ہو۔ میں نہ تو کسی سفید فام کو دیکھ رہا ہوں اور نہ سُن رہا ہوں تاہم میں ان میں سے ایک کی بو لینے بہت قریب پا رہا ہوں" اور اس نے وہ کھوپڑی، جو بقول اس کے اسکی بچی کی تھی، اٹھائی اور اس سے سرگوشی میں جیسے باتیں کرنے لگا پھر بولا" آں۔ شکریہ میرے بچے۔ معلوم ہوتا ہے اے بادشاہ کہ یہاں ایک سفید فام موجود ہے جس کا نام میکومیزن ہے۔ اچھا اور سچا آدمی ہے یہ میکومیزن جس کو ہم میں سے اکثر بہت زمانے سے جانتے ہیں۔ حالانکہ یہ سفید فاموں کے انڈونا اُن میں سے نہیں ہے تاہم تمہیں بتا سکتا ہے کہ اس کے آدمی کیا سوچتے ہیں اور کیا خیالات ہیں ان کے۔ اگر تمہیں میری باتوں میں شک ہے تو اسی سے پوچھ لو"

"ہم جانتے ہیں کہ سفید فاموں کے خیالات کیا ہیں" کاٹووایو نے کہا۔ چنانچہ میکومیزن سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ سوال یہ ہے کہ زولوؤں کو کیا کرنا چاہیئے؟ کیا وہ اپنے بھالے نگل جائیں اور ایک قوم نہ رہیں

اور غلام بن جائیں یا انگریزوں اور ان کے ساتھ بوئروں کو بھی سمندر میں ڈھکیل دیں۔"

"اے بادشاہ! میں بہت دور اور اکیلا رہتا ہوں چنانچہ پہلے تو یہ بتاؤ کہ خود زولو کیا چاہتے ہیں؟ میرے سامنے زولو قوم کے بڑے بیٹھے ہیں۔ بولنے دو انہیں۔"

چنانچہ مشیروں نے اپنے درجہ اور عہدے کے مطابق یکے بعد دیگرے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ جو لوگ اس وقت وہاں تھے ان میں سے سب کے نہ تو مجھے نام یاد ہیں اور نہ یہ یاد ہے کہ انہوں نے کیا کہا۔ البتہ اتنا یاد ہے کہ ایک بوڑھے سردار سگانانده نے، جس کی عمر نوے سال کی رہی ہوگی، سب سے پہلے کھڑے ہو کر کہا کہ ـ وہ شاکا کا دوست تھا، فوج کے ایک دستہ کا افسر تھا اور یہ کہ اس نے بہت سی جنگیں لڑی تھیں، شاکا کے بعد وہ ڈنگان کے زمانے میں بھی فوج کا سردار رہا۔ اور جب اس نے بوئروں کا قتل عام کیا تو پھر وہ ـ یعنی سگانانده ـ ڈنگان سے الگ ہو گیا اور پھر جب خانہ جنگی ہوئی تو اس نے پانڈا کا ساتھ دیا اور پانڈا نے بوئروں کی مدد سے ڈنگان کو قتل کر دیا۔ وہ جنگ ٹیگولا میں شریک تھا حالانکہ اس نے باقاعدہ جنگ نہ کی تھی اور پھر وہ پانڈا کا اور اسکے بعد کاٹیوایو کا مشیر بنا۔ اس کی یہ تقریر بڑی دلچسپ تھی کہ اس نے شاکا سے لے کر کاٹیوایو تک کی زولوؤں کی پوری تاریخ کو لپیٹ لیا تھا اور آخر میں اس نے کہا:

"اے بادشاہ! اور اے مشیرو! میں نے اپنے تجربے سے ایک خاص بات نوٹ کی ہے۔ یعنی یہ کہ جب کبھی زولوؤں کے گائے کے گدھ نے خود اپنی

ایک ہی رنگ و نسل کے پرندوں پر جھپٹا مارا ہے فتح حاصل کی ہے لیکن جب اسکا مقابلہ سفید فاموں کے بھورے شاہین سے ہوتا ہے تو وہ ۔ یعنی زولوؤں کا گدھ۔ مفتوح رہا ہے اور میرا دل کہتا ہے کہ جیسا ماضی میں ہوا ہے ایسا ہی مستقبل میں بھی ہوگا۔ شاکا انگریزوں کا دوست تھا، پانڈا انگریزوں کا دوست تھا اور اس گھڑی تک کاٹہ وایو بھی انگریزوں کا دوست رہا ہے" چنانچہ میں کہتا ہوں کہ بادشاہ کو وہ ہاتھ" ہر چند کہ کمزور معلوم ہوتا ہے" کاٹنا نہ چاہیئے جو اسے کھلا رہا ہو مبادا وہ مضبوط ہو کر اس کی گردن دبا دے۔"

اس کے بعد اڈ وایو کو" ڈابولا مانزی اور ماگونیگا نے تقریریں کیں۔ یہ تینوں بادشاہ کے بھائی تھے، ان تینوں نے جنگ کی حمایت کی البتہ ڈابولا مانزی اور ماگونیگا نے کھلے لفظوں میں کہنے کے بجائے اشاروں کنایوں میں یہ بات کہی۔ اس کے بعد اوہامو کھڑا ہوا ۔ یہ بادشاہ کا چچا تھا اور مشہور تھا کہ یہ" مدرح" کا بیٹا ہے۔ اس نے جنگ کی پر زور مخالفت کی اور کہا کہ بادشاہ کو چاہیئے کہ انگریزوں کے مطالبات مان لے اور یہ کہ" بہتری اسی میں ہے کہ وہ نرسل کی طرح طوفانی ہواؤں کے سامنے جھک جائے تاکہ جب طوفان گزر جائے تو وہ دوبارہ کھڑا ہو سکے اور اسی کے ساتھ دوسرے سارے نرسل بھی ۔ مطلب زولو لوگ ۔ کھڑے ہو سکیں۔"

اسی طرح دوسرے مشیروں نے بھی اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا اور اکثریت جنگ کی حمایت میں تھی آخر میں امنابانا نے جو۔ وزیر تھا۔ کہا کہ سفید بچھڑے سے خوفزدہ ہو کر اگر زولوؤں کا بھینسا دلدلوں میں چھپ گیا تو پھر شاکا اور زولوؤں کے اجداد کی روحیں اس کی گردن کیچڑ میں دبا کر اس کا خاتمہ کر دیں گی۔"

جب وہ سب لوگ کہہ چکے تو کاٹو والیو نے یوں کہا :-
یہ مجلس مشاورت بری ہے جس میں مشیروں کی رائے میں اختلاف ہے۔ جنگ کے وقت خود فوج دو گروہوں میں تقسیم ہو جائے تو افسر بیچارا کس کی سنے؟ میں یہاں بیٹھا ہوں، وقت گزر رہا ہے اور میں مناسب مشورے کا منتظر ہوں۔ اور کیا ہوا نتیجہ؟ یہ کہ تم میں سے آدھے۔ جو ہوشیار اور تجربہ کار اور دانا ہو۔ ہاں کہتے ہو اور آدھے۔ جو ہوشیار، تجربہ کار اور دانا ہو۔ نہیں کہتے ہو۔ تو پھر فیصلہ کیا ہوا؟ ہاں یا نہیں؟ ہمیں انگریزوں سے جنگ کرنی ہے یا خاموش بیٹھ رہنا ہے؟"

"اس کا فیصلہ خود بادشاہ کو کرنا ہے" کسی نے کہا۔

"دیکھو۔ کیا ہے نتیجہ بادشاہ بننے کا" کاٹو والیو نے جوش میں آ کر کہا "اگر میں نے اعلان جنگ کر دیا اور فتح ہماری ہوئی تو کیا میں جو ہوں اس سے زیادہ بڑا بن جاؤں گا؟ اگر فتح نے مجھے زیادہ زمین، زیادہ رعایا، زیادہ بیویاں اور زیادہ مویشی دلا دیئے تو پھر مجھے ان چیزوں سے کیا فائدہ ہو گا جبکہ یہ ساری چیزیں پہلے سے ہی میرے پاس ہیں اور کم نہیں ہیں؟ اور اگر شکست نے ہر چیز میرے پاس سے لے لی۔ حتیٰ کہ میری زندگی بھی۔ تو کیا فائدہ ہوا ہے؟ میں بتاتا ہوں۔ زولو لوگ دنیا کے آخری دن تک مجھ پر۔ پانڈا کے بیٹے پر۔ لعنت بھیجتے رہیں گے۔ وہ کہیں گے۔ پانڈا کے بیٹے کاٹو والیو نے وہ گھر گرا دیا جو کبھی عظیم الشان تھا۔ ایک معمولی سی بات کی وجہ سے اس نے انگریزوں سے جھگڑا کیا جو زولوؤں کے دوست رہے تھے اور یوں زولوؤں کو خاک میں ملا دیا۔ میرا پیغامبر سنوانگا، جو ملکہ کے انڈوانا کے پاس سے دھمکی آمیز پیغام لایا ہے۔ جس کا جواب ہمیں

یا تو الفاظ میں یا پھر بھالوں سے دینا ہے۔ کہتا ہے کہ ناٹال میں انگریز سپاہی بہت کم ہیں۔ اتنے کم کہ ہم زولو انہیں گوشت کی چند بوٹیوں کی طرح نگلنے کے بعد بھی بھوکے رہیں گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا انگریزوں کی یہی ساری فوج ہے؟ شاید نہیں۔ کم سے کم میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ میکوماذن! تم انہیں لوگوں میں سے ہو" وہ میری طرف گھوم گیا۔ چنانچہ بتاؤ کہ ملکہ کے پاس کتنے سپاہی ہیں؟"

"یہ تو میں بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا اے بادشاہ' میں نے جواب دیا" لیکن اگر زولو پچاس ہزار بھالے لا سکتے ہیں تو ملکہ اس سے دس گنا زیادہ لا سکتی ہے اور اگر اسے غصہ آجائے تو اس سے بھی دس گنے زیادہ۔ اور ان میں کا ہر سپاہی اس بندوق سے مسلح ہو گا جو ایک منٹ میں پانچ گولیاں چلاتی ہے اور ان کے ساتھ سیکڑوں توپیں ہوں گی جس کا ایک ہی گولہ پورے لولونڈی میں آگ لگا دے گا۔ وہ لوگ سمندر سے آئیں گے۔ جہازوں میں۔ سفید فام اس سمت سے جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے اور کالے اس سمت سے جہاں سورج غروب ہوتا ہے اور وہ اتنے بہت سے ہوں گے کہ زولو لینڈ میں سما نہ سکیں گے۔"

میرے ان الفاظ پر۔ جو میں نے حتی الامکان بڑے مرعوب کن انداز میں ادا کیے تھے۔ سننے والے کراہ اٹھے لیکن کسی نے چیخ کر کہا:

"اس سفید فام غدار کی باتیں نہ سنو کیونکہ اسے تو اسی لئے یہاں بھیجا گیا ہے کہ ہمارے دلوں کو پانی کر دے۔"

"ہو سکتا ہے کہ میکوماذن اس وقت جھوٹ بول رہا ہو۔ کاٹو والیو نے کہا" حالانکہ ہم سب جانتے ہیں کہ اس نے پہلے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ البتہ اسے

یہاں کسی نے بھیجا نہیں بلکہ خود میں نے اسے یہاں بلایا ہے۔ اس کے علاوہ میں نہیں سمجھتا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انگریز اتنے بہت سے ہیں جتنے کہ دریا کی تہہ میں سنگریزے ہوتے ہیں اور ان کے لئے ناٹال اور کیپ ٹاؤن میتیلیوں کے باڑے کی طرح ہے۔ ایک دفعہ خود مپسیونے ہم سے نہیں کہا تھا کہ وہ بے شمار ہیں؟ اس کے علاوہ مجھے شاکا کے وہ الفاظ یاد ہیں جو اس نے اس وقت کہے تھے جب ڈزگان اور امبولہ نے اس پر قاتلانہ حملہ کیا تھا اور وہ مر رہا تھا۔ تب اس نے کہا تھا کہ اسے ان کتوں نے پھاڑ کھایا ہے جنہیں اس نے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا تھا اور اس نے کہا تھا کہ وہ سفید فاموں کے قدموں کی دھمک سن رہا تھا جو زولوؤں کو کچل کر رکھ دیں گے۔"

کاٹوایو خاموش ہو گیا۔ اور وہ سب خاموش تھے اور خاموشی ایسی گہری تھی کہ الاؤ میں جلتی ہوئی لکڑیوں کے چٹخنے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی یہاں میں یہ بتاؤں کہ زکالی کا یہ الاؤ اسی شدت سے سلگ رہا تھا جس شدت سے اس وقت سلگ رہا تھا جب میں گوزا کے ساتھ یہاں پہنچا تھا حالانکہ تب سے لے کر اب تک میں نے کسی کو اس میں ایندھن ڈالتے نہ دیکھا تھا۔"

کچھ ہی دیر بعد یہ خاموشی ٹوٹی۔ اسے پہلے تو ایک کتے نے توڑا جو کہیں قریب ہی چاند کو دیکھ کر رو رہا تھا اور پھر ایک الو کی آواز نے خاموشی میں شگاف ڈال دیئے جو اس گھاٹی پر سے پرواز کرتا ہوا گزرا اور اس کے بازوؤں کا سایہ گھڑی بھر کے لئے بادشاہ پر پڑا۔

"سنو،" کاٹوایو نے کہا" کتا رو رہا ہے اور سمجھتا ہوں کہ وہ سازنیکو نلکے گھر

کی چھت پر کھڑا ہے اور الّو بھی بولتا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اس الّو کا گھونسلا روحوں کی دنیا میں ہے۔ چنانچہ اے میرے مشیرو! کیا نیک شگون ہیں؟ میرے خیال میں نہیں۔ چنانچہ میں کہتا ہوں کہ جنگ اور امن کے اس معاملہ کا فیصلہ میں نہ کروں گا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہاں کوئی ایسا ہے جس کی نار رگوں میں بھی وہی خون ہے جو میری رگوں میں ہے اور وہ فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہے تو آگے آئے میں اپنا مقام اسے دیکر یہاں سے چلا جاؤں گا اور۔ اپنے کرال جکازی میں جاکر وہاں کا سردار بنا رہوں گا جیسا کہ اس وقت تھا جب میں بادشاہ نہیں شہزادہ تھا"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے بادشاہ" وزیر امپایانا نے کہا" تمہارے خاندان کا کوئی بھی شخص تمہاری زندگی میں تمہاری جگہ کس طرح بیٹھ سکتا ہے؟ اگر ایسا ہوا تو پھر بلاشبہ قبیلے اور قبیلے، اور زولو اور زولو میں جنگ ہوگی یہانتک کہ کوئی بھی باقی نہ رہے گا اور پھر ناٹال کے سفید فام ٹڈے کی طرح آئیں گے اور ہماری ہڈیاں چبا جائیں گے۔ آخر یہ ناپانگا (وچ ڈاکٹر) کس مرض کی دوا ہے؟" اور اس نے زکالی کی طرف اشارہ کیا" اسے کالے غار سے جہاں سے وہ برسوں سے باہر نہیں آیا، کیوں بلایا گیا ہے؟ کیا اس لئے نہیں کہ وہ ہمیں مشورہ دے اور کوئی ایسی نشانی دکھائے جس سے پتہ چلے کہ اس کا مشورہ ٹھیک ہے اور یہ کہ ہمیں جنگ کرنی چاہیئے یا نہیں؟ اور جب راستہ کھولنے والا وہ نشانی دکھا دے تو پھر تم جنگ یا صلح کا اعلان کر دینا اور جو بھی فیصلہ ہو اس کی اطلاع اس سفید فام میکومیزن کے ذریعہ سفید فاموں کو بھجوا دینا۔ اور تم جو فیصلہ کرو گے اس پر ہم لوگ۔ زولو لوگ عمل کریں گے"

میں بیقین سے کہہ سکتا ہوں کہ امپایانا کا یہ مشورہ خود اس کے اور زکالی

کے درمیان کسی خفیہ سازش یا معاہدے کا نتیجہ تھا۔ بہرحال اس کی یہ بات سن کر کاٹو وابو نے اطمینان کا سانس لیا۔ شاید اس لئے کہ اس طرح خود اس کے آخری فیصلہ کرنے کی گھڑی عارضی طور پر ٹل گئی تھی یا شاید اس لئے کہ اسے امید تھی کہ اب جو کچھ ہوگا۔ جنگ، یا صلح۔ اس کا ذمہ دار زولو لوگ خود اسے نہ سمجھیں گے بلکہ اس کی ذمہ دار وہ روحیں ہوں گی جو اپنے پیغامبر زکالی کے لبوں سے بات چیت کریں گی۔ بہرحال کاٹو وابو نے اس بات میں سر ہلا کر کہا:۔

"ٹھیک ہے۔ میں راستہ کھولنے والے سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خوف وہراس کی چٹانوں، شک وشبہ کی دلدلوں اور امید وبیم کے جنگلوں میں ہمارے لئے راستہ کھول دے۔ ہاں۔ اسے کوئی ایسی نشانی بتانے دو جس سے ہمیں معلوم ہو کہ اس نے ہمارے لئے جو راستہ کھولا ہے اس پر چلنے میں ہمارے لئے فائدہ ہے اور اسے بتانے دو کہ میں اس راستے پر چلنے کے لئے زندہ رہوں گا یا نہیں اور یہ کہ اس پر چل کر مجھے کیا ملے گا۔ اس کے عوض میں اسے ایسی زبردست فیس دینے کا وعدہ کرتا ہوں کہ آج تک زولو لینڈ میں کسی وچ ڈاکٹر کو نہیں دی گئی۔"

اور اب زکالی نے اپنا بڑا سر اٹھایا، ایک جھرجھری لے کر اور سر جھٹک کر بالوں کی لٹیں ماتھے اور آنکھوں پر سے ہٹائیں، اپنا بڑا سا منہ یوں کھولا جیسے اسے توقع ہو کہ آسمان سے اس کے منہ میں من وسلویٰ ٹپک پڑیگا۔ اور پھر اس نے اپنا بھیانک اور بلند قہقہہ لگایا۔

"او۔ ہو۔ ہو۔ ہو" وہ ہنسا "او۔ ہو۔ ہو۔ ہو۔ میں نے اتنی طویل عمر پائی تو بیکار ہی نہیں پائی۔ او۔ ہو۔ ہو۔ ہو۔ میری یہ طویل عمر۔ او۔ ہو۔ ہو۔ ہو میری یہ زندگی۔ او۔ ہو۔ ہو۔ ہو۔ آج کی گھڑی کے لئے ہی تھی۔ یہ کیا سوچ رہے

ہیں میرے کان؟

میں ۔ زکالی ۔ بونا انڈووانڈے ۔ میں ۔ جسے شاکا نے وہ چیز جسے پیدا نہ ہونا چاہیئے کا خطاب دیا ۔ ہاں ۔ میں وہ الفاظ کہنے جارہا ہوں جنہیں زولو کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے ۔ او ۔ ہو ۔ ہو ۔ ہو ۔ اور بادشاہ مجھے کیا دینے کا وعدہ کر رہا ہے؟ اجرت ۔ زبردست اجرت ۔ میرے ان الفاظ کے عوض جو یا تو زولوؤں کو خون سے سرخ کر دے گا یا شرمندگی کی لٹی سے سفید کر دیگا ۔ نہیں میں خون کی اور شرمندگی کی اجرت نہیں لیتا ۔ وہ انجانا لفظ کہنے سے پہلے میں ایک چیز چاہتا ہوں ۔ ہاں یہ لفظ ابھی انجانا ہی ہے کیونکہ میرے دل میں وہ ابھی آیا نہیں اور جو دل میں نہ ہو اسے ہونٹ کس طرح ادا کر سکتے ہیں ۔ ہاں تو میں ایک قسم چاہتا ہوں ۔ یعنی یہ کہ میرے کہے ہوئے لفظ کا نتیجہ جو بھی ظاہر ہو اور جب تک ایک بھی زولو روئے زمین پہ رہے ۔ میں ۔ روحوں کی آواز ۔ محفوظ رہوں گا نہ تو کوئی مجھے گزند پہنچائے گا اور نہ ہی کوئی مجھے الزام دے گا ۔ ہاں ۔ میں اور وہ جو میرے ساتھ ہیں اور وہ بھی جن پہ میں اپنا کمبل ڈال دوں گا ۔ پھر وہ سفید ہوں یا کالے ۔ محفوظ رہیں گے ۔ یہ ہے میری اجرت جس کے بغیر میں خاموش رہوں گا۔"

"ازوا! ہم نے تمہیں سنا ۔ ہم پوری زولو قوم کی طرف سے قسم کھاتے ہیں ۔" مشیروں نے ایک آواز ہو کر کہا اور بادشاہ نے بھی دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر کہا ۔

"ٹھیک ہے" زکالی بولا "یہ قسم ہے ۔ ہاں یہ قسم ہے جو یہاں مردوں کی ہڈیوں پہ کھائی گئی ہے ۔ تم لوگ انہیں میرے لوگ کہتے ہو لیکن میں کہتا ہوں کہ اس وقت جو لوگ یہاں بیٹھے ہیں ان کے دلوں میں ان سے، جن کی یہ ہڈیاں ہیں، زیادہ برائیاں ہیں ۔ بہت اچھا بادشاہ ۔ اس قسم کا اعلان کر دو

اور ساتھ میں یہ بھی اعلان کر دو کہ جو بھی یہ قسم توڑے گا تو اس پر، اس کے خاندان پر، اس کے دوستوں پر اور اس کے کرال پر تباہی نازل ہو گی۔"

"تو اب۔ کیا پوچھ رہے ہو تم مجھ سے؟ پہلے تو یہ مشورہ کہ انگریزوں سے جنگ کی جائے یا نہیں کیونکہ اس بارے میں مشیروں اور خود قوم میں بھی اختلاف رائے ہے۔"

اے بادشاہ اور اے انڈوآنا! اس کا مشورہ میں کیسے دے سکتا ہوں کیونکہ میں تو اس دنیا سے بالا' روحوں کی دنیا میں رہتا ہوں اور زمین والوں کے معاملات سے میرا کوئی تعلق نہیں؟ تاہم ایک ہستی ایسی بھی تھی جس نے زولو قوم کو نیست سے ہست کیا۔ پست سے بلند کیا جس طرح کمہار مٹی کے لوندے سے برتن گھڑتا ہے، جس طرح لوہار لوہے کے ٹکڑے سے بھالے کا پھل بناتا ہے۔ اس کا نام شاکا تھا' بہت تیز اور کالا ہاتھی تھا' فاتح تھا اور شاہوں کا شاہ تھا۔ میں شاکا کو جانتا تھا جیسا کہ اس سے پہلے اس کے باپ اور اس سے پہلے اس کے بھی باپ کو جانتا تھا۔ اور اسے جاننے والے اکثر آدمی آج بھی زندہ ہیں۔ حتیٰ کہ سگانا ندہ جو اس وقت تمہارے مشیروں میں سے ایک ہے" اور زکالی نے اس بوڑھے سردار کی طرف اشارا کیا جس نے سب سے پہلے تقریر کی تھی" ہاں سگانا ندہ اسے جانتا تھا جس طرح کہ بچہ ایک بڑے آدمی کو جانتا ہے' جس طرح کہ ایک سپاہی اپنے عظیم سپہ سالار کو جانتا ہے۔ اے بادشاہ! اگر میں نہ ہوتا تو شاکا کبھی عظیم نہ بن سکتا۔ لیکن اس نے میرے ساتھ برائی کی" اور زکالی نے بچی کی کھوپڑی اٹھا کر اسے پیار کیا" چنانچہ میں شاکا کو چھوڑ کر چلا گیا۔"

" وہ دانا نہیں تھا چنانچہ اس نے اسے قتل کر دیا ہوتا جس کے ساتھ اس نے

نے زیادتی اور برائی کی تھی، یعنی مجھے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ مجھے قتل نہیں کیا جا سکتا غالباً اس نے کوشش کی تھی لیکن ظاہر ہوا کہ وہ چاند کی طرف بھالے پھینک رہا ہے جو لوٹ کر اسی کی پیٹھ پر گریں گے۔ بہر حال میں بھول گیا۔ لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے برسوں پہلے کا واقعہ ہے یہ۔ بہر حال میں اس کے پاس سے چلا گیا۔ اور دانائی بھی اپنے ساتھ لیتا گیا۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ عظیم ہاتھی گرا اور ایسا گرا کہ پھر نہ اٹھ سکا اور اس کے بعد دوسروں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ تاہم جب وہ عظیم تھا تو میں اس کے دل سے واقف تھا کیونکہ میں اس کے دل میں رہتا تھا چنانچہ میں اپنے آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ اگر اس وقت شاکا وہاں بیٹھا ہوا ہوتا جہاں موجودہ بادشاہ بیٹھا ہوا ہے۔ تو کیا کرتا وہ ؟ میں بتاتا ہوں تمہیں۔ نہ صرف انگریز بلکہ ان کے ساتھ بوئیر، پونڈو، باسوتو اور افریقہ کے سارے قبیلے مل کر بھی اسے دھمکی دیتے تو وہ ان کے ساتھ جنگ کرتا اور اپنی ایڑی ان کی گردنوں پر رکھ دیتا۔ چنانچہ میں اس معاملے میں کوئی مشورہ نہیں دے سکتا لیکن میں کہتا ہوں کہ شاکا کا مشورہ ہے تمہیں کہ جنگ کرو اور فتح حاصل کرو۔ اب تم چاہو تو اس مشورے پر عمل کرو اور چاہے تو نہ کرو۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔"

وہ خاموش ہو گیا اور سامعین کے منھ سے حیرت کی آواز نکل گئی اور میرے منھ سے بھی حیرت کی آواز نکل گئی کیونکہ زکالی کا یہ بیان ایسا عیارانہ تھا کہ میں نے کبھی کسی سیاسی لیڈر سے بھی نہ سنا تھا۔ بوڑھے ساحر نے کوئی ذمہ داری نہ لی تھی اور مشورے کے مطالبے کا کوئی جواب نہ دیا تھا۔ یہ سب کچھ اس نے اس شخص کے شانوں پر ڈال دیا تھا جو اس دنیا میں نہ تھا لیکن جس کا نام زولوؤں کے لئے جادو کا اثر رکھتا تھا۔ یعنی شاکا۔ جس کی یاد زولو سینے سے لگائے ہوئے تھے، شاکا۔ جس نے زولوؤں کے منھ کو فتح اور عظمت کا خون لگا دیا تھا۔

شاکا جس نے زولو قوم کو، جو کچھ نہ تھی، سربلند کر کے بہت کچھ بنا دیا تھا۔
امن کے ایک طویل عرصے کے بعد زکالی نے شاکا کی طرح ہی بول کر زولوؤں کو ایکبار پھر بھالے اٹھا کر فتح کی مسرت سے سرشار ہونے کو کہا تھا اور اس طرح انہیں ایکبار پھر جنوبی افریقہ کی عظیم ترین قوم بننے پر ابھارا تھا۔ میں نے اس کا یہ عبارانہ مشورہ سنا تو سوچ میں پڑ گیا۔ اور میں جانتا تھا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اور اب پہلی دفعہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ زکالی حقیقت میں کس قدر ہوشیار اور زبردست تھا اور یہ کہ اگر وہ کسی مہذب قوم میں پیدا ہوتا تو کیا کچھ کر گزرتا اور سیاست اور تاریخ کو کیسے کیسے حیرت انگیز موڑ دیتا۔

اب وہ پھر بول رہا تھا اور تیزی سے کہ اس کے پچھلے الفاظ کا اثر زائل نہ ہو جائے۔

"یہ ایسے الفاظ ہیں شاکا کے جو میرے ہونٹوں نے ادا کئے ہیں کہ میں اس کا مشیر تھا۔ وہ مشیر جسے لوگوں نے بہت کم دیکھا تھا اور کبھی اس کے متعلق کچھ سنا نہیں۔ کیا یہاں موجود یگانا نہ اس آواز کو نہیں پہچانتا جو اس کے کانوں میں اس وقت بھی گونج رہی ہے؟"

"میں پہچانتا ہوں" بوڑھے مشیر نے کہا۔

اور پھر وہ ایکدم سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں، اس نے اپنا دایاں ہاتھ اوپر اٹھایا اور شاکا کی روح کو شاہی سلام کیا "بائیتی" جیسے مرحوم بادشاہ اس کے سامنے کھڑا ہوا ہو۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ وہاں موجود مشیروں میں سے زیادہ تر کو یقین ہو گیا کہ اس وقت شاکا کی روح یہاں موجود ہے چنانچہ انہوں نے بھی

شاہی سلام کیا حتیٰ کہ کاٹو والیو نے بھی اپنا ہاتھ اوپر اٹھا دیا۔
سگانانڈہ نے ایک بار پھر زمین پر بیٹھ گیا اور زکالی نے کہا "
تم لوگوں نے سن لیا کہ شاکا کی فوج کا یہ سردار بھی اس آواز کو پہچانتا ہے۔
تو یہ معاملہ تو یہاں ختم ہوا۔ اب تم مجھ سے کچھ اور بھی پوچھ رہے ہو کہ میں تمام
وچ ڈاکٹروں سے زیادہ بوڑھا ہوں اور سب سے زیادہ تجربہ کار اور دانا
سمجھا جاتا ہوں اور تمہیں یقین ہے کہ میں اس کا جواب دے سکوں گا۔ تم پوچھتے
ہو کہ اگر یہ جنگ ہوئی تو نتیجہ کیا ہو گا اور جنگ کے دوران اور اس کے بعد
بادشاہ کا کیا ہو گا اور آخر میں تم مجھ سے کوئی نشانی طلب کر رہے ہو بہر حال
میں جو تم سے کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے۔
ہے یا نہیں؟"
"ہاں سچ ہے" مشیروں نے جواب دیا "
"پوچھنا تو آسان ہے" زکالی نے سلسلۂ کلام جاری رکھا۔ لیکن جواب دینا
دوسری بات ہے۔
میں بغیر تیاری کے" بغیر ضروری چیزوں کے کیسے جواب دے سکتا ہوں؟ اور
یہ ضروری چیزیں میں لایا نہیں کیونکہ میں نہ جانتا تھا کہ مجھ سے کیا پوچھا جائے گا؛
میرا تو خیال تھا مجھ سے صرف مشورہ طلب کیا جائے گا اور بس۔ چنانچہ اس
وقت جاؤ اور آج سے چھٹی رات کو واپس آنا اور پھر میں تمہیں بتاؤں گا
جو بتا سکتا ہوں "
"نہیں" کاٹو والیو نے کہا "ہم نہیں جائیں گے۔ یہ معاملہ فوری ہے چنانچہ اسے
چھٹی رات تک ٹالا نہیں جا سکتا۔ اے راستہ کھولنے والے! اسی وقت
بتاؤ ورنہ والیو رسے زولو لینڈ میں یہ کہا جائے کہ زکالی ایک دھوکے باز اور شعبدہ

باز سے زیادہ کچھ نہیں۔ ایک ایسی لکڑی کہ جب اس پر جھکا جاتا ہے سہارے کے لئے تو وہ دھوکا دے جاتی ہے۔ ٹوٹ جاتی ہے بیچ میں سے۔"

"دھوکے باز اور شعبدہ باز۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میکومیزن نے بھی مجھے یہی کہا تھا حالانکہ لیو دیں۔ شائد اس کا خیال ٹھیک ہی تھا۔ کیا پتہ وہ اپنے دل میں ایسا ہی ہو جو نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ دوسروں کو بھی دھوکا دیتا ہو۔ وہ لکڑی جو ٹوٹ جاتی ہے جب اس کا سہارا لیا جاتا ہے۔ شاید بہت سے لوگوں نے مجھے ایسا ہی سمجھا ہے اور بہت سوں کا خیال ایسا نہیں ہے۔ بہر حال تمہیں اپنے سوالوں کے جواب مل جائیں گے حالانکہ میں نہیں جانتا کہ یہ کس طرح کیا جا سکتا ہے کیونکہ میرے پاس نہ تو ضروری سامان ہے اور نہ ہی تم لوگ اس قابل ہو کہ اپنے خیالات مجھے دے سکو۔ بہر حال ایک اور پتھر ہے جسے میں، صرف میں پھینک سکتا ہوں، ایک کام ہے جسے میں، صرف میں کر سکتا ہوں اور وہ بھی کبھی کبھی۔ لیکن میں یہ کام شاید نہ کروں کیونکہ یہ بے حد خوفناک ہے۔ تم ڈر جاؤ گے بلکہ شاید چیختے ہوئے اپنی جھونپڑیوں کی طرف بھاگ جاؤ گے اور تمہاری حالت ایسی ہو جائیگی کہ تمہاری بیویاں اور تمہارے کتے بھی تمہیں دیکھ کر اور خوفزدہ ہو کر بھاگ جائیں گے۔"

وہ خاموش ہو گیا اور اب پہلی دفعہ الاؤ کو کچھ کیا کیونکہ میں نے اس کے ہاتھوں کو آگے پیچھے ہلتے دیکھا جیسے وہ انہیں آگ پر سینک رہا ہو۔

آخر کار ایک بھاری لیکن کانپتی ہوئی آواز نے، میرے خیال میں یہ ڈالبولامازی کی آواز تھی، پوچھا:

"کیا ہے یہ کام؟ کیا ہے یہ ترکیب انیانگا؟ ہمیں بتاؤ کہ ہم کوئی فیصلہ کر سکیں۔"

"کام یہ ہے ایک ہستی کو مردوں کی دنیا سے یہاں بلانے کا اور ترکیب ہے اس مردے کی آواز سننے کی۔ اے بادشاہ اور اے مشیرو! اب بتاؤ کہ تم چاہتے ہو کہ میں اس چشمہ سے دانائی کا پانی کھینچوں؟"

سولھواں باب

جنگ

اور وہ لوگ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے اور میرے قدموں میں بیٹھا ہوا گوزا کہہ اپنے لگا:

"مردے یا مردوں کو دیکھنے کی بہ نسبت زندہ اور بھوکے شیر کے حلق میں جھانکنا کم خطرناک ہے" وہ بڑبڑایا۔

لیکن میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ زکالی اپنی شعبدہ بازی کو کتنی حد تک لیجا سکتا ہے اور یہ بھی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ جو کہتا ہے، وہ کر بھی سکتا ہے یا نہیں چنانچہ میں نے گوزا سے ڈپٹ کر کہا۔

"بکو مت"

فوراً ہی بادشاہ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا:۔

"میکومیزن! کہتے ہیں کہ تم سفید فام ہر بات جانتے ہو۔ چنانچہ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ مرے ہوئے لوگ سامنے آجائیں؟"

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا" میں نے جواب دیا "کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایسا ممکن نہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ ممکن ہے"

"لیکن" کاٹیوایو نے کہا "کیا تم نے کبھی کسی ایسی ہستی کو مرنے کے بعد دیکھا ہے جسے

تم زندگی میں جلتے تھے؟"

"نہیں" میں نے جواب دیا۔ "میرا مطلب ہے۔ ہاں۔ میرا مطلب ہے۔ میں نہیں جانتا۔
اے بادشاہ! اگر تم مجھے یہ بتا سکتے ہو کہ بیداری کہاں ختم ہوتی ہے اور نیند کہاں سے
شروع ہوتی ہے تو پھر میں بھی اس سوال کا جواب دے سکتا ہوں"

"مسکیہ مینزن! میں نے ابھی ابھی بڑے یقین سے کہا تھا کہ تم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا لیکن اب
معلوم ہوا کہ تم جھوٹ بھی بولتے ہو۔ کیونکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم نے مری ہوئی ہستی کو دیکھا
بھی ہو اور نہ بھی دیکھا ہو؟ مجھے یاد ہے کہ برسوں پہلے بھی تم نے جھوٹ بولا تھا جب تم
نے یہ کہا تھا کہ ساحرہ مامیتا تمہاری محبوبہ نہیں ہے لیکن بعد میں سب کے سامنے اسکا
بوسہ لیکر تم نے ثابت کر دیا کہ وہ تمہاری محبوبہ ہی تھی کیونکہ مرد پرائی عورت کا نہیں
بلکہ اپنی محبوبہ، بہن یا ماں کا ہی بوسہ لیتا ہے۔ بس جاؤ اپنی جگہ پہ کیونکہ تم سچ
نہ کہو گے"

چنانچہ میں واپس آکر اپنی تپائی پہ بیٹھ گیا۔ میں اپنے آپ کو بے حد جھینپتا تاہم
دل میں مطمئن محسوس کر رہا تھا کیونکہ میں کیا کوئی بھی بھوتوں کے متعلق یقین سے کچھ
نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی میں مامیتا کے متعلق یقین سے کچھ کہہ سکتا ہوں حالانکہ اس
کی داستان اور اس سے منسوب روائتیں مجھ سے یوں الجھ گئی تھیں جس طرح
کانٹے کپڑوں میں الجھ جاتے ہیں"

اپنے مشیروں سے چند تانیوں تک مشورہ کرنے کے بعد کالو والیو نے کہا:۔
"راستہ کھولنے والے! ہم چاہتے ہیں کہ تم موت کے چشمہ سے دانائی کا پانی کھینچو
بشرطیکہ تم ایسا کر سکتے ہو۔ میں اجازت دیتا ہوں کہ جو لوگ ڈرتے ہوں وہ
یہاں سے چلے جائیں اور گھاٹی کے دہانے پہ میرا اور ان لوگوں کا، جو نہیں
ڈرتے، انتظار کریں"

کاٹو والیو کے یوں اجازت دے دینے سے حاضرین میں کے چند آدمی اٹھے لیکن چند ثانیوں کے کشمکش و پیچ کے بعد پھر بیٹھ گئے۔ البتہ گوزرا نے قدم آگے بڑھائے لیکن جب میں نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ باہر جاتے وقت اس کی مڈبھیڑ ان مردوں سے ہو جائے جو یہاں آ رہے ہیں تو وہ واپس بیٹھ گیا اور منہ ہی منہ میں میرے پستول کے متعلق کچھ کہا۔ وہ بیوقوف سمجھتا تھا کہ میں اپنے پستول سے بھوتوں اور روحوں کا شکار بھی کر سکتا ہوں۔"

"بشرطیکہ میں ایسا کر سکوں" زکالی نے بڑی بے پروائی سے کہا "اچھا۔ تو اس کا ثبوت مل جائے گا۔ تم سے ہر ایک کے لئے شاید یہ بہتر ہو گا کہ میں ناکام رہوں۔ بہرحال ایک بات سے میں تمہیں خبردار کئے دیتا ہوں۔ اگر مردے حاضر ہو جائیں تو اپنی جگہ سے ہلنا نہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انھیں چھونا نہیں کیونکہ جس نے بھی ایسا کیا وہ، میرے خیال میں، کل کا سورج دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہے گا۔ لیکن ٹھہرو۔ سب سے پہلے مجھے ایک آسان ترکیب آزمانے دو۔"

اور ایکبار پھر اس نے وہ کھوپڑی اٹھائی جو بقول اس کے اس کی بیٹی کی تھی۔

وہ چند ثانیوں تک اس سے سرگوشی کرتا رہا اور پھر اسے واپس رکھ کر بولا۔ "نہیں۔ یہ کچھ نہیں کر سکتی" زکالی نے ایک لمبا سانس لے کر سر ہلایا "نوما کہتی ہے کہ وہ بچی میری ہے، اس عمر میں کہ وہ جنگ اور سیاست کے متعلق کچھ نہیں جانتی اور یہ کہ ان تمام دنیوی باتوں میں وہ بچی تھی اور اب بھی بچی ہی ہے۔ نوما کہتی ہے کہ مجھے کسی ایسی ہستی کو تلاش کرنا چاہیے جو ان سب باتوں سے پوری طرح واقف ہو اور کسی ایسی ہستی کو بھی جو اب بھی ایک آدمی کے دل میں زندہ ہے کیونکہ ایسے ہی دل سے وہ قوت حاصل کی جا سکتی ہے جس کے ذریعہ مردوں کو

حاضر کیا جا سکتا اور ان کے ہونٹوں پر لگا ہوا قفل توڑا جا سکتا ہے۔ بس۔ خاموش ہو جاؤ۔ خاموش ہو جاؤ۔ افسوس ہے اس پر جو اس خاموشی کو توڑنے کی جرأت کرے"

اور بے شک وہ سب خاموش ہو گئے۔ اس حد تک کہ میں اس خاموشی میں ان کے تنفس کی آواز صاف سن رہا تھا۔ اور اس خاموشی میں زکالی دونوں گھٹنے اٹھائے بیٹھا تھا اور اس کا سر جھک رہا تھا یہاں تک کہ وہ اسکے گھٹنوں پہ ٹک گیا اور ایسا معلوم ہوا کہ وہ سو گیا ہے۔ پھر وہ ایکدم سے بیدار ہو گیا اور کسی سمجھ میں نہ آنے والی بولی میں کوئی منتر آدھے منٹ تک پڑھتا رہا اور پھر بہت سی آوازوں نے چاروں طرف سے اور چوٹیوں پر سے اور گھاٹی میں سے اسے جواب دینا شروع کیا۔ یہ میں نہیں جانتا اور نہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ آوازیں کسی قسم کے صوتی اثر سے پیدا کی گئی تھیں یا اسنے اپنے آدمی چاروں طرف چھپا رکھے تھے جو بول رہے تھے"

بہر حال "بے شمار روحوں کا آقا" زکالی ان میں سے چند کے ساتھ باتیں کرنے لگا اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ یہ تاثر بڑی مہارت اور عمدگی سے پیدا کیا گیا تھا کیونکہ ہر آواز دوسری آواز سے مختلف تھی اور کمال تو یہ ہے کہ میں ان میں سے چند آوازوں کو پہچان رہا تھا۔ مثلاً ڈنگان اور پانڈا کی آواز کو اور ہاں ان میں امبلازی کی بھی آواز تھی جو "خوبرو" کے لقب سے مشہور تھا اور جو موجودہ بادشاہ کا بھائی تھا، اور جس کی موت کے وقت جو ٹیگولا کے کنارے واقع ہوئی تھی میں موجود تھا۔

آپ پوچھیں گے کہ یہ آوازیں کیا کہہ رہی تھیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں نہیں جانتا۔ یا تو یہ آوازیں آپس میں گڈمڈ تھیں یا پھر بعد میں جو کچھ

ہوا اس نے انہیں میرے دماغ سے معدوم کر دیا۔ مجھے تو صرف اتنا یاد ہے
کہ یہ آوازیں زدلوؤں اور ان کی قسمت کے متعلق کچھ کہہ رہی تھیں اور مزید
بحث اور مشورے کے لئے کسی اور کا نام لے رہی تھیں۔ مختصر یہ کہ وہ احتجاج
کر رہی تھیں یا کم سے کم معلوم تو ایسا ہی ہوتا تھا البتہ گوئیڈا کے بقول۔ جو تنہا
میرے قریب تھا۔ ایک آواز تھی جو کسی قسم کی مخالفت کر رہی تھی۔ یہ مخالفت
کیا تھی اور کس سلسلے میں تھی یہ وہ نہ بتا سکتا۔ جو الفاظ مجھے صاف طور سے
یاد ہیں وہ شاکا کے تھے یا خود زکالی کے یا اس کے کسی معمول کے۔ بہر حال یہ
الفاظ موبیوشاکا کے لب و لہجے میں کہے گئے اور اس آواز کا استقبال
زکالی نے "اسیبزنگا" سے کیا۔ یعنی وہ تمام القاب اور خطابات اس نے
دہرائے جو صرف زدلو بادشاہوں سے مخصوص تھے اور اس کی موت کے بعد
یہ القاب پھر کسی بادشاہ کے لئے استعمال نہیں کئے گئے۔
شاکا کے الفاظ یہ تھے۔

" اے وہ جسے پیدا نہ ہونا چاہیئے تھا سمجھتا ہے کہ وہ بھی ہے جو کبھی نہ مرے گا اور
ہر کہ چاندکی چاندنی میں بیٹھا اپنے سحر کا جال پھیلاتا رہے گا جیسا کہ تو پہلے
کیا کرتا تھا؟ میں نے تجھے دوسری دنیا میں کئی دفعہ تلاش کیا کیونکہ مجھ سے ایک
حساب چکانا تھا اور تجھے بھی مجھ سے ایک حساب چکانا ہے۔ تو۔ تو۔ بہر حال
کیا فرق پڑ جائے گا اس سے۔ ہماری ملاقات تو جلد یا بدیر ہو گی ہی۔ ہاں۔
اگر تم نے اپنے آپ کو بعید ترین تارے کے پیچھے چھپا لیا تو میں وہاں بھی پہنچ جاؤں
گا۔ کیونکہ بلایا ہے تم نے مجھے یہاں۔ جہاں میں ان لوگوں کو بھی دیکھ رہا ہوں
جنہیں میں یاد کرنا نہیں چاہتا؟ ہاں۔ وہ لوگ استخواں بہ استخواں بنے
ہیں۔ سرخ مٹی گوندھ کر ہڈیوں پر منڈھ لیا ہے اور اب وہ میرے سامنے

اس طرح نظر آرہے ہیں جس طرح کہ میں نے انہیں اُس وقت دیکھا تھا جب وہ نئے نئے مر کر تازہ تازہ اس دنیا میں آئے تھے۔ ہاں۔ تمہارا سحر زبردست ہے زکالی، تمہاری نفرت بڑی گہری ہے اور تمہارا انتقام بہت تیز ہے۔ نہیں۔ تمہیں کہنے کے لئے آج میرے پاس کچھ نہیں ہے کیونکہ میں دوسری دنیا میں اس قوم کا حکمراں ہوں جو زولو قوم سے بڑی اور زبردست ہے۔ تمہارے سامنے بیٹھے ہوئے یہ بوڑھے کون ہیں؟ ان میں سے ایک تو ڈزگان سے ملتا جلتا ہے۔ اس ڈزگان سے جو میرا بھائی تھا اور جس نے مجھے قتل کیا۔ ہاں۔ اس نے اپنے بازو پر ڈزگان کا کڑا بھی پہن رکھا ہے۔ کیا یہ بادشاہ ہے؟ جواب دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ معلوم کرنے کی میری کوئی خواہش نہیں ہے۔ اور وہ سامنے جو بوڑھا ہے، وہ یقیناً سگانا ندہ ہے۔ ہاں میں اس کی نظر پہچانتا ہوں اور اس کے سینے پر لٹکتا ہوا "ازکو" پہچانتا ہوں۔ ہاں۔ یہ "ازکو" میں نے ہی اسے دیا تھا انعام میں کیونکہ سوازیوں سے ہماری جو جنگ ہوئی تھی اس میں سگانا ندہ نے پانچ آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ حیران ہوں کہ خود اسے وہ جنگ اور میرا انعام یاد بھی ہے یا نہیں؟ سلام اے سگانا ندہ۔ بے شک تم بہت بوڑھے ہو چکے ہو لیکن اب بھی تمہیں اکیس برس اسی دنیا میں رہنا ہے اور اس کے بعد ہم دوسری دنیا میں سوازی جنگ کے متعلق باتیں کریں گے۔ بس مجھے جانے دو۔ یہ مقام میری روح کو جلا رہا ہے اور اس میں فانی خون کی بو ہے۔ الوداع اے فاتح۔"

یہ الفاظ تھے جو شاکا نے کہے اور ہم نے صاف طور سے سنے۔ بیداری میں یا خواب میں؟ یہ میں نہیں جانتا۔ البتہ میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر معاملہ مختلف ہوتا، یعنی یہ الفاظ زکالی نے کہے ہوتے تو ان میں اور بہت کچھ ہوتا۔

کم سے کم وہ الفاظ جن سے اس کا مقصد پورا ہوتا' اس کی غرض شامل ہوتی اور انتقام کا جذبہ ان سے چھلکتا ہوتا لیکن شاکا نے جو کچھ کہا وہ ایک عام سی بات تھی اس کے علاوہ کسی نے ان کی طرف کوئی خاص دھیان نہ دیا غالباً اسی لئے کہ بہ یک وقت بہت سی آوازیں ہر طرف سے بول رہی تھیں کیونکہ جیسا کہ میں نے کہا کہ زکالی نے یہ انتظام بڑی عمدگی اور مہارت سے کیا تھا۔"

اور پھر ایک ہی لمحے میں' جیسے وہ اشارہ ہو' آوازیں ایکدم سے خاموش ہوگئیں اور پھر دوسری چیزیں ہوئیں۔ اول تو یہ ہوا کہ میں نے حد درجہ کی کمزوری محسوس کی جیسے میرے جسم میں سے ساری قوت کھینچ لی گئی ہو اور ایک عجیب طرح کے اور انوکھے احساس نے مجھ پر غلبہ حاصل کر لیا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ احساس کیا تھا البتہ اس کا تعلق انجیل کی اس کہانی سے تھا جس میں حضرت آدم پر نیند طاری ہو جاتی ہے اور ان کی پسلی سے اماحوا پیدا ہوتی ہیں۔ اور پھر اتفاق ایسا ہوا کہ فوراً ہی اماحوا۔ یا عورت مجھے دکھائی دی۔ اور میں نے ایسا ہی محسوس کیا جیسا کہ آدم نے نیند سے بیدار ہو کر کیا ہوگا۔ یعنی پسلی نکال لینے کے بعد اپنے آپ کو بے حد کمزور اور حیرت زدہ اور پریشان۔ میں نے بے جانے سے الاؤ کی طرف دیکھا تو اس سے گاڑھا دھواں اٹھ رہا تھا اور پنکھے کی طرح پھیل رہا تھا۔ یہ دھواں رفتہ رفتہ پتلا ہوا اور اس کے پردے میں سے مجھے کچھ اور نظر آیا۔ ایک عورت۔ بالکل اس کے جیسی جسے میں کبھی جانتا تھا۔ ہاں۔ وہ میرے سامنے کھڑی تھی' باریک لباس میں ملبوس اور اس کے گلے میں سبز دانوں کی مالا پڑی ہوئی تھی جس کے دانوں سے اس کی انگلیاں کھیل رہی تھیں' اس کے ہونٹوں پر ملکوتی تبسم تھا اور نظریں کس خلا میں دیکھ رہی تھیں۔

میرے خدا! میں نے اسے پہچان لیا۔ یا میرا خیال ہے کہ اس وقت میں نے اسے پہچان لیا۔ کیونکہ اب میں جانتا ہوں کہ وہ نوبیبے تھی۔ ہلکے لباس میں یا بے لباسی میں۔ یہ خیال ایک لمحے کے لیے ہی آیا۔ لیکن پھر میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں، وہ نوبیبے نہ تھی بلکہ مامینا تھی۔ یہ شاید ناکافی روشنی تھی جو میری نظر کو دھوکا دے رہی تھی۔ وہی مامینا جسے مرے کئی برس گزر چکے تھے۔ اور اس وقت وہ غیر ارضی حیات اور حسن سے معمور تھی۔

ہوا کا ہلکا سا جھونکا آیا ایلوے کے درخت کے پتے ہلے اور ان میں سے سرگوشی کی آواز آئی۔ سرگوشی نے الفاظ کا روپ اختیار کیا اور الفاظ یوں تھے۔ "سلام ہو تجھ پر اے مامینا۔" وہاں موجود لوگوں میں سے اکثر نے، جو مامینا کی میت کے وقت موجود تھے، کانپتی ہوئی آواز میں کہا "یہ مامینا ہے۔" لیکن زکالی نے خشمناک نظروں سے ان کی طرف دیکھا تو وہ خاموش ہو گئے۔

رہی وہ شبیہہ جہاں تھی وہیں خاموش اور بے حرکت کھڑی رہی اور اس کی انگلیاں مالا کے دانوں سے کھیلتی رہیں۔ اور میں نے ان دانوں کے ایک دوسرے پر گرنے اور آپس میں ٹکرانے کی آواز سنی جس سے ثابت ہوا کہ سامنے کھڑی ہوئی شبیہہ روح نہ تھی بلکہ انسان تھی کیونکہ روح تو غیر مادی ہوتی ہے چنانچہ وہ کسی بھی قسم کی آواز پیدا نہیں کر سکتی۔

مامینا کی۔ یا جو کوئی بھی وہ تھی۔ آنکھیں سامنے بیٹھے ہوئے منیروں کا جائزہ لینے لگیں لیکن سراسر غیر دلچسپی سے، اور پھر اس درخت پر جم گئیں جس کے پیچھے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور گویا مارے خوف کے سمٹ گیا۔ وہ چند ثانیوں تک اس درخت کی طرف دیکھتی رہی اور پھر میں نے دیکھا کہ ایکدم سے اس کا سڈول جسم تن گیا، جیسے اس نے درخت کے تنے کے آر پار مجھے دیکھ

لیا ہو۔ اس کی انگلیوں نے مالا کے دانوں سے کھیلنا ترک کر دیا۔
مامینا نے اپنا سڈول بازو میری طرف بڑھایا اور بجد نیچی اور شیریں آواز میں کہا "

"اے پاسبانِ شب! اسی طرح تم اس کا استقبال کرتے ہو جیسے تم نے ایکبار پھر چاند کے نیچے کھڑے ہونے کی قوت عطا کی ہے؟ آؤ۔ یہاں آؤ اور بتاؤ مجھے کہ اس کے لئے تمہارے پاس بوسہ نہیں ہے جسے تم نے بوسے سے رخصت کیا تھا؟"

میں نے سنا۔ غور سے سنا۔ بلاشبہ یہ آواز مامینا کی ہی تھی (نوسیے بڑی عمدہ نقل کر رہی تھی) اس کے باوجود میں نے اس حکم کی تعمیل نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ میں اپنی زندگی میں دوسری دفعہ نقل محفل بننا نہ چاہتا تھا۔ اس کے علاوہ میرے خیال میں مرے ہوؤں کا جو یہ مضحکہ اڑایا جا رہا تھا یہ بڑی ذلیل حرکت تھی اور میں اس میں شریک ہونا نہ چاہتا تھا۔"

وہاں موجود ہر شخص میری طرف دیکھنے لگا حتیٰ کہ گوزانے بھی گردن اٹھائی اور میری طرف دیکھنے لگا۔ لیکن میں اپنی جگہ پر بے حرکت بیٹھا رہا اور رات کے حسن سے لطف اندوز ہوتا رہا۔

"اگر یہ مامینا کی روح ہے تو نیکو میزن ضرور آئے گا" کاؤ والیو نے اضطرابانہ سے کہا۔"

"بے شک۔ بے شک" وزیر نے جواب دیا" کیونکہ محبت کی رسّی اسے کھینچ لے گی۔ اس نے ایک دفعہ مامینا کو چوما تھا چنانچہ اب بھی ضرور چومے گا۔"

یہ سن کر مجھے بے حد غصہ آیا اور میں چیخ کر اپنی صفائی پیش کرنے ہی والا تھا کہ میں نے خوف کی جھرجھری محسوس کر کے دیکھا کہ میں تپائی پر سے اٹھ رہا

تھا، میں نے تپائی کو پکڑنے کی کوشش کی تو وہ بھی میرے ساتھ ہی ساتھ ہوا میں
اُٹھ گئی چنانچہ میں نے تپائی چھوڑ دی۔

"مجھے پکڑو نہ گیزا" میں نے کہا۔"

اور اس نے ایک اچھے آدمی کی طرح میرے پیر پکڑ لیے لیکن میں نے اس کے
منہ پہ لات رسید کر دی۔ کم سے کم میری ٹانگ نے لات رسید کر دی۔ میں
نے تو ارادتاً ایسا نہیں کیا۔ اور اب شبیہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس شخص کی
طرح جو نیند میں چل رہا ہو۔ میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے اپنے دونوں
ہاتھ بڑھا دیئے اور مسکرائی۔ حوروں کی سی مسکراہٹ تھی اس کی حالانکہ
مجھے یقین تھا کہ وہ نہ حور تھی اور نہ فرشتہ۔"

اور اب میں اس کے سامنے اور الاؤ کے قریب کھڑا تھا اور الاؤ میں صبح کو
کھلتے ہوئے گلابوں کی خوشبو اٹھ رہی تھی اور وہ میری طرف جھکی۔ یا ایسا معلوم ہوا۔
اور میں نے شرم و ذلت سے پسینہ پسینہ ہو کر سوچا کہ دوسرے ہی لمحے وہ سڈول
بازو میری گردن میں ہوں گے لیکن ایسی کوئی بات نہ ہوئی۔ انہوں نے مجھے
نہ چھوا۔ پتہ نہیں کیا ہوا کہ وہ مجھے نظر ہی نہ آئے۔ غالباً وہ الاؤ سے اٹھتے
ہوئے دھوئیں میں غائب ہو گئے تھے۔ البتہ مامینا کی شیریں آواز سن رہا تھا۔
وہ، وہ الفاظ میرے کان میں کہہ رہی تھی جس سے تنہا وہ اور میں واقف تھا
اور جن کا ذکر میں نے کبھی کسی کے سامنے نہیں کیا حالانکہ اب میں کہہ سکتا ہوں
کہ کوئی اور بھی ان الفاظ سے واقف تھا۔"

"اب بھی شک ہے تمہیں؟" مامینا نے بے حد نیچی آواز میں۔ منمناتے ہوئے کہا،"
کیا اب بھی تم مجھے نوسے ہی سمجھتے ہو؟ یا۔ میں وہی مامینا ہوں جس کے بوسے
نے تمہارے لبوں اور تمہاری روح کو سرشار کر دیا تھا؟ سنو میکومیزن کیونکہ

وقت بہت کم ہے۔ اس زبردست جنگ کی، جو ہونے والی ہے، بھگدڑ میں سفید خاموں کے ساتھ بھاگ نہ جانا بلکہ اپنا رخ اور لونڈی کی طرف پھیر دینا۔ وہ ہستی، جو تمہاری دوست ہے، تمہاری حفاظت کرے گی اور کوئی مرے بھی اور کتنے بھی مریں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ اس آگ نے، جو میرے دل میں بھڑک رہی ہے، پورے زولولینڈ میں آگ لگا دی ہے۔ پھر سنو۔ ہینسی جس کا لقب اندھیرے میں روشنی ہے اور کاندہ لوگوں میں مارا گیا تھا، تمہیں سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تمہیں مطلع کر دوں کہ اب وہ اپنی مرضی سے اور خوشی سے مجھے۔ مامینا کو۔ شاہی سلام کرتا ہے کیونکہ میں اس قابل تھی اور اس قابل رہوں گی۔ مجھ میں اور ہینسی میں زمین اور آسمان کا فرق ہے لیکن ہم دونوں ایک بات میں ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ محبت میں۔ اسے بھی تم سے محبت تھی اور مجھے بھی۔"

الاؤ کا دھواں میرے منہ پہ لگا، میرے نتھنوں میں گھسا اور میں لڑکھڑا گیا۔ کاٹوو الیو نے مجھے تھام لیا۔

"بتاؤ میکومیزن! مردہ چڑیل کے ہونٹ سرد تھے یا گرم؟" اس نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا" میں نے کراہ کر جواب دیا۔ "کیونکہ میں نے اسے چھوا نہیں۔"

"کس قدر جھوٹ بول رہا ہے یہ میکومیزن حالانکہ اسے بھی جھٹلا رہا ہے جو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔" کاٹوو الیو نے کہا۔

اور میں اسے کچھ جواب دئے بغیر اس کے قریب سے لڑکھڑاتے قدموں سے گزرتا ہوا ایلوے کے درخت کے نیچے پہنچ کر اپنی تپائی پہ بیٹھ گیا۔ جب میرے حواس بجا ہوئے یا یوں کہو کہ جب مجھے ہوش آیا تو وہ تشبیہ، جو مامینا کا روپ بھرے ہوئے تھی، کسی کے کسی سوال کے جواب میں یوں کہہ رہی تھی۔"

"اے روحوں کے آقا! تم نے مجھے روحوں کی دنیا سے یہاں اس لئے بلایا ہے کہ میں ان دو معاملات کے متعلق جواب دوں جو اب تک اس فانی دنیا میں نہیں ہوئے یہ دو جواب میں دوں گی لیکن اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکوں گی کیونکہ اس دنیا میں آنے کی فانی قوت جو مجھے عطا کی گئی ہے وہ اب اسی جگہ، جہاں سے آئی ہے، لوٹ رہی ہے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ اگر سفید فاموں اور سیاہ فاموں کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو اس جنگ میں کیا ہو گا۔ میں ایک میدان دیکھ رہی ہوں جس کے چاروں طرف پہاڑیاں ہیں۔ اور میدان میں ایک عجیب شکل کا پہاڑ ہے میں ایک زبردست جنگ دیکھ رہی ہوں۔ میں سفید فاموں کو یوں گرتے دیکھ رہی ہوں جس طرح درانتی کے سامنے باجرے کے پودے کٹ کٹ کر گرتے ہیں۔ میں امپی کے بھالے خون سے سرخ دیکھ رہی ہوں اور میں سفید فاموں کو دیکھ رہی ہوں کہ وہ یوں بچھے ہوئے ہیں جس طرح کہ پت جھڑ میں درختوں کے پتے زمین پر بچھ جاتے ہیں۔ یہ سب کے سب مر چکے ہیں سوائے چند کے جو فرار ہو گئے ہیں اور میں یہاں، او لونڈی میں فتح کا نغمہ سن رہی ہوں کہ لوگ گا رہے ہیں۔ تو یہ معاملہ ختم ہوا۔"

"دوسرا سوال ہے بادشاہ کا کیا بنے گا؟ میں اسے کالے پانیوں پر دیکھ رہی ہوں کہ وہاں وہ پھینکا گیا ہے۔ میں اسے ایک خاتون شاہی اور مشیروں سے باتیں کرتے دیکھ رہی ہوں۔ وہاں بھی وہ فتح حاصل کرتا ہے کیونکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ شاہی خاتون اور اس کے مشیر بادشاہ کو تحائف دے رہے ہیں اور اب میں اسے یہاں زولولینڈ میں دیکھ رہی ہوں اور لوگ خوشی کے نعروں سے اس کا استقبال کر رہے ہیں اور شاہی سلام کر رہے ہیں اور آخر میں ؏ میں

؏ ملاحظہ ہو ناول "ندائے روح" مترجم

اسے مردہ دیکھ رہی ہوں اور زکالی کی آواز اور بادشاہ کے گھر کی عورتوں کو ماتم کرتے سن رہی ہوں۔ یہ معاملہ بھی ختم ہوا۔ الوداع بادشاہ کا ٹوو ایو۔

میں تمہارے باپ پانڈا کو خبر کرنے جا رہی ہوں کہ تمہاری حالت کیا ہے۔ جب ہم آخری دفعہ رخصت ہوئے تھے تو میں نے پیشنگوئی نہیں کی تھی کہ ہم ایکبار پھر گھاٹی میں ملیں گے؟ تو اب تمہارے خیال میں وہ یہی گھاٹی ہے یا دوسری؟ اس سوال کا جواب تمہیں ایک دن مل جائے گا۔ الوداع۔ دیکھو۔ کیا ہوتا ہے اب۔"

ایکبار پھر دھواں پنکھے کی طرح پھیل گیا اور چند ثانیوں بعد جب وہ سمٹ کر اپنی حالت پر آیا تو۔ شبیہہ یا امینا یا جو کوئی بھی وہ تھی، جا چکی تھی۔"

میں نے سوچا کہ اس عجیب و غریب تماشے کے بعد توہم پرست زولو اتنے مرعوب ہو گئے ہوں گے کہ وہ دوسری کوئی روحانی نشانی طلب نہ کریں گے اور خود اسی جنگ کرنے کا فیصلہ کر لیں گے۔ لیکن یہی انہوں نے نہ کیا۔ جو ایوں کہ وہاں مشیروں میں موجود ایک شخص ایسا بھی تھا جو جرح ڈاکٹر کے طور پر مشہور تھا اور زولو اس کے علم کا بھی لوہا مانتے تھے چنانچہ یہ شخص زکالی سے ملتا جلتا تھا کیونکہ وہ، یعنی زکالی وہ کام کر سکتا تھا جن کی کوشش کرنے کی بھی اس شخص میں قابلیت نہ تھی۔"

یہ آدمی ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور چیخ کر بولا انہوں نے جو کچھ دیکھا اور سنا وہ نری شعبدہ بازی تھی اور یہ شعبدہ زکالی اور اس کے شاگردوں نے پہلے سے انتظام کر کے انہیں دکھایا تھا۔ اس نے کہا کہ آوازیں، جو انہیں نے سنیں، مردوں کی نہیں بلکہ ان لوگوں کی تھیں جنہیں زکالی نے پہلے سے ہی گھاٹی میں پتھروں کے پیچھے اور غاروں اور شگافوں میں چھپا دیا تھا اور

کبھی یہ آوازیں خود زکالی نے نقل کی تھیں۔ رہی وہ شبیہہ تو وہ کبھی کسی مُردہ عورت کی نہ تھی بلکہ وہ ایک زندہ عورت کی تھی جو روپ بھر کر سامنے آئی تھی۔ ثبوت کے طور پر اس نے تمام شاہیوں کی توجہ اس شبیہہ کی چند خاص جسمانی خصوصیات کی طرف مبذول کرائی۔ آخر میں اس نے کہا کہ ایسی شعبدہ بازی پر یقین کر کے مشیروں نے اگر کوئی فیصلہ کیا تو یہ پاگل پن ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ ایسے اندھے فیصلہ کا نتیجہ بہت برا ظاہر ہو۔"

چنانچہ اب مشیروں میں ایک زوردار بحث چھڑ گئی۔ وہ لوگ جو جنگ کے حق میں تھے کہہ رہے تھے کہ جو کچھ انہوں نے دیکھا اور سُنا وہ شعبدہ نہ تھا اور جو صلح کے حق میں تھے وہ اسے دھوکا، جھوٹ اور شعبدہ بازی کہہ رہے تھے۔ زکالی سے پوچھا گیا تو اس نے کوئی جواب نہ دیا اور بت کی طرح خاموش بیٹھا رہا چنانچہ آخر میں بادشاہ نے کہا:۔

"یہ کیا بیوقوفی ہے؟ کیا ہم صبح تک یہاں بیٹھے بحث ہی کرتے رہیں گے؟ یہاں صرف ایک آدمی ایسا ہے جو حقیقت سے واقف ہوسکتا ہے۔ یعنی میکومیزن۔ اب اگر یہ اسے دھوکا اور شعبدہ سمجھتا ہو تو ایسا کہہ دے کیونکہ یہ میکومیزن، جب مامینا زندہ تھی تو اس کا عاشق تھا۔ یہ میں یقین سے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے مامینا کے ہونٹ چومتے اس وقت دیکھا تھا جب وہ مر رہی تھی۔ چنانچہ یقیناً اسے معلوم ہے کہ جو عورت ہم نے دیکھی وہ مامینا تھی یا کوئی اور کیونکہ چند چیزیں ایسی بھی ہوتی ہیں جنہیں آدمی کبھی نہیں بھولتا۔ چنانچہ میرا مشورہ یہ ہے کہ ہم میکومیزن سے سوالات پوچھیں اور اس کے جوابوں کو بنیاد بنا کر کوئی فیصلہ کریں۔"

بادشاہ کے اس مشورے کا استقبال سب نے خوشی کے نعرے کے ساتھ کیا۔"

"ٹھیک ہے۔ یہی ٹھیک ہے" وہ بولے۔

اور دوسرے لمحے مجھے اپنی تپائی سمیت درخت کے پیچھے سے اٹھا کر مشیروں کے سامنے یا ان کے درمیان بٹھا دیا گیا اس طرح کہ میری پشت زکالی کی طرف تھی تاکہ اس کی آنکھیں مجھ پر سحر نہ کر سکیں۔

"پاسبانِ شب" کاٹو والیو نے کہا "حالانکہ ایک خاص معاملے میں تم نے ہمارے سامنے جھوٹ بولا ہے لیکن ہم اسے نظر انداز کئے دیتے ہیں کیونکہ یہ وہ معاملہ ہے جس میں عورت مرد جھوٹ بولتے ہی ہیں۔ چنانچہ ہم اب بھی تمہیں سچا اور مخلص سمجھتے ہیں جیسا کہ پچھلے کئی برسوں سے تم نے اپنے آپ کو ثابت کیا ہے۔ چنانچہ ہم درخواست کرتے ہیں کہ تم ہمارے ایک سیدھے سادے سوال کا جواب سچائی اور مخلصی سے دو۔ ابھی ابھی جو شبیہہ ہم نے اپنے سامنے دیکھی وہ عورت تھی یا روح؟ اور اگر روح تھی تو کیا وہ مامینا کی روح تھی؟"

چند ثانیوں کے غور کے بعد میں نے جہاں تک ممکن تھا ایمانداری سے یوں جواب دیا:

"اے بادشاہ اور مشیرو! میں نہیں جانتا کہ ہم سب نے جس کو دیکھا وہ کیا تھا؟ بھوت یا کوئی زندہ ہستی۔ لیکن چونکہ میں بھوتوں میں یقین نہیں رکھتا اور نہ ہی مانتا ہوں کہ روحیں دنیا میں واپس آتی ہیں، خصوصاً ایسے کام کے لئے، اسلئے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ کوئی زندہ ہستی تھی۔ تاہم ہو سکتا ہے کہ وہ نہ زندہ ہو اور نہ روح بلکہ ایک خیالی پیکر ہو جسے زکالی نے اپنی فنی مہارت سے پیدا کر دیا ہو۔ یہ تو ہو گیا پہلے سوال کا جواب تمہارا دوسرا سوال ہے کہ وہ اس عورت کی روح یا سایہ یا بھوت تھا جس سے میں کئی برسوں پہلے زولو لینڈ میں ملا تھا؟ اے بادشاہ اور اے مشیرو! اس کے متعلق میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ وہ مامینا سے مشابہ تھی لیکن پھر یہ بھی ہے کہ ایک خوبرو

عورت دوسری خوبرو عورت سے مشابہ ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ چاندنی بھی اکثر عجیب کھیل کھیل جاتی ہے خصوصاً اس وقت جب الاؤ سے دھواں اٹھ کر اسے اور بھی دھندلا کر رہا ہو۔ آخر میں یہ کہ یاد رہیں ہمارے ساتھ کبھی کبھی حیرت انگیز معاملہ کرتی ہیں۔ اگر تم نے کسی ایسی ہستی کی، جسے مرے ہوئے کئی برس گزر چکے ہوں، صورت شکل یاد کرنے کی کوشش کی تو میری اس بات کا ثبوت تمہیں خود بخود مل جائے گا۔ رہی دوسری باتیں تو ان کے متعلق یہ ہے کہ آواز وہی تھی، اس کے گلے میں پڑی ہوئی مالا دانوں کی نہیں تھی زیورات وہی تھے اور اس شبیہہ نے میرے کان میں وہ الفاظ کہے جو میرے خیال میں صرف میرے ہی کانوں نے اس سے اس وقت سنے تھے جب وہ مر رہی تھی۔ تاہم زکالی بہت ہوشیار ہے اور اس نے یہ ساری باتیں کسی طرح معلوم کر لی ہوں گی۔ میرے خیال میں ہم نے جو کچھ دیکھا وہ مامینا کی روح نہ تھی۔ میرے خیال میں وہ مامینا سے مشابہ کوئی عورت تھی جسے سکھایا پڑھایا گیا تھا۔ مجھے اور کچھ نہیں کہنا ہے چنانچہ میری تم لوگوں سے درخواست ہے کہ مجھ سے مزید کچھ نہ پوچھا جائے خصوصاً مامینا کے متعلق جس کا نام میری چڑ بن گیا ہے گویا"

اس وقت زکالی اپنی اونگھ سے یا نوم توجہ کی حالت سے بیدار ہوا اور پھر آواز میں بولا:۔

"یہ عجیب بات ہے کہ جال میں سب سے پہلے وہی پھنستے ہیں جو سب سے زیادہ ہوشیار اور دانا ہوتے ہیں۔ یہ لوگ رات کے وقت تاروں کی طرف دیکھتے ہوئے چلتے رہتے ہیں اور اس کھڈ کو بھول جاتے ہیں جو خود انہوں نے اسی صبح کھودا ہے، او ہو۔ ہو۔ ہو۔ ہو۔"

ایک بار پھر بحث ہونے لگی۔ ان لوگوں نے، جو صلح کے حق میں تھے فتح مندی

سے کہا کہ میں ایک سفید فام اور عقلمند ہوں، جو کچھ سُنا اور دیکھا اس پر یقین نہ کیا
چنانچہ یہ سب کچھ نظر بندی تھی، جھوٹ تھا۔ ان لوگوں نے، جو جنگ چاہتے تھے،
کہا کہ میں کسی سوچے سمجھے ہوئے مقصد کے تحت انہیں دھوکا دے رہا ہوں اور
میرا بنیادی مقصد تو یہ ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ" زولو سفید فاموں کو کھا جائیں
بحث میں ایسی گرمی آگئی کہ میں نے سمجھا کہ یہ لوگ اب ہاتھا پائی پر اتر آئیں گے
اور آخر میں یہ ہوگا کہ مجھ پر یا زکالی پر حملہ کر دیں گے جو اس تمام عرصے میں
بے پروا، بے تعلق اور بے حرکت بیٹھا آسمان کی طرف بلکہ چاند کی طرف
دیکھ رہا تھا۔ آخر کار کاٹو والیو نے چیخ کر سب کو خاموش کیا اور ساتھ ہی
زمین پر تھوک دیا جیسی کہ اس کی عادت تھی کہ جب بھی وہ غصے میں ہوتا تھا
تھوک دیتا تھا۔

"بس خاموش ہو جاؤ" وہ چیخا، مبادا میں تم سے کسی ایک کو ہمیشہ کے لئے
خاموش کر دوں۔"

چنانچہ ایکبار پھر سناٹا چھا گیا۔

"راستہ کھولنے والے" کاٹو والیو نے زکالی کو مخاطب کیا" جتنے لوگ موجود
ہیں ان میں سے اکثر کا خیال وہی ہے جو میکومیزن کا خیال ہے۔ یعنی تم ایک
بڈھے شعبدہ باز اور دھوکے باز ہو۔ یہ میں نہ کہوں گا کہ میرا بھی ایسا
ہی خیال ہے یا نہیں۔ ان لوگوں نے ایک ایسی نشانی طلب کی ہے جس پر سب
کا اتفاق ہو اور جنگ اور صلح کا فیصلہ کرنے سے پہلے میں نے بھی ایسی ہی نشانی
طلب کی تھی۔ چنانچہ ہمیں نشانی دکھاؤ ورنہ یہاں سے چلے جاؤ اور پھر کبھی
اولونڈی میں اپنی صورت نہ دکھانا۔"

"اے پانڈا کے بیٹے! تمہارے مشیر کیا نشانی چاہتے ہیں؟" زکالی نے کہا۔"

انہیں چاہیئے کہ کسی ایک نشانی پر متفق ہو کر مجھے فوراً بتا دیں کیونکہ اب میں تھک گیا ہوں اور سونا چاہتا ہوں۔ پھر اگر میں وہ نشانی دے سکا تو دوں گا اور اگر نہ دے سکا تو میں اپنے گھر واپس چلا جاؤں گا اور پھر کبھی اولونڈی میں اپنی صورت نہ دکھاؤں گا کیونکہ اب میں ان بیوقوفوں سے اکتا گیا ہوں جو بکواس تو بہت زیادہ کرتے ہیں لیکن ایک تنکے کو بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتے۔ ان کی مثال اس پانی کی سی ہے جو ایک پتھر کے قریب بڑبڑاتا ہے لیکن اسے اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتا کیونکہ وہ دو حصوں میں بٹ کر بہتا ہے۔"

زکالی خاموش ہو گیا اور مشیر ایک دوسرے کی صورت تکنے لگے کیونکہ وہ نہ جانتے تھے کہ کیا نشانی طلب کریں۔ آخر کار بوڑھے سگانانده نے کہا "

"اے بادشاہ! عظیم کالے ہاتھی کے پاس، جو تم سے پہلے تھا، ایک چھوٹا سا اسا گائی تھا جس کا دستہ سرخ لکڑی کا تھا اور جس کے پھل نے بہت سوں کا خون پیا تھا۔ اسی اسا گائی سے اس کے دوست موپو نے، جو ڈنگان کی موت کے بعد روئے زمین پر سے غائب ہو گیا، دیگوزا کے کرال میں عظیم کالے کی زندگی اس کے جسم سے نکال لی تھی۔ اس کے بعد اس اسا گائی کا کیا بنا یا وہ کہاں گیا۔ یہ کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی کوئی یقین سے کچھ کہہ سکتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اسے عظیم کالے کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا اور کوئی کہتا ہے کہ موپو اسے چرا لے گیا، کوئی کہتا ہے کہ ڈنگان اور اوم لا ہانگانا نے اسے جلا دیا۔ اس کے باوجود یہ روایت ہوا کی طرح پورے زولو لینڈ میں پھیل گئی کہ یہ بھالا اس بادشاہ کے قدموں میں، جو عظیم کالے کی جگہ حکومت کر رہا ہو گا، آسمان سے گرے گا اور تب زولو اپنی آخری زبردست جنگ کریں گے وہ فتح حاصل کریں گے جس کی داستان پوری دنیا سنے گی۔ اے راستہ

کھونے والے! اب ہم تم سے یہ نشانی چاہتے ہیں کہ عظیم کالے کا وہ اساگائی آسمان سے گرے اور تب ہی میں مطمئن ہوں گا۔"

"اگر وہ اساگائی آسمان سے گرا تو کیا تم اسے پہچان لو گے؟" کاٹو والیو نے پوچھا۔

"ہاں پہچان لوں گا اے بادشاہ، کیونکہ کئی دفعہ وہ بھالا میں نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ دستے کا سرا چبایا ہوا ہے۔ کیونکہ جب عظیم کالا بچپنے میں ہوتا تھا تو وہ اسے دانتوں میں دبایا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ پھل سے ایک انگوٹھے کی دوری پر ایک کالا نشان ہے جو گرم لوہے سے بنایا گیا ہے۔ ایک دفعہ عظیم کالے نے ایک افسر سے شرط بدی تھی کہ وہ اس شخص کے جسم میں، جسے موت کی سزا دی گئی تھی، یہ اساگائی دس قدم کے فاصلے سے پھینک کر افسر سے زیادہ گہرائی تک اتار دے گا۔ چنانچہ یوں ہوا کہ دس قدم کے فاصلے سے اس افسر نے پہلے بھالا پھینکا اور بھالا اس شخص کے جسم میں وہاں تک اتر گیا جہاں یہ کالا نشان ہے کیونکہ خود عظیم کالے نے اپنے ہاتھ سے یہ نشان بنایا تھا۔ پھر عظیم کالے نے یہ بھالا پھینکا اور وہ اس شخص کے جسم میں گہرائی تک اتر گیا اور اس شخص نے مرتے مرتے کہا کہ خود عظیم کالا بھی اس اساگائی کا مزا ایک دن چکھے گا اور ایسا ہی ہوا۔ یہ سب میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔"

میرا خیال ہے کہ کاٹو والیو اس مشورے کو قبول کرنے ہی والا تھا کیونکہ وہ صلح چاہتا تھا اور اسے یقین تھا کہ زکالی کسی طور یہ بھالا آسمان سے نہ گرا سکے گا۔ لیکن وزیر اسناپانا نے جلدی سے کہا:

"نہیں اے بادشاہ۔ یہ کافی نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ اساگاتی زکالی نے چرا لیا ہو کیونکہ عظیم کالے کی موت کے وقت زکالی کرال ڈیگوزا میں ہی تھا۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آسمان سے بھالا گرنے کی روایت بھی اسی نے چلائی ہو کم سے کم لوگ تو ایسا ہی کہیں گے۔ چنانچہ اسے چاہیئے کہ وہ کوئی بڑی نشانی پیش کرے تاکہ ہم سب مطمئن ہو جائیں اور جنگ اور صلح کا فیصلہ بغیر کسی اختلاف کے کیا جا سکے سبھی جانتے ہیں کہ ہم زولوؤں کی ایک محافظ روح ہے جو آسمانوں پر سے ہمیں دیکھ رہی ہے جسے "نومکوبلوما" یا "انکوسازانئہ زولو" کہتے ہیں اور جو "آسمان کی شہزادی" مشہور ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ یہ شہزادی جس کی جلد سفید اور بال سرخ ہیں ہمیشہ اس وقت نظر آتی یا ظاہر ہوتی ہے جب کوئی بڑا انقلاب آنے والا ہوتا ہے۔ چنانچہ عظیم کالے کی موت سے پہلے وہ موپیڈ کو نظر آئی تھی اور جنگ ٹیگولا سے پہلے بہت سے بچوں کو نظر آئی تھی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ حال ہی میں وہ ساحل پر ایک عورت کے سامنے ظاہر ہوئی تھی اور اس سے کہا تھا وہ جلد از جلد ٹیگولا کے دوسری طرف پہنچ جائے کیونکہ بہت جلد جنگ ہو گی۔ یہ عورت پتہ نہیں کہاں ہے۔ کم سے کم اسے تلاش کرنا ممکن نہیں۔ چنانچہ زکالی کو چاہیئے کہ وہ انکوسازانائے زولو کو ہماری نظروں کے سامنے لے آئے۔ ہاں اسے آسمان سے اتار لائے اور پھر ہم سب تسلیم کر لیں گے کہ یہ وہ نشانی ہے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔"

"اور اگر زکالی نے ایسا کیا، جو دنیا کا کوئی وچ ڈاکٹر نہیں کر سکتا، تو پھر اس کے معنی کیا ہوں گے؟" کاٹو والیو نے پوچھا۔

"معنی اس کے صاف ہوں گے اے بادشاہ" امنایانا نے کہا "اس کا مطلب ہو گا جنگ اور فتح اور اگر زکالی ایسا نہ کر سکا تو اس کے معنی ہوں گے صلح اور امن

اور ہم آماتونگوانا یاسی بو دوے (یعنی چھوٹے انگریز۔ کلمۂ تحقیر) کے سامنے سر جھکا دیں گے۔"

"تم سب متفق ہو اس سے؟" کاٹو والیو نے پوچھا۔

"ہم متفق ہیں" ان لوگوں نے ایک زبان ہو کر اور اپنے ہاتھ آگے بڑھا کر کہا۔

"تو اے راستہ کھولنے والے! اب صورت حال یہ ہے۔ اگر تم نے نوملو بلونا کو ہم سب کے سامنے بلا لیا تو پھر ہم شیر انگریزوں سے جنگ کرنے کا فیصلہ کریں گے کیونکہ پھر ہمیں یقین ہو جائے گا کہ وہ جو آسمانوں پر ہے یہی چاہتا ہے کہ ہم جنگ کریں۔"

یوں کہا کاٹو والیو نے اور مجھے اس کے لہجے میں فتحمندی اور خوشی کی جھلک محسوس ہوئی کیونکہ وہ انگریزوں سے جنگ کرنا نہ چاہتا تھا اور اسے یقین تھا کہ زکالی یہ نشانی پیش نہ کر سکے گا لیکن زولو قوم اور فوج جنگ کرنے کے حق میں تھی چنانچہ کاٹو والیو کو خوف تھا کہ اگر اس نے جنگ نہ کرنے کا فیصلہ کیا تو زولو اسے قتل چاہے نہ کریں البتہ اسے حکومت سے برطرف ضرور کر دیں گے چنانچہ زریبہ کا یہ مشورہ فرار کی ایک آسان راہ تھی کیونکہ اس صورت میں جنگ نہ کرنے کا فیصلہ کاٹو والیو نہیں بلکہ مجلس مشاورت کرے گی جس میں ہر قبیلے کا نمائندہ شامل تھا۔ کم سے کم میں نے صورت حال کا ایسا ہی اندازہ لگایا اور صحیح لگایا۔

کاٹو والیو کی بات سن کر اس رات پہلی دفعہ زکالی پریشان ہو گیا۔

"یہ میرے کان کیا سن رہے ہیں؟" اس نے جوش میں آ کر کہا "کیا میں ادم کلو کلو۔ عظیم عظیم (یعنی خدا) ہوں کہ مجھ سے کہا جا رہا ہے کہ آسمانوں کی شہزادی کو تاروں کے اس پار سے زمین پر لے آؤں۔؟ ہاں۔ اسے جو ہوا

کی طرح آتی اور جاتی ہے اور جس پر انسان کا حکم نہیں چلتا جیسا کہ ہوا پر نہیں چلتا؟
کیا میرے کانوں نے سچ مچ یہی سنا ہے کہ اگر آسمانوں کی شہزادی نے اپنے
آپ کو ظاہر نہ کیا تو زولو لوگ انگریزوں کی غلامی کا جوا اپنے کندھوں پر رکھ
لیں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ بادشاہ ان انگریز مبلغوں کی، جو اپنی گردنوں میں
سفید فیتہ باندھے رکھتے ہیں، باتیں سنتا رہا ہے جو اپنے اس خدا کا ذکر کرتے
ہیں جو دشمنوں سے جنگ کرنے کے بجائے لکڑی کی صلیب پر چڑھ گیا۔ بے شک
عظیم کالے کے بعد سے زمانہ بدل گیا ہے۔ ہاں۔ جرنیل عورتوں کی طرح
ہو گئے ہیں اور امیر سرداروں کو گائیں دوہنے کے کام پر لگا دیا گیا ہے۔ خیر۔
مجھے ان سب باتوں سے کیا واسطہ؟ ہاں مجھے کیا کہ میں اتنا بوڑھا ہوں کہ
میرا پورا جسم زمین میں دفن ہو چکا ہے اور صرف سر زمین سے باہر ہے؟ ہاں۔
مجھے کیا کہ میں خود زولو نہیں ہوں بلکہ ڈوانڈوے قبیلے سے ہوں جس سے زولو
نفرت کرتے اور جس کا مذاق اڑاتے ہیں:

"سنو۔ اے سازنبلکوتا کے گھرانے کی روح! سنو" اور یہاں زکالی نے
کاٹوواتو کے کوئی ایک درجن اجداد کے نام لیے جو نسلوں پہلے تھے۔ "سنو
اے آسمانوں کی شہزادی کہ تمہیں عظیم نے زولو قوم کی حفاظت کے لئے
منتخب کیا ہے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ تمہارا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ بشرطیکہ تم
چاہتی ہو کہ زولو ان سفید فاموں کے خلاف ہتھیار اٹھا لیں جو سرحد پر جمع
ہو رہے ہیں اور اگر تم یہ چاہتی ہو کہ زولو اپنے بھالے رکھ دیں اور اپنی
بیویوں کے ساتھ سونے اور کھیتی باڑی کرنے چلے جائیں جبکہ سفید فام
زولوؤں کے دیسی ہنکالے جائیں تو تمہیں ظاہر نہیں ہونا ہے۔ اے سازنبلکوتا
کے گھرانے کی روح اور اے آسمانوں کی شہزادی! اب تمہاری مرضی جیسا تمہیں سب

مجھو ویسا ہی کرنہ ۔ اس سے اس چیز کو کیا تعلق جسے پیدا نہ ہونا چاہیئے تھا اور
جو بہت جلد ایسا ہو جائے گا جیسا کہ وہ پیدا ہوا ہی نہ تھا کبھی ۔ ہاں ۔ مجھے کیا ۔
شاہی گھرانا رہے یا نہ رہے ۔ زیدبو قوم رہے یا نہ رہے ۔ مجھے کیا؟"

"مجھے یہاں مشورے کے لئے بلایا گیا ہے ۔ میں نے مشورہ دیا لیکن میرا
مشورہ ان داناؤں کے سروں پر سے بادل کے سائے کی طرح گزر گیا جس
کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتا ۔ مجھ سے پوچھا گیا کہ اگر جنگ ہوئی تو اس کا
نتیجہ کیا ہوگا؟ اس سوال کا جواب دینے کے لئے میں نے مُردوں کو ان کی قبروں
میں سے طلب کیا اور وہ آوازوں کی صورت میں سے آئے اور ان میں سے
ایک نے جسم اختیار کیا اور گوشت و پوست کے ہونٹوں سے گفتگو کی ۔ جس
سفید فام سے اس نے گفتگو کی اسی نے اسے جھٹلایا حالانکہ وہ اس کی محبوبہ
تھی اور یہاں موجود داناؤں نے کہا کہ وہ دھوکا تھا ۔ میں نے ایک گڑیا
کو عورت کا لباس پہنا دیا تھا اور ان کے سامنے لے آیا تھا ۔ اس روح نے،
جس نے جسم اختیار کیا تھا، انہیں بتایا کہ جنگ میں کیا ہوگا اور بادشاہ کا
کیا ہوگا لیکن ان لوگوں نے اس پیشنگوئی کا مذاق اڑایا اور اب یہ لوگ
نشانی طلب کر رہے ہیں ۔ چنانچہ اسے تو مجھ کو بلانا! اگر تم چاہتی ہو کہ جنگ ہو
تو ظاہر ہو جاؤ اور اگر تم چاہتی ہو کہ صلح ہو تو تاروں کے اس پار رہو ۔
جیسی تمہاری مرضی ۔ تم آؤ یا نہ آؤ اس سے مجھے کوئی تعلق نہیں ۔"

یوں بولتا رہا ۔ میرے خیال میں وقت گزارنے کے لئے کیونکہ میں نے
دیکھا کہ جب وہ یوں بکواس کر رہا اور اپنی بات کو طول دے رہا تھا تو
ایک بادل چاند کی طرف بڑھ رہا تھا اور جب زکالی خاموش ہوا تو اس
بادل نے چاند کو پوری طرح ڈھک لیا اور وادیٔ استخواں میں اندھیرا

چھا گیا یا یوں کہو کہ نیم تاریکی چھا گئی۔ اس کے علاوہ اس نے جلدی جلدی الاؤ میں بھی کچھ کیا چنانچہ ایک بار پھر دھوئیں نے پنکھے کی طرح کھل کر یا پھیل کر زکالی اور اس کے پیچھے والی چٹانوں کو، جو آگے کی طرف نکلی ہوئی تھی اور جس کے نیچے وہ بیٹھا ہوا تھا، چھا لیا۔"

بادل ہٹ گیا اور چاند یوں روشن ہو گیا جیسے گہن سے نکل آیا ہو اور الاؤ سے اٹھتا ہوا دھواں بھی پتلا ہو گیا اور جب چاندنی میں اضافہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ چٹان کے چھجے پر کوئی چیز روپ اختیار کر رہی تھی یا نمودار ہو رہی تھی۔ چند ثانیوں بعد میں نے حیرت اور تعجب سے دیکھا کہ یہ "کوئی چیز" سفید فام عورت کی "روح جیسی" شبیہہ تھی جو چٹان کے عین کنارے پر بے حرکت کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے کسی قسم کا سفید چمکدار لباس پہن رکھا تھا جس کا گریبان نیچے تک کٹا ہوا تھا۔ یہ لباس کپڑے کا ہو سکتا تھا لیکن جس طرح وہ چمک رہا تھا اس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ ہیروں کا تھا۔ اسکے سرخ بال بھی کھلے تھے اور ان میں بھی کوئی چیز چمک رہی تھی، افشاں یا شاید ہو گی۔ اس کے پیر اور سفید بازو کھلے تھے اور اس کے دائیں ہاتھ میں چھوٹا سا بھالا تھا۔"

اس عورت کو صرف میں نے نہیں بلکہ سب نے دیکھا کیونکہ مشیروں کے منھ سے خوف اور عبادت کے کلمات نکل گئے اور پھر وہ خاموش ہو گئے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے رہے۔۔ بس دیکھتے ہی رہے۔"

دفعتہً زکالی نے اپنا سر اٹھایا اور الاؤ کے شعلوں کے آر پار مشیروں کی طرف دیکھنے لگا اور الاؤ کے شعلوں کی روشنی میں اس کی آنکھیں شیر کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔"

"ایں ! اے بادشاہ اور اے مشیر د! یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تم کس چیز کو دیکھ رہے ہو؟" اس نے پوچھا۔

"مجھے تو کچھ نظر نہیں آ رہا پھر تم کس چیز کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو؟"

"تمہارے سر پر جو چٹان ہے اس پر سفید روح اپنی تمام شان و شوکت کے ساتھ کھڑی ہوئی ہے۔ یہ انکوسازانائے زولوخود ہے۔ کاگو والیو نے نیچی آواز میں کہا۔

"تو وہ آ گئی!" زکالی نے ہنسی اڑائی "نہیں، نہیں۔ یہ تو یقیناً خواب ہے یا میری چالبازی ہے کوئی کالی عورت ہے جسے میں نے سفید رنگ دیا ہے اور رنگی ہوئی عورت کو میں اپنی اس جادو کی تھیلی میں بند کر کے چپکے سے یہاں لے آیا ہوں یا کمبل میں لپیٹ کر اور اپنی پیٹھ پر ڈال کر یہاں لے آیا ہوں۔ اب یہ میں کیسے ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ بھی میری شعبدہ بازی یا نظر کا دھوکا نہیں ہے۔ اس ماہیتا کی طرح جسے اس کا سفید فام عاشق میکومیزن بھی نہ پہچان سکا۔ اگر تمہیں یقین کرنا ہی ہے تو جاؤ اس کے قریب اور چھو کر دیکھو اسے لیکن افسوس ہے اس پر جو اسکے قریب جائے کیونکہ وہ زندہ نہیں رہتا جب انکوسازانائے زولو چھو لے۔ تو پھر کیسے؟ ہاں کیسے یقین دلایا جائے؟ ٹھیک ہے۔ میکومیزن کی جیب میں چھوٹی سی بندوق ہے اور میکومیزن ایسا پکا نشانے باز ہے کہ وہ کافی دور سے ایک ہی گولی میں پتلے نرسل کے دو ٹکڑے کر سکتا ہے یا کوئی گولی مار کر دور کھڑے ہوئے آدمی کی داڑھی کے بال اڑا سکتا ہے۔ میکومیزن کی نشانے بازی زولولینڈ میں روایت بنی ہوئی ہے۔ چنانچہ میکومیزن سے کہو کہ وہ اپنی جیب سے چھوٹی بندوق نکال کر اس پر گولی چلائے جو چٹان پر کھڑی ہوئی ہے۔ اگر وہ

فام عورت ہے جیسے سفید رزگا گیا ہے تو بے شک وہ مردہ ہو کر اس چٹان پر سے نیچے گرے گی جس طرح کہ سیکڑوں مجرم گرے ہیں۔ لیکن اگر وہ آسمانوں کی شہزادی ہے تو گولی اس کے آر پار یا اس سے کترا کر نکل جائے گی اور اسے، جو چٹان پر کھڑی ہے، کچھ نہ ہوگا البتہ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ میکو میزن کو کوئی نقصان پہنچے گا یا نہیں۔"

زکالی کی یہ بات سنی تو مشیروں میں سے اکثر خاموش رہے لیکن ان لوگوں نے، جو صلح چاہتے تھے، شور مچایا کہ مجھے گولی چلانے کا حکم دیا جائے۔ آخر کار کاٹو والوں نے اس دباؤ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔ وہ روح تھی یا نہیں۔ بہر حال جو بھی تھی وہ اس کے اور ان سب کے سامنے کھڑی ہوئی تھی البتہ یہ وہ ضرور جانتا تھا کہ اگر سامنے کھڑی ہوئی کو ایک "فانی عورت" ثابت نہ کیا گیا تو لوگ اسے انگریزوں سے جنگ کرنے پر مجبور کر دیں گے اور یہ وہ چاہتا نہ تھا۔ چنانچہ یہ آخری موقع تھا جنگ سے بچنے کا اور اس موقع سے اس نے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔"

"میکو میزن!" اس نے کہا، میں جانتا ہوں کہ تمہارا پستول اس وقت تمہارے پاس ہے کیونکہ گزشتہ کل ہی جب تم میرے پاس آئے تھے تو اسے اپنی جیب میں لیکر آئے تھے اور دن اور رات تم اسے اپنے سے جدا نہیں کرتے جس طرح کہ ماں اپنے پہلوٹھی کے بچے کو جدا نہیں کرتی اب چونکہ راستہ کھولنے والا یہی چاہتا ہے اس لئے میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس پر گولی چلاؤ جو اوپر چٹان پر کھڑی ہوئی ہے۔ اگر وہ فانی عورت ہے تو تمہیں دھوکا دے رہی ہے اور اس کی سزا موت ہی ہے اور اگر وہ آسمان سے اتری ہوئی روح ہے تو اسے کوئی نقصان نہ پہنچے گا اور تمہیں بھی کچھ نہ ہوگا کیونکہ تم وہی کر رہے

ہو جس کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے"

"وہ عورت ہو چاہے روح" میں اس پہ گولی نہ چلاؤں گا" میں نے کہا۔

"سفید فام! تم میری حکم عدولی کر رہے ہو؟ بہت اچھا۔ نوجوان تو کہ تمہاری ہڈیاں اس وادی استخواں میں پڑی پڑی سفید ہو جائیں گی۔ ہاں۔ تم پہلے انگریز ہو گے جسے ہم دوسری دنیا میں بھیج دیں گے"

اور وہ گھوم کر قریب بیٹھے ہوئے دو مشیروں سے سرگوشی کرنے لگا"

میرے لئے صورت حال بے حد نازک تھی۔ یا تو مجھے کاٹو والو کے حکم کی تعمیل کرنی تھی یا پھر مرنے کے لئے تیار ہو جانا تھا۔ اس کے علاوہ تیسرا راستہ نہ تھا چنانچہ میں الجھ گیا کہ کیا کروں۔ اس کا تو مجھے یقین تھا کہ جو کچھ میں نے دیکھا وہ عورت تھی روح نہیں۔ میرے خیال میں وہ نومبے تھی جو اس اندھی روشنی میں اپنے جسم پر کسی قسم کی سفیدی لگائے کھڑی تھی۔ اب اگر وہ نومبے تھی تو ہماری آنکھوں میں یوں دھول جھونکنے کے جرم پر موت کی سزا کی مستحق تھی اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ اس کی شوت سے زکالی کا پول کھل جاتا اور اس طرح ایک زبردست جنگ ٹل جاتی تھی۔ لیکن اگر ایسا ہی تھا۔ اگر حقیقت میں نومبے یا کوئی اور تھی۔ تو پھر خود زکالی نے یہ تجویز کیوں پیش کی کہ میں اس پر گولی چلاؤں؟۔ بہر حال میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا پستول نکالا اور گھوڑا چڑھا لیا"

"بہت اچھا اے بادشاہ! اپنے آپ کو بچانے کے لئے میں تمہارے حکم کی تعمیل کرتا ہوں" میں نے کہا

"لیکن اس کا نتیجہ جو کچھ بھی ہو گا اس کے ذمہ دار تم ہو گے"

اور پھر بجلی کی سی تیزی سے مجھے ایک خیال آیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ خیال

خود نرکالی نے اپنے دماغ سے میرے دماغ تک پہنچایا تھا۔ کس طرح؟ یہ میں نہیں جان سکتا:

"بے شک میں گولی چلاؤں گا۔ لیکن ضروری نہیں کہ میں اسے نشانہ بناؤں جو چٹان پر کھڑی ہوئی ہے۔ نشانہ خطا بھی تو کر سکتا ہے۔"

اس خیال کے فوراً بعد میری الجھن دور ہو گئی کیونکہ اب معاملہ صاف تھا۔

"بادشاہ!" میں نے کہا "چٹان پر جو کھڑی ہے وہ اگر کوئی فانی عورت ہے تو اس کی موت دور نہیں صرف روح میری گولی سے بچ سکتی ہے۔ اب اس کے ماتھے کی طرف دیکھو کیونکہ میری گولی اس کے ماتھے کے عین بیچ میں لگے گی۔"

میں نے پستول اٹھایا اور ظاہر کیا جیسے بڑی احتیاط سے نشانہ لے رہا ہوں۔ اور تب میں نے اتنے فاصلے سے بھی، میرا خیال ہے، چٹان پر جو کھڑی تھی۔ اس کی آنکھوں میں خوف کی جھلک دیکھی۔ اور پھر میں نے لبلبی دبا دی اور کلائی کو ذرا سا جھٹکا دیا تو گولی اس روح یا عورت کے سر پر سے نکل گئی۔

"اسے کچھ نہ ہوا" کسی نے چیخ کر کہا "میکومیزن نشانہ خطا کر گیا۔"

"میکومیزن کا نشانہ خطا نہیں کرتا" میں نے کہا "جس پر میکومیزن گولی چلاتا ہے اگر اسے کچھ نہیں ہوتا تو اس کا مطلب صاف ہے کہ اسے نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا۔"

"او ہو۔ ہو۔ ہو" نرکالی ہنسا "وہ سفید فام، جو اپنی محبوب کے پیار بھرے ہونٹوں کو جھٹلا سکتا ہے، کہہ رہا ہے اس نے اس پر گولی چلائی ہے جسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا۔ اسے پھر کوشش کرنے دو۔ نہیں۔ اسے دوسرا نشانہ منتخب کرنے دو۔ روح بہر حال روح ہوتی ہے لیکن جس نے اس روح کو طلب کیا ہے وہ دھوکے باز ہو سکتا ہے۔

سفید فام! تمہاری چھوٹی بندوق میں دوسری گولی ہے ہی۔ دیکھو کہ یہ گولی زکالی کے دل میں چھید کر سکتی ہے یا نہیں۔ تاکہ بادشاہ اور اس کے مشیروں کو معلوم ہو جائے کہ زکالی عظیم ترین وچ ڈاکٹر ہے یا ایک عیار شعبدہ باز۔"

اور اب پہلی دفعہ میں مارے غصے کے دیوانہ ہو گیا اور مجھے اس بوڑھے بدمعاش زکالی پر غصہ تھا۔ مجھے یاد آیا کہ اس نے ماہینا کو کس طرح موت تک پہنچا دیا تھا۔ یعنی اس وقت جب اسے یقین ہو گیا تھا کہ ماہینا کی موت اس کا مقصد پورا کر دے گی اور اس کے لئے بے حد سود مند ثابت ہو گی اور پھر اسی بدمعاش نے پورے زولو لینڈ میں میرے اور ماہینا کے متعلق ایسی داستان پھیلا دی تھی کہ میں جہاں بھی جاتا تھا اسی کے متعلق سنتا تھا۔ مجھے یاد آیا کہ پچھلے کئی برسوں سے وہ زولو قبیلہ کی تباہی کی سازش کر رہا اور انہیں برباد بلکہ نیست و نابود کرنے کی ترکیبیں گڑھ رہا تھا اور اب وہ اس سازش میں الجھا ہوا تھا جس کی کامیابی ایک زبردست جنگ کی صورت میں ظاہر ہو کر ہزاروں جانیں لے سکتی تھی۔ مجھے یاد آیا کہ اس نے مجھے پھانس کر زولو لینڈ میں بلایا اور پھر کالو دالو کے سپرد کر دیا تھا اور یوں مجھے اپنے ان ساتھیوں سے، جو میری حفاظت میں تھے، الگ کر دیا تھا اور ہو سکتا ہے کہ اس نے میرے ساتھیوں کو موت کے حوالے کر دیا ہو۔ چنانچہ بہتر ہو گا کہ دنیا اس بدمعاش اور عیار زکالی کے وجود سے پاک اور اس کے شر سے محفوظ ہو جائے۔

"بہت اچھا زکالی۔ تمہاری یہ خواہش ابھی میں پوری کئے دیتا ہوں" میں نے کہا۔ اور پستول کا رخ اس کی طرف کر دیا۔"

اور تب میرے دل نے کسی کا قول دہرایا "کسی کے حق میں تم فیصلہ نہ کرو مبادا تمہارا ابھی کوئی فیصلہ کر دے۔" میں کون ہوں اس آدمی کو سزا دینے والا

جس کے ساتھ شروع سے ہی ناانصافی ہوتی آئی ہے؟ کون ہوتا ہوں میں اسے مارنے والا جس نے بڑے دُکھ برداشت کئے ہیں؟ میں پستول چلانے ہی والا تھا کہ کوئی چمکتی ہوئی چیز اوپر سے اڑتی ہوئی بادشاہ کی طرف آئی۔ یہ معلوم کئے بغیر کہ وہ کیا چیز تھی میں نے نال کا رخ اس چیز کی طرف کرکے لبلبی دبا دی وہ چیز دو ٹکڑے ہو گئی۔ ایک ٹکڑا زکالی پر گرا اور دوسرا ٹکڑا کاٹو والیو کے گھٹنے پر لگا۔

ایک افراتفری سی مچ گئی اور کسی نے گھبرا کر کہا:

"بادشاہ کے بھالا مارا گیا ہے۔"

میں دوڑ کر بادشاہ کے پاس پہنچا اور دیکھا کہ ایک چھوٹے سے بھالے کا پھل کاٹو والیو کے قدموں میں زمین پر پڑا ہوا تھا اور خود بادشاہ کے گھٹنے پر چھرا کا لگا گیا تھا جس سے خون بہہ رہا تھا۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں" میں نے کہا" معمولی سی خراش ہے البتہ اگر بھالے کو بیچ میں توڑ کر اس کا زور ختم نہ کر دیا گیا ہوتا تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا۔"

"ہاں" زکالی چیخا" لیکن وہ کیا ہے جس نے بادشاہ کے معمولی سی خراش لگائی ہے؟ سگانا ندہ! یہ لو اور بتاؤ کہ کیا ہے یہ؟"

اور اس نے سرخ لکڑی کا ٹکڑا اس کی طرف پھینک دیا۔

سگانا ندہ نے اسے ہاتھ میں لیکر دیکھا۔

"یہ تو عظیم کالے کے اساگائی کا دستہ ہے" وہ حیرت سے بولا" جسے میکومیزن کی بندوق کی گولی نے پھل سے الگ کر دیا ہے۔"

"آ۔ آ۔ ئی" زکالی نے کہا" اور پھل نے عظیم کالے کی اولاد کے گھٹنے سے خون نکال دیا ہے۔ بتاؤ سگانا ندہ اس شگون کے معنی کیا ہیں یا اس سے پوچھو

جو چٹان پر کھڑی ہوئی ہے۔"

اور سب کی نگاہیں چٹان کی طرف اٹھ گئیں۔ وہاں کوئی نہ تھا۔ وہ روح یا عورت یا جو کوئی بھی وہ تھی جا چکی تھی۔

"کیا ہے تمہارا فیصلہ بادشاہ؟" زکالی نے پوچھا "جنگ یا صلح؟"

کاٹو والیو نے اساگانی کی طرف دیکھا، اپنے گھٹنے کی طرف دیکھا جہاں سے خون رس رہا تھا اور اپنے مشیروں کی طرف دیکھا۔

"خون خون کو پکارتا ہے" اس نے غضبناک لہجہ میں کہا "میرا فیصلہ ہے جنگ"

سترھواں باب

کاٹجی کی آمد

زکالی نے قہقہہ لگایا۔ وہ ہنستا چلا گیا۔ جیسے وہ دیوانہ ہوگیا ہو۔ اس کے یہ قہقہے اتنے غیر ارضی اور نامقدس سے تھے کہ میرا خون سرد ہوگیا۔

"بادشاہ کا فیصلہ ہے جنگ" وہ چیخا "اے نوبکو بلونا! یہ فیصلہ آسمان پر لیجا دے۔ اے سفید فام میکومیزن! بادشاہ کا یہ فیصلہ سفید فاموں تک پہنچا دو۔ اے فوج کے افسرو! یہ فیصلہ اپنے سپاہیوں کو سنا دو۔ اے دھرتی! خون سے سرخ ہو جا۔ بادشاہ نے جنگ پسند کی لیکن اگر میں اس کی جگہ ہوتا تو شاید کچھ اور پسند کرتا لیکن میں آخر ہوں کیا؟ ایک کھوکھلا ہوا زمین میں گڑا ہوا جس میں روحیں گھس کر فانی انسانوں سے باتیں کرتی ہیں۔ بس۔ معاملہ ختم ہوا اور فی الحال میں بھی ختم ہوا۔ الوداع اے بادشاہ! حیران ہوں کہ اب ہماری ملاقات کہاں ہوگی؟ روئے زمین پر یا اس کے نیچے؟ الوداع میکومیزن!

تم نہیں جانتے لیکن میں جانتا ہوں کہ ہماری ملاقات آئندہ کہاں ہو گی۔ اے بادشاہ! میں اپنے مقام پر واپس جا رہا ہوں۔ حکم دیدیا جائے کہ کوئی میرے پاس نہ آئے اور نہ ہی کوئی مجھے اپنے سوالات سے پریشان کرے کیونکہ میں تھک گیا ہوں"

"حکم دیدیا گیا ہے" کاٹو والیو نے کہا۔

اور تب الاؤ کی آگ بڑے پر اسرار طریقے سے بجھ گئی اور زکالی اٹھا اور حیرت انگیز رفتار سے چلتا ہوا پیچھے والی چٹان کے پیچھے جا کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

"ٹھہرو" میں نے چیخ کر کہا "میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں"

لیکن زکالی نے سنا نہیں یا اگر سنا تو وہ نہ تو رکا اور نہ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

اس کے پیچھے جانے کے ارادے سے میں اٹھا لیکن کاٹو والیو کا اشارہ پا کر دو سپاہی اٹھ کر میری طرف لپکے اور انہوں نے میرا راستہ روک لیا۔

"سفید فام! تم نے بادشاہ کا حکم نہیں سنا" ان میں سے ایک نے کڑک کر پوچھا۔

اور اس کے انداز تخاطب نے مجھ پر ظاہر کر دیا کہ اب چونکہ بادشاہ نے اعلان جنگ کر دیا تھا اس لئے اس وقت سے وہ لوگ مجھے اپنا دشمن سمجھ رہے تھے۔ میں تخت تواب میں ہی جا رہا تھا کہ خود کاٹو والیو نے مجھے مخاطب کیا۔

"میکومیزن!" اس نے کہا "ہر انگریز کی طرح اب تم بھی میرے دشمن ہو۔ اور کل صبح طلوع آفتاب کے ساتھ تمہارا حفاظتی پروانہ منسوخ ہو جائے گا چنانچہ اس کے دو گھنٹے بعد اگر تم زولونڈی میں دیکھے گئے تو ہر زولو کو حق ہو گا کہ تمہیں قتل کر دے لیکن چونکہ تم اب بھی میرے مہمان ہو اس لئے میں مسلح سپاہیوں کا ایک بدرقہ تمہارے ساتھ کر دوں گا کہ تمہیں سرحد تک پہنچا دے۔ اسکے علاوہ تم

ملکہ کے افسروں اور سپہ سالاروں کے پاس میرا ایک پیغام لے جاؤ گے۔ پیغام یہ ہے۔ میں ان کے مطالبات کا جواب اساگائیوں کے بھلوں سے دوں گا اور ان سے کہنا کہ یہ جنگ میں نے نہیں بلکہ انگریزوں نے، جن کا میں دوست تھا، پسند کی ہے۔ اگر سامیسو نے مجھے بوئیروں سے لڑنے دیا ہوتا، جیسا کہ میں چاہتا تھا، تو یہ حالات کبھی پیدا نہ ہوتے۔ لیکن اس نے ٹرانسوال پر ملکہ کا کمبل ڈال دیا اور خود اس پر کھڑا ہو گیا اور اب وہ اعلان کر رہا ہے کہ وہ زمین بوئیروں کی ہے جو شروع سے زولوؤں کی ملکیت رہی ہے۔ چنانچہ میں اپنے وہ تمام وعدے واپس لیتا ہوں جو میں نے اس سے اس وقت کئے تھے جب وہ یہاں ملکہ کی طرف سے مجھے بادشاہ بنانے آیا تھا۔ رہی اپنی فوج کو بکھیر کر ختم کر دینے کی بات تو انگریزوں میں ہمت ہو تو وہ زولو فوج کو بکھیر کر ختم کر دیں۔ بس میں کہہ چکا۔"

"اور میں سن چکا" میں نے جواب دیا" اور وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا یہ پیغام لفظ بہ لفظ پہنچا دوں گا حالانکہ جانتا ہوں کہ یہ پیغام اس شخص نے دیا ہے جسے آسمان نے پاگل کر دیا ہے۔"

میرے اس جرأت مندانہ جواب پر چند مشیر مارے غصے کے اٹھ کر کھڑے ہوئے کہ اسی وقت میری زبان بند کر دیں لیکن کاٹی وایو نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روک دیا اور بڑے سکون سے کہا:۔

"شاید وہ آسمان کی شہزادی تھی، جو اس چٹان پر کھڑی ہوئی تھی، جس نے مجھے پاگل کر دیا ہے یا اس نے مجھے عقلمند بنا دیا ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے لوگوں کی مقدس روح ہے اور ایسا کر سکتی ہے۔ لیکن یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب مستقبل دے گا اور اس کے بعد ہماری

ملاقات ہوئی تو پھر ہم اس کے متعلق باتیں کریں گے۔ اچھا تو اب ہمبا کا شلے (یعنی امن اور سلامتی سے جاؤ)"

"میں نے بادشاہ کی بات سنی اور میں چلا جاؤں گا لیکن پہلے مجھے زکالی سے ملنا اور اس سے کچھ کہنا ہے۔"

"تو پھر اے سفید نام! تمہیں اس وقت تک انتظار کرنا ہوگا جب تک یہ جنگ شروع ہو کر ختم نہیں ہو جاتی یا اس وقت تک انتظار کرنا ہو گا جب تک کہ روحوں کی دنیا میں تم دونوں کی ملاقات نہیں ہو جاتی۔ گوزا! میکومزن کو اس کے جھونپڑے میں پہنچا دو اور اس کے چاروں طرف پہرہ لگا دو۔ پو پھٹنے سے کچھ پہلے سپاہیوں کا ایک دستہ اس کی جھونپڑی کے باہر منتظر ہو گا کہ اسے سرحد تک پہنچا دے۔ تم اس کے ساتھ جاؤ گے گوزا اور اگر اس کا بال بیکا ہوا تو اپنی جان سے ہاتھ دھو لو گے۔ راستے میں میکومزن کو کوئی تکلیف نہ ہو کیونکہ یہ میرا پیغامبر ہے"

اب کاٹووایو اٹھا اور سب نے اسے شاہی سلام کیا اور یہ سلام لے کر وہ گھاٹی کی ڈھلان اتر گیا۔ میں ایک لمحے تک وہیں رکا اس اساگائی کے پھل کو الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا جو چٹان پر کھڑی ہوئی روح یا عورت نے پھینکا تھا اور جسے میں نے اپنے پستول کی گولی سے دو ٹکڑے کر دیا تھا تاکہ اس تاریخی بھالے کا پھل، جس سے اس نے کہتے ہیں کہ اپنی ماں نانڈی کو قتل کیا تھا، اب بھی میرے پاس ہے کیونکہ میں نے اسے اپنے کوٹ کی جیب میں رکھ لیا تھا اور کسی نے میری اس حرکت پر مجھے ٹوکا نہ تھا۔

اساگائی کے پھل کے معائنہ کا تو بہانہ تھا۔ دراصل میں سوچ رہا تھا کہ زکالی کے پاس پہنچنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ میرا یہ مسئلہ یوں حل ہو گیا کہ مجھے آگے بڑھنے کا حکم کچھ ایسے لہجے میں دیا گیا کہ چوں چرا کرنے کی کوئی گنجائش

ہی نہ رہی۔"

"بہر حال میں گوزا کے ساتھ اپنی جھونپڑی کی طرف چلا۔ گوزا نے وادی استخوان میں جو عجائبات دیکھے تھے انہوں نے اس کی زبان گنگ کر دی تھی چنانچہ وہ خاموش تھا۔ جب میں نے اس سے پوچھا کہ چٹان پر کھڑی ہوئی شبیہ کے متعلق اس کا کیا خیال ہے تو اس نے جواب دیا۔ اور بڑی تشنا کی سے دیا۔ کہ وہ کوئی "فوق البشر" نہیں ہے کہ اسے معلوم ہو کہ روحیں کہاں سے آتی ہیں اور کاہے کی بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ وہ اسے روح یقین کر چکا تھا جو اس لئے ظاہر ہوئی تھی کہ زولو انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیں۔ رہیں بس یہی معلوم کرنا چاہتا تھا چنانچہ میں نے یہ بات یہیں ختم کر دی اور خود اپنی حالت پر غور کرنے لگا۔"

صورت حال یہ تھی کہ مجھے پو پھٹنے سے پہلے اولونڈی سے کوچ کر جانے کا حکم مل گیا تھا۔ اگر طلوع آفتاب کے بعد مجھے اولونڈی میں دیکھا گیا تو کسی بھی زولو کو حق ہو گا کہ مجھے قتل کر دے۔ لیکن میں زکالی سے ملے اور یہ معلوم کئے بغیر کہ اسکو میبے اور ہیڈا کا کیا بنا اولونڈی سے کیسے رخصت ہو سکتا تھا؟ چنانچہ ایکبار پھر میں نے خاموشی کو توڑتے ہوئے گوزا سے کہا کہ اگر وہ مجھے کسی طرح زکالی کے پاس پہنچا دے تو میں اپنا پستول اسے تحفۃً دے دوں گا۔ لیکن اس نے اپنا ترپوز جیسا سر نفی میں ہلا دیا کہا کہ ایسا کرنا موت کو دعوت دینا ہے اور بندوقیں مردوں کے کسی کام نہیں آتیں کیونکہ جیسا کہ مینی نے اسی رات ثابت کر دیا تھا، وہ روحوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔"

چنانچہ اس کے بعد یہ معاملہ ختم ہو گیا اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے اس سلسلے میں پریشان ہونے کی ضرورت ہی نہ تھی میرے ہر سوال کا جواب مجھے جلد

ہی مل جانے والا تھا۔

ہم جھونپڑی تک پہنچ گئے اور گوزا نے مجھے پہرے دار سپاہیوں کے حوالے کرتے ہوئے ان کے افسر سے کہا کہ میرے علاوہ کسی کو جھونپڑی میں داخل ہونے نہ دیا جائے اور خود مجھے جھونپڑی سے باہر نکلنے نہ دیا جائے جب تک وہ خود یعنی گوزا مجھے بلانے نہیں آجاتا۔

اس پر اس افسر نے پوچھا کہ میکومیزن کو نہ سہی لیکن کسی اور کو باہر آنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ افسر کے اس سوال پر مجھے حیرت ضرور ہوئی لیکن اس وقت میں دوسری باتوں کے متعلق سوچ رہا تھا چنانچہ اس طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ اس کے بعد گوزا رخصت ہوا اور جاتے جاتے مجھ سے کہا:

"میکومیزن! امید ہے کہ تم تو گہری اور پرسکون نیند سوؤ گے لیکن میری آج کی رات تو غارت ہی ہو گئی کیونکہ روحیں میرے اعصاب پر سوار ہیں اور میں انہیں چھونے کی جرأت نہیں کر سکتا جس طرح تم نے وہاں، وادی میں ایک روح کو بے دھڑک چوم لیا تھا۔"

"میں تو روحوں کو اپنے معدے میں اتار دوں گا" میں نے اس برانڈی کی بوتل کے متعلق کہا جو میری جیب میں تھی۔

"تمہاری کوئی بات مجھے حیرت زدہ نہیں کر سکتی۔ تم سب کچھ کر سکتے ہو میکومیزن روحوں کو اپنے معدے میں کیا جوتوں میں بھی اتار سکتے ہو" اس نے سر ہلا کر کہا اور چلا گیا۔

میں ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل رینگتا ہوا جھونپڑی میں داخل ہوا دروازے پر چوبی تختہ رکھ کر اسے بند کیا اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر دیا سلائی کی ڈبیہ ٹٹولنے لگا۔ شاکا کے تاریخی اساگائی کی نوک میری انگلی میں چبھ گئی۔

میں اپنی زخمی انگلی چوس رہا تھا کہ کسی کے سانس لینے کی آواز سن کر چونکا۔ یہ آواز جھونپڑی کے انتہائی سرے پر سے آ رہی تھی۔ میری جھونپڑی میں کوئی تھا۔ میں پہریداروں کو بلانے ہی والا تھا کہ کچھ سوچ کر خاموش ہو رہا اور دیا سلائی کی ڈبیہ تلاش کر کے موم بتی جلائی جو کمبلوں کے اس ڈھیر کے قریب تھی جو میرے بستر کی غرض پوری کر رہے تھے۔ موم بتی کی روشنی پھیلی تو میں نے حیرت و خوف سے دیکھا کہ سامنے کوئی عورت کھڑی تھی۔ مارے خوف کے میرے ہاتھ سے موم بتی گرتے گرتے بچ گئی۔

سچ تو یہ ہے کہ زکالی اور اس کے بھوت میرے دل و دماغ پر اس حد تک چھائے ہوئے تھے کہ میں نے سوچا کہ یہ وہی شبیہہ ہے جس سے ایک دو گھنٹے پہلے میں نے گفتگو کی تھی۔ میرا مطلب ہے وہ جو برسوں پہلے مری ہوئی مامینا سے مشابہ تھی یا وہ جس نے مردہ مامینا کا بہروپ بھرا تھا اور جسے اب زکالی نے کچھ اور باتیں طے کرنے اور مجھے اور بھی خطرناک صورت حال میں پھنسانے کے لئے یہاں بھیج دیا تھا۔ میں دبے پاؤں آگے بڑھا کہ دیکھوں کہ یہ کون ہے۔ لیکن مجھے مایوسی ہوئی کیونکہ وہ سر سے پیر تک چادر اوڑھے ہوئے تھی۔ اب کیا کیا جائے؟ بھاگ جاؤں؟ نہیں۔ اگر میں نے بھاگنے کی کوشش کی تو ایک یا ایک سے زیادہ بھالے میری پسلیوں میں تراز و ہوں گے؟ پہریداروں کو بلانا خود اپنے بودے پن کا ثبوت دینا تھا کیونکہ کیا پتہ وہ بیوقوف کیا خیال کریں۔ خود اسے، جو سو رہی تھی، جھنجھوڑ کر یا ٹھوکر مار کر اٹھانا زیادتی تھی اور پھر کیا پتہ۔ اگر یہ وہی تھی جس نے مامینا کا بہروپ بھرا تھا تو وہ کوئی ایسی بات کہہ دے جسے میں برداشت نہ کر سکوں۔

چنانچہ اب ایک ہی راستہ تھا۔ بیٹھ کر اس کے بیدار ہونے کا انتظار کروں۔ اور یہی میں نے کیا۔

اور میرا یہ انتظار طویل ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ شوق تجسس اور بیزاری نے مجھے بے چین کر دیا۔ اس کے علاوہ میں بہت زیادہ تھکا ہوا بھی تھا اور سونا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں اٹھ کر آگے بڑھا اور آہستہ سے اس کے منہ پر سے چادر ہٹا دی اور دوسرے ہی لمحے میں حیرت اور۔ سچ ہی کیوں نہ کہہ دوں ۔ مایوسی سے لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا کیونکہ چادر کے نیچے سے جو چہرہ ظاہر ہوا وہ خوبصورت اور غیر ارضی ماسینا کا نہ تھا بلکہ ارضی اور سراسر غیر شاعرانہ چہرہ تھا۔ جی ہاں کا نجی کا۔

"خدا بچائے مجھے اس عورت سے" میں نے دل میں کہا "یہ کمبخت یہاں کیا کر رہی ہے" میں کسی حسین صورت دیکھنے کا متوقع تھا لیکن سامنے تھا کانجی کا طباق سا چہرہ۔ چنانچہ غصہ بھی آیا اور مایوسی بھی ہوئی لیکن پھر وہ فوراً ہی یہ دونوں جذبے نائب تھے۔ میں کانجی، اسکیمبے اور ہیڑا کو زکالی کے پاس، کالے غار میں چھوڑ کر آیا تھا۔ چنانچہ کانجی ان دونوں کے متعلق مجھے بتا سکتی تھی۔ اور اس خیال کے آتے ہی میرا دل ڈوب گیا۔ یہ یہاں اکیلی کیوں آئی؟ اور بہت سے فوری جواب طلب سوالات میرے دل میں پیدا ہو گئے۔ چنانچہ میں نے آہستہ آہستہ کانجی کے پہلو میں ٹھوکریں مارنی شروع کی۔ وہ کمبخت مردوں سے شرط بد کر سوتی تھی کہ کبھی طرح اس کی نیند کھلتی ہی نہ تھی۔ بڑی دیر کے بعد وہ آنکھیں ملتی ہوئی اٹھی اور منہ پھاڑ کر ایک زبردست جمائی لی۔ اور پھر اپنے سامنے ایک مرد کو کھڑا دیکھا تو اس نے چیخنے کے لئے اپنا منہ اور بھی پھاڑ دیا۔ لیکن میں اس سے زیادہ تیز ثابت ہوا کیونکہ اس سے پہلے کہ اسکے

غار جیسے منھ سے فلک شگاف چیخ نکلتی میں نے چادر کا کونا اٹھا کر اسکے منھ میں ٹھونس دیا اور ڈچ زبان میں کہا:

"بیوقوف عورت! تم کو اشرمین کو پہچان نہیں سکتیں حالانکہ وہ تمہارے سامنے کھڑا ہوا ہے؟

" ہائے باس" وہ بولی " میں تو سمجھی کہ یہ کوئی شیطان زولو ہے جو میرے ساتھ شرارت کرنے آیا ہے۔"

اور اس کے بعد وہ پھوٹ پڑی اور میں کوشش کے باوجود اس کے آنسو اور ہچکیاں تین منٹوں تک نہ روک سکا۔

"اب یہ رونا دھونا بند کر بیوقوف مٹلّی" میں نے جھنجھلا کر کہا" تمہاری آقازادی اور اسکومبے کہاں ہیں؟"

کیا پتہ باس البتہ امید ہے کہ جنت میں ہوں گے" کا ٹجی نے ہچکیوں کے درمیان کہا۔"

" جنت میں! کیا مطلب؟ میں نے سہم کر پوچھا۔"

" میرا مطلب ہے باس کہ امید ہے کہ جنت میں ہی ہوں گے کیونکہ جب میں نے انہیں آخری دفعہ دیکھا تھا تو وہ مرچکے تھے۔ ہاں دونوں ہی مرچکے تھے، اور کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد آدمی جنت میں جاتا ہے یا جہنم میں اور کہتے ہیں کہ جنت اچھی جگہ ہے چنانچہ امید ہے......"

مرچکے تھے! تم نے انہیں کہاں دیکھا تھا مرا ہوا؟"

" کالے غار میں۔ تمہارے وہاں سے چلے جانے کے چند دنوں بعد ہی۔ اس بڈھے بندر زکالی نے نومبے کے ذریعہ ہمیں کہلایا کہ ہمیں بھی جانے کی اجازت ہے۔ چنانچہ باس اسکومبے چھکڑے میں گھوڑے جوتنے لگے، مس ہیڈا انکی

جلد گر رہی تھیں اور میں سامان باندھ رہی تھی۔ میں سامان قریب باندھ چکی تھی کہ نومبے اس بلی کی طرح مسکراتی ہوئی آئی جس نے ایک ہی جھپٹے میں دو چوہے پکڑ لئے ہوں۔ اس نے مجھے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ میں اس کے پیچھے باہر آئی تو دیکھا کہ چاروں گھوڑے جوت لئے گئے لیکن وہ چاروں ہی جیسے سو رہے تھے یا مراقبے میں تھے کیونکہ ان کے سر جھکے ہوئے تھے۔ میری طرف بہت دیر تک دیکھتے رہنے کے بعد نومبے مجھے چٹان کے سلسلے میں لے آئی۔ یعنی اس چٹان کے نیچے جو چھجے کی طرح آگے کی طرف نکلی ہوئی تھی۔ اور یہاں میں نے باس اسکوبے اور ہیڈ اکو ایکدوسرے کے پہلو میں لیٹے دیکھا۔ وہ ایکدم مرے ہوئے تھے۔"

"پھر تم نے کیسے معلوم کر لیا کہ وہ مر چکے تھے؟" میں نے پریشان ہو کر پوچھا "ان کی موت کیسے واقع ہوئی؟"

"میں نے جان لیا کہ وہ مر گئے ہیں کیونکہ وہ مر گئے تھے باس۔ ان کے منھ اور آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ وہ زمین پر چت لیٹے ہوئے تھے اور ان کے بازو پھیلے ہوئے تھے۔ اس ساحرہ نومبے نے کہا کہ چند کافروں نے آ کر ان کے گلے گھونٹ دئے اور پھر چلے گئے۔ کم سے کم میری سمجھ میں تو یہی آیا کیونکہ میں زولو زبان ٹھیک سے سمجھ نہیں سکتی۔ وہ کافر کون تھے اور کیوں آئے تھے یہ نومبے نے نہیں بتایا۔"

"تو پھر تم نے کیا کیا" میں نے پوچھا۔

"میں تو باس بھاگی جھونپڑی میں کیونکہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں وہ لوگ میرا بھی گلا نہ گھونٹ دیں۔ اور وہاں بیٹھ کر میں روتی رہی۔ روتی رہی یہانتک کہ مجھے بھوک لگی۔ جب میں جھونپڑی سے باہر آئی تو وہ دونوں وہاں نہ تھے۔

نومبے نے مجھے ایک درخت کے سائے میں ایک جگہ دکھائی جہاں کی مٹی الٹ پلٹ تھی۔ اس نے کہا کہ باس اسکو بے اور ہیڈا یہاں دفن ہیں۔ اور یہ کہ زکالی کے حکم سے انہیں وہاں دفن کیا گیا ہے۔ اب یہ میں نہیں جانتی کہ چھکڑا اور گھوڑے کہاں لے گئے اور ان کا کیا ہوا۔

"اور بعد میں خود تمہارا کیا ہوا؟"

"باس! مجھے تو کئی دنوں تک، یاد نہیں کتنے دنوں تک، وہاں رکھا گیا اور مجھے جھونپڑیوں کے گرد جو باڑ ہے وہاں تک جانے کی اجازت تھی۔ اس عرصہ میں نومبے صرف ایکدفعہ میرے پاس آئی اور یہ دے گئی" اور اس نے ایک پیکٹ برآمد کیا جو چمڑے میں سلا ہوا تھا، اس نے کہا کہ یہ پیکٹ میں تمہیں دے دوں اور تم سے یہ بھی کہہ دوں کہ وہ، جو تمہیں عزیز ہیں، اس کے پاس بالکل محفوظ ہیں جو زمین پر سب سے بڑا ہے اور یہ کہ تمہیں کوئی غم نہ کرنا چاہیئے کہ ان کے صاحب کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس دو راتوں بعد زولو آئے۔ دو مرد اور دو عورتیں۔ اور مجھے اپنے ساتھ لے کر چلے جیسے مجھے قتل کرنے کے لئے۔ لیکن انہوں نے مجھے قتل نہ کیا بلکہ میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا حالانکہ جب کبھی میں نے ان سے کوئی بات کی یا کچھ پوچھا انہوں نے ایسا ہی ظاہر کیا کہ یا تو وہ بہرے ہیں یا میری بات سمجھتے نہیں۔ وہ مجھے ایک لمبے سفر پر لے گئے اور اس پورے سفر میں ہم رات کو چلتے اور دن کو آرام کرتے رہے۔ اس شام جب سورج غروب ہوا تو وہ مجھے ایک کافر گاؤں میں لے آئے اور مجھے ایک جھونپڑی میں چھوڑ دیا اور کسی سے اور مجھ سے کچھ نہ کہا میں بہت زیادہ تھک گئی تھی اس لئے سو گئی۔ تو باس یہ ہے پوری داستان۔"

"جو کافی سے زیادہ ہے" میں نے دل میں کہا۔

اس کے بعد میں نے کانجی سے سوالات پوچھے لیکن وہ ایک ہی احمق تھی، حالانکہ بے حد وفادار اور قابل تعریف ملازمہ تھی، اور اس کو جو لرزہ خیز تجربات ہوئے تھے انھوں نے بھی اس کی حماقت دور نہ کی تھی۔ جب میں نے اسے ذرا ڈانٹ ڈپٹ کی تو وہ گڑبڑا گئی اور رونے لگی اور آپ جانتے ہیں عورت کا آخری قلعہ ہوتا ہے جس میں وہ پناہ لے کر محفوظ ہو جاتی ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ میں "مس ہیڈا" کے متعلق بار بار پوچھ کر اس کا غم تازہ نہ کروں۔ چنانچہ میں خاموش ہو رہا اور دو ہی منٹ بعد وہ خراٹے لے رہی تھی۔ حقیقت میں وہ بے حد تھکی ہوئی تھی۔۔۔ بیچاری"

چنانچہ اب میں نے معاملے پر غور کرنا شروع کیا لیکن جب کوئی خراٹے لے رہا ہو تو پھر آدمی یکسوئی سے سوچ ہی نہیں سکتا۔ لیکن اب سوچنے کے لئے رہ ہی کیا گیا تھا؟ کانجی کی کہانی بہر حال اس نے سنادی تھی اور اس پر یقین کرنے یا نہ کرنے کا اختیار مجھے تھا۔ اور صاف ظاہر تھا کہ اس مخلص اور ایماندار خادمہ نے جو کچھ کہا تھا اس کی صداقت پر خود اسے تو یقین تھا ہی۔ پھر یہ بات بھی تھی کہ اس معاملے میں اسے کسی طرح دھوکا دیا جا سکتا تھا؟ اس نے قسم کھا کر کہا تھا کہ اس نے اسکو مبے اور ہیڈا کی لاشیں اور بعد میں ان کی قبریں اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں۔

اس کے علاوہ نو مبے کا پیغام بھی ان کی موت کی تصدیق کر رہا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ وہ دونوں زمین میں "سب سے بڑے" کی حفاظت میں تھے اور "سب سے بڑا" یا "سب سے عظیم" کی اصطلاع زولو لوگ خدا کے لئے استعمال کرتے تھے اور پھر نو مبے کے پیغام میں یہ بھی تھا کہ ان کے سارے مصائب

کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ البتہ ان کی موت کا سبب یا یہ کہ وہ کس طرح مرے تھے، معلوم نہ ہو سکا تھا۔ زکالی نے اپنے کسی شیطانی مقصد کی خاطر شاید انہیں مار دیا تھا یا پھر زولوؤں نے انہیں قتل کر دیا تھا کیونکہ بادشاہ کا حکم تھا کہ زولولینڈ میں ایک بھی سفید فام رہنے نہ پائے۔ یا پھر، ساکو کونی کے باسوتوؤں نے، جن سے زولوؤں کا کسی قسم کا معاہدہ تھا، ان کا خاتمہ کر دیا ہو کیونکہ گلا گھونٹ کر مارنا زولوؤں کی نہیں باسوتوؤں کی عادت تھی۔"

اس پریشانی اور گھبراہٹ میں مجھے وہ پیکٹ یاد آیا جو نومبے نے مجھے بھیجا تھا۔ اسے کھولا تو اس میں ان دونوں کی موت کا دوسرا ثبوت موجود تھا۔ اس میں پڑا کے وہ زیورات تھے جو میں نے مارنہام کی موت کے بعد تجوری میں سے نکالے تھے اور ان کے ساتھ ہی اسکے میدے کی سونے کی جیبی گھڑی تھی جس پر اس کی خاندانی علامت کندہ تھی۔ جب گھڑی اس کے پاس تھی وہ چاندی کی تھی اور یقیناً اس کے ساتھ دفن کر دی گئی تھی کیونکہ کافر مردے کے جسم پر کی کسی چیز کو چھوتے نہ تھے۔ بہرحال اب معاملہ صاف تھا اور یہ بھی ثابت ہو گیا تھا کہ انہیں لوٹنے کے لئے قتل نہ کیا گیا تھا کیونکہ ان کی بے حد قیمتی چیزیں، جو ان کے جسم پر نہ تھیں، مجھے بھیج دی گئی تھیں کہ میں ان کا دوست تھا۔"

تو یہ تھا میری ان تمام کوششوں کا نتیجہ جو میں نے ان دو بد نصیبوں کو بچانے کے لئے کی تھیں اور جھونپڑی کے اندھیرے میں موم بتی بجھ گئی تھی۔ میں انہیں یاد کر کے رو پڑا اور میں نے گھٹنوں کے بل گر کر ان کی مغفرت کی دعا کی اور خدا سے معافی طلب کی کہ میں ہی انہیں زولولینڈ میں لایا تھا

اور اسی وجہ سے وہ مارے گئے۔"

البتہ ایک خیال میری ڈھارس بندھا رہا تھا۔ وہ دونوں مر چکے تھے چنانچہ اب میں بغیر کسی پریشانی اور فکر کے زولولینڈ سے رخصت ہو سکتا تھا۔ بے شک مجھے یا تو زولولینڈ سے رخصت ہونا تھا یا پھر موت کو لبیک کہنا تھا۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہ تھا تاہم ان دونوں کی طرف سے میں نہ صرف متفکر رہتا بلکہ میرا ضمیر بھی مجھے ملامت کرتا رہتا۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر مجھے کسی طرح سے یقین ہو جاتا کہ وہ دونوں بہر حال زندہ ہیں تو میں زولولینڈ میں ٹھہرنے کا ایک نہ ایک راستہ تلاش کر لیتا حالانکہ اسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ میں ان کی مدد کرنے کے بجائے خود ہی قبر کی آغوش میں چلا جاتا۔ بہر حال اب وہ بات ہی ختم ہو چکی تھی چنانچہ اس کے متعلق سوچنے سے کیا فائدہ؟ خدا کرے کہ ان کے سارے ہی مصائب کا خاتمہ ہو گیا ہو۔ یہ میں نے دعا کی۔"

اور یوں ہی سوچتے سوچتے میں اونگھ گیا کیونکہ میں اسقدر تھکا ہوا تھا کہ حالانکہ دوسرے دن دوسرے سفر کے بجائے جلاوطنی کا انتظار کر رہا تھا شاید میں سو گیا۔ لیکن یہ گہری اور پرسکون نیند نہ تھی کیونکہ اول تو اس لئے کہ اسی جھونپڑی کے ایک کونے میں کا بچی کہ جدار خراٹے لے رہی تھی اور دوم اس لئے کہ میں جنگ پسند زولوؤں کے خواب دیکھتا رہا۔

جب میں بیدار ہوا تو صبح صادق اس سوراخ میں مسکرا رہی تھی جو جھونپڑی کی چھت میں دھواں نکلنے کے لئے بنا ہوا تھا۔ اس روشنی میں سب سے پہلے جس چیز پر میری نظر پڑی وہ گٹھری بن کر سوئی ہوئی کا بچی تھی۔ چند ثانیوں بعد ہی کسی نے اس تختے پر دستک دی جو میں نے

جھونپڑی کے دروازے پر گذشتہ رات رکھ دیا تھا اسے بند کرنے کے لئے۔ یہ سوچے بغیر کہ باہر زولوؤں کے بھالے میرا خون پینے کے لئے تیار ہوں گے میں رینگ کر دروازے سے باہر نکل آیا۔ وہاں دس مسلح زولو تیار کھڑے تھے اور ان کے ساتھ گوزا بھی تھا۔

"میکو میزن!" گوزا نے کہا "تیار ہو؟"

"بالکل" میں نے جواب دیا "البتہ اتنی مہلت دو کہ اپنے گھوڑے پر زین کس لوں۔" میں یہ بتانا بھول گیا کہ وہ لوگ میری گھوڑی بھی لے آئے تھے اپنے ساتھ۔"

اور یہ کام بہت جلد ہو گیا کیونکہ میں اپنا سامان باہر لے آیا تھا اور زیورات کی تھیلی میری جیب میں تھی۔ اور اب سپاہیوں کے افسر نے، جو دبلا پتلا تھا اور جس کے چہرے پر نحوست برستی تھی، گوزا سے کہا:

"حکم ہے یہ کہ سفید فام کی بیوی بھی اسی کے ساتھ جائے گی۔ چنانچہ کہاں ہے وہ؟"

"وہیں ہوگی جہاں شوہر کی بیوی کو ہونا چاہیئے۔ میرا مطلب ہے جھونپڑی میں" گوزا نے ایک جمائی لے کر کہا۔"

گوزا کے ان الفاظ نے مجھے اسقدر غصے میں کر دیا کہ پہلے کبھی مجھے ایسا غصہ نہ آیا تھا۔

"ہاں" میں نے دانت پیس کر کہا "اگر تمہاری مراد اس موٹی عورت سے ہے جو کسی نے میرے سر مار دی ہے تو بے شک وہ جھونپڑی میں ہی ہے۔ اگر اسے ہمارے ساتھ جانا ہے تو اندر جا کر جگاؤ اسے۔"

منحوس صورت والا افسر، جس کا نام "انڈوڈو" تھا شاید اس لئے کہ اس کے باپ کا تعلق "ڈوڈو" رجمنٹ سے رہا تھا، منہ ہی منہ کچھ بڑبڑاتا ہوا جھونپڑی میں رینگ گیا اور دوسرے ہی لمحے جھونپڑی میں سے عجیب و غریب

آوازیں آنے لگیں ۔ اٹھا پٹخ کی، دھکا پیل کی اور ساتھ ہی خوف کی دبی دبی چیخ سنائی دی ۔ ایک منٹ بعد ہی موٹی، وحشت زدہ اور پریشان حال کاٹجی نہایت ہی تیزی کے ساتھ جھونپڑی کے دروازے سے باہر آئی اور اسکے پیچھے سانپ کی طرح رینگ کر انڈوڈو باہر آیا۔

مجھے سلح زولوؤں کے ساتھ کھڑا دیکھ کر کاٹجی میری طرف آئی اور آتے ہی میرے سینے سے لگ گئی لگ کیا گئی میری گردن میں اپنے موٹے بازو حمائل کر کے باقاعدہ مجھ سے لپٹ گئی ۔ وہ سمجھ رہی تھی اسے قتل کرنے کا وقت آگیا ہے ۔ یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا لیکن میرے گلے لگتے ہی وہ بیہوش ہونے لگی۔ گوشت دپوست کا یہ پہاڑ ۔ جس کا وزن ۱۱ اسٹون سے کم نہ تھا ۔ میری گردن سے لٹک گیا تو میں اس بوجھ کو سہار نہ سکا اور اس کے ساتھ ساتھ میں بھی جھکنے لگا یہاں تک کہ میں نے صحیح معنوں میں گھٹنے ٹیک دیئے ۔

" آ ۔ ہو" ایک زولو نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا" وہ اپنے شوہر سے بہت زیادہ ڈرتی ہے جیسے وہ بہت زیادہ چاہتی بھی ہے"

میں نے بڑی مشکلوں سے اپنے آپ کو اس سے الگ کیا اور قریب پڑا ہوا ایک برتن اٹھا کر، جس میں میرے خیال میں پانی تھا" اٹھا کر اس پر اونڈھا دیا لیکن معلوم ہوا کہ اس میں پانی نہیں بلکہ جما ہوا دودھ تھا ۔ بہرحال اس کا اثر بھی خاطر خواہ ہوا کیونکہ وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی ۔

اسکے بالوں اور چہرے پہ دہی تھا اور صبح صادق کی روشنی میں وہ بھیانک بھتنی معلوم ہو رہی تھی اس کے حواس بجا نہ تھے چنانچہ میں اسے صورت حال سمجھا رہا تھا اور گوزا اور انڈوڈو جھونپڑی کی چھت سے پھونس گھسیٹ کر اس سے کاٹجی کے بال اور چہرہ پونچھ رہے تھے ۔ جب کاٹجی کا سامان

بھی باہر آگیا تو ہم نے اسے گھوڑی پہ بٹھادیا اور چل پڑے۔ جتنے بھی زولو اس وقت وہاں آگئے مجھے ان کے پیٹ کا جی ایک لطیفہ بن چکی تھی۔"

گراں کے پھاٹک پہ پہنچے تو ہمیں وہاں ٹھہرنے کو کہا گیا اور میں پریشان ہو گیا۔ کیونکہ ایسے معاملے میں، جیسا کہ میرا تھا، ٹھہرائے جانے کا مطلب تھا "موت کا حکم"۔ میں جانتا تھا کہ کاٹیوالیو اپنا ارادہ بدل سکتا یا اپنے مشیروں کے مجبور کرنے پر یہ حکم دے سکتا تھا کہ "اس سفید فام کو فوراً ٹھکانے لگا دو کہ یہ ہماری بہت سی باتوں سے واقف ہو چکا ہے"۔ سچ تو یہ ہے کہ ٹیگیولاٹک کے اس پورے طویل سفر میں یہ خوف میرا ساتھی بنا رہا اور میں ہر اس شخص کی طرف خوف اور مشکوک نظروں سے دیکھتا رہا جو یا تو ہمیں راستے میں مل جاتا یا پیچھے سے آکر ہمیں آلیتا۔ ہر شخص مجھے موت کا پیغامبر ہی معلوم ہوتا تھا۔"

اور میرا یہ خیال بے بنیاد بھی نہ تھا کیونکہ، جیسا کہ بعد میں مجھے معلوم ہوا، وزیر امنایانا اور دوسرے مشیروں نے کاٹیوالیو پر زور دیا تھا کہ مجھے قتل کر دیا جائے اور گراں کے پھاٹک پہ ہمیں اسی لئے ٹھہرایا گیا تھا کہ بادشاہ کے آخری فیصلہ کا انتظار تھا۔ بہرحال اس معاملے میں، بہت سے دوسرے معاملات کی طرح، کاٹیوالیو نے بڑی جرأت اور خلوص اور ایمانداری کا ثبوت دیا اور اس بات پہ اڑا رہا کہ "میکومیزن کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے"۔ چنانچہ جو حکم گراں کے پھاٹک پہ پہنچا وہ یوں تھا "جس نے بھی میکومیزن کو جو ہمارا دوست مہمان ہے، ذرا بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو وہ بدنصیب اپنے پورے خاندان سمیت زمین کے نیچے پہنچ جائے گا"۔

جب ہم پھاٹک پہ بادشاہ کے حکم کے منتظر کھڑے تھے تو چند عورتیں ہمارے گرد جمع ہو گئیں اور آپس میں باتیں کرنے لگیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری سے

کہا۔"

اس سفید فام کو دیکھا؟ یہی پاسبانِ شب ہے جو بیل کے سینگ پر بیٹھی ہوئی مکھی کو بہت دور سے گولی چلا کر مار دیتا ہے۔ یہی وہ میکیمیزن ہے جو مامینا ہے اور مامینا جس سے پیار کرتی تھی۔ وہی مامینا جس کے حسن کی داستانیں ہمارے یہاں اب بھی مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ مامینا نے خودکشی کرلی۔ اسی میکیمیزن کی خاطر۔ کیونکہ اس نے کہا کہ وہ زیادہ عمر پاکر بڑھاپے اور بدصورتی کی سرحد پر پہنچنا نہیں چاہتی کہ جب وہ ایسی بن جائے تو میکیمیزن اس کی طرف سے منھ پھیر لے۔ گزشتہ رات ہی میری ماں نے یہ داستان مجھے سنائی تھی۔"

"تو پھر تیری ماں اوّل نمبر کی جھوٹی ہے" میں نے دل میں کہا۔"

"اچھا!" اس کی سہیلی نے کہا "تب تو یہ مامینا مردوں کے معاملے میں بڑی بدذوق تھی۔ کیونکہ یہ سفید فام تو بڑا ہی گھناؤنا اور بدصورت ہے۔ بال بھورے ہیں جیسے راکھ ڈال دی گئی ہو اس کے سر میں چہرے کی سفید گھناؤنی کھال پر جھریاں ہیں اور رنگ ایکدم پھیکا ہے۔ بہرحال میں نے سنا ہے کہ چڑیلیں ایسے ہی آدمی کو اور ہر چیز کو پسند کرتی ہیں جو سراسر غیر قدرتی ہوتی ہے۔"

"ہاں" نمبر ایک نے کہا "لیکن اب چونکہ یہ بوڑھا ہو گیا ہے اسلئے مختلف قسم کی بیوی اس نے پسند کی ہے۔ وہ کیا کھڑی ہے اسکے ساتھ؟ بے حد بدصورت ہے حالانکہ اس نے سفید بننے کے لئے اپنا سر دودھ کے برتن میں ڈبا دیا ہے۔"

وہ الّو کی پٹھیاں ایسی ہی بے سر و پا باتیں کرتی رہیں اور میں سنتا

رہا یہاں تک کہ ایک ہرکارے نے آکر انڈوڈو کے کان میں کچھ کہا موخرالذکر نے سلام کیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ یہ شاہی پیغام تھا اور پھر ہمیں آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اور میں نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا کیونکہ اب اگر ہم چند منٹ بھی وہاں ٹھہرے رہتے تو میں نے غصے سے بے قابو ہو کر باتونی اور بیوقوف عورتوں پر حملہ کر دیا ہوتا۔

اپنے اس سفر کے متعلق مجھے کچھ زیادہ نہیں کہنا ہے کیونکہ اس میں کوئی قابلِ ذکر واقعہ ہوا ہی نہیں۔ راستے میں ہماری ملاقات چند لوگوں سے ہی ہوئی کیونکہ سارے ہی مردوں کو فوج میں بھرتی ہونے کے لئے طلب کر لیا گیا تھا اور عورتیں اور بچے کرال چھوڑ کر اور اپنے مویشی ساتھ لے کر محفوظ مقامات میں چلے گئے تھے۔ البتہ ایک دفعہ ہماری مڈبھیڑ ایک امپی سے ہو گئی جس میں پانچ ہزار سپاہی تھے یہ امپی نوڈونیگو اور نوکینیکے رجمنٹوں پر مشتمل تھا۔ اس فوج کے چند افسر چند سپاہیوں کو ساتھ لے کر یہ معلوم کرنے آئے کہ ہم کون تھے اور کہاں جا رہے تھے۔ انہوں نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا اور ان میں سے ایک سے، جسے میں جانتا تھا، میری مختصر سی بات چیت ہوئی۔ اس نے کہا کہ زولو لینڈ میں، میں آخری سفید فام ہوں اور یہ کہ میں خوش قسمت ہوں کہ اب تک زندہ ہوں کیونکہ جلد ہی یہ لوگ۔ اور اس نے گزرتی ہوئی فوج کی طرف اشارہ کیا۔ جلد ہی سفید فاموں کی "آخری ہڈی تک کھا جائیں گے۔" میں نے جواب دیا کہ یہ تو وقت بتا دے گا کہ کون کس کو "کھا جاتا ہے" کیونکہ انگریز بھی زبردست "کھاؤ" ہیں۔ اس پر اس نے قہقہہ لگا کر کہا کہ سچ ہے کہ سفید فام نے پہلا "لقمہ" لے لیا ہے جو بہت چھوٹا اور معمولی ہے۔ اس کی اس بات سے میں نے سمجھ لیا کہ سفید فاموں اور سیاہ فاموں میں جھڑپیں شروع ہو چکی ہیں۔

"الوداع میکومیزن" وہ جانے لگا تو اس نے مجھ سے کہا "امید ہے کہ میدان جنگ میں ہماری ملاقات ہوگی اور تب میں دیکھوں گا کہ بھاگنے میں بھی تم اتنے ہی تیز ہو یا نہیں کہ جتنے گولی چلانے میں۔"

اس بڑبولے کی اس بات پر مجھے غصہ آگیا اور میں نے کہا "

"تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ میدان جنگ میں ہماری ملاقات نہ ہو۔ اور اگر ہوئی تو میں دعویٰ کرتا ہوں کہ بھاگنے سے پہلے میں تمہیں وہاں پہنچا دوں گا جہاں تم پہلے کبھی نہیں پہنچے، یعنی روحوں کی دنیا میں۔"

یہ گفتگو یہاں میں نے اس لئے نقل کی ہے کہ اتفاقاً ایسا ہی ہوا۔ کہ اسانڈھلوانا میں، میں نے اس افسر کو جس کا نام سمپیہ فوتھا، روحوں کی دنیا میں پہنچا دیا۔"

اس پورے سفر میں، جو میں نے سخت دھوپ اور بارشوں میں پیدل طے کیا کیونکہ اپنی گھوڑی مجھے کانجی کو دینی پڑی تھی کہ وہ اپنے مٹاپے کی وجہ سے چل نہ سکتی تھی، مجھے اپنے دوستوں کے مارے جانے یا قتل کئے جانے کا خیال پریشان کرتا رہا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں کو زولولینڈ میں لانے پر میں دل ہی دل میں اپنے آپ کو کوستا رہا۔ یہ خیال ہی پاگل کر دینے والا تھا کہ اسکمبے اور ہیڈا، جو ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار تھے، المناک ماضی سے بچ کر بھاگے کہ مستقبل درخشاں ہوگا لیکن ہوا یہ کہ وہ سارے ارمان دل میں لے کر اس دنیا سے گئے۔ میں بار بار اس احمق کانجی سے ان دونوں کے انجام کے متعلق پوچھتا رہا، گھما پھرا کر پوچھتا رہا، پوچھتا رہا کہ ان کی موت سے پہلے اور ان کے مرنے کے بعد کیا ہوا لیکن سب بیکار بلکہ ہوا یہ کہ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا وہ ان واقعات کو جو اسے

یاد تھے، بھولتی گئی۔ البتہ دو باتیں وہ بڑے یقین سے کہہ رہی تھی۔ ایک یہ کہ اس نے اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں دیکھی تھیں اور دوسری یہ کہ بعد میں اپنی آنکھوں سے ان دونوں کی قبریں بھی دیکھی تھیں۔ اور یہ وہ خدا کی قسم کھا کر کہتی تھی اور جب بھی کہتی تھی انہیں یاد کر کے رو پڑتی تھی۔"

اور حالات کے پیش نظر اغلب بھی یہی تھا۔ زکالی نے انہیں مار ڈالا تھا یا مروا دیا تھا یا زکالی کے موجود ہونے کے باوجود کالو والیو کے حکم کے اعلان کے بعد اگر باسوتوؤں نے نہیں تو زولوؤں نے کسی نہ کسی طرح "دو سفید فاموں کے وجود سے زولولینڈ کو پاک کر دیا تھا" لیکن پھر مجھے ایک خیال آیا۔ وہ عورت کون تھی جو وادیٔ استخواں میں چٹان پر کھڑی ہوئی تھی اور جسے زولو انکوسازانا ئے زولو سمجھے تھے؟ بے شک وہ کوئی روح نہ تھی، اُسے آسمانوں کی شہزادی یقین کرنا حماقت تھی کیونکہ ایسی کسی دیوی کا وجود نہ تھا چنانچہ وہ یا تو کوئی سفید فام عورت تھی یا کوئی ایسی عورت تھی جسے سفید رنگ دیا گیا تھا۔ چونکہ فاصلہ زیادہ تھا اور پھر چاند کی روشنی بھی ناکافی تھی اسلیئے یقین سے کہا نہ جا سکتا تھا کہ وہ کون تھی۔ اب اگر وہ کوئی سفید فام عورت تھی تو اس کے قد و قامت اور بالوں کے رنگ کی وجہ سے ہیڈا ہی معلوم ہوتی تھی یا وہی تھی۔ لیکن پھر یہ بات سمجھ میں آنے والی نہ تھی کہ ہیڈا جس کی لاش کا بچی اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھی، ایسا کردار کرتی اور اس وقت بھی خاموش رہتی جب میں نے اپنا پستول اس کی طرف اٹھا دیا تھا۔ چنانچہ وہ نومبے تھی اور یہ بات سمجھ میں آسکتی تھی۔"

اگر ایسا تھا تو پھر نومبے بہروپ بھرنے میں نہ صرف بڑی ماہر بلکہ ناقابل یقین حد تک تیز تھی کیونکہ کچھ ہی دیر پہلے وہ ماسیبا بن گئی تھی۔ اور اگر

ایسا نہ تھا تو پھر میرا دماغ خراب ہو گیا تھا اور میں خیالی پیکر دیکھ رہا تھا کیونکہ میں نے بے شک و شبہ اسے دیکھا تھا جو مامینا تھی یا ہو بہو مامینا جیسی تھی۔ چنانچہ وہ پورا معاملہ ہی ایک دھوکا تھا۔ نظر کا دھوکا۔ اور اگر ایسا ہی تھا تو پھر مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ زکالی حیرت انگیز اور زبردست قوتوں کا مالک تھا۔ لیکن اگر وہ نظر کا دھوکا تھا تو پھر اس تاریخی اساگائی کا کیا جو انگوساز امائے زولو نے پھینکا تھا اور جس کا پھل اسوقت میری جنرجی میں تھا؟ وہ تو بہر حال نظر کا دھوکا نہ تھا؟ اساگائی بہر حال حقیقی تھا حالانکہ یہ ثابت نہ کیا جا سکتا تھا کہ وہ حقیقت میں وہی تھا جسے شاکا اپنے ہاتھ میں لئے رہتا تھا۔

دوسرا خیال جو مجھے پریشان کر رہا تھا وہ یہ تھا کہ میں ہر ممکن کوشش کے باوجود زکالی سے ملاقات نہ کر سکا تھا۔ میرا خیال تھا کہ اس سے ملے بغیر اور اس کی زبانی کچھ سنے بغیر۔ یعنی جو کچھ بھی وہ کہنا چاہتا ہو۔ زولولینڈ سے رخصت ہو کر میں ایک جرم کر رہا تھا۔ غالباً میں یہ بتانا بھول گیا کہ کرال کے پھاٹک پر جب ہم بادشاہ کے آخری حکم کا انتظار کر رہے تھے اور وہ بیوقوف عورتیں مامینا، میرے اور کانجی کے متعلق بک بک کر رہی تھیں تو اس وقت بھی میں نے گوزا کے ذریعہ زکالی سے ملاقات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کامیابی نہ ہوئی تھی۔ گوزا نے وہی جواب دیا جو پہلے دے چکا تھا کہ اگر میں مرنا چاہتا ہوں تو بے شک وادیٔ استخواں کی طرف دس قدم ہی بڑھ جاؤں حالانکہ، اس نے مزید کہا، راستے کھولنے والا اب وہاں نہیں ہے بلکہ کالے غار کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ گوزا نے یہ سچ کہا تھا یا جھوٹ بہر حال یہ حقیقت ہے کہ اس بوڑھے ساحر سے نہ تو میں

مل سکا اور نہ ہی اسے پیغام پہنچا سکا۔ کہنے کا مطلب یہ کہ میں وہ سب کچھ کر چکا تھا جو میرے اختیار میں تھا اس کے باوجود احساس جرم مجھے پریشان کر رہا تھا۔

خیر تو آمدم بر سر مطلب۔ آخر کار ہم دریائے ٹیگیولا کے کنارے اور اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے اسے عبور کیا تھا۔ یہاں میں نے اپنے بدرقے کو الوداع کہا۔ دوسرے کنارے سے ناٹال کی سرحد شروع ہو جاتی تھی۔ گیرا سے رخصت ہونے کا منظر بڑا ہی اثر انگیز تھا۔ وہ مجھ سے اس شخص کی طرح رخصت ہوا جو بستر مرگ پر پڑا ہوا ہو۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا یہ "خدا حافظ" کہنا ایسا ہی تھا۔ میں نے گوزا اور سپاہیوں سے کہا کہ میری دعا ہے کہ ان کی موت آسان ہو اور کہا کہ یہ موت چاہے گولیوں سے ہو یا بھالوں کے پھلوں سے خدا کرے کہ ان کے زخم گہرے اور" فوری طور پر جان لیوا ہوں کہ وہ زیادہ دنوں تک موت اور زندگی کے درمیان جھولتے اور زخموں کی تکلیف سے چیختے نہ رہیں۔" ان لوگوں نے میرے "اس ہمدردانہ" جذبات کا شکریہ ادا کیا البتہ انڈوڈو نے کہا کہ اگر ہماری ملاقات میدان جنگ میں ہو گئی تو وہ "مجھے بڑی مہارت اور صفائی سے کاٹے گا کہ میرا انجام بھی فوری ہو اور میں بستر پر بہت دنوں تک پڑا نہ رہوں کہ میری بیوی کا کُچی کو میری خدمت کرنی پڑے۔" اس کے بعد ہم نے ہاتھ ملائے اور ہم دریا میں اس طرح اترے کہ کا کُچی گھوڑی پر سوار خوف و ہراس سے روئے جا رہی تھی اور میں نے گھوڑی کی دم پکڑ رکھی تھی۔ جب میرے اندازے کے مطابق ہم اتنی دور آ گئے کہ بھالوں کی زد سے باہر تھے تو میں زولوؤں کی طرف گھوم گیا۔ اور بغل بغل تک پانی میں کھڑے ہو کر اور چیخ کر کہا:

" اپنے بادشاہ سے کہنا کہ وہ دنیا کا احمق ترین انسان ہے کہ انگریزوں سے

جنگ کرنا چاہتا ہے کیونکہ اس کا انجام یہ ہو گا کہ نہ صرف خود کاٹو والیو بلکہ اس کے ساتھ پورا زولو قبیلہ تباہ و برباد ہو جائے گا جیسا کہ خود تمہارے یہاں کہاوت ہے کہ" تیرنے والا بہاؤ کے ساتھ بہہ جاتا ہے۔"

اب اتفاق ایسا ہوا کہ آخری الفاظ میرے منہ سے نکلے ہی تھے کہ میرا پیر اس پتھر پر سے، جس پر میں کھڑا ہوا تھا، پھسلا اور میں خود بہاؤ کے ساتھ بہتے بہتے بچ گیا۔

تھوڑی ہی سی دیر بعد جب میں سے ابھرا تو میرا منہ کیچڑ سے بھرا ہوا تھا اور کنارے پر کھڑے ہوئے زولو بے تحاشہ ہنس رہے تھے۔ جب وہ ہنس چکے تو میں نے کہا: " اس بدمعاش زکالی سے کہہ دینا کہ میں جانتا ہوں کہ وہ عیار خونی ہے، میں جانتا ہوں کہ اس نے میرے دوستوں کو قتل کیا ہے اور یہ کہ اب جب بھی ہماری ملاقات ہو گی وہ اور اس کے ساتھی، جو اس سازش میں شریک تھے، اپنی جانوں سے میرے دوستوں کی جانوں کی قیمت ادا کریں گے۔"

اس پر ایک زولو کو غصہ آگیا اور اس نے بھالا پھینک کر مارا۔ میرا اندازہ غلط تھا، ہم بھالوں کی زد سے باہر نہ تھے چنانچہ بھالا کا نجی کے ایاس کو پھاڑتا ہوا نکل گیا۔ وہ بری طرح سے چیخی اور مارے خوف کے کانپنے لگی چنانچہ میں نے اپنی تقریر آگے نہ بڑھائی بلکہ خود آگے بڑھ گیا اور کچھ ہی دیر بعد میں، کا نجی اور گھوڑی دوسرے کنارے پر اور محفوظ تھے۔"

اور یوں میرا زولو لینڈ کا یہ منحوس سفر ختم ہوا۔"

اٹھارھواں باب

اِسانڈھلوانا

دریائے ٹگیولا ہم نے جہاں سے عبور کیا تھا وہ "درمیانی گھاٹ" کہلاتا تھا۔ یہاں سے ہم کوئی ایک میل آگے بڑھے تھے کہ ایک نوجوان افسر نے ہمیں للکارا۔ معلوم ہوا کہ اس کا تعلق اس مقامی گھڑسوار فوج سے تھا جو "دستہ نمبر دو" کہلاتی تھی جس میں تین بٹالینیں تھیں اور یہ تینوں ہی مقامی سپاہیوں پر مشتمل تھیں اور یہ پورا دستہ کرنل ڈرن فورڈ کے ماتحت تھا۔"

سوال اور جواب کے طویل سلسلے کے بعد مجھے افسر کے ہیڈکوارٹر کے خیمے میں لے جایا گیا۔"

یہ شخص طویل القامت اور خوبرو تھا اور اس کی مونچھیں بڑی اور لٹکتی ہوئی تھیں۔ مجھے یاد ہے کہ اس کا ایک ہاتھ گل پٹی یا جھولی میں تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کافروں سے جنگ کرتے ہوئے اس کا یہ ہاتھ زخمی ہو گیا تھا۔

جب میرا تعارف اس سے کرایا گیا تو اس وقت وہ بے حد مصروف تھا کیونکہ ابھی ابھی اسے مات شانہ کے قبیلے پر حملہ کرنے کا حکم ملا تھا۔

جب اسے معلوم ہوا کہ میں زولولینڈ سے آیا ہوں اور زولولوگوں سے واقف ہوں تو وہ اپنا کام چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہوا اور نہ صرف سوالات پوچھے بلکہ جرح کرنے لگا۔"

وہ مات شانہ کے متعلق پوچھ رہا تھا اور مات شانہ وہ سردار تھا جس کے متعلق وہ کچھ نہ جانتا تھا یا بہت کم جانتا تھا۔ میں نے جو کچھ اور جتنا

کچھ جانتا تھا بیان کر دیا اور اس سے پہلے کہ میں اسے کوئی خاص خبر یا اہم معلومات بہم پہنچاتا مجھے باہر لے جایا گیا اور کھانے پر بٹھا دیا گیا۔ یہ کھانا میں نے ایک افسر کے کپڑے پہن کر کھایا کیونکہ میں نے اپنے کپڑے، جو گیلے تھے، اتار کر سکھانے کے لئے دھوپ میں ڈال دئے تھے۔ "منڈر" سے رخصت ہونے کے بعد یہ میرا پہلا انگریزی کھانا تھا اور پہلی برانڈی تھی چنانچہ میں نے شکم سیر ہو کر کھایا۔

اور تب مجھے کاٹجی یاد آ گئی جسے میں باہر چند کافر عورتوں کے ساتھ چھوڑ آیا تھا۔ چنانچہ میں یہ دیکھنے باہر آیا کہ وہ کس حال میں تھی۔ جب میں نے دیکھا کہ وہ اپنا "پہاڑی" کھانا ختم کر رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ایک نوجوان سے باتیں کر رہی تھی جو ایک نوٹ بک میں کچھ لکھتا جاتا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ نوجوان کسی اخبار کا رپورٹر تھا۔ کاٹجی نے اس سے کیا کہا اور اس نے کیسی کہانی بنا لی یہ میں نہیں جانتا البتہ بہتر ہو گا کہ اس کا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ یہیں بیان کر دوں۔ چند دنوں بعد ہی ناٹال کے اخبار میں یہ خبر چھپی اور غالباً پوری دنیا میں پھیل گئی کہ مشہور شکاری ایلن کواٹرمین بڑے خطرات کا مقابلہ کرنے اور بڑے مصائب جھیلنے کے بعد اپنی افریقی بیوی کے ساتھ زولولینڈ سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد بڑی وحشتناک تفصیلات تھیں اس کی کہ میری دوسری بیویوں کو ایک زولو وچ ڈاکٹر نے جو راستہ بنانے والا یا بیمار گدھا (یعنی راستہ کھولنے والا یا زکالی) کہلاتا ہے، کس طرح عذاب دے دے کر قتل کر دیا۔

اسی دن ہم اس کیمپ سے رخصت ہو گئے یعنی میں اور کاٹجی جو بلا کی طرح مجھ سے لپٹ گئی تھی گویا۔

[illegible] میں کوئی قابل ذکر واقعہ نہ ہوا یہاں تک کہ ہم ماریٹزبرگ پہنچ گئے۔

یہاں میں نے کاٹجی کو ایک بورڈنگ ہاؤس میں، جیسے ایک دوغلا آدمی چلا رہا تھا، چھوڑا اور پھر میں خود اطمینان اور آزادی کا لمبا سانس لے کر پاف ہوٹل میں مقیم ہوگیا جو کافی فاصلے پر تھا۔

بعد میں کاٹجی کو ہاوک میں باورچی کی ملازمت مل گئی اور فی الحال میری اس سے جان چھوٹی۔

ماریزبرگ میں میں برسر اقتدار ہستیوں سے ملا اور کاٹووایو کا پیغام ان تک پہنچا دیا البتہ زکالی کے ساحرانہ کمال کا ذکر نہ کیا کہ وہ لوگ مجھ پر ہنستے۔ اس پیغام کا کوئی اثر نہ ہوا کیونکہ انگریزوں اور زولوؤں کے درمیان دشمنی اور جھڑپوں کا آغاز ہو چکا تھا اس کے علاوہ کوئی بھی میرے لائے ہوئے پیغام کو کوئی اہمیت نہ دے رہا تھا کیونکہ یہ پیغام کسی افسر یا باقاعدہ پیغامبر کی زبانی نہ تھا بلکہ اسے ایک ایسا شکاری لے کر آیا تھا جو زولولینڈ سے ایک کافر بیوی بھی لے کر آیا تھا۔

البتہ میں نے اسکوپے اور ہیڈا کے قتل کئے جانے کی رپورٹ پیش کر دی۔ لیکن کسی نے اس کی طرف بھی دھیان نہ دیا اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی کیونکہ لوگوں کو خود اپنی جانوں کی پڑی تھی اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ اسکا انجام کیا ہوگا کیونکہ جنگ کی فضا تو بہرحال پیدا ہو ہی چکی تھی اور جنگ کے نتیجہ کے متعلق کوئی بھی یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

آخر میں مارنہام کا وصیت نامہ میں نے بذریعہ ڈاک پیپرے ٹوربا کے بینک کو اس ہدایت کے ساتھ بھجوا دیا کہ جب تک کوئی اسکا جائز وارث نہ آجائے وہ بینک میں رہے گا۔ رہے ہیڈا کے زیورات تو وہ میں نے اسی بینک کی اس شاخ میں رکھ دیئے جو ماریزبرگ میں تھی اور ساتھ میں ایک

سر بہ مہر لفافہ بھی رکھ دیا جس میں میرا تحریری بیان تھا کہ یہ زیورات کس طرح میرے قبضے میں آئے تھے۔

اس طرف سے فرصت ہوئی تو مجھے اپنی روزی روٹی کی فکر ہوئی۔ اس وقت جبکہ میں پارک شائر میں بیٹھا یہ سب لکھ رہا ہوں، تو میں کافی امیر ہوں اور گنج سلیمان نے مجھے اتنا امیر بنایا ہے۔ لیکن اُس وقت میرے پاس کوئی دولت نہ تھی اور میں افریقی قبائل میں تجارت کر کے اور ہاتھیوں کا شکار کر کے اور ہاتھی دانت بیچ کر گزر بسر کر رہا تھا۔

اب اتفاق ایسا ہوا کہ میرے پاس چند چھکڑے اور بیلوں کی جوڑیاں تھیں اور ان دنوں ان کی مانگ تھی اور بہت تھی۔ چنانچہ میں نے یہ چھکڑے اور بیل فوجی عہدے داروں کو کرائے پر دے دیئے اور اتفاقاً انھوں نے ان کے ساتھ مجھے بھی اجرت پر رکھ لیا۔ میں خوش تھا کہ میرا یہ سودا نفع کا رہا لیکن ایک دوسرے شخص سے، جسے میں نرا گدھا سمجھتا تھا، میری ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ اس نے مردار بیل اور بے حد پرانے اور ٹوٹے پھوٹے چھکڑے، فوج کے عہدے داروں کو مجھ سے دگنے کرائے پر دیے تھے۔

خیر تو میرے چھکڑوں پر گولا بارود اور ضرورت کی دوسری چیزیں اور سرکاری سامان لاد دیا گیا اور میں انھیں لے کر نہایت ہی واہیات اور عاجز کر دینے والے راستے سے ہوتا ہوا آخر کار ہیلپ میکر پہنچ گیا۔ یہ مقام رورکے گھاٹ سے زیادہ دور نہ تھا اور یہاں فوج کا دہ دستہ مقیم تھا جو "کالم نمبر ۳" کہلاتا تھا۔ یہاں ہمیں چند در چند وجوہات کی وجہ سے رکنا پڑا البتہ میں اپنے اور دوسرے بہت سے چھکڑوں سمیت آگے بڑھ کر دریائے بفیلو کے گھاٹ پر پہنچ گیا۔ اس سفر میں میں نے چند افسروں کو، جنکے

نام بتانا مناسب نہیں، میں نے مشورہ دیا کہ زولولینڈ میں داخل ہونے کے بعد جب بھی، جہاں بھی اور جتنی دیر کے لئے بھی پڑاؤ ڈالا جائے "لاگر" بنالیا جائے یعنی چھکڑوں کو ایک دوسرے سے ملاکر ایک وسیع دائرے میں اس طرح کھڑا کر دیا جائے کہ ایک قلعہ سا بن جائے ان کا اور فوج کا اور کل سامان اس میدان میں رہے جو چھکڑوں کی اس دیوار کے اندر چھپا ہوا ہو۔ میں زولوؤں سے واقف تھا چنانچہ جانتا تھا کہ وہ جب بھی حملہ کریں گے قوت سے کریں گے۔ میرا یہ مشورہ بڑے صبر اور غور سے سنا گیا، اس پر سر بھی ہلائے گئے، میرا شکریہ بھی ادا کیا گیا لیکن اس پر عمل کرنا ضروری نہ سمجھا گیا۔"

اسی جگہ، یعنی دریائے بفیلو کے کنارے، ایک پرانے دوست سے میری ملاقات ہوئی۔ یہ ایک زولو تھا جس کا نام ماگیپا تھا۔ اسی ماگیپا کے ساتھ مل کر میں نے تیگیلا کی جنگ میں جنگ کی تھی۔ چند دنوں بعد اسی ماگیپا نے اپنے پوتے یا شاید نواسے کی جان بچا کر ایک یادگار کارنامہ انجام دیا اس کے اس کارنامے کا ذکر میں نے کسی جگہ کیا ہے۔"

گیارہ جنوری کو ہمیں کوچ کا حکم ملا اور ہم دریا عبور کر گئے۔ ہمیں یہ پایا گیا تھا کہ مختلف دستے بڑھ کر اولونڈی پر حملہ کر دیں۔ راستے ایسے دشوار گزار اور ایسی خستہ حالت میں تھے کہ ہم دس میل دس دنوں میں طے کر سکے آخر کار ہم اس گھاٹی میں پہنچ گئے جو تقریباً پانچ سو گز چوڑی تھی۔ ہمارے بائیں طرف پتھریلی ڈھلان تھی اور دائیں طرف عمودی چٹانی دیوار جو کسی جناتی قلعہ کی فصیل کی طرح بلند ہوتی چلی گئی تھی۔ یہ اسانڈھلوانا کا وہ عجیب و غریب پہاڑ تھا جو ایسا معلوم ہوتا جیسے کوئی شیر جست لگانے کی

تیاری کر رہا ہو۔ اس کے دوسرے طرف وسیع و عریض میدان تھا۔ اس عظیم الشان پہاڑ کے دامن میں ہم نے پڑاؤ ڈال دیا اور پتہ نہیں کیوں میرے دل میں ایک عجیب طرح کا خوف گھر کر گیا اور میری چھٹی حس نے کہا کہ یہاں پڑاؤ ڈالنے میں خطرہ ہے لیکن اپنا یہ خوف اور یہ احساس میں نے اپنے تک ہی رکھا۔

یہ جنوری کی اکیس تاریخ تھی اور پڑاؤ ڈال کر ہم نے کوئی حفاظتی تدبیر نہ کی تھی۔ یعنی لاگر نہ بنایا گیا تھا۔ اس فوج کے افسروں کو یقین تھا کہ زولوؤں سے جنگ۔ باقاعدہ جنگ وغیرہ تو ہوگی نہیں۔ بس اکا دکا جھڑپیں شاید ہو جائیں گی۔ چنانچہ یہ لوگ جیسے جنگ کرنے نہیں بلکہ پکنک منانے چلے تھے اور کھیل کود کا سامان لیکر چلے تھے کیونکہ چند چھکڑوں میں دوسرے سامان کے ساتھ میں نے کرکٹ کے بلے اور گیندیں وغیرہ بھی رکھی دیکھیں تھیں۔

اسانڈھلوانا میں جو لرزہ خیز قتل عام ہوا اس کی تفصیلات میں یہاں بیان نہ کروں گا کیونکہ وہ تاریخ اپنے صفحات میں محفوظ کر چکی ہے۔ چنانچہ صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ۲۱ جنوری کی رات کو میجر ڈارٹ میں نے، جو ناٹال کی گھڑ سوار فوج کے افسر تھے اور جنہیں اسانڈھلوانا کے اس طرف کے علاقے کی دیکھ بھال کے لئے بھیجا گیا تھا، اطلاع دی کہ ہمارے آگے زولوؤں کی ایک بڑی فوج موجود ہے۔ چنانچہ دوسرے دن علی الصبح جرنیل لارڈ چیمسفورڈ چوبیس ہیں رجمنٹ کی پیدل فوج کے چھ دستے لے کر ان کی کمک کو روانہ ہو گئے۔ چنانچہ اب پڑاؤ میں دو نو بیس، کوئی آٹھ سو سفید فام اور نو سو مقامی سپاہی رہ گئے اور ان کے ساتھ ہی چند اجیرت پر آئے ہوئے وہ لوگ جو کرائے کے چھکڑوں کے ساتھ آئے تھے۔ انہی میں میں بھی تھا۔ میجر کو میں نے اپنے چھکڑے کا پردہ اٹھا کر جاتے دیکھا۔ رات میں نے اس چھکڑے میں سامان

کے انبار پر اپنا بستر لگایا تھا اور حسب عادت علی الصبح بیدار ہو گیا تھا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ سویا ہی نہ تھا یا سوتا جاگتا رہا تھا کیونکہ میں خطرے سے واقف تھا اور مارے خوف کے میرا دل بوجھل ہو رہا تھا۔ چنانچہ اس وقت میں پورے لباس میں تھا۔"

اس دن صبح دس بجے کرنل ڈنفورڈ نا ٹال کے پانچ سو زولوؤں کے ساتھ جن میں کے ڈھائی سو گھوڑوں پر سوار تھے پڑاؤ سے روانہ ہوئے۔ وہ اپنے ساتھ دو راکٹ ٹیوبیں بھی لے گئے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ انہیں چلانے والے سفید فام تھے کرنل ڈنفورڈ کے روانہ ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ہمارے گشتی دستے نے اطلاع دی کہ ان کی مڈبھیڑ چند زولوؤں سے ہوئی جو سفید فاموں کو دیکھتے ہی بھاگ گئے۔ دراصل یہ زولو مکئی کے کھیتوں میں کام کر رہے تھے کیونکہ وہ سال خشک تھا اور رجمنٹ بھوکی تھیں۔ اتفاقاً میں اس وقت موجود تھا جب کرنل پولین اور ڈنفورڈ میں نہ صرف ملاقات بلکہ ذرا گرما گرمی بھی ہو گئی۔ میں نے کرنل پولین کو کہتے سنا کہ ان کا کام پڑاؤ کی حفاظت کرنا ہے اور بس۔ اس کے بعد ان میں کیا باتیں ہوئیں میں نہیں جانتا۔"

عین اسی وقت کرنل ڈنفورڈ کی نظر مجھ پر پڑی اور انہوں نے مجھے فوراً پہچان لیا۔

"مسٹر کواٹر مین! تمہارے خیال میں زولو ہم پر حملہ کریں گے؟" انہوں نے پوچھا۔

"آج تو نہیں کریں گے کرنل" میں نے جواب دیا "کیونکہ آج نئے چاند کا دن ہے جسے وہ منحوس سمجھتے ہیں البتہ کل معاملہ مختلف ہو گا۔"

اس کے بعد ڈنفورڈ نے ضروری احکامات جاری کئے۔ کپتان شیپسٹون کو مقامی سوار سپاہیوں کے ساتھ بائیں طرف کی پہاڑیوں کے اس پار روانہ کیا گیا اور اس طرف تین میل آگے بڑھنے کے بعد اس دستے کی مڈبھیڑ زولوؤں سے

ہوگئی۔ اس کے کچھ دیر بعد خود ڈلفورڈ اپنے ماتحت دستے کے ساتھ روانہ ہوئے اور بائیں بازو سے ہٹتے ہوئے ایک مخروطی پہاڑی کا چکر کاٹ کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اور انہیں اور ان کے پورے دستے کو پڑاؤ میں واپس آنا پھر نصیب نہ ہوا۔

جانے سے پہلے کرنل ڈلفورڈ نے مجھے بدستور کھڑے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ آیا میں ان کے ساتھ چلنا پسند کروں گا کہ میں زولوؤں اور ان کے طور طریقوں سے واقف ہوں۔ اور میں تیار ہو گیا۔ میں نے اپنے چھکڑے بان کو، جس کا نام جان تھا اور جو گویا ہیڈ ڈرائیور تھا، آواز دی کہ میری گھوڑی لے آئے۔ یہ وہی گھوڑی تھی جس پر سوار ہو کر میں زولولینڈ سے آیا تھا۔ میں خود چھکڑے میں گھس گیا اور اپنی تمام جیبوں میں وہ کارتوس بھر لئے جو میری دونالی بندوق کے لئے تھے۔

تیار ہو کر میں گھوڑی پر سوار ہوا اور چھکڑوں اور بیلوں کے متعلق جان کو ضروری ہدایتیں دیں۔ وہ غور سے سنتا رہا اور جب میں خاموش ہوا تو یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ اس نے مصافحے کے لئے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا دیا اور کہا:

"خدا حافظ باس۔ تمہارا سلوک میرے ساتھ بہت اچھا رہا ہے۔ تم بڑے رحم دل آقا تھے اور اس کے لئے میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

"یہ تم کیوں کہہ رہے ہو۔" میں نے پوچھا۔

"اس لئے باس کہ سارے ہی کافر کہہ رہے ہیں کہ ایک ہی دو گھنٹوں میں زولوؤں کی زبردست فوج ہم پر حملہ کر کے ہمیں کھا لے گی۔ میں نہیں جانتا کہ یہ انہیں کیسے معلوم ہوا لیکن وہ قسم کھا کر ایسا کہتے ہیں۔"

دیکو اس ہے یہ" میں نے جواب دیا" آج نئے چاند کا دن ہے اور اس دن زولو جنگ نہیں کرتے اس کے باوجود اگر ایسا کوئی واقعہ ہو جائے تو مناسب ہوگا کہ تم اور تمہارے ساتھی ناٹال بھاگ جائیں۔ میں سمجھتا ہوں حکومت چھکڑوں اور بیلوں کی قیمت تمہیں دے دے گی۔"

یہ میں نے مذاق میں کہا تھا تاہم جان کے لئے یہ مذاق بڑا ہی مبارک ثابت ہوا۔ کیونکہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے اسے سنجیدگی سے نہ صرف سُنا بلکہ اسے سنجیدہ یقین کر کے اس پر عمل بھی کیا اور ایک ساتھی کے علاوہ۔ جو اپنی بندوق لینے واپس پڑاؤ میں چلا گیا تھا۔ وہ سب کے سب زولوؤں کے قریب آنے اور پڑاؤ کو نرغے میں لینے سے پہلے بخیر و خوبی دریا عبور کر کے دوسری طرف پہنچ گئے۔"

دوسرے ہی لمحے میں کرنل ڈرنفورڈ کے ساتھ پڑاؤ سے روانہ ہو رہا تھا۔"

اس کے بعد جو خوفناک جنگ ہوئی اس کی تفصیلات میں یہاں بیان نہ کروں گا بلکہ انہی واقعات کا ذکر کروں گا جن میں خود میں نے حصہ لیا ہے یا معمولی سا کردار ادا کیا ہے۔"

کرنل ڈرنفورڈ بائیں بازو کی طرف کوئی ساڑھے تین میل تک آگے بڑھتے چلے گئے۔ کیوں؟ یہ میں نہیں جانتا حالانکہ ناکوٹا پہاڑی پر سے، جو ہمارے عقب میں تھی، بندوقوں کے چلنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہاں کرنل شیپسٹون زولوؤں سے جنگ کر رہے تھے کم سے کم میں نے تو یہی سمجھا تھا۔

اور دفعتہً ہماری ملاقات ہمارے ہی رسالے کے ایک سپاہی سے ہوئی جو جاسوسی کی غرض سے آگے گیا تھا اور جس کا نام۔ وہائٹ لا، تھا۔ اسنے

اطلاع دی کہ ایک زبردست امپی ہمارے راستے میں عین آ گیا ہے اور یہ امپی یا فوج "انکومبی" میں بیٹھی ہے۔ یعنی نیم دائرے میں۔ اور یہ میں جانتا تھا کہ زولو جب حملہ کرنے والے ہوتے ہیں تو اسی طرح بیٹھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ کم سے کم چند زولو تو "انکومبی" میں بیٹھے ہیں اور بقیہ باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔"

اور کچھ ہی دیر میں زولوؤں کی یہ فوج سامنے والے ٹیلے پر نمودار ہوئی۔ اس فوج میں ساٹھ ہزار سپاہی تھے اور ان میں میں نے نوڈاوانگو، ڈوڈوڈو، نوکانکے اور انکو باماکی سی رجمنٹوں کو ان کی ڈھالوں سے پہچان لیا۔ چنانچہ اب ہمارے لئے پسپائی کے علاوہ اور کوئی راستہ نہ رہ گیا تھا کیونکہ یہ امپی باقاعدہ حملہ آور تھی۔ سردار انٹوسنگوایہ کاٹووالیو کا بھائی۔ اونڈابوکو اور سردار اوسی بیبو۔ جو رضاکاروں کا افسر تھا، آج حملہ کرنے کے حق میں نہ تھے کیونکہ یہ دن، جیسا کہ میں بتا چکا ہوں، نئے چاند کا دن تھا لیکن واقعات نے انہیں مجبور کر دیا تھا اور دستوں کو روکنا ممکن نہ رہا تھا چنانچہ بیس ہزار یا اس سے زیادہ سپاہی یعنی زولو فوج کا ایک تہائی حصہ اس چھوٹی سی انگریزی رجمنٹ پر ٹوٹ پڑا جس کی کوئی ترتیب نہ تھی۔ چنانچہ یہ انگریز سپاہی۔ اِدھر اُدھر بھاگ پڑے بلکہ یوں کہو کہ طویل طویل مورچے پر بکھر گئے اور وہاں کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں محفوظ ہو کر یہ لوگ زولوؤں کا مقابلہ کر سکتے۔

ہم لوگ پیچھے ہٹتے ہوئے ایک گھاٹی میں پہنچ گئے اور یہاں ہم نے کچھ دیر تک جم کر مقابلہ کیا لیکن جلد ہی ثابت ہو گیا کہ زولو اور کچھ نہیں تو اپنی تعداد کے زور پر ہمیں روند کر رکھ دیں گے چنانچہ ہم نے پھر پسپائی شروع کی اور

زولوؤں کو بندوقوں کی گولیوں سے روکتے ہوئے ہم کوئی تین میل تک پسپا ہوتے چلے گئے۔ اسی پسپائی میں ہم اس میدان سے گزرے جہاں وہ پورا دستہ، جو نخروطی ٹیلے کے پیچھے جاکر ہماری نظروں سے اوجھل ہوگیا تھا اور جس کے ساتھ دو راکٹ ٹیوب بھی تھے، کھیت پڑا تھا۔ زولوؤں نے ہمیں پیچھے سے آکر اس دستہ پر حملہ کر دیا تھا اور سارے ہی سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اکثر سپاہی اس طرح پڑے تھے کہ اسا گائی ان کے جسموں کے آر پار تھے۔

اب ہمارے پیچھے اور ذرا دائیں طرف ہٹ کر ایک اتھلا "ڈونگا" یا خشک ندی کا پاٹ تھا جو اسانڈھلوانا کے میدان کو قطع کرتا ہوا گزر گیا تھا۔ ہم پیچھے ہٹ کر اس ڈونگا میں اتر گئے۔ یہیں کپتان بریڈ اسٹریٹ مقامی سپاہیوں کی رجمنٹ کے ساتھ آ گئے چنانچہ یہاں ایکبار پھر ہم نے جم کر مقابلہ کیا اور زولوؤں کے کشتوں کے پشتے لگائے۔ وہ بار بار آگے بڑھتے اور جب بھی آگے بڑھتے ہماری بندوقیں انہیں بھون کر رکھ دیتیں۔ اگر آپ اسے اپنے منہ میاں مٹھو بننا کہیں تو میں کہوں کہ ایک اسی جگہ میں نے بارہ سے پندرہ زولو مار گرائے۔ ہرکارے پڑاؤ کی طرف دوڑائے گئے کہ گولا بارود لے آئیں لیکن وہ واپس آئے ہی نہیں۔ اللہ جانے کیوں۔ میرا خیال یہ ہے کہ کارتوس وغیرہ بکسوں میں بند تھے اور انہیں آسانی سے کھولا نہ جا سکتا تھا۔ بہر حال ہمارا گولا بارود ختم ہونے لگا تو ہم نے ایکبار پھر پڑاؤ کی طرف، جو کوئی نصف میل دور تھا، پسپائی شروع کر دی۔"

زولوؤں نے کمک کے انتظار میں حملے کرنا عارضی طور پر ترک کر دیا۔ چنانچہ اس عارضی "جنگ بندی" کو غنیمت جان کر کرنل ڈنفورڈ نے واپسی کا حکم دیا

اور یہ واپسی انزا نفری میں نہیں بلکہ بڑی ترتیب سے ہوئی۔ اس وقت ہمارے بہت کم آدمی مارے گئے تھے کیونکہ زولوؤں کی گولیاں سروں پر سے یا ادھر اُدھر سے نکل جاتی تھیں اور اساگائی، جو وہ پھینک کر مارتے، ہم تک پہنچتے نہ تھے۔ جب ہم ڈھلان کی طرف جا رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ گولیاں چاروں طرف چل رہی تھیں خصوصاً اس گھاٹی پر جو اس پہاڑ کو اس سلسلۂ کوہ سے جوڑ رہی تھی جس کا نام "ناکوٹو" تھا اور جہاں کپتان شیپسٹو اور ان کی باسوتو رجمنٹ کا زولوؤں نے صفایا کر دیا تھا۔

اس کے بعد حالات گڑبڑ ہو گئے۔ کرنل ڈنفورڈ نے چند افسروں کے لئے احکامات جاری کئے اور وہ فوراً ان کے پاس آ گئے۔ ان میں ایک کپتان ابزیکیس تھا اور دوسرا لفٹننٹ کوچران اور پھر ان کا دستہ گولا بارود لانے کے لئے چھکڑوں کی طرف چلا گیا۔ میں کرنل کے ساتھ ہی رہا اور کچھ ہی دیر بعد ہم اس گھاٹی کے دائیں طرف تھے جسے ہم نے یہاں آتے وقت، دریا عبور کرنے کے بعد، عبور کیا تھا۔ اس کے کچھ ہی دیر بعد کسی نے چیخ کر کہا۔ "زولو ہمیں گھیرے میں لے رہے ہیں۔" میں نے اوپر دیکھا تو نظر آیا کہ سینکڑوں زولو اس ڈھلان پر سے اتر رہے تھے جو کوہ اساندھلوانا کو ناکوٹو سے جوڑ رہی تھی اس کے علاوہ وہ سیدھے پڑاؤ کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے۔

اور پھر بھگدڑ مچ گئی۔ ہمارے مقامی سپاہی تو بھاگ ہی رہے تھے اب دوسرے بھی بھاگنے لگے بے شک یہ جنگ بہت چھوٹی سی تھی تاہم بڑی ہی خوفناک تھی خصوصاً جدید دور کی جنگوں کے مقابلے میں زولو، فوج در فوج، موج در موج، اپنی ڈھالیں اور سروں پر لگی ہوئی سرخ کلغیاں ہلاتے اور جنگی نعرے مارتے حملہ آور ہوتے تو یہ منظر بڑا ہی لرزہ خیز ہوتا۔

بندوق کی گولیاں اپنا کام کر رہی تھیں، پچاسوں زولو ایک ہی وقت میں مر مر کر گر رہے تھے لیکن ان کا سیلاب کسی طرح تھمتا نہ تھا۔ بھگوڑوں کا ایک گروہ۔ اور یہ لوگ مارے خوف کے پاگل ہو رہے تھے، ہمارے قریب سے گزر کر گھاٹی کی ڈھلان اترا اور دریا کے اس گھاٹ کی طرف بھاگا جو وہاں سے تو میل دور تھا اور بعد میں جس کا نام ہی "بھگوڑوں کا گھاٹ" پڑ گیا۔ اور زولو ان کے پیچھے اور دائیں اور بائیں لگے ہوئے تھے اور بھاگنے میں بھالے مار مار کر انہیں گرا رہے تھے۔ جو بھاگے نہ تھے انہوں نے چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنالیں اور پشت سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ ان پر زولیوں گرے جس طرح بلندی پر سے پانی کی چادر چٹانوں پر گرتی ہے۔ بارود ختم ہو گیا چنانچہ اب بندوقیں خاموش اور ان پر لگی ہوئی سنگینیں کام کر رہی تھیں۔ اب بھی زولو ان ٹولیوں کو توڑ نہ سکے چنانچہ انہوں نے مشورہ کیا، پیچھے ہٹے، سنگینوں کی زد سے باہر ہو گئے، بھالوں کی بوچھار سے سپاہیوں کو جو اس باختہ کیا اور ایکدم سے ان پر ٹوٹ پڑے اور ایک سپاہی کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔

تو ایسا واقعہ ہوا ہمارے ساتھ تقریباً سارے سپاہی گھوڑوں پر سے اتر پڑے تھے لیکن میں اپنی گھوڑی پر سوار تھا جو بے حرکت کھڑی تھی غالباً خوف سے۔ جب تک کارتوسوں کا ذخیرہ ختم نہ ہو گیا میں گولیاں چلاتا رہا تھا آخری گولی سے میں نے سردار انڈوڈو کو مار گرایا۔ یہ وہی تھا جو اپنے ماتحت سپاہیوں کے ساتھ مجھے ٹیگولا تک پہنچانے آیا تھا۔ اس کی نظر مجھ پر پڑی تو چیخ کر بولا۔

"اب میکومیزن میں مہارت اور صفائی سے تمہارے ٹکڑے کروں گا جیسا کہ میں نے وعدہ کیا تھا۔"

یہ آخری الفاظ تھے جو اس کی زبان نے اس دنیا میں ادا کئے کیونکہ اسی وقت میری دو نالی بندوق کی گولی اس کے جسم میں سوراخ کرتی ہوئی پشت پھاڑ کر نکل گئی اور وہ مردہ ہو کر گرا۔

اس تمام عرصے میں کرنل ڈنفورڈ سپاہیوں کو جوش دلا دلا کر لڑانے کی کوشش کر تا رہا تھا جس طرف بھی میں دیکھتا وہ اسی طرف نظر آتا اور پھر یکایک میری نظر ایک کافر پر پڑی جس کے پاس بڑی سی بور بندوق تھی۔ کوئی بیس گز دور سے اس نے ڈنفورڈ کو نشانہ بنا کر گولی چلائی۔ ڈنفورڈ گرا۔ میرے خیال میں مردہ ہو کر۔ اور یہ ایک بہادر اور شریف افسر کا انجام ہوا۔

اس کے بعد نقشہ بگڑ گیا۔ سپاہی پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ چند بہادری سے لڑتے رہے اور مارے گئے یہ عجیب اور ناقابل یقین سی بات ہے کہ اس تمام عرصے میں مجھے کوئی نقصان نہ پہنچا۔ لوگ میرے چاروں طرف مر مر کر گر رہے تھے، گولیاں اور اساگائی میرے دائیں بائیں سے اور سر پر سے سنسناتے ہوئے نکل رہے تھے لیکن کوئی چیز مجھے چھو نہ رہی تھی۔ جیسے کوئی زبردست قوت میری حفاظت کر رہی تھی اور سچ مچ ایسا ہی تھا۔

آخر کار جب سب کے سب مارے گئے اور خود اپنی حفاظت کے لئے میرے پاس سوائے پستول کے اور کچھ نہ رہ گیا تو میں نے فیصلہ کیا کہ اب میرے بھی فرار کا وقت آگیا تھا۔ پہلا خیال یہ آیا کہ اس دریا کی طرف بھاگ چلو جو نو میل دور تھا۔ پیچھے نظر کی تو دیکھا کہ اس طرف زولو مفروروں کو تلاش کر کے اور ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل کر رہے تھے۔ اس کے باوجود میں نے سوچا کہ اسی طرف سے فرار ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یکایک مجھے وہ الفاظ یاد آگئے جو مامینا نے یا اس نے جو مامینا بنی ہوئی تھی

مجھ سے کہے تھے ۔ یعنی یہ کہ جنگ میں فرار ہوتے وقت میں مفروروں سے
ساتھ نہ بھاگوں بلکہ اپنا رخ اولونڈی کی طرف کر دوں اور تب میری
حفاظت کی جائے گی اور مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے گا ۔ بس جانتا تھا کہ یہ
پیشنگوئی نری بکواس تھی حالانکہ جنگ بھی ہوئی تھی اور پسپائی بھی تاہم
میں نے اسی پر عمل کیا ۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کیوں ۔

میں نے اپنی گھوڑی کا رخ اولونڈی کی طرف پھیر کر ایڑ لگائی اور کوہ
اساندٹھلوانا پہاڑ کے قریب سے نکلا چلا گیا ۔ میدان زولوؤں سے پٹا
پڑا تھا اور میرے دائیں طرف اولونڈی جرکانا کے دستے آگے بڑھ رہے
تھے یہ زولو امی کا بایاں بازو تھا لیکن یہ دستے بڑی سست رفتاری سے
سے آگے بڑھ رہے تھے کیونکہ وہ جنگ سے بچنا چاہتے تھے اس لئے کہ وہ پہلے
چاند کا دن تھا ۔ بہر حال اسی سست رفتاری کی وجہ سے وہ انگریزوں کے
پڑاؤ کو پوری طرح سے گھیرے میں نہ لے سکے اور یوں گھوڑ دوڑ کے گھاٹ
کا راستہ کھلا رہ گیا اور جو انگریز کہ بھاگ کر اپنی جانیں بچا کر لے گئے اسکی
وجہ یہی تھی ۔ اور یہی وہ بازو تھا جس نے بعد میں آگے بڑھ کر رورکی ڈرفٹ
پہ حملہ کیا اور اس کا نتیجہ خود اس کے حق میں تباہ کن ثابت ہوا ۔"

چنانچہ کوئی سو گز تک میں اندھا دھند بھاگتا یا یوں کہنا زیادہ مناسب
ہو گا کہ گھوڑی کو بھگاتا چلا گیا کیونکہ جان بچانے کا اب صرف یہی ایک
راستہ رہ گیا تھا ۔ یعنی اندھا دھند بھاگنا ۔ تین دفعہ میرا سامنا زولوؤں
کے دستوں سے ہو گیا لیکن وہ مجھے دیکھتے ہی کچھ کہتے ہوئے، جو میں سمجھ
نہ سکا، بکھر گئے یا میرے سامنے سے ہٹ گئے ۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ وہ
کسی ایسی چیز سے خوفزدہ تھے جو میرے ساتھ تو تھی لیکن جسے میں خود دیکھ نہ

سکتا تھا۔ غالباً وہ مجھے پاگل سمجھ رہے تھے کہ یوں بے دھڑک ان کے درمیان سے نکلا چلا جا رہا تھا اور بے شک میں پاگل ہی نظر آتا ہوں گا یا شاید کوئی دوسری خاص بات تھی۔ وجہ کچھ بھی ہو بہر حال مجھے یقین ہو چلا تھا کہ میں زولوؤں میں سے صحیح سلامت نکل جاؤں گا کہ ایک حادثہ ہوا۔

ایک گولی میری گھوڑی کے پچھلے حصہ میں کہیں سے آ کر لگی۔ میں نہیں جانتا کہ یہ گولی کہاں سے اور کس طرف سے آئی تھی البتہ میں نے کسی زولو کو گولی چلاتے نہ دیکھا تھا چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ گولی ان انگریز سپاہیوں میں سے کسی ایک نے چلائی تھی جو پہاڑ کی ڈھلان پہ اب بھی زولوؤں کا مقابلہ کر رہے تھے بہر حال نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ گھوڑی بے قابو ہو گئی۔ وہ ایکدم سے پلٹی اور زخموں اور لاشوں کو پھلانگتی اور زندوں کو گراتی گردن توڑ رفتار سے پہاڑ کی چوٹی کی طرف بھاگی۔ دو منٹ بعد ہم اس عمودی چٹان کی طرف بھاگے جا رہے تھے جو مینار کی طرح کھڑی تھی۔ اور اس چٹان کے قدموں میں پہنچ کر گھوڑی ایکدم سے ٹھہر گئی، کانپی اور مردہ ہو کر گر گئی۔

میں نے مایوسی سے چاروں طرف دیکھا۔ پیدل ڈھلان اتر کر میدان میں پہنچنا اپنی موت کو دعوت دینا تھا۔ تو پھر اب کیا کیا جائے؟ چٹان کی طرف نظر کی تو اس میں ایک تنگ گھاٹی دکھائی دی جو ہزاروں برسوں سے بارش کے پانی نے بہہ بہہ کر بنا دی تھی۔ اس گھاٹی میں جھاڑیاں اگ رہی تھیں۔ میں دوڑ کر اس گھاٹی میں پہنچ گیا اور ہر چند کہ بہت مشکل بلکہ تقریباً ناممکن کام تھا اوپر چڑھنے لگا اور میں زولوؤں کی نظروں سے اوجھل تھا کیونکہ وہ دوسری طرف مار کاٹ میں مصروف تھے۔ بڑی کوششوں کے بعد اور بڑی مشکل سے میں آخر کار چوٹی پر پہنچ گیا جو سپاٹ اور ہموار اور

ننگی تھی البتہ اس کے جنوبی کنارے پر ایک اتھلا کھڈ تھا جس میں گھاس اور جھاڑیاں اگ رہی تھیں اور ایلوے کی قسم کے چند خود رو پودے بھی تھے۔ میں اس کھڈ میں رینگ گیا۔ کھڈ کے کنارے پر ہی پیالے کی شکل کے ایک دباؤ میں بارش کا پانی بھرا ہوا تھا۔ میں نے یہ پانی پیا تو وہ مجھے کسی بھی مشروب سے زیادہ لذیذ اور حیات بخش معلوم ہوا اور اپنے آپ کو جھاڑیوں اور ایلوے کے پودوں سے ڈھک لیا اور یوں میں نے وہاں بیٹھ کر بلکہ یوں کہو کہ سینے کے بل لیٹ کر وہ دیکھا جسے میں کبھی نہ بھلا سکوں گا۔"

اب میں بلندی پر تھا، چوٹی کے کنارے پر تھا چنانچہ نیچے اور میری نگاہوں کے سامنے اسانڈھلوانا کا میدان نقشے کی طرح بچھا ہوا تھا اور میدان میں جو کچھ ہو رہا تھا وہ سب میں دیکھ رہا تھا اور یوں میں نے انگریزوں کے آخری سپاہی کو مر کر گرتے دیکھا۔ ایک نوجوان سپاہی البتہ بھاگا، ڈھلان چڑھا اور اس چوٹی پر پہنچ گیا جو مجھ سے کوئی پچاس فٹ نیچے تھی۔ کئی ایک زولوؤں نے اس کا تعاقب کیا لیکن نوجوان ایک غار میں گھس گیا اور وہاں سے اس نے گولیاں چلا کر تین چار زولوؤں کو ڈھیر کر دیا۔ اس کے بعد گولیاں ختم ہو گئیں اور پھر میں نے کافروں کی آوازیں سنیں۔ وہ اس کی تعریف کر رہے تھے چنانچہ معلوم ہوا کہ وہ مر چکا تھا۔ میرے خیال میں یہ نوجوان آخری سپاہی تھا جو اسانڈھلوانا کے میدانِ جنگ میں مارا گیا۔"

اور اب زولو ہمارا پڑاؤ لوٹ رہے تھے بڑا ہی لرزہ خیز منظر تھا یہ۔ مویشی اور گھوڑے، جو پکڑے جا سکتے تھے، بھگا دیے گئے البتہ چند گھوڑوں

کو توپوں سے باندھ دیا گیا اور یہ توپیں کھینچ کر فتح کے ثبوت کے طور پر اولونڈی لے جائی گئیں۔ ساتھ ہی چھکڑے بھی لے جائے گئے۔ یہ سب باتیں مجھے بعد میں معلوم ہوئیں۔ لاشوں کے تمام کپڑے اتار لئے گئے اور تھوڑی دیر بعد ہی کافران مردہ سپاہیوں کی سرخ وردیاں پہنے نظر آئے اور ان کے ہاتھوں میں سپاہیوں کی رائفلیں تھیں۔ اشیائے خورد و نوش کے صندوق توڑے گئے اور ساری شراب کافروں نے پی لی حتیٰ کہ یہ جاہل لوگ دوائیں بھی پی گئے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ کئی کافر تکلیف سے دہرے ہو گئے، کئی لڑکھڑانے لگے اور کئی ایک اسی جگہ سو گئے۔

ایک دو گھنٹے بعد ایک افسر اس طرف سے آیا جس طرف جرنیل اپنا دستہ لے کر گیا تھا۔ یہاں جو کچھ ہو گیا تھا اس سے وہ بے خبر تھا کیونکہ خیمے اب تک کھڑے ہوئے تھے اور حکومت برطانیہ کا جھنڈا بھی اب تک لہرا رہا تھا۔ میں اسے خبردار کرنے کے لئے بے چین تھا لیکن ظاہر ہے کہ میں ایسا نہ کر سکا تھا۔ وہ بے فکری سے اپنا گھوڑا بڑھاتا ہوا ہیڈ کوارٹر کے خیمے کے سامنے پہنچا ہی تھا کہ اس میں سے ایک زولو قامت زولو اسنا گائی ہلاتا نکلا۔ انگریز افسر نے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں، ایک لمحہ تک دم بخود سا کھڑا رہا اور پھر ایکدم سے گھوڑا موڑ کر بھاگا۔ دو تین بھالے اس کی طرف پھینکے گئے، ایک دو گولیاں بھی چلائی گئیں۔ وہ بچ کر نکل گیا۔ اس کے بعد زولوؤں میں خوف اور بے چینی سی دکھائی دی۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ وہ لوگ پڑاؤ خالی کر کے چلے گئے۔

میرا خیال تھا کہ اب مجھے یہاں سے نکل بھاگنے کا موقع مل جائیگا لیکن میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا کیونکہ بہت سے زولو کوہ اسانڈ لوانا

پر چڑھ آئے اور وہاں دبک کر بیٹھ گئے غالباً بلکہ یقیناً پہرہ دینے اور جاسوسی کے لئے۔ اس کے علاوہ چند زولو سرداروں نے اس غار میں پڑاؤ ڈال دیا جس میں وہ آخری نوجوان سپاہی مارا گیا تھا۔ سورج غروب ہوا تو ان لوگوں نے اپنی چٹائیاں کھول کر بچھائیں بیٹھ کر کھانا کھایا لیکن آگ نہ جلائی۔

اندھیرا اتر آیا اور اب میرے لئے یہاں سے نکلنا ناممکن رہا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اگلا قدم مجھے کہاں رکھنا ہے اور اس عمودی چٹان پر ایک بھی غلط قدم میری موت کا سبب بن سکتا تھا۔ رورکی ڈرفٹ کی طرف سے مسلسل دھماکوں کی آوازیں آرہی تھیں چنانچہ معلوم ہوا کہ وہاں جنگ جاری تھی۔ اور میں نے سوچا کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے وہاں کیا ہو رہا تھا اور کس کا پلڑا بھاری تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہی میں نے گھوڑوں کی ٹاپوں اور توپ گاڑیوں کے پہیوں کی آوازیں سنیں۔ زولوؤں نے بھی سنیں اور کہا کہ وہ انگریز سپاہی واپس آرہے ہیں جو علی الصبح اسانڈھلوانا کے پڑاؤ سے روانہ ہوئے تھے وہ مشورہ کرنے لگے کہ کیا یہ ممکن تھا کہ زولو سپاہیوں کو جمع کر کے ان آنے والوں پر حملہ کر دیا جائے؟ لیکن پھر انہوں نے خود ہی فیصلہ کیا کہ یہ ممکن نہ تھا کیونکہ اس دن جن دستوں نے اسانڈھلوانا میں جنگ کی تھی وہ نہ صرف بہت دور تھے بلکہ بے حد تھکے ہوئے بھی تھے اور دوسرے دستے حکم کا انتظار کئے بغیر سفید فاموں پر حملہ کرنے کے لئے دریا کی طرف چلے گئے تھے۔

چنانچہ زولو جہاں تھے وہیں خاموش پڑے سنتے رہے اور میں بھی جہاں تھا وہیں خاموش پڑا سنتا رہا کیونکہ اندھیری تھی، آسمان پر بادل منڈلا رہے تھے اور میں کچھ دیکھ نہ سکتا تھا چند ثانیوں بعد ہی میں نے دبی دبی آوازیں سنیں۔ کچھ احکامات جاری کئے جا رہے تھے۔ اور پھر

میں نے انگریزی فوج کے رکنے کی آواز سُنی کیونکہ اس گھپ اندھیرے میں ظاہر ہے کہ وہ آگے بڑھ نہ سکتے تھے۔ اور وہاں انہوں نے قیام کر دیا ہے زندوں نے مردوں میں پڑاؤ ڈال دیا اور یقیناً وہ سوچ رہے تھے کہ کہیں صبح تک ان کی لاشیں بھی یہاں نظر نہ آئیں اور اگر زولوؤں کے سپہ سالار ہوشیار ہوتے تو بے شک ایسا ہی ہوتا اگر پانچ ہزار زولو بھی صبح حملہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تو اس انگریز فوج کا ایک سپاہی بھی زندہ نہ رہتا۔ لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

صبح ہونے سے پہلے کوئی ایک گھنٹہ پہلے میں نے نیچے پڑاؤ میں ہلچل کی آوازیں سنیں اور جب سورج طلوع ہوا تو وہ سب کے سب گھاٹی عبور کر کے جا چکے تھے۔ کہاں اور کس انجام کی طرف؟ یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

غار میں پڑاؤ ڈالے ہوئے زولو سپاہی بھی جا چکے تھے اور ڈھلان پر پہرہ دیتے ہوئے کافروں کو بھی میں نے صبح کی دھند میں پہاڑ کی ڈھلان اترتے دیکھا۔ جب روشنی اور بڑھی تو میں نے دیکھا کہ نیچے گھاٹی کے دہانے پر بلکہ دونوں دہانوں پر زولو جمع ہو رہے تھے۔ چنانچہ میرے لئے اب یہ ممکن نہ رہا تھا کہ بھاگ کر انگریزی فوج میں پہنچ جاتا حالانکہ میں یہی امید لگائے بیٹھا تھا۔ اب میری امید اوندھے منہ گر گئی تھی۔ کیونکہ زولو میرے راستے میں حائل تھے۔ نہ ہی میں زیادہ دیر تک اب اس چٹان پر رہ سکتا تھا کیونکہ میرے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ تھا اور پھر اس کا بھی مجھے یقین تھا کہ جلد یا بدیر کسی کافر کے دماغ میں کیڑا رینگے گا اور وہ اس چٹان کو دیدبان کے طور پر استعمال کرنے کے لئے اوپر چڑھ آئے گا۔

صبح کی دھند ابھی غائب نہ ہوئی تھی اور صبح کے سائے بھی میرے لئے اوٹ

کا کام دے سکتے تھے چنانچہ یہی موقع غنیمت تھا کہ اس وقت مجھے کوئی دیکھ نہ سکتا تھا۔ میں خدا اور قسمت پر بھروسا کر کے اسی درخت سے جس درخت سے اوپر چڑھا تھا، نیچے اتر کر میدان میں آگیا۔ کہیں کوئی زندہ آدمی نہ تھا۔ نہ سفید فام نہ سیاہ فام۔ مُردے۔ لاشیں۔ چاروں طرف مُردے ہی مُردے تھے۔ لاشیں ہی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ میں آخری انگریز تھا جو اسانڈھلوانا کے میدان میں زندہ کھڑا ہوا تھا۔

میری تمام مہم جو زندگی کا یہ بے حد عجیب اور یادگار تجربہ تھا کہ ایک سخت امید و بیم اور آزمائشی رات کے بعد میں موت کے میدان میں تن تنہا کھڑا ہوا تھا۔ اور بھوک میری آنتیں نوچ رہی تھیں اور میں نیم جان ہو رہا تھا کیونکہ پچھلے چوبیس گھنٹوں سے میں نے کچھ نہ کھایا تھا۔ میں اشیائے خورد و نوش کے اس چھکڑے کے قریب سے گزرا جسے زولوؤں نے لوٹ لیا تھا۔ وہ ڈبے، جن میں گوشت تھا، بکھرے پڑے تھے اور شراب کی چند بوتلیں بھی ٹوٹی ہوئی بوتلوں میں پڑی ہوئی تھیں۔ میں نے ایک اسا گائی اٹھایا، پھل پر خون جم گیا تھا جو میں نے صاف کیا، اس سے گوشت کا ایک ڈبہ کھولا اور گھاس میں ایک جگہ چند زولوؤں اور ایک سفید فام کی لاش کے درمیان لیٹ کر ڈبے کا گوشت کھانے لگا۔ چند بوتلوں کی گردنیں توڑ کر شراب کے بڑے بڑے گھونٹوں سے حلق کو تر کرکے بیٹھ گیا۔ میں جب یوں پیٹ پوجا میں مصروف تھا تو ایک بڑا سا ٹیریر کتا، جس کے گلے میں چاندی کا طوق پڑا ہوا تھا کہیں سے دوڑتا ہوا آیا۔ پہلے تو میں سمجھا کہ لکڑبگھا ہے لیکن جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو گوشت کے چند ٹکڑے اس کے سامنے پھینک دیئے۔ وہ بھی شاید بہت زیادہ بھوکا تھا کیونکہ

وہ گوشت کے قتلے بغیر چبائے ہی نگل گیا۔ میں سمجھتا ہوں بلکہ یقیناً وہ کسی افسر کا پالتو کتا تھا حالانکہ طوق پر کسی کا نام نہ تھا۔ بچارا کتا۔ وہ مجھ سے مانوس ہو گیا، میں نے اس کا نام "گمشدہ" رکھا اور یہ کتا آخر دم تک میرے پاس رہا جب میں نے اپنے دوستوں سر ہینری کرٹس اور کپتان جان گڈ کے ساتھ گنج سلیمان کی تلاش میں روانہ ہوا ہوں تو اس سے کچھ ہی دنوں پہلے "گمشدہ" موذی مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ اس وقت میں ڈربن میں تھا اور وہیں میں نے اسے دفن کیا۔"

خیر تو آمدم بر سر مطلب۔ جب میں کھا پی چکا تو میں نے چاروں طرف دیکھا اور سوچنے لگا کہ اب میں کیا کروں؟ پچاس گز دور ایک باسوتو گھوڑا جو لنگڑا تھا، یہاں وہاں اُگی ہوئی گھاس اور جھاڑی پر منہ مار رہا تھا۔ اس پر زین اور سارا سامان کسا ہوا تھا حالانکہ لنگڑا رہی یا شاید اس کے گرنے کی وجہ سے زین پیٹھ پر سے کھسک کر اس کے پہلو پر آ رہی تھی۔ میں نے دبے پاؤں آگے بڑھ کر اسے آسانی سے پکڑ لیا اور اسے اپنے پیچھے کھینچتا ہوا لیے ہوئے چھکڑے تک لے آیا۔

اور یہاں میں نے گوشت کے ڈبے اٹھا اٹھا کر زین کے دونوں طرف لگے ہوئے تھیلوں میں بھرے، شراب کی چند بوتلیں اور دریا سلائی کا ایک پیکٹ بھی جو خوش قسمتی سے ہاتھ لگ گیا تھا، گوشت کے ڈبوں کے ساتھ رکھ دیا۔ قریب ہی ایک انگریز سپاہی کی لاش پڑی تھی۔ اس کے بےجان ہاتھ سے رائفل چھڑا کر اپنے قبضے میں کی اور اس کے پٹکے میں سے دس پندرہ کارتوس بھی نکال کر اپنی جیبوں میں رکھے، معلوم ہوتا ہے سپاہی جنگ شروع ہوتے ہی مارا گیا تھا ورنہ اتنے بہت سے کارتوس اس کے پٹکے

میں نہ ہوتے :

یوں لیس ہو کر میں گھوڑے پر سوار ہوا اور ایکبار پھر ناٹال کی طرف روانہ ہو جانے کا ارادہ کیا لیکن جب گھاٹی کی طرف دیکھا تو اپنا یہ ارادہ بدلنا پڑا۔ اس طرف زولوؤں کی پوری فوج تھی جو یقیناً روکی ڈرونٹ کے انگریزوں پر کامیاب حملہ کرنے کے بعد واپس آ رہی تھی۔ چنانچہ میں نے "گندہ" کو سیٹی بجا کر قریب بلایا اور گھوڑے کا رخ کوہ ناکوٹا کی طرف پھیر کر اسے اندھا دھند دوڑا دیا اور آدھے گھنٹے بعد میں موت کے اس منحوس میدان سے بہت دور نکل چکا تھا۔

ایک کام میں نے اور بھی کیا۔ میدان کے سرے پر پہنچا تو یہاں مجھے زولوؤں کی بہت سی لاشیں پڑی ملیں۔ لاشوں کی مسخ شدہ حالت سے پتہ چلتا تھا کہ یہ لوگ توپ کے گولے سے مارے گئے تھے یہاں پہنچ کر میں نے گھوڑے کی باگیں کھینچیں، اس پر سے اترا، ایک زولو کے سر پر سے اس کا ہیڈ ڈریس یہ اتار کر اپنے سر پر پہن لیا کیونکہ میری ہیٹ پتہ نہیں کہاں گر گئی تھی۔ یہ "ہیڈ ڈریس یا ٹوپی یوں تھی کہ اود بلاؤ کی کھال کا ایک موٹا فیتہ تھا جس میں کالے پروں کی کلغی، جسے کافر "سا ہا جولا" کہتے تھے، لگی ہوئی تھی۔ اسی زولو کا "کمر بند" جو بیل کی دم کا تھا میں نے اپنی کمر پر باندھ لیا اور میں سمجھتا ہوں کہ میری یہی احتیاطی تدبیر تھی جس نے میری جان بچائی کیونکہ اس ہیئت کذائی میں دور سے دیکھنے والوں نے مجھے ایک کافر ہی سمجھا جو کسی انگریز افسر کا گھوڑا لے کر بھاگ رہا تھا۔

اور یوں تیار ہو کر میں پھر روانہ ہو گیا۔

کہاں ؟ یہ تو میں خود بھی نہ جانتا تھا۔

انیسواں باب

بیداری

زولولینڈ کے اس خوفناک سفر کی تمام تفصیلات بیان کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ویسے بھی مجھے ساری تفصیلات یاد نہیں ہیں۔ مجھے اتنا یاد ہے کہ شروع میں میرا ارادہ تھا کہ سیدھا اولونڈی چلا جاؤں اور یہ کہہ کر کہ میں ناٹال سے ایک پیغام لے کر آیا ہوں اپنے آپ کو کاٹووایو کے رحم وکرم پر چھوڑ دوں۔ لیکن اس کے چند گھنٹوں بعد ہی میں ایک ٹیلے کی چوٹی پر پہنچا تو وہاں سے دیکھا کہ زولوؤں کا ایک دستہ جھٹکے اور لوٹ کا سامان لے کر بادشاہ کے کرال کی طرف جا رہا تھا اور مجھے یہ سمجھنے دیر نہ لگی کہ یہ سپاہی میرا کس طرح اور کیسا استقبال کریں گے چنانچہ میں نے گھوڑے کی باگ موڑی اور اس امید کے ساتھ اسے مخالف سمت میں دوڑا دیا کہ چکر کاٹ کر لمبے راستے سے سرحد پر پہنچ جاؤں گا۔ لیکن یہاں بھی قسمت آڑے آ گئی کیونکہ اس طرف چٹانوں پر زولوؤں کے آؤٹ پوسٹ قائم تھے جو دوسری رجمنٹوں کے تھے۔ ایک زولو نے مجھے زولو سمجھ کر دور سے چیخ کر خبریں پوچھیں۔ میں نے چیخ کر فتح اور سفید فاموں کے مکمل صفائے کی خبر اسے سنائی اور پھر اس خوف سے کہ کہیں میرا بھانڈا نہ پھوٹ جائے میں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جنگل میں گھس کر اس زولو اور دوسرے زولوؤں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔"

اب یہ حقیقت ہے کہ اس کے بعد جو کچھ ہوا اس کی یاد میرے ذہن میں مبہم

اور بے حد دھندلی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ اس رات کئی دفعہ میں گھوڑے پر سے اترا۔ مجھے یاد ہے کہ اشیائے خورد و نوش کا ذخیرہ ختم ہو چکا تھا اور میں بے حد بھوکا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ کتا "گمشدہ" ایک جھاڑی میں گھس کر ایک پرندہ پکڑ لایا تھا اور مجھے یاد ہے کہ میں نے خشک لکڑیاں جمع کر کے اور انہیں سلگا کر اس پرندے کو بھونا اور آدھا کچا اور آدھا پکا کھا گیا۔ اسکے بعد مجھے یہ یاد ہے۔ یہ شاید ایک دو دن بعد کا واقعہ ہے۔ کہ رات کا وقت تھا اور طوفانِ باد و باراں میں میں گھوڑا بھگائے جا رہا تھا اور مجھے یاد ہے کہ ایکدفعہ بجلی غیر معمولی طور پر تیزی سے اور بڑی زبردست کڑک کے ساتھ چمکی۔ اس کے بعد پتہ نہیں کیا ہوا کہ میں نے ایک دھکا سا محسوس کیا اور پھر بیہوش ہو گیا۔"

آہستہ آہستہ میرا ذہن بیدار ہوا۔ خوفناک تشنج کے ساتھ وہ رفتہ رفتہ موت کی غشی سے ابھرا اور میں نے اپنے چاروں طرف خون دیکھا جو بہہ رہا تھا۔ خون کے دریا اور میں نے فتح کے نعرے اور کرب کی کراہیں سنیں۔ اور میں نے دیکھا کہ میں تن تنہا موت کے میدان میں کھڑا ہوا ہوں اور مکمل تنہائی میری روح کو کاٹ رہی تھی۔ میدان کی یہ تنہائی ایسی سخت اور بوجھل تھی کہ میری روح اس سے نچنے کے لئے پھڑپھڑا رہی تھی۔ یہ تنہائی اسے ختم کر دینا چاہتی تھی لیکن روح ختم نہ ہو رہی تھی۔ اور اب پہلی دفعہ مجھے احساس ہوا کہ روح واقعی لافانی ہے۔ وہ پھڑپھڑاتی رہی اور اس مٹھی بھر خاک سے لپٹی رہی جو میرا جسم تھا۔ روح اس دنیا آب و گل کو چھوڑنا چاہتی تھی تاہم اب بھی وہ جیسے اسی دنیا میں چل پھر رہی تھی۔"

کوئی چیز میرے ہاتھ چھونے لگی اور میں نے سوچا کہ اگر میں زندہ

ہوں۔ کیونکہ میں اپنے آپ کو مرا ہوا یقین کر چکا تھا۔ تو پھر یہ چیز جو میرے ہاتھ کو چھو رہی تھی، کتے کی زبان ہو سکتی تھی۔ بڑی کوشش سے میں نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا، آنکھیں کھولیں اور روشنی میں۔ کیونکہ وہاں روشنی تھی۔ اپنا ہاتھ دیکھا اور یہ دیکھ کر چکرا گیا کہ روشنی میرے ہاتھ کی ہڈیوں کے آر پار نظر آ رہی تھی۔ میں نے ہاتھ جھکا لیا۔ جھکا کیا لیا گرا دیا اور وہ کتے کے سر پر ٹک گیا اور کتا میرا ہاتھ پھر چاٹنے لگا۔ کتا؟ کونسا کتا؟

اور پھر مجھے یاد ہے۔ وہ کتا جو مجھے اسانڈھلوانا کے میدان میں ملا تھا۔ تو پھر میں زندہ تھا۔ اس خیال کے آتے ہی میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ یہ خوشی کے نہیں بلکہ افسوس اور غم کے آنسو تھے کیونکہ میں زندہ رہنا نہ چاہتا تھا۔ میں اس جدوجہد کی، اس تکلیف کی اور اس خون خرابے کی زندگی سے تھک گیا تھا۔ اور اب میں موت کی طویل اور پُر سکون اور نہ ٹوٹنے والی نیند سونا چاہتا تھا جس میں کوئی خواب نہ ہوں کوئی فکر نہ ہو اور کوئی غم نہ ہو۔

کوئی چیز میری طرف آ رہی تھی۔ اس کے آنے کی آواز میں سن رہا تھا۔ کتا اس کی طرف غرایا اور وہ چیز جیسے ڈر کر پیچھے ہٹ گئی۔ میں نے اپنی آنکھیں دوبارہ کھولیں، سامنے دیکھا اور خوفزدہ ہو کر آنکھیں پھر بند کر لیں۔ کیونکہ میں نے جو کچھ دیکھا اس نے مجھے ایک بار پھر یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ میں شاید مر گیا تھا اور دوزخ میں تھا۔ کیونکہ میں نے جسے دیکھا تھا وہ سفید سر والی، بدہیئت اور خوفناک شکل تھی۔ دوزخ کا عفریت تاہم زندگی میں میں ایسی بدہیئت شکل کو جانتا تھا۔ کیا نام تھا اس کا؟ ہاں۔ وہ چیز جسے پیدا نہ ہونا چاہئے تھا۔

ہاں ۔ وہی ۔ زکالی ۔ جواب اپنی گہری اور گونجدار آواز میں بول رہا تھا ۔
" خوش آمدید میکومیزن " اس نے کہا " تو تم ان مرے ہوؤں میں سے واپس آ گئے جن میں تم کوئی ایک مہینہ تک مقیم رہے ۔ تو تم زندوں میں واپس آ گئے اور یہ تم نے کوئی عقلمندی نہیں کی ۔ تاہم میں خوش ہوں کہ میں نے اپنے علم اور اپنی مہارت کو موت سے ٹکرا دیا اور فتح حاصل کی اور تمہیں زندوں میں واپس لے آیا ۔ ہاں ۔ میں خوش ہوں کیونکہ اب تم مجھے اس کی حکومت کے بارے میں بہت سی باتیں بتا سکو گے ۔ موت کی حکومت کے بارے میں ۔"

تو یہ زکالی ہی تھا ۔ زکالی جس نے میرے ساتھیوں کو قتل کر دیا تھا ۔
" دور ہو جا خونی " میں نے مری ہوئی آواز میں کہا " دور ہو جا اور مجھے سکون سے مرنے دے ورنہ مجھے بھی قتل کر دے جس طرح تو نے میرے ساتھیوں کو قتل کر دیا ہے ۔"

وہ ہنسا ۔ لیکن اس کی یہ ہنسی اس کی مخصوص اور بھیانک ہنسی نہ تھی بلکہ اسکی یہ ہنسی نرم تھی ۔ اس نے لفظ " خونی " دو تین دفعہ دہرایا اور پھر اس نے اپنا بڑا اور استخوانی پنجہ میرے سر کے نیچے رکھ کر میرا سر آہستہ سے اوپر اٹھایا اور کہا ۔ " میکومیزن ! سامنے دیکھو ۔"

میں نے دیکھا ۔ اور دیکھا کہ میں کسی قسم کے غار میں تھا ۔ باہر سورج غروب ہو رہا تھا اور اس کی سرخ روشنی کے پس منظر میں مجھے دو انسان نظر آئے ۔ ایک سفید فام مرد اور ایک سفید فام عورت ۔ وہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ دئے ہوئے تھے اور ایکدوسرے کی طرف پیار سے دیکھ رہے تھے ۔ مرد اسکو پیبے تھا اور عورت ہیڈا ۔ دونوں غار کے دہانے کے سامنے سے گزر رہے تھے ۔
" دیکھو اے سخت الفاظ کہنے والے ۔ وہ سامنے وہی ہیں جنہیں قتل کر دیا گیا تھا ۔"

زکالی نے کہا :

"یہ نظر کا دھوکا ہے" میں نے دیکھا"، کاجی نے ان کی لاشیں اور پھر قبریں دیکھی تھیں"
"آ۔ ہاں ۔ میں بھولا ۔ بیشک اس موٹی بیوقوف عورت نے انکی لاشیں دیکھی تھیں اور قبریں بھی ۔ بہر حال کبھی کبھی مردے بھی زندہ ہو کر آجاتے ہیں اور یہ تم جانتے ہی ہو کیونکہ تم نے ما نبہا سے، جو مر چکی ہے، گفتگو کی تھی اور اسی کے مشورے پر عمل کر کے زولاوؤں کے بھالوں میں گھس پڑنے کے بجائے یہاں آگئے"

میں نے صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کی لیکن سمجھ نہ سکا چنانچہ پوچھا :

"یہاں میں کیسے آگیا؟ کیا واقعہ ہوا میرے ساتھ؟"

"میرے خیال میں پہلے سورج نے شعاعوں کے تیر تمہیں مارے کیونکہ تمہارے سر پر ٹوپی وغیرہ نہ تھی اور پھر بجلی نے اپنا آتشی کوڑا تمہیں مارا اور تم بیہوش ہو گئے اور جب تم بیہوش تھے تو ایک ہستی غیب سے تمہاری راہبری کر رہی تھی بلکہ یوں کہو کہ تمہارے گھوڑے کی راہبری کر رہی تھی اور پھر جب آسمان تمہاری جان نہ لے سکا، شاید اس لئے کہ میرے جادو کے سامنے اس کی ایک نہ چلی، تو پھر ایک ہستی نے تمہارے لئے وہ گھوڑا بھیج دیا جس پر تم سوار ہوئے اور جو تمہیں یہاں لے آیا جہاں تم گرے تھے اور پھر وہ یہاں آیا! اور ہم وہاں پہنچے جہاں تم تھے اور تمہیں یہاں لے آئے۔ اچھا اب آرام کرو اور سو جاؤ مبادا تم وہاں پہنچ جاؤ جہاں سے میں بھی تمہیں واپس نہ لا سکوں"

اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ میرے سر پر پھیلا دیے اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ اس کا قد بڑھ رہا تھا یہانتک کہ اس کا سفید بالوں والا سر غار کی چھت سے لگ گیا اور دوسرے ہی لمحے میں نے محسوس کیا کہ میں کہیں گر رہا تھا۔ گہرائیوں میں گر رہا تھا۔ اندھیری اور بے تھاہ گہرائیوں میں گرتا ہی چلا جا رہا تھا۔

اور ایکبار پھر خوابوں کا دور شروع ہوا۔ اس دوسرے دور میں ہر قسم کے لوگوں سے مل رہا تھا۔ ان سے بھی جو زندہ تھے اور ان سے بھی جو مر چکے تھے۔

آخر کار میں بیدار ہوا اور اس دفعہ میں اتنی کمزوری محسوس نہ کر رہا تھا جتنی کہ پچھلی دفعہ محسوس کی تھی۔ اور سب سے پہلے میری نظر میرے گتنے گشتہ ہ پر پڑی جو میری چارپائی کے قریب بیٹھا میری طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں پیار تھا اور جس چارپائی پر میں لیٹا ہوا تھا اس کی پٹیاں اور پائے بانسوں کے تھے اور اس میں اودائین کی جگہ چمڑی پٹیاں بھری ہوئی تھیں۔ اور گتے کے قریب وچ ڈاکٹریس نومے بیٹھی ہوئی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ وہ گتے کے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھی اور اس کے ہونٹوں پر پُر اسرار مسکراہٹ تھی اور خود نومے نہایت کا دلربا نمونہ معلوم ہو رہی تھی۔

"سلام میکومبزن" اس نے اپنی سُریلی آواز میں کہا "جب گوزا تمہیں اپنے ساتھ لے گیا تو اس وقت ہم آخری دفعہ ملے تھے۔ تب سے لے کر اب تک تم نے بڑی شکلوں کا سامنا کیا ہے۔"

اور اب مجھے سب یاد آگیا اور مجھے اس عورت نومے پر غصہ آگیا۔

"نہیں نومے" میں نے تلخی سے کہا "ہم آخری دفعہ تو وادی استخوان میں ملے تھے جہاں تم نے اس عورت کا بہروپ بھرا تھا جس کا نام مامینا تھا اور جو مر چکی ہے۔"

نومے نے بڑی ہمدردی سے میری طرف دیکھا اور پھر سر ہلا کر بولی۔

"تم سخت علیل رہے ہو میکومبزن اور اس کا اثر اب تک زائل نہیں ہوا۔ میں نے کبھی وادی میں کسی بھی عورت کا بہروپ نہیں بھرا اور نہ ہی میری نظروں نے تمہیں آج سے پہلے کہیں دیکھا۔ گوزا کے ساتھ جب تم گئے تھے تو اس کے بعد میں آج پہلی دفعہ تمہیں یہاں دیکھ رہی ہوں اور اس عرصے میں تم اتنے

تبدیل ہو گئے ہو کہ میں بمشکل تمہیں پہچان سکی۔"

"جھوٹی" میں نے کہا:

"سفید فام ہر اس عورت اور مرد کو جھوٹا ہی کہتے ہیں جو سچ بولتے ہیں؟ یا ان باتوں کو جھوٹ کہتے ہیں جو ان کی سمجھ میں نہیں آتیں؟" اس نے بڑی اثر انگیز معصومیت سے پوچھا اور پھر میرے جواب کا انتظار کئے بغیر میرا ہاتھ تھپتھپایا جیسے میں بچہ ہوں اور پھر تو بنی میں مجھے شوربہ دیتے ہوئے کہا" لو۔ پی جاؤ۔ لذیذ ہے۔ خاتون ہیڈینا نے خود بنایا ہے سفید فاموں کی ترکیب سے۔"

میں نے شوربہ پیا جو حقیقت میں لذیذ تھا اور تو بنی اسے واپس دیتے ہوئے کہا:" کاجی نے مجھے بتایا تھا کہ خاتون ہیڈینا مر چکی ہے۔ تو کیا مُردے بھی شوربہ پکاتے ہیں۔"؟

وہ چند ثانیوں تک خاموشی سے میرے سوال پر غور کرتی رہی اور تو بنی میں سے گوشت کی بوٹیاں نکال نکال کر کتے کے سامنے ڈالتی رہی۔ اس سے کوئی جواب بن نہ پڑ رہا تھا۔ بہر حال اس نے کہا:"

"یہ تو میں نہیں جانتی میکومیزن اور یہ بھی نہیں جانتی کہ مُردے بھی ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں یا نہیں۔ اب جب میری روح میرے پاس آئے گی تو میں اس سے دریافت کروں گی اور اس کے بعد تمہارے سوال کا جواب دے سکوں گی۔ لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ یہ عجیب بات ہے کہ تم، جو ہمیشہ حقیقت قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہو، جھوٹ کو قبول کر لیتے ہو۔ میں پوچھتی ہوں کہ تم نے کاجی کی بات کا یقین کیوں کر لیا جبکہ میں نے قسم کھا کر کہا تھا کہ میں خاتون ہیڈینا کی حفاظت کروں گی۔ چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے؟ نہیں۔ اب کچھ نہ کہو اور آرام کرو۔ کل اگر تمہاری طبیعت ٹھیک ہو گی تو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ اس کے

بعد ہی کوئی فیصلہ کرنا۔

اس نے مجھے کمبل اڑھا دیا، مادرانہ شفقت سے میرا ہاتھ تھپتھپایا اور اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹ لئے وہاں سے چلی گئی۔ میں فوراً ہی سو گیا۔ اور ایسی پرسکون اور گہری نیند سویا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس شوربے میں نوبے نے کوئی خواب آور جڑی بوٹی ملا دی تھی۔

دوسرے دن زکالی کے دو خادم خاص جو مجھ مریض کے کمرے کی۔ بشرطیکہ ہم اسے مریض کا کمرہ کہہ سکیں۔ صفائی وغیرہ کے کام پر متعین تھے آئے اور کہا کہ اگر میں کہوں تو وہ مجھے تھوڑی دیر کے لئے غار سے باہر لے جائیں۔ میں کھلی ہوا کو ترس رہا تھا چنانچہ میں نے کہا کہ ہاں۔ بے شک۔ اس پر انہوں نے میری چار پائی اٹھائی اور لے آئے اور چارپائی ایک جگہ رکھ دی۔ میرا دم ذرا درست ہوا۔ کیونکہ میں اسقدر کمزور ہو رہا تھا کہ اس مختصر سے سفر نے بھی مجھے تھکا دیا تھا۔ تو میں نے ادھر ادھر نظر دوڑائی اور جیسی کہ مجھے توقع تھی اپنے آپ کو زکالی کے کمبٹ میں۔ یعنی کالی گھاٹی یا کالے غار میں پایا کیونکہ سامنے وہ جھونپڑیاں تھیں جن میں میرا اور میرے ساتھیوں کا اسوقت قیام رہا تھا جب ہم سواری لینڈ سے یہاں پہنچے تھے۔

میں چارپائی پر پڑا تازہ ہوا کہ جو میرے لئے حیات بخش دوا سے بڑھکر تھی، اپنے پھیپھڑوں میں پہنچاتا اور سوچتا رہا کہ کہیں میں اب تک خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ میں سوچنے لگا کہ پہلے دن جب میں بیدار ہوا تھا تو اس وقت میں نے غار کے دہانے کے سامنے سے حقیقت میں ہینڈا اور اسکے بیٹے کو ہی دیکھا تھا یا وہ بھی نظر کا دھوکا تھا جو زکالی نے اپنے شیطانی علم سے پیدا کیا تھا کیونکہ اس کے متعلق زکالی یا نوبے نے مجھ سے کچھ نہ کہا تھا۔ اور کا تو یقین تھا مجھے۔

یوں سوچتے ہوئے میں اونگھ گیا اور اسی عالم میں میں نے سرگوشیاں سنیں۔ میں نے آنکھیں کھول دیں اور میرے سامنے اسکوبے اور ہیڈا کھڑے ہوئے تھے۔ مارے حیرت کے میری تو زبان بند ہو گئی تھی۔ ایک لفظ میرے منہ سے نہ نکل رہا تھا چنانچہ ابتدا ہیڈا نے کی اس نے کہا :

"کوا شرمین! میرے بے چارے کواشرمین"

اور میری اب گنگ زبان کھلی۔

"میں تو سمجھتا تھا کہ تم دونوں اس دنیا میں نہیں رہے" میں نے کہا "سچ کہو۔ کیا واقعی تم دونوں زندہ ہو؟"

"یہ تو تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو" ہیڈا نے جواب دیا "بے شک ہم زندہ ہیں اور سلامت ہیں۔

خدا کا شکر ہے۔ کاچی نے تو قسم کھا کر کہا تھا کہ اس نے تمہاری لاشیں اور قبریں دیکھی تھیں"

"کالے غار میں لوگوں کو عجیب عجیب چیزیں نظر آتی ہیں۔ اسکوبے نے کہا" اور جب سے ہم تم جدا ہوئے تھے تب سے لیکر اب تک بہت کچھ ہو گیا ہے۔ یہ ایک طویل داستان ہے جو تمہیں اس وقت سنائی جائے گی جب تم پوری طرح سے تندرست ہو جاؤ گے۔ چنانچہ جلد از جلد تندرست ہو جاؤ"

اس کے بعد شاید مجھ پر غشی طاری ہو گئی کیونکہ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو غار میں پایا۔

دس گیارہ دن کے بعد ہی میں بستر سے اٹھنے کے قابل ہو سکا اور کئی ہفتوں تک چلا نہ جا سکا۔ اور پورے تین مہینوں بعد میری نقاہت دور ہوئی۔ میری قوت عود کر آئی اور میں ایسا ہی ہو گیا جیسے اس عجیب علالت

سے پہلے تھا۔ ان دنوں میں اسکوبے اور ہیڈا میرے پاس آتے رہے لیکن وہ چند منٹ بیٹھ کر چلے جاتے۔ زکالی بھی کبھی کبھی آجاتا تھا اور تاریخ قدیم کی ادھر ادھر کی باتیں کرکے چلا جاتا تھا۔ اس نے کبھی جنگ کا ذکر نہ کیا اور پھر ایک دن اس نے کہا:

"میکومیزن! اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم زندہ رہو گے حالانکہ ابتک اسکا مجھے یقین نہ تھا ہاں اس وقت بھی مجھے یقین نہ تھا جب تم رو بہ صحت ہو رہے تھے۔ اب خطرہ ٹل گیا ہے چنانچہ سنو۔ تم نے تین زبردست صدمہ برداشت کئے ہیں۔ پہلا یہ کہ اسانڈھلوانا کے میدانِ جنگ میں تم آخری اور تنہا وہ سفید فام تھے جو زندہ تھے۔"

"یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا زکالی؟" میں نے پوچھا۔

"میں جانتا ہوں۔ بس یہی کافی ہے۔ تم اپنا گھوڑا بھگاتے زولوؤں میں نہیں گھس گئے جو ادھر ادھر ہٹ کر تمہیں راستہ دے رہے تھے۔ اور چیخ چیخ کر وہ کہہ رہے تھے۔ جو تم سمجھ نہ سکتے تھے؟ تمہیں یاد ہو گا میکومیزن کہ ایک زولو نے تو اپنا بھالا بلند کرکے تمہیں سلام بھی کیا تھا۔"

"ہاں مجھے یاد ہے زکالی۔ اب یہ تم بتاؤ کہ ان کا یہ سلوک کیوں تھا اور وہ چیخ چیخ کر کیا کہہ رہے؟"

"یہ تو میں نہیں بتاؤں گا میکومیزن۔ تم پھر اس پر غور کرنا اور پھر دیکھنا کہ تم کیا نتیجہ اخذ کرتے ہو۔ حقیقت بہر حال افسانے سے زیادہ حیرت انگیز ہوتی ہے۔ اتنا تو میں البتہ کہوں گا کہ ایسا انہوں نے اس لئے کیا کہ ایک گڑیا نے، جسے میں نے دادی کی استخواں میں ایک خاص لباس میں پیش کیا تھا، انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔ اسی گڑیا نے جس کی ہدایت پر عمل کرکے

تم نے اپنے گھوڑے کا رخ اولونڈی کی طرف کر دیا تھا اور انگریزوں کے ساتھ دریا کی طرف نہ بھاگے تھے۔"

"کون تھی وہ گڑیا زکالی؟"

"یہ مجھ سے نہ پوچھو۔ شاید نومبے تھی۔ شاید کوئی اور تھی۔ میں تو بہرحال بھول گیا۔ بات یہ ہے کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور یادداشت جواب دے رہی ہے۔ پھر بھی اتنا تو مجھے یاد ہے کہ وہ بے حد عمدہ گڑیا تھی اور مرحومہ ماسینا سے اسقدر مشابہ تھی کہ میں ان دونوں کو الگ الگ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ہائے۔ وہ کیا زبردست کھیل تھا جو میں نے دادی کی آنکھوں میں کھیلا تھا۔ ہے نہ میکوبیزن؟"

"ہاں۔ لیکن وہ کھیل تم نے کیوں کھیلا تھا؟"

"ہر چند کہ تمہارے بال سفید ہو چلے ہیں لیکن اب بھی تم میں نوجوانوں کی سی بے صبری موجود ہے۔ ایک ذرا صبر کرو اور تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائیگا۔ خیر تو اُس رات تم اسانڈھلوانا کی بلند ترین چٹان کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہاں تم نے عجیب باتیں دیکھیں اور سنیں۔ تم نے سنا کہ بقیہ سفید فام سپاہی آئے اور مردوں میں آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے اور پھر صحیح سلامت چلے گئے۔ ہائے۔ ہائے۔ یہ زولو افسر اب کتنے بیوقوف بن گئے ہیں۔ وہ ایک امپی بھیجتے ہیں ان سفید فاموں پر حملہ کرنے کے لئے جو بلند اور مضبوط دیواروں کے پیچھے محفوظ ہیں اور بندوقوں سے مسلح۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زولو شکست کھاتے ہیں۔ اگر انہوں نے اس امپی کو محفوظ رکھا ہوتا اور یہ امپی ان انگریزوں پر حملہ کرتا جو زولوؤں کے بچھائے ہوئے جال میں آ گئے تھے تو تمہاری قوم کا ایک فرد بھی زندہ نہ بچتا۔ سچ کہنا میکوبیزن شاکا کے زمانے

یہ افسر ایسی حماقت کر سکتے تھے؟"

"نہیں۔ لیکن میں خوش ہوں کہ انہوں نے یہ حماقت کی۔"

"بے شک۔ شاکا کے زمانے میں سردار اتنے بیوقوف نہ تھے۔ شاکا عظیم تھا چنانچہ اس کے سردار بھی عظیم تھے۔ چھوٹے آدمیوں کی عقل بھی چھوٹی ہوتی ہے۔ اور میں بھی تمہاری طرح خوش ہوں کہ انہوں نے یہ بیوقوفی کی کیونکہ مجھے زولوؤں سے نفرت ہے۔ آ۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ زولو لینڈ کے بہت سے افسر بے ہوا غبارے کی طرح ہو گئے ہیں اور ان کی فتح۔ وہ اسے فتح ہی کہتے ہیں۔ انہیں بڑی مہنگی پڑی ہے۔ میکومیزن! شاید تمہیں معلوم نہیں کہ ایک سفید فام کے عوض دو زولو مارے گئے ہیں۔ چنانچہ صبح تم اس چٹان پہ سے اترے۔ تمہارے بشرے سے حیرت کا اظہار کیوں ہو رہا ہے میکومیزن؟ دہاں۔ اس پہاڑ پر اور اس چٹان کے نیچے جو زولو تھے انہوں نے تمہیں نہ دیکھا۔ شاید اسی لئے کہ اس میں ان کی کوئی غرض تھی یا شاید اس لئے کہ انہیں اس کا حکم دیا گیا تھا۔ اب یہ نہ پوچھنا کہ انہیں یہ حکم کس نے دیا تھا؟ ہر چند کہ میں بوڑھا اور کمزور ہوں لیکن اتنا بھی نہیں کہ کوئی حکم نہ دے سکوں۔ اور پھر تم نے اپنے آپ کو اس موت کے میدان میں پایا۔ بالکل تنہا۔ دنیا کے آخری انسان کی طرح۔ اور تمہارے پاس کتا بھی کھڑا تھا اور پھر ایک گھوڑا بھی تمہیں مل گیا۔ شاید اسے میں نے ہی بھیجا تھا۔ شاید وہ اپنے آپ ہی آ گیا تھا۔ اور وہ تمہارا پہلا صدمہ تھا۔ بے شمار لاشوں کے درمیان تنہا کھڑے رہنے کا صدمہ جیسے تم دنیا کے آخری انسان ہو۔ خود تم نے یوں محسوس کیا تھا میکومیزن۔ ہے نا؟"

"اور خدا کرے میں پھر کبھی یوں محسوس نہ کروں۔ اس احساس نے مجھے پاگل سا کر دیا۔ میں نے کہا۔"

"بے شک۔ قریب قریب پاگل ہو گئے تھے تم۔ لیکن میکومیزن! میں نے اس سے بھی بڑے صدمات برداشت کئے ہیں اور ان پر ہنسا ہوں۔ خیر تو پھر سورج کی تمازت تمہارے دماغ پر اثر انداز ہوئی۔ تم جانو اس موسم میں اور ان میدانوں میں سورج آگ برساتا ہے اور سفید فاموں کے لئے اس کی گرمی ناقابل برداشت ہوتی ہے اور پھر تمہارے سر پر تو ٹوپی بھی نہ تھی۔ چنانچہ تم پاگل ہی ہو گئے البتہ کتا اور گھوڑا ایسے ہی رہے جیسا کہ قدرت نے انہیں بنایا ہے۔ اور یہ دوسرا صدمہ تھا میکومیزن۔ اور پھر طوفان پھٹ پڑا اور بجلی گری اور یہ بجلی تمہاری بندوق کی نالی پر گری جو تمہارے ہاتھ میں تھی۔ یہ رائفل میں تمہیں دکھاؤں گا اور تم دیکھو گے کہ اس کا دستہ پھٹ گیا ہے۔ شاید میں نے بجلی کو دوسری طرف موڑ دیا کیونکہ تم جانو میں بجلی کو بھی موڑ سکتا ہوں یا مجھ سے کوئی دوسری بڑی قوت نے بجلی کا رخ موڑ دیا۔ اور یہ تمہیں تیسرا صدمہ تھا۔ اور پھر تمہیں تلاش کر لیا گیا اور تم زندہ تھے۔ کس طرح، کیسے اور کہاں یہ تمہیں تمہارا سفید فام دوست بتائے گا۔ بہرحال تمہارے اس کتے نے ایسی وفاداری کا ثبوت دیا ہے کہ شاید ہی کوئی انسان دے سکے۔ بہرحال چونکہ تم طاقتور ہو حالانکہ قد میں چھوٹے ہو یا اس لئے کہ ابھی اس دنیا میں تمہیں بڑے کام کرنے ہیں تم بہرحال بچ گئے، زندہ رہے اور بہت جلد مکمل طور سے صحت یاب ہو جاؤ گے۔"

"ہاں۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ اب میں صحت یاب ہونا چاہتا ہی نہیں زکالی"

"یہ تم جھوٹ کہہ رہے ہو میکومیزن۔ تم تندرست ہونا چاہتے ہو اور زندہ بھی رہنا چاہتے ہو کیونکہ تم سفید فاموں کا مذہب تمہیں موت سے اور اس کے بعد جو کچھ ہوتا ہے اس سے ڈراتا ہے۔ تم ان چیزوں کا خیال کرتے ہو جنہیں تم گناہ کہتے ہو اور ڈرتے ہو کہ ان کی سزا تمہیں دی جائے گی اور تمہیں عذاب

میں مبتلا کیا جائے گا۔ برا آدمی وہ نہیں ہے میکومیزن جو دوسروں کا بھلا چاہتا ہے اور اس میں کبھی کبھی برائی کر جاتا ہے بلکہ برا وہ ہے جو دوسروں کا برا چاہتا ہے۔"

"اگر ایسا ہی ہے تو پھر تم خود برے ہو زکالی کہ تم نے زولوؤں کو جنگ میں جھونک دیا اور اس طرح ان کا برا چاہا۔"

"آ-ہا۔ تو یہ ہے تمہارا خیال۔ لیکن میکومیزن۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو بظاہر تو بری معلوم ہوتی ہیں لیکن حقیقت میں اچھی اور بھلی ہوتی ہیں۔ خود تم نے زولو قوت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اس قوت نے بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو۔ بے شمار انسانوں کو اپنے آپ پر بھینٹ چڑھایا ہے۔ سفید فاموں کا قتل عام کیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں اس ظالم قوت کو توڑنا برائی ہے کیا؟"

"زکالی! تم بہت زیادہ ہوشیار ہو لیکن یہاں تم ان زیادتیوں کے متعلق ہی سوچ رہے ہو جو خود تمہارے ساتھ کی گئی ہیں۔ نمبون اس کا وہ کھوپڑی ہے جو دادی استخواں میں تمہارے ہاتھ لگ گئی تھی اور جسے تم نے بار بار چوما تھا۔"

"زیادتی میرے ساتھ نہیں میرے پورے قبیلے کے ساتھ کی گئی تھی میکومیزن۔ چنانچہ میں صرف اپنے متعلق نہیں بلکہ پورے قبیلے، پوری قوم کے متعلق سوچتا ہوں اور تم سفید فاموں کی طرح میں موت سے نہیں ڈرتا۔ خیر۔ تو بہت جلد تمہارے دوست تمہیں ایک دلچسپ داستان سنائیں گے۔" خاتون ہیڈا تمہیں بتائے گی کہ میں نے کس طرح ایک خاص مقصد کے لئے اسے استعمال کیا۔ اور یہ وہی مقصد تھا جس کے لئے میں تم تینوں کو زولو لینڈ میں کھینچ لایا تھا کیونکہ خاتون ہیڈینا کے بغیر میں یہ جنگ برپا کر ہی نہ سکتا جو کاٹھوالیو کرنا نہ چاہتا تھا یہ کہانی سننے کے بعد میرے لئے کوئی سخت اور غلط رائے قائم نہ کرنا میکومیزن"

"میں تمہارے متعلق سخت رائے قائم کر چکا ہوں زکالی کیونکہ اس عورت کا بھی

سے یہ جھوٹ بلوا کر کہ اس نے میرے ساتھیوں کی لاشیں دیکھی ہیں، تم نے مجھے روحانی اذیت میں مبتلا کر دیا تھا۔"

"وہ جھوٹ نہ بولی تھی میکومیزن۔ اب کیا میں اتنا بھی نہیں کر سکتا کہ ایک بیوقوف موٹی عورت کو اپنی زبردست قوتوں سے وہ دکھا دوں جو در اصل نہیں ہے؟ تم پوچھوگے یہ میں کیسے کر سکتا ہوں؟ اور میں کہتا ہوں کہ میں نے اپنی جھونپڑی میں تمہیں وہ نہیں دکھایا تھا جو تم دیکھ نہ رہے تھے؟"

"زکالی! میرا یوں مذاق اڑانے سے تمہیں کیا مل جاتا ہے؟"

"سچ سچ میکومیزن تمہاری حالت تو اس چمگادڑ کی سی ہے جسے دن کی روشنی میں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ خیر، جب تم اپنے ساتھیوں سے پوری داستان سن لو گے تو سب کچھ سمجھ میں آجائے گا۔ تاہم میں یہ اعتراف کر رہا ہوں کہ معاملہ ذرا گڑبڑ ہو گیا۔ یہ خبر تمہیں اس وقت سے پہلے مل جانی چاہیے تھی جب کاٹو والیو تمہیں وادی اسنخواں میں لایا تھا۔ لیکن اس بیوقوف موٹی عورت نے دیر کر دی اور جب وہ اولونڈی پہنچی تو اسے جاسوس سمجھ کر کرال میں داخل نہ ہونے دیا گیا۔ پھاٹک بند کر دیا گیا اور جب پھاٹک کھولا گیا تو وقت گزر چکا تھا چنانچہ تم جب واپس آئے تو اسے اپنی جھونپڑی میں بے خبر سوتے پایا۔ یہ میں جانتا تھا چنانچہ اسی لئے میں نے تمہیں اس پر گولی چلانے کو کہا تھا جو چٹان پر کھڑی ہوئی تھی۔ اگر اس موٹی عورت نے تمہیں پہلے تمہارے ساتھیوں کی موت کی خبر سنا دی ہوتی تو تم ٹھیک سے نشانہ باندھتے اور سیدھی گولی چلاتے اور پھر انتقام کے جذبے میں میری طرف بھی پستول کا رخ کر دیتے اور اپنے ساتھیوں کو قتل کرنے کے بدلے میں مجھ پر گولی چلا دیتے البتہ یہ دوسری بات ہے کہ تمہاری گولی مجھ پر اثر کرتی یا نہ کرتی۔ بہر حال مجھے یقین تھا کہ تم اس عورت کا دل اپنی گولی

سے نہ چھید و گے جو سفید فام ہے اور جس کی صورت تمہیں جانی پہچانی معلوم ہوتی ہے اور مجھے یہ بھی یقین تھا کہ تم مجھ پر بھی گولی نہ چلاؤ گے کیونکہ میری موت اس سفید فام عورت اور اس کے عاشق کی موت کا بھی باعث بن سکتی تھی۔

"بہت مکار ہو تم زکالی" میں نے حیرت سے کہا۔

"تمہارا یہ خیال ہے میکو میزن حالانکہ میں بے حد صاف دل اور بھولا ہوں البتہ بات صرف اتنی ہے کہ میں بہت سی باتوں کے علاوہ انسان کی اس چیز کو سمجھتا ہوں جسے تم سفید فام نفسیات کہتے ہو۔ خیر تو اگر تمہیں یقین ہوتا کہ تمہارے دونوں ساتھی زندہ ہیں تو تم کبھی زولولینڈ سے نہ جاتے۔ بلکہ یہ ہوتا کہ تم اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچنے کے لئے فرار ہونے کی کوشش کرتے اور مارے جاتے۔ ہے نا؟"

"ہاں زکالی۔ شاید میں ایسا ہی کرتا لیکن تم نے انہیں اپنا قیدی بنا کر کیوں رکھا ہے؟"

"اسی غرض سے جس غرض سے تمہیں بھی یہاں لے آیا ہوں۔"

"یعنی؟"

"یعنی انہیں بھوتوں کی دنیا میں داخل ہونے سے فی الحال روک دوں۔ جس رات زولوؤں نے اعلان جنگ کیا اس رات یا اس کے بعد اگر میں تمہارے ساتھیوں کو جانے نہ دیتا تو وہ اس زمین پر ایک گھنٹے کی مسافت بھی طے نہ کر پاتے اور دوسری دنیا کے سفر پر روانہ ہو جاتے۔ نہیں میکو میزن۔ میں اتنا برا نہیں ہوں جتنا تم نے مجھے سمجھ رکھا ہے اور پھر میں اپنے وعدے کا پکا بھی ہوں۔ بس میں کہہ چکا۔"

"جنگ کا کیا حساب ہے؟" میں نے پوچھا۔

وہی جو ہونا چاہئے۔ زولوؤں کے حق میں بہت بُرا۔ انہوں نے سفید فاموں کو دھکیل تو دیا ہے: لیکن کالے پانیوں کے دوسری طرف قوت جمع کر رہے ہیں اور بہت جلد بڑے زور و شور سے آئیں گے اور زولوؤں کا صفایا کر دیں گے امنایانلنے کاٹو والیو کو ناٹال پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا تھا اور کاٹو والیو اس کے لئے تیار بھی ہو گیا تھا لیکن میں نے اسے پیغام بھیجا کہ انکوسازانائے زولو۔ ہاں وہی روح مقدس۔ میرے پاس آئی تھی اور اس نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اگر کاٹو والیو نے ناٹال پر حملہ کیا تو ساری روحیں اس کے خلاف ہو جائیں گی۔ اور کاٹو والیو نے میری بات مان لی۔ اور یوں میں نے ناٹال کو تباہ ہونے اور سفید فاموں کو قتل ہونے سے بچا لیا۔ آئندہ جب کبھی تم مجھے عیار اور مکار اور بُرا کہو تو اس واقعہ کو یاد کر لینا۔ بہرحال اب میرے انتقام اور زولوؤں کی تباہی کا وقت دور نہیں۔ اور جب تک یہ معاملہ ختم نہیں ہو جاتا تم یہیں مقیم رہو گے حالانکہ یہاں کا قیام تمہارے ساتھیوں کے لئے بیزار کن ہے لیکن تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ لیکن یہاں ان کا قیام کبھی خود ان کے لئے مفید ہے کیونکہ یہیں ان کے پیار کے درخت پر محبت کا پھل پک رہا ہے۔ اور جب یہ پک کر تیار ہو جائے گا تو بے حد لذیذ اور بے حد میٹھا ہوگا۔ اور میکومیزن! تم بتانا انہیں کہ ایک دوسرے کا جیون ساتھی بن کر کس طرح رہا جاتا ہے۔ او۔ ہو۔ ہو۔ ہو"

اور وہ قہقہہ لگاتا غار سے باہر چلا گیا"

بیسواں باب

ہیڈا کی کہانی

اس شام میں غار سے باہر اپنی چارپائی پر لیٹا ہوا تھا جب اسکوپیے اور ہیڈا نے اپنی کہانی سنائی۔ ایک مقام تک یہ کہانی اسکوپیے نے سنائی اور اس سے آگے ہیڈا نے:

"جس شام ہم یہاں پہنچے تھے لیکن اس کے دوسرے دن صبح میں بیدار ہوا تو تم جھونپڑی میں نہ تھے" اسکوپیے نے کہا "تم بہت دیر تک واپس نہ آئے تو میں نے سمجھا تھا کہ تم زکالی کے پاس چلے گئے ہو۔ چنانچہ میں اِدھر اُدھر تمہیں تلاش کرنے لگا۔ پھر ہمارے لئے کھانا لایا گیا اور میں نے اور ہیڈا نے ناشتہ کیا اور پھر ہم وہاں گئے جہاں سے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ تمہارا گھوڑا غائب تھا۔ ہم بے حد خوفزدہ ہو کر واپس آئے تو نومبے نے تمہارا رقعہ دیا جس سے معاملہ صاف ہو گیا تو ہم نے نومبے سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا گیا اور یہ کہ اب ہمارا کیا ہو گا۔ وہ مسکرائی اور کہا کہ بہتر ہو گا کہ ہم پہلا سوال زولوؤں کے بادشاہ اور دوسرا اس کے آقا زکالی سے پوچھیں اور مطمئن رہیں، نہ خوفزدہ ہوں اور نہ گھبرائیں کہ ہم محفوظ ہیں۔"

"چنانچہ زکالی سے ملنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ پھر میں نے سوچا کہ گھوڑے لے آؤں، انہیں چھکڑے میں جوتوں اور تمہاری تلاش میں روانہ ہو جاؤں۔ لیکن وہاں پہنچا تو دیکھا کہ گھوڑے غائب تھے۔ اس دن سے لے کر آج تک میں نے ان گھوڑوں کو پھر نہ دیکھا۔ انتہائی مایوسی کے عالم

ہیں میں نے اور ہیڈا نے پیدل ہی چل پڑنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن نومبے نے کہا کہ اگر ہم نے کالے غار سے باہر قدم تک رکھنے کی کوشش بھی کی تو ہم مارے جائیں گے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ ہم قیدی تھے۔"

"چند دنوں تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ ہمیں کسی قسم کی اور کوئی تکلیف نہ تھی۔ ضرورت کی ہر چیز مہیا کر دی جاتی تھی اور ہمارے آرام کا خیال رکھا جاتا تھا لیکن اب بھی زکالی سے ملنے میں ہم کامیاب نہ ہوا تھا۔ آخر کار ایک صبح اسنے ہمیں بلا بھیجا اور ہمیں اس کی جھونپڑی کے احاطے میں لے جایا گیا۔ کاچی بطور مترجم ہمارے ساتھ تھی۔ زکالی چند لمحوں تک سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا۔ ہمارے دل دھڑک رہے تھے اور خود زکالی بے حد خوفناک معلوم ہوتا تھا۔ آخر کار اس نے ہماری طرف دیکھا اور کہا۔"

"سفید فام سردار اور خاتون! تم مجھے گالیاں دے رہے ہو اور مجھے کوس رہے ہو، تم مجھے بہت برا آدمی سمجھتے ہو کیونکہ میکیومزن جا چکا ہے اور تمہیں یہاں قیدی بنا کر رکھا گیا ہے اور اس معاملے کے ختم ہونے سے پہلے تم مجھے اور بھی برا خیال کرو گے اس کے باوجود میری تم سے درخواست ہے کہ مجھ پر بھروسہ رکھو اور یقین کرو کہ جو کچھ ہو رہا ہے اور آئندہ جو بھی ہو گا تمہارے بھلے کے لئے ہو گا۔"

"اس موقع پر ہیڈا، جو زولو زبان سمجھ لیتی اور بول لیتی ہے۔ اب وہ بڑی روانی سے یہ زبان بولنے لگی ہے۔ ایکدم سے بے قابو ہو گئی اور زکالی کو بڑی سخت باتیں سنا گئی۔"

"ہاں" ہیڈا نے اسکمبے کی بات کاٹ کر مجھ سے کہا "ہاں کواٹرمین — میں نے زکالی سے کہا کہ وہ جھوٹا ہے اور یہ کہ اس نے تمہارا خون کر دیا ہے اور

اب ہمیں کبھی کھڑکانے لگا دینا چاہتا ہے۔"

"زکالی سنتا رہا۔ اسکوبے نے کہانی جاری رکھتے ہوئے کہا" اور پھر جواب دیا۔ خاتون ہیڈ بینا! اب معلوم ہوا کہ تم ہماری زبان اتنی اچھی بول اور سمجھ لیتی ہو کہ میں تم سے براہ راست گفتگو کر سکوں۔ چنانچہ میں اس موٹی عورت کو یہاں سے رخصت کر رہا ہوں کیونکہ اب میں تم سے جو کہنے جا رہا ہوں وہ راز ہے۔"

"پھر اس نے تالی بجائی۔ فوراً ہی اس کے خادم حاضر ہوئے۔ زکالی نے کابجی کو وہاں سے لے جانے کا حکم دیا جس کی تعمیل کی گئی۔"

"اب سنو خاتون ہیڈ بینا" زکالی نے رک رک کر کہنا شروع کیا تاکہ وہ اس کا ترجمہ میرے لئے کرتی رہے، "میں ایک تجویز پیش کر رہا ہوں تمہارے سامنے۔ میرے ایک خاص مقصد کے لئے یہ ضروری ہے کہ تم بادشاہ اور اس کے مشیروں کے سامنے اسی دیوی کے روپ میں آؤ جو آسمانوں کی شہزادی... کہلاتی ہے اور جو سفید فام ہے۔ چنانچہ تمہیں میرے ساتھ اولونڈی چلنا ہے اور وہاں وہ کرنا ہے جو میں تم سے کہوں۔"

"اور اگر میں انکار کر دوں؟" ہیڈا نے پوچھا۔

"تو پھر اے خاتون یہ سفید فام جس سے تم پیار کرتی ہو اور جو تمہارا شوہر بننے والا ہے زندہ نہ رہے گا۔ اور اس کے مرنے کے بعد بھی تمہیں وہی کرنا پڑے گا جو میں چاہتا ہوں۔ یا۔ تم بھی زندہ نہ رہو گی۔"

"یہ بھی آئے گا ہمارے ساتھ؟"

"نہیں خاتون۔ یہ یہیں رہے گا پہرے میں رہے گا اور محفوظ رہے گا اور پھر تمہیں بھی بہ حفاظت اس کے پاس پہنچا دیا جائے گا۔ اب بتاؤ کیا فیصلہ ہے تمہارا؟ ایک طرف موت ہے اور دوسری طرف حفاظت اور مسرتیں۔ اب میں

سوتا ہوں ذرا دیر کے لئے۔ تم سفید فام آقا سے اپنی زبان میں مشورہ کرلو اور جب تمہارے درمیان بات طے ہو جائے تو مجھے بیدار کر دینا ؛

" اور اس نے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور ایسا معلوم ہوا کہ وہ سو گیا ہے۔"

" چنانچہ ہم نے صورت حال پر بحث کی اگرچہ ہم اسے صورت حال کہہ سکیں کیونکہ ہم دونوں قریب قریب پاگل ہو رہے تھے۔ ہیڈا جانے کے لئے تیار تھی اور میں اس سے کہہ رہا تھا کہ وہ اس بوڑھے بدمعاش کے ساتھ جانے سے پہلے اپنے ہاتھوں سے میرا خاتمہ کر دے۔ اس نے کہا کہ اگر میں مر بھی گیا تو اس کے بعد بھی وہ زکالی کے ہی رحم و کرم پر ہو گی اور خود موت ہی اسے زکالی کے شکنجے سے بچا سکے گی اس کے برخلاف اگر وہ زکالی کے ساتھ چلی گئی تو ہم دونوں ہی زندہ رہیں گے۔ ویسے موت کا تو یہ ہے کہ ہم جب چاہیں اسکی آغوش میں پہنچ سکتے ہیں۔ آخر کار میں بھی رضامند ہو گیا اور ہم نے زکالی کو جگا کر اپنے فیصلے سے آگاہ کیا ؛

" زکالی خوش ہو گیا اور بڑی نرمی سے ہم سے باتیں کرنے لگا۔ اس نے کہا۔ خاتون! تم دانا ہو اور ایکبار پھر میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں اور اس سفید فام آقا کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہتا ہوں کہ اس کا بدلہ تمہیں یہ دیا جائے گا کہ میں اور نومبے اپنی جان سے زیادہ تمہاری حفاظت کریں گے اور یہ کہ میں تمہارے دوست میکومیزن کو واپس لے آؤں گا حالانکہ اس کے لئے تمہیں ذرا انتظار کرنا پڑے گا۔ نومبے خاتون ہیڈ بینا کو بتا دے گی کہ کب روانہ ہونا ہے۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ ان باتوں کا ذکر کبھی بھولے سے کاچی سے نہ کرنا اور اگر تم نے ایسا کیا تو پھر اس عورت کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دینا ضروری ہو جائے گا۔ اس خیال سے اسے یہ باتیں معلوم

نہ ہو جائیں، میں اسے کل ہی اولونڈی کی طرف روانہ کر دوں گا کہ وہ وہاں تمہارا انتظار کرے۔ چنانچہ اگر تم اسے جاتے دیکھو تو حیرت نہ کرنا اور جاتے وقت وہ جو بھی کہے اس کی طرف دھیان نہ دینا۔ کالجی کی جگہ خاتون ہیڈیا کے ساتھ نومبے رہے گی اور اسی کے پاس سوئے گی تاکہ تنہائی اسے خوفزدہ نہ کر دے۔"

"اس نے پھر تالی بجائی، ملازم آئے اور انہوں نے ہمیں اپنی جھونپڑی میں پہنچا دیا۔ اور اب ایلین۔ بقیہ داستان ہیڈا سنائے گی۔"

"کیا اثر میین!" ہیڈا نے کہا۔ اس دن پھر کوئی خاص بات نہ ہوئی۔ ہم ایک عجیب طرح کی بے چینی محسوس کر رہے تھے اور دل تھا کہ بے قابو ہوا جا رہا تھا۔ کالجی نے ہم سے نہ پوچھا کہ اس کے جانے کے بعد وچ ڈاکٹر نے ہم سے کیا کہا بلکہ میں نے تو دیکھا کہ اس کی حالت کچھ عجیب سی ہو رہی تھی جیسے اسے کسی نے کوئی خواب آور دوا پلا دی ہو۔ اور یقیناً تھا بھی ایسا ہی۔ وہ بیوقوفوں کی طرح ایک ہی بات دہرائے جا رہی تھی کہ سامان۔ باندھو کہ ہمیں دوسرے دن یہاں سے روانہ ہونا ہے۔ وہ رات ہر رات کی طرح گزری۔ کالجی میرے قریب ہی بے خبر سو رہی تھی اور ایسے گہرے خراٹے لے رہی تھی کہ میں سو نہ سکتی دوسرے دن صبح ناشتے سے فارغ ہوئے تو نومبے نے کہا باہر چل کر چٹائی چھجے کے سائے میں بیٹھنا چاہیے کیونکہ جھونپڑی میں گرمی ہو رہی تھی۔ چنانچہ ہم وہاں جا بیٹھے میں رات کو سو نہ سکی تھی اور تھکن محسوس کر رہی تھی چنانچہ میں اونگھ گئی اور مزرس بھی سو گیا۔ اس تمام عرصے میں ہمارے قریب بیٹھی ایک عجیب سا گیت گاتی رہی۔

کچھ ہی دیر بعد۔ میں نے اسی حالت میں۔ کالجی کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ نومبے اٹھ کر اس طرف بڑھی۔ وہ بدستور گا رہی تھی۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جھگڑے

کے قریب لے گئی جہاں وہ گھوڑوں سے باتیں کرتے رہے جس پر مجھے حیرت ہوئی کیونکہ گھوڑے تو تھے ہی نہیں اور پھر کاجی رونے اور سینہ کوٹنے لگی اور نومبے اسکی پیٹھ تھپتھپاتی اور اسے تسلی دیتی رہی۔ میری زبان بند تھی۔ کیوں؟ یہ میں نہیں جانتی۔ غالباً اس لئے کہ میں حقیقت میں سو گئی تھی اور مورس بھی سو رہا تھا اور اس کی بھی آنکھ نہ کھلی۔"

"ہاں۔ اسکو جبے نے کہا" یہ سب تو مجھے بالکل بھی یاد نہیں۔"

"تھوڑی دیر بعد کاجی روتی پیٹتی چلی گئی اور میں پھر سو گئی اور جب بیدار ہوئی تو سورج غروب ہو رہا تھا۔ میں نے مورس کو جگایا اور ہم دونوں جھونپڑی میں پہنچے تو دیکھا کہ نومبے نے ہمارا شام کا کھانا تیار کر رکھا تھا۔ میں نے کاجی کو تلاش کیا لیکن اسے کہیں نہ پایا۔ جب سامان کی تلاش کی تو میرے زیورات کی تھیلی بھی غائب تھی۔ چنانچہ میں نے نومبے کو بلا کر پوچھا کہ کاجی کہاں گئی۔ اس نے مسکرا کر جواب دیا کہ وہ چلی گئی ہے اور زیورات کی تھیلی اپنے ساتھ لے گئی ہے۔ مجھے بڑا دکھ ہوا کیونکہ کاجی کو میں نے ہمیشہ وفادار اور مخلص پایا تھا۔"

"اور وہ ایسی ہی تھی" میں نے کہا "کیونکہ وہ زیورات اس وقت ماریتزبرگ کے ایک بینک میں محفوظ ہیں۔"

ہیڈا نے سر ہلا کر کہا:

"یہ سن کر مجھے واقعی خوشی حاصل ہوئی۔ زکالی نے جو کچھ کہا اس کے بعد بھی میں نے کاجی کو کبھی بے ایمان اور چور تو نہ ہی سمجھا بلکہ یہ سوچا کہ یہ سب کچھ کسی سوچے سمجھے ہوئے مقصد کے تحت کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد حالات پہلے کی ہی طرح معمول پر آ گئے سوائے اس کے کہ اب کاجی کی جگہ نومبے نے لے لی

تھی اور اب وہ دن میں رات میں میرے ساتھ ہی رہتی تھی۔ کابجی کے غائب ہو جانے کے متعلق اس نے ہم سے کچھ نہ کہا اور زکالی سے ہماری ملاقات نہ ہوتی تھی۔

"کابجی کے غائب ہونے کے تیسرے دن شام کو نومبے نے آکر کہا کہ مجھے سفر کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے وہ مجھ سے یہ کہہ ہی رہی تھی کہ آدمی ڈولی لیکر آ گئے جس پر چٹائیوں کے پردے پڑے ہوئے تھے نومبے نے میرے سامان میں سے میرا لمبا چغہ نکال کر مجھے پہنایا اور کسی قسم کی سفید جالی دار نقاب بھی میرے سر پہ ڈال دی کہ میرا چہرہ چھپ گیا۔ میں سمجھتی ہوں یہ نقاب اسنے سفری مسہری کے کپڑے سے بنائی تھی۔ پھر اس نے کہا کہ میں موریس سے رخصت ہو لوں۔ اب تم سمجھ سکتے ہو کو اڑمین کہ اس پر خاصا فضیحتہ ہوا۔ موریس مارے غصے کے دیوانہ ہو گیا اور کہا کہ وہ بھی میرے ساتھ چلے گا اس پر کچھ مسلح آدمی آئے اور انہوں نے بھالوں کے دستوں سے اسے پیچھے ڈھکیل دیا۔ مجھے اٹھا کر ڈولی میں بٹھا دیا گیا۔ نومبے میرے ساتھ ڈولی میں ہی بیٹھی اور یوں میں اور موریس جدا ہوئے اور ہم دونوں یہی سوچ رہے تھے کہ اب اس دنیا میں خدا جانے ہمیں ایکدوسرے سے ملنا نصیب ہو گا بھی یا نہیں۔ گھاٹی کے دہانے پر ایک دوسری ڈولی نظر آئی جسے زولو گھیرے ہوئے تھے۔ نومبے نے بتایا کہ اس ڈولی میں زکالی تھا۔"

"اس رات ساری رات بعد کی دو راتوں میں بھی ہم رات بھر سفر کرتے رہے۔ دن کے وقت ہم کرالوں میں قیام کرتے جو خالی ہوتے لیکن ہمارے قیام و طعام کی ساری تیاریاں مکمل کر دی گئی ہوتیں۔ یہ ایک عجیب سفر تھا جو میرے اعصاب کو جھنجھنا رہا تھا۔

حالانکہ مسلح لوگ ہمارے ساتھ ساتھ چل رہے تھے لیکن ان میں سے ایک

بھی کچھ بولتا نہ تھا جیسے ان کی زبانوں پر تالے ڈال دیے گئے ہوں اور نہ ہی زکالی کی صورت نظر آتی تھی اور نہ ہی کہیں کوئی دوسرا آدمی دکھائی دیتا تھا۔ تہانو ہی تھی جو مجھے دلاسہ اور تسلی دے رہی تھی کہ گھبرانے اور ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ تیسری صبح کو ہم پتہ نہیں کون سے ٹیلوں یا ڈھلان پر چڑھے اور مجھے ایک نئی جھونپڑی میں اتار اگیا اور مجھ سے کہا گیا کہ ہم اونونڈی کے قریب ایک جگہ پہنچ گئے ہیں جو اس سفر کی منزل بھی ہے۔

"دوسرے دن میں سوتی رہی اور شام کے وقت بیدار ہو کر جب میں کھانا کھا چکی تو زکالی ایک جناتی مینڈک کی طرح رینگ کر جھونپڑی میں داخل ہوا اور میرے سامنے بیٹھ گیا۔"

"خاتون" اس نے کہا "سنو۔ آج رات کو۔ سورج غروب ہونے کے ایک گھنٹے بعد یا شاید دو گھنٹے بعد یا شاید تین گھنٹے بعد تو ہے تمہیں ایک خاص قسم کا لباس پہنا کر اس جھونپڑی سے باہر لے جائے گی۔ اچھا۔ اب باہر ایک چٹان ہے جو چھجے کی طرح آگے کو نکلی ہوئی ہے تم اس چٹان پر اس راستے سے، جو بڑے بڑے پتھروں کے بیچ میں سے گزرتا ہے، اس طرح چڑھو گی کہ کوئی تمہیں دیکھ نہ سکے گا۔ دیکھو" اور اس نے وہ راستہ اور چٹان بھی مجھے جھونپڑی کے دروازے میں سے دکھائی۔ راستہ چٹان کے سرے پر اور ایک چپٹے پتھر پر جا کر ختم ہو جاتا ہے وہاں جا کر تم کھڑی رہو گی اور تمہارے ہاتھ میں وہ چھوٹا سا گاؤں ہوگا جو تمہیں دیا جائے گا۔

نو ہے تمہارے ساتھ اس پتھر پر نہ آئے گی البتہ راستے کے سرے پر پتھروں کے درمیان چھپ کر بیٹھ رہے گی اور وقتاً فوقتاً سرگوشیوں میں بتاتی رہے گی کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ چنانچہ جب وہ تم سے وہ چھوٹا بھالا پھینکنے کو کہے

گی تو تم وہ اس طرح پھینکو گی کہ وہ ان لوگوں کے درمیان گرے گا جو جہاں سے کوئی بیس قدم دور اور نیچے کھلی جگہ میں بیٹھے ہوئے ہوں گے۔ تم بالکل بے حرکت اور خاموش کھڑی رہو گی۔ تم کچھ بھی سنو یا کچھ بھی دیکھو تمہیں نہ تو زبان ہلانی ہے اور نہ ہی خوف کا اظہار کرنا ہے۔ تمہارے سامنے جو لوگ بیٹھے ہوئے ہوں گے ان میں، ہو سکتا ہے کہ تمہارا دوست میکو میزن بھی ہو لیکن خیال رہے کہ تم بالکل بے پروا اور بے تعلق رہو گی جیسے اسے پہچانتی ہی نہیں اور اگر وہ تم سے بات کرے تو تم کوئی جواب نہ دو گی حتیٰ کہ اگر وہ تم پر گولی بھی چلانا چاہے تو اس وقت بھی تم خاموش اور بے خوف رہو گی۔ سمجھ گئیں تم خاتون؟ اگر ہاں تو پھر میں نے جو کچھ کہا ہے اسے میرے سامنے دہرا دو کہ میرا اطمینان ہو جائے"

"چنانچہ میں نے اس کے اس حکم کی تعمیل کی اور پھر میں نے پوچھا کہ اگر میں نے اس کی یہ بات یا ان میں کی چند باتیں نہ مانیں اور ایسا نہ کیا جیسا وہ کہتا ہے تو کیا ہو گا؟

"اس نے جواب دیا۔ تم ماری جاؤ گی، نومبے ماری جائے گی، تمہارا عاشق آغا فاروقی مارا جائے گا اور تمہارا دوست میکو میزن مارا جائے گا۔ شاید میں بھی مارا جاؤں گا اور پھر ہم روحوں کی دنیا میں بیٹھ کر اس کے متعلق باتیں کریں گے۔"

"یہ سن کر میں نے جواب دیا کہ میں اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنے کی پوری پوری کوشش کروں گی چنانچہ ایکبار پھر اس نے مجھ سے کہا کہ میں دہرا دوں مجھے کیا کرنا ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا اور پھر وہ چلا گیا۔ اس کے بعد نومبے نے مجھے وہ لباس پہنایا جس میں، کوارٹیمین، تم نے مجھے دیکھا تھا، میرے بالوں میں افشاں کی قسم کا کوئی چمکدار سفوف لگایا اور میری آنکھوں کے تیکے کا جل سمیا

کوئی چیز لگادی۔ اس کے علاوہ میرے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بھالا دیا اور مجھے بے حرکت اور خاموش کھڑے رہنے کی مشق کروائی کہ مجھے کس طرح بھالے والا ہاتھ اوپر اٹھاکر کھڑے رہنا ہے اور کہا کہ جب وہ کہے "پھینکو" تو مجھے بھالا فوراً پھینکنا ہے۔ پھر چاند طلوع ہوا اور ہم نے دور سے لوگوں کے آپس میں باتیں کرنے کی آوازیں سنیں۔ آخر کار کوئی آیا اور سرگوشی میں نومبے سے کچھ کہا اور نومبے مجھے لے کر اس راستے تک پہنچ گئی جو پتھروں کے درمیان سے گزر کر اوپر تک جاتا تھا۔"

"یہ اس کے دو گھنٹے بعد کا واقعہ ہے جب میں نے لوگوں کے باتیں کرنے کی آوازیں سنی تھیں"

"لیکن" میں نے ہیڈا کی بات کاٹ کر کہا "ان دو گھنٹوں میں نومبے کہاں رہی؟"

"میرے ساتھ ہی رہی۔ ایک سکنڈ کے لئے بھی اس نے مجھے تنہا نہ چھوڑا اور جب میں چٹان پر کھڑی ہوئی تھی تو وہ مجھ سے راستے کے سرے پر دو پتھروں کے درمیان جھک کر بیٹھ گئی تھی۔"

"بے حد دلچسپ" میں نے کہا "لیکن ایک منٹ۔ یہ بتاؤ ہیڈا کہ نومبے نے کیا پہن رکھا تھا؟ اس کے گلے میں سبز دانوں کی مالا پڑی ہوئی تھی؟"

"وہ بالکل اسی طرح تھی جس طرح ہمیشہ رہتی ہے۔ یعنی صرف ایک لنگوٹی باندھے ہوئے تھی اور اس کے گلے میں کوئی مالا وغیرہ نہ تھی۔ لیکن یہ تم کیوں پوچھ رہے ہو کواٹرمین؟"

"یونہی۔ ذرا سا تجسس۔ لیکن یہ سب میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ تم اپنی داستان جاری رکھو۔"

"خیر تو میں چٹان پر پہنچی۔ پہلے تو مجھے کچھ نظر نہ آیا کیونکہ عین اسی وقت ایک بادل

نے چاند کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔ نوبے اسی کا انتظار کر رہی تھی۔ جیسے ہی بادل نے چاند کو ڈھک لیا کہ نوبے نے مجھے آگے ڈھکیل دیا اس کے علاوہ نیچے جلتے ہوئے الاؤ میں سے کسی قسم کا دھواں اٹھکر میری طرف آرہا تھا چند ثانیوں بعد ہی بادل چاند پر سے ہٹ گیا اور دھواں چھٹ گیا اور میں نے دیکھا کہ نیچے ایک دائرے میں کافر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے درمیان ایک سردار بیٹھا ہوا تھا جس نے چیتے کی کھال اپنے شانوں پر ڈال رکھی بلکہ پہن رکھی تھی میں نے سمجھ لیا کہ وہ بادشاہ تھا۔ کواٹرمین! میں نے تمہیں نہ دیکھا کیونکہ تم درخت کی اوٹ میں تھے اس کے باوجود میں نے محسوس کیا کہ تم وہیں تھے اور اس احساس نے میری ڈھارس بندھائی کہ ان دشمنوں میں ایک ایسی ہستی بھی ہے جو میری دوست ہے۔ میں بے حس و حرکت کھڑی رہی جیسا کہ زکالی نے کہا تھا اور نیچے بیٹھے ہوئے لوگ حیرت سے بڑبڑانے لگے اور عین اسی وقت میرے لباس پر ٹنکے ہوئے ہیرے چاندنی میں چمک اٹھے۔"

"اور پھر میں نے زکالی کی آواز سنی جو چٹان کے نیچے سے بول رہا تھا۔ وہ تم سے کہہ رہا تھا کہ آگے آؤ مجھ پر گولی چلاؤ اور اس شخص نے، جسے میں نے بادشاہ سمجھا تھا، تمہیں گولی چلانے کا حکم دیا۔ تم درخت کے پیچھے سے نکل کر سامنے آئے اور تمہارے چہرے کے جذبات سے میں نے سمجھ لیا کہ میرے نئے اور چمکیلے لباس اور پھر فاصلے کی وجہ سے تم مجھے پہچان نہ سکے تھے۔ تم نے پستول اٹھایا اور مجھے اپنی موت سامنے نظر آئی کیونکہ میں پہلے بھی وہاں مندر میں اسی پستول سے گولی چلاتے دیکھ چکی تھی اور جانتی تھی کہ تمہارا نشانہ خطا نہیں کرتا۔ میں نے چیخ کر تمہیں خبردار کر دیا ہوتا لیکن زکالی کی دھمکی یاد کر کے خاموش ہو رہی اور سوچا کہ اگر میں مر بھی گئی تو سارے دکھوں اور پریشانیوں سے

چھوٹ جاؤں گی اور شاید میرس بھی بچ جائے گا۔ اس کے علاوہ اب میں نے یہ بھی سمجھ لیا تھا کہ نیچے دائرے میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو میرے ذریعہ دھوکا دیا جا رہا تھا اور یہ کہ اگر میں مر گئی تو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور زکالی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو گا جو خدا جانے کیا تھا البتہ اتنا تو مجھے یقین تھا کہ اس کا مقصد نیک نہ تھا۔"

"مجھے تو ایسا معلوم ہوا کہ جیسے وقت تھم گیا ہے یا جیسے صدیاں ہی گزر گئی ہیں اور تب میں نے تمہارے پستول کی نالی سے نیلا بارودی شعلہ سانپ کی زبان کی طرح لپکتے دیکھا۔"

"ہیڈا،" میں نے کہا" اگر حقیقت میں میں نے تمہارا نشانہ لیا ہوتا تو تم وہ شعلہ لپکتے نہ دیکھ سکتیں بلکہ اس سے پہلے ہی ڈھیر ہو جاتیں۔ میں نے گولی سیدھی نہیں بلکہ نالی اوپر اٹھا کر چلائی تھی حالانکہ اس وقت میں جانتا نہ تھا کہ وہ تم تھیں البتہ یہ ضرور سمجھا تھا کہ وہ نومبے ہے جس نے یہ بہروپ بھرا ہے"

"بے شک۔ گولی میرے سر پر سے گزر گئی کیونکہ میں نے اس کی آواز سنی تھی۔ پھر میں نے زکالی کی آواز سنی۔ وہ تم سے کہہ رہا تھا کہ اب اس پر گولی چلاؤ اور سچ ہی کیوں نہ کہہ دوں۔ میں نے دل ہی دل میں دعا کی کہ تم اس کے اس حکم کی تعمیل کر دو تاکہ اس کے شیطانی وجود سے دنیا پاک ہو جائے۔ لیکن تمہارے دوسری دفعہ پستول چلانے سے پہلے نومبے نے کہا، "جھینگو" اور میں نے بھالا پھینکا اور تب تم نے پستول چلایا اور خود ہی نومبے نے کہا۔ بس۔ آ جاؤ۔" چنانچہ میں چٹان پر سے اتر آئی اور جس راستے سے آئی تھی اسی راستے سے نومبے کے ساتھ جھونپڑی میں واپس آ گئی۔ وہاں پہنچتے ہی نومبے نے مجھے چوم لیا اور میری تعریف کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنا پارٹ

بڑی خوبی سے ادا کیا۔ اس کے بعد اس نے میرا وہ عجیب جبہ اتار کر مجھے میرا اپنا لباس پہنا دیا۔"

"بس یہی تو اتنا کچھ جانتی ہوں میں۔ البتہ مزید یہ کہ جب اس کے چند گھنٹوں بعد مجھے نیند سے جگا کر ڈولی میں بٹھایا گیا۔ اس میں بیٹھتے ہی میں پھر سو گئی کیونکہ دماغی اور جسمانی طور پر بے حد تھکی ہوئی تھی۔ خیر۔ تو جس طرح ہم نے اولونڈی تک کا سفر کیا تھا اسی طرح سفر کرتے ہوئے واپس یہاں آ گئے۔ یعنی واپسی کا سفر بھی راتوں کے اندھیرے میں ہی رہا۔ زکالی سے میری ملاقات نہ ہوئی لیکن میرے سوال کے جواب میں نومبے نے بتایا کہ زولوؤں نے انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے لیکن یہ اس نے نہ بتایا کہ اس میں میں نے کیا حصہ لیا ہے اور نہ ہی میں آج تک معلوم کر سکی البتہ اتنا تو مجھے یقین ہے۔ کہ اس جنگ میں میرا کردار بنیادی اور اہم رہا ہے۔"

"خیر۔ تو ہم یہاں پہنچ گئے اور مورس کو زندہ اور تندرست دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اب بہتر ہوگا کہ اس کے آگے کی کہانی مورس سنائے کیونکہ اگر میں نے اپنی ملاقات وغیرہ کی تفصیلات بیان کیں تو جذباتی بن جاؤں گی۔"

"اب بیان کرنے کو کچھ زیادہ نہیں رہ گیا ہے۔ مورس اسکم جبے نے کہا۔ "سوائے یہ کہ تم۔ یعنی آگے کی داستان تمہارے متعلق ہے۔ ہیڈا کو یہاں سے لیجانے کے بعد مجھے بدستور قیدی بنا کر رکھا گیا۔ مجھ پر دن رات نظر رکھی جاتی تھی زکالی کے آدمی مجھے سے ایک گز بھی آگے جانے نہ دیتے تھے البتہ میرے آرام وغیرہ کا بہت زیادہ خیال رکھا جاتا تھا اور مجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ تھی اور پھر ایک دن سورج طلوع ہونے کے وقت یا اس کے کچھ دیر بعد ہیڈا یہاں پہنچ گئی اور اپنی پوری کہانی مجھے سنائی اور میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ

خیریت سے واپس میرے پاس پہنچ گئی ۔

"اس کے بعد ہم یہاں آرام سے رہنے لگے اور ایک دن نوبیبے نے بتایا کہ انگریزوں اور زولوؤں میں زبردست جنگ ہوئی جس میں زولوؤں نے سیکڑوں انگریزوں کو قتل کر کے ان کے دستوں کا پوری طرح صفایا کر دیا۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ سن کر ہم اداس اور مغموم ہو گئے خصوصاً اس لئے کہ ہمیں یہ خدشہ بلکہ ایک حد تک یقین تھا کہ تم انگریزی فوج میں یا کسی دستے کے ساتھ ہو گے چنانچہ ہم نے نوبیبے سے پوچھا کہ آیا تم اس جنگ کے وقت وہیں تھے یا نہیں۔ اس نے جواب دیا کہ یہ وہ اپنی روح سے پوچھ کر بتائے گی اور اس نے چند ہڈیاں پھینک کر اور پھر راکھ میں کچھ الٹی سیدھی لکیریں بنانے اور مٹانے کے بعد اعلان کیا کہ تم میدان جنگ میں موجود تھے لیکن زندہ ہو اور ایک کتے کے ساتھ جس کی گردن میں چاندی کی پٹی ہو گی، اسی طرف آ رہے ہو۔ اس پر میں نے اور ہیڈا نے اس کا مذاق اڑایا اور کہا کہ ایسی کوئی بات وہ نہیں جانتی کیونکہ وہ غیب داں نہیں ہے چنانچہ یہ سب بکواس ہے۔ اس پر وہ مسکرائی اور کہا "اچھا۔ انتظار کرو اور پھر کہنا مجھ سے کہ میں کیا اور کیا نہیں ہوں۔

" شاید یہ اس کے تین دن بعد کا ذکر ہے کہ ایک رات صبح ہونے سے کچھ پہلے میری جھونپڑی کے باہر ایک کتے کے بھونکنے کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی وہ یوں بھونک رہا تھا جیسے یہاں موجود کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنا یا اپنی موجودگی سے باخبر کرنا چاہتا ہو۔ یہ کتا یوں مسلسل اور کافروں کے کتوں کے برخلاف ایسے سدھے ہوئے انداز میں بھونک رہا تھا کہ پو پھٹتے وقت میں اٹھ کر جھونپڑی سے باہر آیا کہ دیکھوں معاملہ کیا ہے۔ سامنے اور میری جھونپڑی سے چند گز دور میں نے "گمشدہ" کو زکالی کے آدمیوں کے درمیان کھڑے

دیکھا اور پہچان لیا کہ وہ افریقی نہیں بلکہ انگریزی کتا تھا۔ وہ بے حد تھکا ہوا اور خوفزدہ معلوم ہوتا تھا اور جب میں حیرت سے سوچ رہا تھا کہ خدا جانے یہ کتا یہاں کیسے اور کہاں سے آگیا کہ میں نے دیکھا کہ اس کے گلے میں چاندی کا طوق پڑا ہوا تھا اور مجھے نوبیے کی وہ بات یاد آگئی جو اس نے تمہارے اور کتے کے متعلق کہی تھی چنانچہ اسی وقت سے مجھے یقین ہو گیا ایلن کہ تم کہیں قریب ہی ہو خصوصاً اس لئے کہ "گمشدہ" کافروں کی پروا کئے بغیر دوڑ کر میرے پاس آیا اور بار بار کالے غار کی طرف دیکھنے لگا جیسے وہ مجھے اپنے پیچھے آنے کو کہہ رہا ہو۔ ٹھیک اسی وقت نوبیے آگئی اور کتے کو دیکھ کر عجیب نظروں سے میری طرف دیکھنے لگی۔

"آقا ماروتی! ایک پیغام لائی ہوں تمہارے لئے" اس نے ہیڈلے کے ذریعہ مجھ سے کہا کیونکہ ہیڈا بھی کتے کے بھونکنے کی وجہ سے بیدار ہو کر وہاں آگئی تھی" اور وہ یہ کہ اگر تم اس کتے کے ساتھ صبح کی تفریح کے لئے جانا چاہتے ہو تو جا سکتے ہو اور اس تفریح میں جو بھی چیز تمہیں ملے وہ یہاں لیتے آنا۔

"چنانچہ گمشدہ کو تھوڑا سا گوشت کھلانے اور دودھ پلانے کے بعد میں اور زکالی کے کچھ آدمی گھاٹی کی ڈھلان اترے۔ گمشدہ آگے آگے چل رہا تھا اور ہر چند گز کے بعد پلٹ کر میرے پاس آتا اور "کوں کوں" کرنے لگتا تھا۔ گھاٹی کے دہانے سے باہر نکل کر وہ ہمیں ایک ٹیلے پر اور وہاں سے ایک تنگ وادی میں لے گیا جس میں خاردار جھاڑیاں اور گھاس اگ رہی تھی۔ اس وادی میں کوئی دو میل چلنے کے بعد میرے کافر ساتھیوں میں سے ایک کی نظر ایک باسوتو گھوڑے پر پڑی جس پر زین وغیرہ کسا ہوا تھا اس نے آگے بڑھ کر اس گھوڑے کو پکڑ لیا۔ کتا گھوڑے کے قریب سے گزرتا ہوا ایک درخت کی طرف بڑھا جو بجلی گرنے کی وجہ سے پھٹ گیا تھا اور نہایت

اس درخت سے چند گز دور ہم نے، ایلن، تمہیں بیہوش پڑے پایا بلکہ میں نے تو تمہیں مردہ ہی سمجھ لیا تھا اور تمہارے قریب ہی رائفل پڑی ہوئی تھی۔ اس کا دستہ بھی بجلی گرنے کی وجہ سے پھٹ گیا تھا۔

"ہم نے تمہیں اٹھا کر ڈھلان پر ڈالا اور یہاں لے آئے اور راستے میں ہمیں کوئی نہ ملا اور کسی نے ہمیں نہ دیکھا۔ تو یہ ہے پوری کہانی ایلن۔"

اسکو ہبے خاموش ہو گیا اور چند ثانیوں تک ہم ایکدوسرے کی صورت تکتے رہے۔ پھر میں نے آواز دے کر "گمشدہ" کو بلایا، اس پر ہاتھ پھیرا اور وہ میرا ہاتھ چاٹنے لگا جیسے سمجھ گیا ہو کہ میں اس کا شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

"حیرت انگیز کہانی ہے" میں نے کہا "لیکن خدا نے اس جانور کو ایسی عقل دی ہے کہ ہم سمجھ ہی نہیں سکتے چنانچہ آؤ ہم اس سارے جہاں کے مالک کا شکریہ ادا کریں۔"

اور ہم سب نے سچے دل سے اس کا شکر ادا کیا۔

چنانچہ یوں "گمشدہ" کی وفاداری اور ہوشیاری نے مجھے مرنے سے بچا لیا۔ اپنی نیم بیہوشی کے عالم میں بھی میں یقیناً کالے غار کی طرف ہی بڑھتا رہا تھا۔ جب میں اس سے چند میل دور تھا تو بجلی گرنے کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر پڑا تھا۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ بجلی کو بندوق کی آہنی نالی نے کھینچ کر جذب کر لیا تھا اور بجلی اس میں سے گزرتی ہوئی دستہ کو توڑ کر نکل گئی تھی اور گمشدہ میرے لئے مدد حاصل کرنے کی غرض سے ادھر ادھر بھاگتا رہا تھا اور آخر کار اسکو ہبے کو اس جگہ تک، جہاں میں بیہوش پڑا ہوا تھا، لے آیا تھا۔

اس کے بعد کے انتہائی بیزار کن اور طویل مہینوں کے متعلق مجھے کچھ زیادہ نہیں
کہنا ہے۔ ان مہینوں میں ہفتہ بہ ہفتہ میری کمزوری دور ہوتی چلی گئی۔ ایک
راستہ تھا وہاں، عمودی اور دشوار گزار جس تک ایک غار میں سے گزر کر پہنچا
جا سکتا تھا۔ یہ راستہ کھلتے اور جھاڑیوں میں سے ہوتا ہوا اس سطح مرتفع پر
پہنچ جاتا تھا جو گویا کیز اقلعہ کا ایک حصّہ تھا۔ چنانچہ جب مجھ میں چلنے پھرنے
کی طاقت آ گئی تو ہم اسی راستے سے اوپر چڑھ جاتے اور وہاں ورزش کرتے
کالے غار کی اندھیری اور گھٹی ہوئی فضا کے بعد یہ ایک خوشگوار تبدیلی معلوم
ہوتی تھی۔ دن البتہ بے حد بیزار کن اور بے رنگ تھے کیونکہ بیرونی دنیا
سے ہمارا رشتہ یکسر کٹ گیا تھا۔ تاہم نوجبے کے ذریعہ ہمیں وقتاً فوقتاً جنگ
کی خبریں معلوم ہو جاتی تھیں۔ زکالی تو وہ مجھے بہت کم نظر آیا۔

چنانچہ نوجبے کے ذریعہ ہی معلوم ہوا کہ انگریزوں نے زبردست مالی اور جانی
نقصان اٹھایا ہے اور ایک بڑا سردار جسے اس کے ساتھی چھوڑ کر بھاگ گئے
تھے بڑی بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ فرانس کا کوئی
شہزادہ تھا۔ پھر اسی کے ذریعہ انگریزوں کی پیش قدمی اور کاٹیو وایو کی فوج
کی شکست کا حال معلوم ہوا اور آخر کار اولونڈی کے میدان جنگ میں زولو
فوج کی مکمل تباہی کی خبر نوجبے نے سنائی۔ اس جنگ کو زولوؤں نے "جنگِ
قلعۂ آہن" کا نام دیا۔ غالباً اس لئے کہ اس میں انگریزوں نے گولیوں سے زیادہ
بندوقوں پر لگی ہوئی سنگینوں کو استعمال کیا تھا۔ یا شاید اس لئے کہ آہنی سنگینوں
کی وجہ سے زولوؤں کا زور انگریزوں پر نہ چلا تھا جیسے وہ آہنی قلعہ میں بند
ہوں۔ بہر حال اس جنگ میں زولو فوج کا قریب قریب صفایا ہو گیا اور انگریزوں
کے بہت سے سپاہی مارے گئے۔ چنانچہ یوں اس میدان میں اس زولو حکومت کو

زوال آ گیا جس کی بنیاد نشاکا نے رکھی تھی۔"

اس واقعہ کے بعد میں زکالی سے ملا اور اس سے درخواست کی کہ اب وہ مجھے یہاں سے جانے کی اجازت دے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس وقت وہ بہ یک وقت مسرور اور پریشان تھا اور کچھ مغموم بھی نظر آتا تھا۔

"زکالی" میں نے کہا۔ "میں نے جو کچھ سنا ہے اگر وہ سچ ہے تو تمہیں خوش ہونا چاہیے کیونکہ تم نے اپنا انتقام لے لیا۔ تمہارا مقصد پورا ہوا اور زولو برباد ہو گئے۔"

"میکومیزن! آدمی جس چیز کو حاصل کرنے کے لیے برسوں سے لگاتار کوشش کرتا ہے اور جب اسے وہ چیز مل جاتی ہے تو کیا وہ خوش ہو جاتا ہے؟ تمہارے دونوں ساتھی اداس ہیں اور دن رات آہیں بھرتے رہتے ہیں کیونکہ وہ ایک دوسرے سے شادی نہیں کر سکتے۔ میرا مطلب ہے اپنی رسم کے مطابق نہیں کر سکتے حالانکہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب کیا چیز مانع ہے؟ بہرحال وقت آنے پر وہ شادی کر لیں گے اور اس کے بعد یہ انکشاف ہو گا کہ وہ اتنے خوش نہیں ہیں جتنی کہ انہیں توقع تھی ہاں، وہ دن بھی آئے گا جب وہ ایک دوسرے سے کہیں گے۔ وہ مہینے جو ہم نے کالے غار میں اور انتظار میں گزارے ہماری زندگی کے بہترین مہینے تھے کیونکہ اس وقت ہم کچھ حاصل کرنا چاہتے تھے، ایک منزل تھی جس پر پہنچنے کی ہمیں دھن تھی۔ اب ہم نے وہ چیز حاصل کر لی، ہم منزل پر پہنچ گئے تو اب کیا رہ گیا ہماری زندگی میں۔"

"میرے ساتھ بھی، میکومیزن، ایسا ہی معاملہ ہے۔ جب سے نشاکا نے اور اس کے حکم سے زولوؤں نے میرے قبیلے اور خاندان کو مٹا دیا تب سے اب تک میں انتظار کرتا رہا کہ زولوؤں کی شادی بھائیوں سے ہو جائے اور ہر سال میں ان کی تباہی کی ترکیبیں سوچتا اور سازشیں کرتا رہا اور اب وہ ہو گیا جس کا مجھے

انتظار تھا۔ اولونڈی کے میدان میں سفید فاموں نے زولوؤں کو پیس کر رکھ دیا۔ اب زولو قوم کا خاتمہ ہو گیا۔ ان کا شیرازہ بکھر گیا لیکن اس کے بعد بھی میں خوش نصیب ہوں کیونکہ یہ زولو نہ تھے بلکہ سانزنیکونا کا گھرانا تھا جس نے میرے قبیلے اور میرے خاندان کو مٹایا تھا۔ زولو قوم تو ختم ہو گئی لیکن اس گھرانے کا فرد کاٹو وائیو ابھی زندہ ہے۔ میکومیزن! شہد کی مکھیوں کی ملکہ زندہ رہتی ہے تو چھتا دوبارہ بن جاتا ہے، راکھ میں ایک انگارہ بھی دہکتا رہ جاتا ہے تو پورے جنگل کو جلا سکتا ہے۔ کاٹو وائیو جب مر جائے گا تو شاید اس کے بعد میں خوش ہو جاؤں گا۔ بات یہ ہے کہ اس کی اور میری موت مقدر نے بہت قریب قریب کر رکھی ہے جیسے ایک ڈنٹھل پہ دھان کی دو بالیاں ہوں۔"

میں نے ایکبار پھر اپنے مطلب کی طرف آتے ہوئے اس سے اجازت چاہی کہ وہ مجھے یا تو ناٹال کی طرف یا انگریزی فوج کی طرف چلا جانے دے۔

"نہیں۔ ابھی تم نہیں جا سکتے" اس نے فیصلہ کن انداز میں جواب دیا۔ "چنانچہ اس معاملہ میں مجھے پریشان نہ کرو۔ اس علاقے میں زولوؤں کے گروہ بھٹک رہے ہیں اور اگر ان میں کسی نے بھی تمہیں قتل کر دیا تو تمہارا خون میری گردن پہ ہوگا۔ اسکے علاوہ اگر انہوں نے اس سفید فام عورت کو دیکھا جو اب تک میرے سائے میں رہی ہے تو میکومیزن وہ زولو دو اور دو کو ملا کر چار کر لیں گے یا ایک گڑھیا کو انکو سازانا کے زولو کا لباس پہنانا دنیا کا سب سے بڑا گناہ ہے۔ اب اگر زولوؤں کے کانوں میں اس کی بھنک بھی پڑ گئی کہ میں نے یہ گناہ کیا ہے اور یہ وہ جنگ کروائی ہے جو زولوؤں کی تباہی کا باعث بنی تو پھر میکومیزن راستہ ڈھونڈنے والے اور اس کے گھرانے کا انجام کیا ہوگا؟ جب کاٹو وائیو مارا جا چکا ہوگا اور جب مردے دفن کیے جا چکے ہوں گے تب ملک میں امن و سکون

ہو جائے گا تو اس وقت تمہیں یہاں سے جانے کی اجازت ہو گی۔ اس سے پہلے نہیں۔"

"کم سے کم اتنی تو مہربانی کرو زکالی کہ انگریزی فوج کے سالار کو یہ خبر بھجوا دو کہ ہم زندہ اور یہاں ہیں۔"

"واہ! گویا ٹلکرڈ بھگوں کو یہ خبر کر دوں کہ شکار کا ٹھکانا کہاں ہے؟ شکاریوں کو یہ خبر کر دوں کہ انٹیلوپ زکالی یہاں دبکا ہوا ہے؟ سنو میکومیزن۔ اگر تم نے ایسا کیا یا مجھے مجبور کیا تو نہ تو تم اور نہ تمہارے ساتھی یہاں سے کبھی جا سکیں گے۔ بس میں کہہ چکا۔"

اب زکالی سے کچھ بھی کہنا فضول تھا چنانچہ میں اٹھ کر چلا آیا اور زکالی میری طرف کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا کیونکہ خوف نے اسے سنگدل اور ظالم بنا دیا تھا۔ وہ ایک کھیل کی بازی جیت چکا تھا اور کامیابی اس کے منہ میں خاک دھول بن گئی تھی بلکہ شاید یوں تھا کہ اس نے ابھی پوری بازی جیتی نہ تھی کیونکہ اس کی جنگ ساز نیکو بنا کے گھرانے کے خلاف تھی جس نے اس پر اور اس کے قبیلے پر ظلم کیا تھا۔ اس گھرانے کو خاک میں ملانے کے لئے زولو قوم کو خاک میں ملانا ضروری تھا۔ یہ ایسا ہی تھا جیسے کہ صلح نامہ کو جلانے کیلئے پورے شہر کو آگ لگا دی جائے چنانچہ زکالی نے شہر کو تو جلا کر راکھ کر دیا تھا لیکن صلح نامہ جلا نہ تھا اور یہ کاغذ زکالی کے خلاف ٹھوس ثبوت پیش کر سکتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ کاٹو والیو ابھی زندہ تھا چنانچہ زکالی کا انتقام ابھی ادھورا تھا اور اب اسے ایک زبردست خطرہ لاحق تھا۔ ایسا خطرہ جو اسے پہلے کبھی لاحق نہ ہوا تھا کیونکہ یہی وہ پیش گو تھا جس نے انکوسازانا نے زولو کو بادشاہ اور مشیروں کے سامنے پیش کر کے انہیں جنگ کرنے پر اکسایا تھا۔ اب اگر کسی طرح یہ راز فاش ہو جاتا کہ انکوسازانا نے زولو

دراصل ایک سفید فام عورت تھی جسے زکالی نے آسمانوں کی ملکہ کا لباس پہنا کر پیش کیا تھا اور یوں بادشاہ اور مشیروں کو دھوکا دیا تھا تو پھر نتیجہ معلوم؟

اس شام میں نے اور ہیڈا نے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کیونکہ اسکو میں اس خفیہ راستے سے، جس کا ذکر میں کرچکا ہوں، اوپر۔ یعنی سطح مرتفع پر گیا ہوا تھا جہاں وہ خود اپنے بنائے ہوئے جال سے پھنسے اور بیٹے۔ یہ پرندے یہاں افراط سے تھے۔ پکڑ رہا تھا۔ کہنے کا مطلب یہ کہ اس وقت ہیڈا اور میں اکیلے تھے۔

میں نے اسے زکالی سے اپنی گفتگو اور ناکامی کی تفصیلات سنائیں تو وہ سخت مایوس ہوئی۔ پھر مجھے ایک خیال آیا اور میں نے کہا:

' ہیڈا! تم ایسا نہیں کر سکتیں کہ کسی کے ہاتھ اور لونڈی میں موجود انگریزی فوج کے افسر کو پیغام بھجوا دو؟ نو مبے سے کہو شاید وہ تمہارا پیغام لے جائے۔ میں خود اس سے بات کرتا لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ مجھ سے کچھ خفا اور کھنچی کھنچی سی ہے۔'

ہیڈا نے نفی میں سر ہلایا اور بولی:

' نہیں۔ بیکار ہے اس کے علاوہ بے حد خطرناک بھی۔'

اور زکالی کی دھمکی یاد کر کے میں نے اس سے اتفاق کیا:

' ایک بات بتاؤ کواٹرمین ' ہیڈا نے کہا ' ایک عورت کا دوسری عورت کی محبت میں گرفتار ہونا ممکن ہے کیا؟'

' میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔ البتہ اتنا تو ضرور جانتا ہوں کہ عورت یا تو جنسی مخالف سے، یعنی مرد سے پیار کرتی ہے یا پھر اپنی ذات سے۔'

' میرا بھی اب تک یہی خیال تھا لیکن......'

' لیکن کیا ہیڈا؟'

' نو مبے کا میرے ساتھ۔ میرا مطلب ہے۔ عجب حال ہے اس کا۔'

"میں سمجھا نہیں۔"

"یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ اسے شروع سے ہی مجھ سے انسیت ہو گئی تھی غالباً اس لئے کہ اس کی زندگی میں کوئی عورت آئی ہی نہ تھی جسے وہ اپنی دوست بنا سکتی کیونکہ اس کی پرورش اسی جگہ اور مردوں کے درمیان ہی ہوئی ہے۔ خود اس نے اپنی جو سرگزشت مجھے سنائی ہے وہ یوں ہے کہ وہ جڑواں بہنوں میں دوسرے نمبر کی تھی چنانچہ زولوؤں کی توہم پرستی کی بنا پر اسے مرنے کے لئے میدان میں پھینک دیا گیا۔ زکالی یا اس کا کوئی خادم، جو اس واقعہ سے باخبر تھا، تو جسے کو اٹھا لایا اور اس کی پرورش کی چنانچہ تنہا میں وہ عورت ہوں جو اس کی زندگی میں آئی اور جس کے سامنے نومبے بے تکلف بنی۔ خیر تو اس کی یہ انسیت بڑھتی رہی، بڑھتی ہی رہی یہاں تک کہ اب وہ۔ حالانکہ یہ کہنا احسان فراموشی ہے۔ میرے لئے ایک مصیبت بلکہ وبالِ جان بن گئی ہے۔ اس نے مجھ سے بار بار کہا ہے کہ میری حفاظت میں وہ اپنی جان دیدے گی اور یہ کہ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو وہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنی جان لے کر میرے پاس دوسری دنیا میں پہنچ جائے گی۔ وہ میرے مستقبل کے متعلق استخارا دیکھتی رہتی ہے اور اس سے اسے ہمیشہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ میں اس کے بغیر جی رہی ہوں۔ چونکہ وہ ان باتوں میں یقین رکھتی ہے اس لئے اکثر اوقات انتہائی مایوسی کے عالم میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے۔"

"ہسٹیریا ہے اور کیا۔ یہ مرض زولو عورتوں میں عام ہے خصوصاً وہ عورتیں تو بہت جلد اس میں مبتلا ہو جاتی ہیں جو جادو ٹونا کرتی ہیں" میں نے جواب دیا۔"

"شاید ایسا ہی ہو لیکن نومبے کا یہ ہسٹیریا بے حد خطرناک ہے کیونکہ اس نے اسے حسد میں مبتلا کر دیا ہے۔"

"یعنی؟"

"مثلاً اسے مورس سے نفرت کی حد تک حسد یا یوں کہو کہ رقابت ہے۔"

"اس لئے کہ نومبے تمہاری اترابیقہ ہے گویا۔"

"اگر ایسا ہوتا تو کوئی بات بھی تھی لیکن معاملہ ایسا نہیں ہے جیسا تم نے سمجھا ہے" ہیڈا نے ہنس کر کہا "کیونکہ نومبے مورس سے زیادہ تم سے حسد کرتی ہے۔ جہاں تک مورس کا تعلق ہے اس نے صاف دل سے کہہ دیا ہے کہ اگر ہم دونوں نے شادی کر لی تو وہ۔ جیسا کہ اس نے کہا۔ ہماری جھونپڑی کے دروازے پر بیٹھی رہے گی لیکن تمہارے معاملے میں اس نے کہا کہ تم۔ میرے سر میں رہنے ہوا اسلئے وہ تمہارے اور میرے درمیان نہیں آسکتی۔"

"دیوانی" میں نے کہا "بالکل دیوانی ہے یہ عورت۔ لیکن ہر مرض کی طرح دیوانگی کا بھی علاج کیا جا سکتا ہے۔ نومبے چونکہ غیر معمولی قسم کی عورت ہے اس کی دیوانگی بھی غیر معمولی ہے۔ بہر حال ان سب باتوں سے ظاہر یہ ہوا کہ نومبے تم پہ فدا ہے جس پر نہ تو مجھے حیرت ہے اور نہ ہی مورس کو حیرت کرنی چاہیئے۔"

"میں سمجھتی ہوں اپنی جوانی میں تم لڑکیوں کی تعریف اسی طرح کیا کرتے ہوگے اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد بھی تمہاری وہ عادت اسی طرح موجود ہے۔ بہر حال شکریہ۔ خیر۔ اب سوال یہ ہے کہ اس نومبے کا کیا کیا جائے؟ لو۔ وہ خود ہی آرہی ہے۔ میں تو چلتی ہوں۔ تم اس سے نپٹ لو۔"

اور ہیڈا بڑی عجلت میں وہاں سے چلی گئی۔

نومبے میرے قریب آگئی اور اس کے چہرے پر ایک ہی نظر ڈالنے کے بعد معلوم ہو گیا کہ اس خاص معاملے میں، جس کا ذکر ہیڈا نے کیا تھا، نومبے سے بات چیت کرنے کا موقع مجھے اسی وقت مل جائے گا۔ نومبے کے ہونٹوں پر اس وقت

وہ دائمی مسکراہٹ نہ تھی اور اس کی آنکھوں میں کسی شکاری جانور کی آنکھوں کی سی چمک تھی تاہم اس نے ٹھہری ہوئی آواز میں گفتگو کا آغاز یہ سوال پوچھ کر کیا کہ خاتون ہیڈ بینا کھانا کھا چکی یا نہیں؟ اس نے میرے اور اسکو میبے کے متعلق نہ پوچھا کہ ہم نے بھی کھایا یا نہیں۔"

"آدھے سے زیادہ کھانا ہو ابشیر وہ اکیلی ہی ہڑپ کر گئی" میں نے جواب دیا۔

"شکر ہے" وہ بولی" مجھے آقا نے بلایا تھا اس لئے میں خاتون ہیڈ بینا کو کھلانے نہ آسکی۔"

پھر وہ بیٹھ گئی اور طوفانی نظروں سے میری طرف دیکھنے لگی۔

"جب تم بیمار پڑے ہوئے تھے تو میں نے تمہاری تیمارداری کی تھی میکومیزن" وہ بولی" لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ میں نے تمہیں جو شیریں دودھ پلایا ہے اسکے عیوض تم مجھے تلخ زہریلا پانی پلانے والے ہو"

"جانتا ہوں تو میبے کہ تمہاری تیمارداری کے بغیر میں شاید زندہ نہ رہتا اسی لئے میں تمہیں اپنی بیٹی کی طرح چاہتا ہوں لیکن یہ دودھ اور پانی والی بات میری سمجھ میں نہ آئی۔"

"تم خاتون ہیڈ بینا کو مجھ سے جدا کرنے والے ہو جو میرے لئے ماں، بہن یا بچی کی طرح ہے۔ میرے سامنے جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ آقا زکالی نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات میں پہلے سے بھی جانتی تھی اس لئے کہ میری روح نے بتائی تھی اور اس لئے بھی کہ میں تم پر نظر رکھے ہوئے تھی۔"

"تمہارے سامنے اس معاملے میں یا کسی بھی معاملے میں جھوٹ بولنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے حالانکہ ماضی قریب میں تم مجھ سے جھوٹ بول چکی ہو۔

ایک بات بتاؤ نو میے ۔ کیا تم چاہتی ہو کہ خاتون ہیڈینا، انکوسی ماروتی اور میں خود اپنی بقیہ زندگی کالے غار میں ہی گزار دیں حالانکہ وہ دونوں اپنے وطن جاکر اپنا گھر بسانا اور میں اپنے دنیوی کام انجام دینا چاہتا ہوں؟"

یہ تو میں نہیں جانتی میکومبیزن کہ میں کیا چاہتی ہوں البتہ اتنا ضرور جانتی ہوں کہ جیتے جی خاتون ہڈینا کو اپنے سے جدا نہ کروں گی۔ بہرحال زندگی میں یہی ایک ہستی مجھے ایسی ملی ہے جس سے میں پیار کرتی ہوں اور تم اور وہ ماروتی اسے مجھ سے چھین لینا چاہتے ہو۔"

چند ثانیوں تک میں اس کی طرف دیکھتا رہا اور پھر پوچھا۔

"نو میے، تم شادی کیوں نہیں کر لیتیں کہ تمہارا بھی ایک شوہر اور کئی بچے ہوں؟"

"شادی؟" اس نے کہا "میری شادی میری اس روح سے ہو چکی ہے جو اس سورج کی روشنی میں نہیں رہتی اور میرے بچے کبھی ارضی نہیں ہیں اس کے علاوہ مرد و بے مجھے نفرت ہے" اور اس کی آنکھوں نے کہا "خصوصاً تم سے"

"یہ تو بھی کتے کے سر والا جھگڑا ہے" میں نے زولو محاورے میں جواب دیا مطلب یہ ہے کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے وہ سراسر غیر فطری ہے" بہرحال نومیے تمہیں خاتون ہڈینا سے اتنی ہی محبت ہے تو تم اس سے اور انکوسی ماروتی سے طے کر لو کہ وہ تمہیں بھی اپنے ساتھ لے چلیں۔"

"تم جانتے ہو میکومبیزن کہ میں ان کے ساتھ نہیں جا سکتی۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ میں اپنے آقا کے ساتھ ان رسیوں سے بندھی ہوئی ہوں جو لوہے سے زیادہ مضبوط ہیں۔ اگر میں نے یہ بندھن توڑ دیا تو میری روح اور اس کے ساتھ میں بھی مر جاؤں گی۔"

، باپ رے ! کیا خوفناک معاملہ ہے ۔ جادوگر بن جانے کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے ۔ بہر حال نو میرے مجھے افسوس ہے کہ اس معاملہ میں میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا "

اور وہ ایکدم سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور آگ بگولا ہو کر بولی "

، میں نے سمجھ لیا ہے میکومیزن کہ نہ صرف یہ کہ تم میری مدد نہ کرو گے بلکہ تم میرا مذاق بھی اڑا رہے ہو ۔ اس کے علاوہ جیسے تم ہو ویسا ہی ماروتی ہے جو یوں ظاہر کرتا ہے جیسے میری خاتون کو بہت زیادہ چاہتا ہے حالانکہ میں اسے اتنا زیادہ چاہتی ہوں کہ وہ سات جنم لے کر بھی اسے اتنا پیار نہ دے سکے گا ۔ ہاں ۔ وہ بھی میرا مذاق اڑاتا ہے ۔ اب اگر تم دونوں ہی مر جاؤ" اس نے بڑے زہریلے انداز میں اضافہ کیا " تو پھر میری خاتون یہاں سے نہ جائے گی ۔ چنانچہ ہوشیار رہنا میکومیزن مبادا کوئی سراپ تمہیں لگ جائے "

اور وہ پلٹ کر چل دی "

پہلے تو میرا جی ہنسنے کو چاہا کیونکہ یہ معاملہ بڑا ہی مضحکہ خیز معلوم ہوا لیکن جب ذرا غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ معاملہ بڑا ہی خطرناک تھا خصوصاً ہمارے لئے ۔ یہ عورت نوبیے ! حبشی تھی ۔ اور بڑی بات یہ کہ ساحرہ تھی ۔ اسکے علاوہ اس پر کوئی اور وہ خود کسی کی پابندی نہ تھی ۔ چنانچہ آپ اپنی مرضی کی مالک تھی ۔ اس کے علاوہ اس کے دل میں وہ جذبہ جڑ پکڑ گیا تھا جو کسی بھی عورت کو ۔ ناکامی میں پاگل بنا دیتا ہے ۔ اور نوبیے کے ساتھ ایسا ہی معاملہ تھا ۔ اسے یقین تھا کہ ہم اس کے "معشوق" کو اس سے جبراً الگ کر رہے ہیں اور یہ یقین اسے نہ صرف پاگل کر سکتا تھا بلکہ اس سے کچھ بھی کروا سکتا تھا "

نوبیے سے اس ملاقات اور اس گفتگو کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے پاپڑ بیلنے پڑے

ذرا بھی متراں نہ آیا اور رات گئے تک نیند بھی نہ آئی۔ اسکے بیٹے پرندوں کے شکار سے واپس آیا تو بہت خوش تھا اس کے علاوہ رات بھی گزر چکی تھی چنانچہ اس نے بیٹے اور ہیٹرا کے معاملہ کے سلسلے میں اس سے مشورہ کرنے کے معاملے کو میں نے دوسرے دن پر اٹھا رکھا۔

اکیسواں باب

بادشاہ زکالی کے حضور میں

میرے کافی غور و خوض کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے دن صبح میں زکالی کے پاس پہنچا۔ کافی مشکلوں اور بے حد انتظار کے بعد آخر کار مجھے باریابی کی اجازت مل گئی۔ حالانکہ اس بوڑھے ساحر کا کل خدم و حشم، نوبیے کو چھوڑ کر مردوں پر مشتمل تھا تاہم اس ساحر کی حیثیت یہاں ایک بادشاہ یا نیم بادشاہ کی سی تھی اور اس کے حضور حاضر ہونا اتنا ہی مشکل تھا جتنا کہ ایک حقیقی شہنشاہ کے حضور بہرحال جب مجھے اجازت ملی اور میں اس کی جھونپڑی میں داخل ہوا تو وہ الاؤ کے قریب اکڑوں بیٹھا ہوا تھا کیونکہ سال کے اس گرم موسم میں بھی اس مقام کی ہوا بھی سرد تھی۔

"کیا بات ہے میکومیزن؟" وہ بولا "اگر تم اپنے یہاں سے رخصت ہونے کے متعلق پوچھنے آئے ہو تو۔ صبر کرو۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ، جو زولوؤں کا بادشاہ تھا، بھاگتا پھر رہا ہے اور انگریز اس کا پیچھا یوں کر رہے ہیں جس طرح کتے خشکار کا پیچھا کرتے ہیں۔ جب یہ خشکار پکڑا جائے گا اور مارا جائیگا تب تم یہاں سے جا سکو گے۔"

"میں تم سے نومبے کے متعلق گفتگو کرنے آیا ہوں۔"

اور میں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔ زکالی نے سنا اور ذرا بھی حیرت کا اظہار نہ کیا۔
"سنو میکومبزن" اس نے چٹکی بھر نسوار اپنے نتھنوں میں کھینچتے ہوئے کہا۔ فطرت کے چشمے پر بندھ باندھنا کتنا مشکل ہے۔ یہ لڑکی نومبے میرا ہی خون ہے۔ اسے میں نے ایک عجیب طریقے سے مرنے سے بچالیا تھا۔ اس لئے نہیں کہ وہ میرا خون بلکہ اسلئے کہ میں اس پہ ایک تجربہ کر سکوں۔ عورتیں، جیسا کہ تم جانتے ہی ہوگے کہ تم نے دنیا دیکھی ہے اور دانا بھی ہو، مردوں سے برتر ہیں لیکن چونکہ جسمانی طور پر کمزور ہوتی ہیں اس لئے مردوں کی بالا دستی قبول کر کے انہیں اپنا آقا تسلیم کر لیتی ہیں۔ اس کے لئے وہ مجبور ہیں کیونکہ وہ بھی آخر زندہ رہنا چاہتی ہیں اور اس لئے انہیں ایک محافظ کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ان کا، یعنی عورتوں کا دماغ بڑا ہی تیز ہوتا ہے جس طرح اسا گائی کمر پہ سے تیز ہوتا ہے۔ مردوں کی نسبت ان کا رابطہ ان باطنی چیزوں سے زیادہ ہوتا ہے جو آدمی کا اور قوموں کا مقدر بناتی ہیں۔ عورتیں زیادہ وفادار اور زیادہ صابر ہوتی ہیں اور جبلی طور پر دور بین ہوتی ہیں۔ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود ان کی ایک زبردست کمزوری بھی ہے۔ یعنی محبت۔ جب وہ محبت کرتی ہیں تو محبت کی غلام بن جاتی ہیں۔ اور محبت کی خاطر وہ کسی کو، کسی چیز کو، کسی بات کو خاطر میں نہیں لاتیں اور اسی ایک کمزوری کی وجہ سے ان پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ مردوں کے ساتھ، جیسا کہ تم جانتے ہو، معاملہ مختلف ہے۔ فطرت کے قانون کے مطابق پیار وہ بھی کرتے ہیں۔ لیکن اس کی تہہ میں ہمیشہ ایک ایسا جذبہ ہوتا ہے جو پیار سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ حالانکہ اکثر دفعہ مرد اسے سمجھ نہیں پاتے۔ چنانچہ پر قوت اور عظیم بننے کے لئے

عورت کو وہ ہونا چاہیئے جو بہت زیادہ پیار کرے۔ اگر وہ بالکل ہی پیار نہ کرے تو پھر اس سے نفرت کی جائے گی اور وہ عظیم نہ بن سکے گی بے شک وہ پیار کرے۔ لیکن بہت زیادہ نہیں۔"

"کبھی میرا خیال تھا کہ ایسی عورت مجھے مل گئی ہے۔ اس کا نام تھا مامینا۔ جس کی سارے ہی مرد پرستش کرتے تھے اور وہ خود مردوں سے کھیلتی تھی۔ لیکن اس کا انجام کیا ہوا؟" جب حالات حسب حال تھے، معاملہ سیدھا سیدھا چل رہا تھا کہ مامینا نے ایک اجنبی قوم کے ایک مرد کو بہت زیادہ چاہنا سیکھ لیا۔ اس کی یہ غلطی مجھے تباہ کر سکتی تھی، میری جان لے سکتی تھی۔ مامینا نے اپنی اس حرکت سے مجھے مایوس کر دیا چنانچہ مجبوراً مجھے اس کی جان لینی پڑی جس کا مجھے افسوس ہے۔"

زکالی خاموش ہو گیا اور ایکبار پھر نسوار کی چٹکی اپنے پھیلے ہوئے نتھنوں میں چڑھانے لگا اور اس عمل کے دوران میری طرف دیکھتا رہا لیکن چونکہ میں خاموش رہا اس لئے اس نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔"

"خیر۔ تو جب مامینا نہ رہی تو میں نے سوچا کہ میں خود ایک ایسی عورت کی پرورش کروں جو پیار تو کرے لیکن مردوں سے نہ کرے کہ آخر میں وہ بھی دیوانی اور بیوقوف بن جائے۔ کیونکہ میرے خیال میں یہ مرض ہی ہوتا ہے جو دل کے ساتھ عورت کی عقل و خرد کو بھی اپنے قبضے میں کر لیتا ہے۔ چنانچہ یہ بچی تو جیسے میرے ہاتھ لگ گئی اور جیسا کہ میں نے سوچا تھا، اسی پر عمل کیا۔ یہ نہ پوچھو کہ کس طرح؟ شاید اپنی جڑی بوٹیوں سے، شاید اپنے سحر سے، شاید اس کے تکبر کو پانی دے دے کر یہاں تک کہ وہ پھلا پھولا اور تناور بن گیا یا شاید یہ تینوں ترکیبیں میں نے استعمال کیں۔ بہرحال میرا مقصد پورا ہوا اور یہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ

نومبے بھی کسی مرد سے پیار نہ کرے گی الّا یہ کہ ایک بہن کی طرح :

" لیکن اب دیکھو کیا ہوگا۔ وہی نومبے، جو عقلمند ہے، میری پروردہ ہے، میری شاگرد ہے اور جو مردوں سے سخت نفرت کرتی ہے ایک عورت سے ملتی ہے جو دوسری نسل سے ہے اور خوبصورت اور پیاری ہے اور نومبے اس سے پیار کرنے لگتی ہے اس طرح نہیں جس طرح بہن بہن سے یا بچی ماں سے پیار کرتی ہے بلکہ اس طرح جس طرح وہ اپنی روح سے، جس کی وہ پجارن ہے، پیار کرتی ہے۔ ہاں۔ یہ سفید فام خاتون نومبے کے لئے دیوی ہے جس کی وہ پوجا کرتی ہے، جس کی خدمت وہ تن اور من سے کرنا چاہتی ہے، جس کو وہ سجدہ کرنا چاہتی ہے اور جس کے ساتھ وہ موت کو بھی خوش آمدید کہنا چاہتی ہے کہ دوسری دنیا میں بھی اس دیوی کے ساتھ رہے۔ چنانچہ یوں ہوا کہ یہ لڑکی نومبے، جس پر مجھے اعتبار تھا، دوسری عورتوں سے بھی زیادہ دیوانی بن گئی۔ میکومیزن! یہ میرے لئے بڑی ہی مایوس کن اور حوصلہ شکن بات ہے :"

" تم نے جو کچھ کہا ہے وہ بے حد دلچسپ ہے اور یہ بات تمہارے لئے مایوس کن سہی لیکن ہمارے لئے تو خطرناک ہے۔ یہ بتاؤ زکالی کہ تم نومبے کو اس حماقت سے باز نہیں رکھ سکتے ؟ "

" میکومیزن! میں لہر کو اٹھنے سے، ہواؤں کو چلنے سے اور بجلی کو چمکنے سے باز رکھ سکتا ہوں ؟ جیسی نومبے ہے، بس ہے۔ اس کا دل کالے حسد سے بھرا ہوا ہے وہ تم سے اور مادتی سے حسد کرتی ہے، کیونکہ وہ نہیں چاہتی کہ اس کی دیوی کے پرستار دوسرے بھی ہوں۔ وہ اس دیوی کو لپیٹ لئے، حرف لپیٹے لئے رکھنا چاہتی ہے اور وہ ایسا ہی کرے گی۔ اس کا دل، جیسا کہ میں نے کہا، رشک و رقابت سے بھرا ہوا ہے اسی طرح جیسے طرح قصاب کی نوکیں خون سے بھری رہتی ہے :"

؛ تو پھر زکالی، اس تونبی کو خالی کرنا ضروری ہے مبادا ہم یہ کالا خون پینے پر مجبور ہو جائیں اور ہماری رگوں میں زہر پھیل جائے ؛

،کس طرح اسے خالی کیا جا سکتا ہے سیکومیزن الا یہ کہ اسے توڑ دیا جائے ؟ اگر ہیڈ بینا اسے چھوڑ کر چلی گئی تو وہ پاگل ہو جائے گی اور نو مبے اس کے ساتھ جا نہیں سکتی کیونکہ اس کی روح اس جگہ رہتی ہے ۔ اور زکالی نے خود اپنی چھاتی پہ ہاتھ مارا ''اگر ایسا ہوا، اگر نو مبے نے ہیڈ بینا کے ساتھ جانا چاہا تو اس کی روح اسے واپس کھینچ لے گی اور پھر وہ میرے لئے ایک مصیبت بن جائے گی کیونکہ اس کی روح مجھے کبھی سونے نہ دے گی ۔ کیونکہ وہ مسلسل اسے تلاش کرتی رہے گی جو وہ گنوا چکی ہے اور ہمیشہ ناکام اور خالی ہاتھ لوٹتی رہے گی ۔ بہر حال گھبراؤ نہیں ۔ اس تونبی کو توڑنا ضروری ہے اور یہ تونبی توڑ دی جائے گی اور خون زمین پر بہا دیا جائے گا ۔ میں پہلے بھی کئی تونبیاں توڑ چکا ہوں ۔ اتنی بہت سی کہ اگر ان کے ٹکڑوں کا ڈھیر لگایا جائے تو اتنا ہو'' اور اس نے اپنا ایک ہاتھ اپنے سر سے اوپر اٹھا کر بتایا کہ ڈھیر کتنا ہوتا ۔ ''سچ کہتا ہوں میرا خون سرد ہو گیا'' خیر ۔ میں یہ بات اس سے کہہ دوں گا اور کچھ عرصہ کے لئے وہ خاموش رہے گی ۔ زہر کی طرف سے تم بے فکر رہو ۔ کیونکہ میری طرح اس کی روح بھی زہر کو ناپسند کرتی ہے ۔ لیکن سحر کی طرف سے ذرا ہوشیار رہنا کیونکہ اس کی روح کے پاس چند زبردست سحر ہیں ۔ بہر حال اس کا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میری طرح اسکا بھی ہتھیار زہر نہیں ہے ؛

طیش میں آ کر میں ایکدم سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ؛

،نو مبے اور کسی کے بھی سحر کو میں نے نہیں مانتا پھر بھی پوچھتا ہوں کہ اس سے محفوظ رہنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے ؟''

، اگر نہیں مانتے تو پھر حفاظت کی تدبیر کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور اگر مانتے ہو تو پھر حفاظت کی تدبیر خود تمہیں سوچنی ہے میکہ میزن۔ میں تمہیں ایک سفید فام منتری کی کہانی سنا سکتا ہوں جو نہ تو سحر میں مانتا تھا اور نہ ہی اس نے حفاظت کی تدبیر کی۔ لیکن خیر۔ جانے دو۔ اچھا۔ اب تم جاؤ۔ میں نومبے سے بات کروں گا۔ میں اس سے بلکہ خود تم اس سے اس کے بالوں کی ایک لٹ مانگ لیتا جس پر وہ سحر پھونک دے اور اسے تعویذ بنا کر اپنے گلے میں ڈال لینا۔ اس تعویذ کی وجہ سے کوئی سحر تم پر اثر نہ کرے گا۔ او۔ ہو۔ ہو۔ ہو۔ ہائے۔ ہم کتنے بیوقوف ہیں۔ پھر ہماری کھوپڑی چاہے سفید ہو، چاہے کالی۔ یہی بات آج کاٹو والیو سوچ رہا تھا۔"

اس کے بعد نومبے کے سلوک میں نمایاں تبدیلی ہوئی۔ یعنی ایک بار پھر اس کے ہونٹوں پر وہی مسکراہٹ اور ویسی ہی تخلص تھی اور اس کی آنکھوں میں وہی گہرائیاں تھیں جن کی تہہ کو پانا ممکن نہ تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ زکالی نے اس سے گفتگو کی تھی اور وہ اس پر عمل کر رہی تھی۔ اس کے باوجود مجھے اعتراف ہے کہ اس نوجوان اور قبول صورت وچ ڈاکٹریس کی طرف سے میری بے اعتباری دن بہ دن بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ اور اس میں میرا کوئی قصور نہ تھا کیونکہ وہ زکالی کی پروردہ تھی، اس کے مدرسۂ فکر کی شاگرد تھی چنانچہ زکالی کی طرح ہی غیر معمولی اور عجیب پر اسرار عورت تھی جس کی کسی بھی حرکت کو سمجھنا ممکن نہ تھا۔ زکالی کی طرح وہ کچھ بھی کر سکتی تھی اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے لیکن اس میں نومبے کا بھی کوئی قصور نہ تھا کیونکہ اس کی پرورش ہی اسی طرح کی گئی تھی اور اس کا استاد زکالی جیسا عیار اور کینہ توز ساحر تھا۔ بہر حال میں نومبے کی طرف سے قطعی مطمئن نہ تھا کہ پتہ نہیں وہ کب کیا کر بیٹھے۔

ایک دن میں زکالی کی جھونپڑی میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہاں میں اس کی اجازت حاصل کر کے تازہ ترین خبریں معلوم کرنے آیا تھا۔ دفعتہً نومبے آئی اور زکالی کے سامنے جھک گئی۔

"ایں! تمہیں یہاں آنے کی اجازت کس نے دی؟ اور کیوں آئی ہو؟" زکالی نے غصے سے پوچھا۔

"اے روحوں کے گھر" نومبے نے گڑگڑا کر کہا "اپنی کنیز پر غصہ نہ کرو۔ ضرورت نے مجھے یہاں آنے کی اجازت دی ہے اور میں یہ بتانے آئی ہوں کہ اجنبی آ رہے ہیں۔"

"کون ہیں یہ اجنبی جو کالے غار میں، اپنی آمد کی اطلاع دیے بغیر آنے کی جرأت کر رہے ہیں؟"

"ان میں سے ایک تو بادشاہ کا ٹو والیہ ہے۔ دوسروں کو میں نہیں جانتی البتہ وہ تعداد میں زیادہ ہیں اور مسلح ہیں۔ وہ تمہارے پھاٹک تک پہنچ گئے ہیں اور اس سے پہلے کہ آدمی دو سو گنتی پوری کرے وہ یہاں آجائیں گے۔"

"سفید فام آقا اور خاتون ہیڈ ینا کہاں ہیں؟" زکالی نے پوچھا۔

"خوش قسمتی سے وہ خفیہ راستے سے اوپر سطح مرتفع پر گئے ہیں اور سورج غروب ہونے تک واپس نہ آئیں گے۔ وہ اکیلے جانا چاہتے تھے چنانچہ میں ان کے ساتھ نہ گئی اور میکومیزن نے یہ کہہ کر انکار کر دیا ساتھ جانے سے کہ وہ بہت تھکے ہوئے ہیں۔"

یہ اس نے غلط نہ کہا تھا۔ نومبے کی طرح میرا بھی یہی خیال تھا کہ وہ دونوں تنہائی چاہتے تھے۔

"چلو۔ یہ اچھا ہوا۔ اب جا کر بادشاہ سے کہو کہ میں جانتا تھا کہ وہ آ رہے ہیں

چنانچہ اس کا انتظار کر رہا تھا۔ میرے خادموں سے کہو کہ بیل ذبح کریں۔ وہ بگڑا بیل جو بیمار ہے چنانچہ بیمار بادشاہ کی خوراک کے لئے مناسب ہے۔" آخری الفاظ اس نے بڑی تلخی سے کہے :

نوبے گھبرائے ہوئے سانپ کی طرح چلی گئی۔ اب زکالی نے میری طرف گھوم کر جلدی سے کہا :

"میکومیزن! تمہارے لئے زبردست خطرہ ہے۔ اگر تمہیں یہاں دیکھ لیا گیا تو مارے جاؤ گے اور تمہارے ساتھی بھی مارے جائیں گے۔ چنانچہ انہیں میں یہ پیغام بھجوا رہا ہوں کہ جب تک بادشاہ چلا نہ جائے وہ واپس نہ آئیں۔ تم بھی ان کے پاس چلے جاؤ فوراً۔ نہیں۔ ٹھہرو۔ اب وقت نہیں رہا۔ میں زولوؤں کو آتے سن رہا ہوں۔ وہ جبہ اٹھاؤ اور اسے اوڑھ کر یہاں، جھونپڑی کے دروازے کے قریب ٹوکریوں اور شراب کے برتنوں کے درمیان لیٹ جاؤ۔ وہاں نسبتاً زیادہ اندھیرا ہے۔ چنانچہ وہاں تمہیں کوئی شاید دیکھ نہ سکے گا۔ میں خود بھی خطرے میں ہوں کیونکہ جو کچھ ہوا ہے اس کی ذمہ داری کچھ مجھ ہی پر عائد ہوتی ہے۔ اس کے لئے میں ہی جوابدہ ہوں۔ شاید وہ مجھے قتل کر دیں گے اگر ایسا کرنا، اگرچہ میرا مرنا ممکن ہے۔ اور اگر ایسا ہوا اگر میں نہ رہوں تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے فوراً نکل جانا۔ نوبے تمہیں بتا دے گی کہ تمہارے گھوڑے کہاں چھپا کر رکھے گئے ہیں۔ اور اگر ایسا ہو تو ہیڈبینا کو چاہیئے کہ نوبے کو اپنے ساتھ لے جائے۔ کیونکہ جب میں نہ رہوں گا تو وہ جائے گی۔ اور اگر وہ ہیڈبینا کو پریشان کرے تو اسے نٹال میں چھوڑ دے۔ کچھ بھی ہو جائے میکومیزن یہ یاد رکھنا کہ میں نے اپنا وعدہ وفا کرتے اور تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو بچاتے

کی ہر ممکن کوشش کی۔ تو اب میں اس چھڑے ہوئے متانے سے ملنے جا رہا ہوں جو کبھی زولوؤں کا بادشاہ تھا۔"

اور وہ بڑی سست رفتاری سے رینگ کر جھونپڑی سے باہر نکل گیا اس کے برخلاف میں نے تیزی اور پھرتی سے کھال کا چغہ اٹھایا اور اسے اوڑھ کر برتنوں کے درمیان اس طرح لیٹ گیا کہ میرا سر جھونپڑی کے دروازے سے صرف تین انچ دور تھا۔ یعنی بائیں طرف کی چوکھٹ سے صرف تین انچ دور۔ مزید احتیاط کے لئے میں نے زکالی کی بنائی ہوئی تیائی اپنے سر پر رکھ لی۔ چنانچہ یوں ہوا کہ اب میں اپنی گردن کو ذرا سی لمبی کر کے باہر دیکھ سکتا اور جو کچھ کہا گیا اس کا ایک ایک لفظ سن سکتا تھا جب تک زکالی کی جھونپڑی کی تلاشی نہ لی جاتی میں پوری طرح محفوظ تھا۔ البتہ ایک خدشہ تھا۔ یعنی یہ کہ میرا کتا "گمشدہ" یہاں آ جائے اور میری بو پا کر میرا بھانڈا پھوڑ دے۔ میں اسے اپنی جھونپڑی میں درمیانی ستون سے بندھا چھوڑ آیا تھا کیونکہ وہ زکالی کو پسند نہ کرتا تھا اور ہمیشہ اس کی طرف غرایا کرتا تھا۔ لیکن اگر اس نے رسی چبا کر توڑ دی، یا کسی نے اسے کھول دیا تو پھر نتیجہ معلوم ؟"

زکالی جھونپڑی کے دروازے کے سامنے اپنی مخصوص جگہ پر ابھی بیٹھا ہی تھا کہ بیرونی باڑ کا پھاٹک کھلا اور چالیس پچاس آدمی داخل ہوئے۔ وہ سب کے سب سفر کے مارے تھے چنانچہ وہ غضبناک ہونے کے باوجود تھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ان سب کے آگے ایک تھکے ہوئے گھوڑے پر کاٹو والیو سوار تھا اور گھوڑے کو ایک شخص باگ پکڑ کر کھینچ رہا تھا۔ کئی آدمیوں نے سہارا دے کر بلکہ یوں کہیئے کہ اس کی زبردست کایا کو سنبھال

کر گھوڑے پر سے اتارا۔

اپنے ساتھیوں سے کچھ کہنے اور زکالی کے ایک خادم سے چند ثانیوں تک بات چیت کرنے کے بعد وہ اپنے وزیر امنا بانا کا سہارا لے کر اپنے تین انڈونا کے ساتھ زکالی کی جھونپڑی کے حصار میں داخل ہوا۔ اس کے دوسرے ساتھی باہر ہی ٹھہر گئے۔ زکالی، جو یوں بیٹھا ہوا تھا جیسے سو گیا ہو، ایکدم سے بیدار ہو گیا اور جیسے اچانک ہی بادشاہ کو دیکھا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا دایاں ہاتھ بلند کر کے شاہی سلام "بائیٹی" کیا اور ساتھ ہی ساتھ تعریفی القاب کہے۔ مثلاً "عظیم کالے"، "ہاتھی"، "لرزندۂ جہاں" "فاتح، سفید فاموں کو کھا جانے والے" "وحشی درندے کے پسر (یعنی شاکا کی اولاد) جس کے دانت اتنے تیز ہیں کہ کبھی کسی وحشی درندے کے نہیں رہے وغیرہ وغیرہ۔ یہانتک کہ کاٹوو ایو کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا اور وہ چیخ کر بولا :

"بس۔ خاموش رہو ساحر۔ یہ وقت ہے ایسے الفاظ کہنے کا؟ تم حالات سے واقف نہیں ہو کہ ایسے الفاظ سے میری سمع خراشی کر رہے ہو؟ اگر تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہو تو ہمیں دو۔ اس کے بعد میں تنہائی میں تم سے گفتگو کروں گا اور جلدی کرو کیونکہ میں یہاں زیادہ دیر نہ ٹھہروں گا کہ سفید فام کتے میرا تعاقب کر رہے ہیں۔"

"میں جانتا تھا کہ تم آ رہے ہو اے بادشاہ۔ میں جانتا تھا کہ میرے گھر آ کر تم میری عزت افزائی کرنے والے ہو" زکالی نے آہستہ سے کہا "چنانچہ ایک بیل ذبح کر دیا گیا ہے جس کا گوشت جلد ہی آگ پر ہو گا۔ اس عرصہ میں تھوڑی سی شراب پی کر گھڑی دو گھڑی سستا لو۔"

اور زکالی نے تالی بجائی۔ فوراً ہی نومبے اور چند خادم شراب کے برتن لے کر حاضر ہوئے ہر برتن میں سے پہلے زکالی نے ایک ایک گھونٹ شراب پی یہ دکھانے کے لئے کہ اس میں زہر نہ تھا۔ اس کے بعد بادشاہ اور اس کے ساتھیوں نے صحرا کے پیاسوں کی طرح غٹ غٹائی اور پھر یہی شراب ان لوگوں کے لئے لے جائی گئی جو باہر ٹھہر گئے تھے۔

"یہ میرے کانوں نے کیا سنا؟" نومبے اور خادم چلے گئے تو زکالی بولا "یہ کہ سفید کتے کالے بھینسے کے نشان پا دیکھتے چلے آ رہے ہیں؟"

کاٹو والیو نے اداسی سے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا "

، اولونڈی کے میدان میں میرے) امپی کے ٹکڑے اڑا دئے گئے۔ بزدل گوبیوں کے سامنے سے یوں بھاگے جس طرح بچے بھڑوں کے سامنے سے بھاگتے ہیں۔ میرے کرال جلا دئے گئے اور میں' بادشاہ کاٹو والیو' اپنے مٹھی بھر وفاداروں کے ساتھ بھاگتا پھر رہا تھا۔ عظیم کالے کی پیشنگوئی سچ ثابت ہوئی۔ زولو قوم سفید فاموں کے پیروں تلے کچلی گئی"۔

، ہاں۔ مجھے وہ پیشنگوئی یاد ہے۔ عظیم کالے کی موت کے ایک ہی گھنٹے بعد مولو نے مجھے یہ پیشنگوئی سنائی تھی اور اسی وقت اس نے مجھے سرخ دستے والا وہ چھوٹا بھالا دیا تھا جو اس نے عظیم کالے کے ہاتھ سے خود اس کے سینے میں اتارنے کے لئے گھسیٹ لیا تھا۔ ہاں۔ اس واقعہ کو یاد کر کے میں جیسے ایکبار پھر جوان ہو گیا ہوں حالانکہ بہت بوڑھا ہوں۔ زکالی نے یہ سب باتیں یوں کہیں جیسے خواب میں بول رہا ہو اور اپنے آپ سے کہہ رہا ہو"۔

برتنوں کے درمیان اور خیمہ کے نیچے دبک کر بیٹھے ، کواٹر میئن نے زکالی کے یہ الفاظ سنے تو سوچا کہ زکالی حقیقت میں بوڑھا ہو گیا ہے کیونکہ وہ

بھول گیا تھا کہ ابھی چند مہینوں پہلے ہی وہ وادیٔ استخواں میں اسی اساگائی کے ذریعہ کون سی چال چل چکا تھا۔ لیکن اگر زکالی بھول گیا تھا تو بادشاہ اور اس کے ساتھی نہ بھولے تھے کیونکہ میں نے دیکھا کہ ان کے بشروں سے ایسے جذبات کا اظہار ہوا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کی آنکھوں پر یا عقل پر پڑا ہوا پردہ ایکدم سے اٹھ گیا ہو۔ بہرحال بڑے بڑے ماہر بھی اکثر دفعہ ایسی غلطی کر جاتے ہیں اور نہ کہنے کی بات کہہ جاتے ہیں۔

"اچھا۔ تو قاتل موپونے، جو میرے چچا ڈنگان کی موت کے بعد غائب ہو گیا، وہ چھوٹا بھالا تمہیں دیا تھا۔ کیوں؟ اور کمال ہے کہ اسی بھالے نے، جو انکوسازا نائے زدلو نے پھینکا تھا، میرے جسم سے خون نکال دیا تھا۔ اب بتاؤ ساحر کہ وہ بھالا تمہارے پاس سے انکوسازانائے زدلو کے پاس کس طرح پہنچ گیا؟"

میں نے دیکھا کہ بادشاہ کے اس سوال سے زکالی تھرا گیا کیونکہ اب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اب وقت گزر چکا تھا۔ لیکن زکالی اپنے فن کا استاد تھا۔ اس نے فوراً ہی نہ صرف اپنے خوف پہ قابو حاصل کر لیا بلکہ اپنی غلطی کو نبھا گیا۔

"اوہو۔ ہو۔" وہ ہنسا، "میں کون ہوں کہ یہ بتا سکوں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے اور کیسے ہوا؟ تم نہیں جانتے بادشاہ کہ روحیں جو چاہتی ہیں لے جاتی ہیں اور جو چاہتی ہیں چھوڑ جاتی ہیں؟ پھر وہ گھاس کی ایک پتی ہو یا آدمی کی جان۔" یہاں اس نے کالوو الیوکی طرف دیکھا "یا پوری قوم کی زندگی۔ کبھی وہ سایہ لے جاتی ہیں اور کبھی ٹھوس مادہ۔ سب کچھ انہی کا ہے۔ رہا وہ اساگائی تو اس کا تو یہ ہے کہ برسوں پہلے وہ میرے پاس سے گم ہو گیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ آخری دفعہ میں نے اسے اس عورت کے ہاتھ میں دیکھا تھا جس کا نام مامینا تھا۔

اس کی موت کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ اساگائی گم ہو گیا ہے چنانچہ یقیناً مابینا
اسے اپنے ساتھ دوسری دنیا میں لے گئی تھی اور وہاں اس نے یہ اساگائی....
انکوسازانائے زولو کو دے دیا اور تم جھوٹے نہ ہو گے کہ اسی انکوسازانائے
زولو کے ساتھ ہی مابینا دوسری دنیا سے اس دنیا میں آئی تھی اور وادیٔ
استخوان میں تمہیں نظر آئی تھی۔"

"شاید ایسا ہی ہو۔ کاٹووالیو نے کہا" لیکن وہ روحانی لوہا نہ تھا جس نے میری
ران پر چرکا لگایا تھا۔ بہر حال روحوں کے طور طریقوں سے میں واقف نہیں۔
خیر۔ ساحر! تمہاری جھونپڑی میں اور اکیلے میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا
ہوں جہاں کوئی کان ہماری بات نہ سنے۔"

"میری جھونپڑی بادشاہ کی جھونپڑی ہے" زکالی نے کہا" لیکن بادشاہ کو یہ
یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ روحیں، جن کے طور طریقوں سے وہ واقف نہیں،
ہمیشہ سن سکتی ہیں۔ ہاں۔ وہ آدمی کے خیالات بھی سن لیتی ہیں اور پھر
اسی کے مطابق فیصلہ کرتی ہیں۔"

"فکر نہ کرو" کاٹووالیو نے کہا" جہاں دوسری بہت سی باتیں مجھے یاد ہیں وہاں
یہ بھی مجھے یاد ہے۔"

اور پھر زکالی پلٹ کر اور رینگ کر جھونپڑی میں داخل ہوا اور داخل ہوتے
وقت سرگوشی میں مجھ سے کہا:

"اپنی زندگی کی خاطر بے حس و حرکت پڑے رہو۔"

اور کاٹووالیو بھی، اپنے ساتھیوں کو حصار کے باہر بھیج کر جھونپڑی میں رینگ
آیا۔

وہ دونوں جھکتے ہوئے الاؤ کے قریب ایک دوسرے کے سامنے اس طرح بیٹھ

گئے کہ ان کے بیچ میں الاؤ تھا جس سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھ رہا تھا۔ اس دھویں میں سے وہ ایکدوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ میں ذرا سا سر گھما کر ان کی طرف دیکھ سکتا تھا۔ پہلے کالو والیو نے زبان کھولی اس نے نیچی اور تقریباً بیٹھی ہوئی آواز میں کہا:۔

"ساحر! میری زندگی خطرے میں ہے۔ میں اپنی جان لئے بھاگتا پھر رہا ہوں اور چونکہ تم سب کچھ جانتے ہو اس لئے میں تم سے یہ پوچھنے آیا ہوں کہ ایسی کون سی جگہ ہے جہاں میں چھپ رہوں اور جہاں سفید فاموں کے قدم نہ پہنچیں۔ یہ بات تمہیں تنہا مجھے بتانی ہے کیونکہ میں کسی پر اعتماد نہیں کر سکتا خصوصاً فی الحال نہیں۔ گرے ہوئے کا کوئی دوست نہیں ہوتا اور جب وہ بادشاہ رہا ہو اور اس کا زوال ہو جائے تو وہ بھی اس کے نہیں ہوتے جو بظاہر اس کے دوست اور وفادار ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ جگہ بتاؤ جس کی مجھے ضرورت ہے۔"

"ڈنرگان نے بھی، جو تم سے پہلے تھا، ایکدفعہ مجھ سے یہی پوچھا تھا۔ یعنی اس وقت جب وہ تمہارے باپ پانڈا اور بوئیروں سے بھاگتا پھر رہا تھا میں نے اسے مشورہ دیا جو اس نے قبول نہ کیا اور ایک خاص پہاڑ پر، جو بھوت پہاڑ ہے۔ پناہ لی۔ وہاں اس کا کیا بنا یہ تمہیں وہی موپو، جس کا نام تم نے ابھی کچھ ہی دیر پہلے لیا تھا، اگر زندہ ہوتا تو بتا سکتا تھا۔"

"ساحر! تم رات کے نحوس پرندے ہو کہ ہمیشہ مرے ہوئے بادشاہوں کے نام میرے سامنے لے کر بدشگونی کرتے ہو۔۔۔۔ کالو والیو نے جھنجھلا کر کہا۔ اسے غصہ آ گیا تھا لیکن اس نے اپنا غصہ دبا کر پوچھا" بتاؤ۔ مجھے کہاں پناہ لینی ہے؟"

"یہ تم معلوم کرنا ہی چاہتے ہو؟ بہت اچھا تو سنو۔ دریائے ابلیو انا کے مغرب میں اور ایک گھنے جنگل کے کنارے پر ایک پہاڑی سلسلہ ہے انکومے۔ اسی

سلسلے میں ایک گھاٹی ہے جس کا دہانہ اتنا تنگ ہے کہ ایک وقت میں ایک ہی آدمی اس میں داخل ہو سکتا ہے اور یہ دہانہ گنجان اور خار دار جھاڑیوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ اس کے ماتھے پر ایک بڑی کالی چٹان ہے جو ایسی ہے جیسے ایک بہت بڑا مینڈک منہ کھولے بیٹھا ہوا ہو یا جیسا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں وہ چٹان میری شکل ہے۔" اس چیز کی شکل کی جسے پیدا نہ ہونا چاہیے تھا؛ اس چٹان کے قریب ایک بوڑھی عورت رہتی ہے۔ اس کی ایک آنکھ ہے اور ایک ہاتھ۔ اس کا دوسرا ہاتھ عظیم کالے نے کاٹ دیا تھا کیونکہ جب اس نے اس عورت کے باپ کو قتل کیا تو اسے بادشاہ کا مستقبل نظر آگیا اور اس نے پیشنگوئی کی کہ بادشاہ بھی اسی طرح مارا جائے گا حالانکہ اس وقت وہ بچی تھی۔ یہ عورت چونکہ وچ ڈاکٹریس ہے اور ہمارے گروہ سے تعلق رکھتی ہے اس لئے، اگر تم کہو تو میں اس کے پاس روح بھیج دوں گا کہ وہ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا انتظار کرے اور تمہیں گھاٹی کا دہانہ بتا دے جہاں چند پرانی جھونپڑیاں اور پانی موجود ہے۔ وہاں تمہیں کوئی تلاش نہ کر سکے گا الا یہ کہ کوئی تمہاری نمک حرامی کرے۔"

"کون میرا پتہ بتا سکتا ہے جبکہ کوئی نہیں جانتا کہ میں کہاں جا رہا ہوں؟" کالٹووالیو نے کہا" روح کو بھیج دو، فوراً بھیج دو کہ وہ ایک ہاتھ والی چڑیل میرے قیام کی تیاری کرے۔"

"جلدی کیا ہے اے بادشاہ جبکہ وہ جنگل بہت دور ہے۔ تاہم جیسا تم چاہتے ہو ایسا ہی ہو گا۔ چنانچہ تم اب خاموش رہو مبادا تم پہ کوئی مصیبت آجائے

ے۱ ملاحظہ ہو ناول" خونریز"

اور یکایک زکالی پر جیسے وجد یا نیم غشی کا سا عالم طاری ہو گیا۔ اس کا جسم اکڑ گیا، آنکھیں بند ہو گئیں، اس کا چہرہ سُت گیا جیسے مردے کا ہو اور اس کے ہونٹوں پر کف آ گئے۔ اس جھونپڑی کی نیم تاریکی میں وہ بے حد خوفناک نظر آ رہا تھا۔

کاٹو والیو نے اس کی طرف دیکھا اور کانپنے لگا۔ پھر اس نے اپنے کمبل کا، جو پیٹے ہوئے تھا، گریبان کھولا کر اس کی کمر سے ایک پٹکا بندھا ہوا تھا اور اس میں اسا گائی کا چوڑا پھل اس طرح اڑسا ہوا تھا کہ ضرورت کے وقت اسے ایک منٹ میں کھینچا جا سکتا تھا۔ اس بھالے کے دستے کو کاٹ کر تقریباً چھ انچ کا بنا دیا گیا تھا۔ کاٹو والیو کے ہاتھ نے دستہ پکڑ لیا اور میں نے سمجھ لیا کہ زکالی کو قتل کر دینے کا ارادہ کر چکا ہے۔ لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا اور اس کے ہونٹوں نے یہ الفاظ سنائے۔

" ابھی نہیں "۔ اس نے یہ الفاظ کہے بھی یا نہیں یہ میں نہیں جانتا۔ البتہ اتنا ضرور ہوا کہ اس نے اسا گائی کے دستے پر سے اپنا ہاتھ ہٹا کر کمبل کا گریبان بند کر لیا۔

آہستہ آہستہ زکالی نے آنکھیں کھولیں۔ وہ جھونپڑی کی چھت کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں سے عجیب طرح کی آواز آ رہی تھی جیسے کوئی چمگادڑ "چوں چوں" کر رہی ہو۔ زکالی اس مردے کی طرح معلوم ہوتا تھا جو دوبارہ زندہ ہو رہا ہو۔ چند ثانیوں تک، وہ سر ایک طرف جھکا کر چمگادڑ کی " چوں۔ چوں۔ سنتا رہا اور پھر بولا :

" سب ٹھیک ہے۔ جس روح کو میں نے بلایا تھا وہ ایک ہاتھ والی ڈچ ڈاکٹرنیس سے ہم کلام ہو کر جواب لے کر واپس آ گئی ہے۔ بادشاہ! تم نے

اس روح کو چھت میں بدلتے نہیں سُنا ؟"

" ہاں میں نے کچھ سُنا ضرور اے ساحر" کاٹو والیو نے جواب دیا" میں سمجھا چمگاڈر ہے"

" چمگاڈر ہی ہے لیکن وہ جس کے بازو زبردست اور رفتار حیرت انگیز ہے۔ یہ چمگاڈر کہتی ہے کہ میری بہن ۔ ایک ہاتھ والی ۔ آج کے تیسرے دن تم سے ملے گی اور اسی وقت جو وقت اب ہے اور وہ ابلولوانا کے گھاٹ کے اس پار اس جگہ ملے گی جہاں تین دودھیا درخت اگ رہے ہیں ۔ وہ درمیانی درخت کے سائے میں بیٹھ کر دو گھنٹوں تک تمہارا انتظار کرے گی ۔ ہاں اس سے زیادہ ایک لمحہ نہیں ۔ اور وہ تمہیں گھاٹی کا خفیہ دہانہ بتا دے گی "

" راستہ طویل اور دشوار ہے ۔ حالانکہ میں تھکا ہوا ہوں اس کے باوجود مجھے مارا مار سفر کرنا ہو گا" کاٹو والیو نے کہا "

" بے شک ۔ چنانچہ میرا مشورہ یہ ہے جتنی جلد ممکن ہو اپنے اس سفر پر روانہ ہو جاؤ خصوصاً اس لئے کہ میں سفید کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سن رہا ہوں جو زیادہ دور نہیں ہیں "

" شاکا کے سر کی قسم ۔ نہیں " کاٹو والیو نے کہا " میں بے حد تھکا ہوا ہوں اور آج رات یہاں سکون سے سونا چاہتا ہوں "

" جیسی بادشاہ کی مرضی ۔ جو کچھ میرا ہے سب بادشاہ کا ہے ۔ اس سے صرف فرق اتنا پڑے گا کہ ایک ہاتھ والی انتظار نہ کرے گی اور کوئی دوسری پناہ گاہ تلاش کرنی پڑے گی کیونکہ اس خفیہ گھاٹی سے یا تو میں واقف ہوں یا ایک ہاتھ والی ۔ اس کے علاوہ وہ روح " جسے میں نے طلب کیا ہے " دوسری دفعہ وہاں نہ جائے گی اور نہ ہی میں خود بادشاہ کو وہ گھاٹی دکھانے

کے لئے اس کے ساتھ جا سکتا ہوں کہ میں بہت بوڑھا اور کمزور ہوں۔"

"ہاں ساحر۔ اس جگہ سے تم واقف ہو یا اب میں واقف ہوں اور بہتری اسی میں ہے کہ میرے علاوہ کوئی اور اس سے واقف نہ ہونے پائے۔ اے ساحر! تمہارے ساتھ مجھے ایک حساب چکانا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے بلکہ اب صاف ظاہر ہو چکا ہے کہ وہاں "وادیٔ استخواں" میں تم نے ہمیں۔ مجھے اور سب کو غلط راستہ دکھایا، مجھے انگریزوں کے خلاف جنگ کرنے پر مجبور کیا اور یوں زولوؤں کی تباہی کا باعث بنے۔"

"ہو سکتا ہے کہ میرا حافظہ کمزور ہو گیا ہو کیونکہ مجھے یاد نہیں آ رہا ہے کہ میں نے ایسا کوئی کام کیا ہو۔ البتہ اتنا یاد ہے کہ میں نے مامینا کی روح کو دوسری دنیا سے طلب کیا تھا جس نے بادشاہ کی فتح کی پیشنگوئی کی تھی اور یہ تنہا بادشاہ کی فتح رہی ہے۔ اس کے علاوہ اس روح نے بادشاہ کے لئے دوسری فتوحات کی بھی پیشنگوئی کی تھی جو پانیوں کے اُس پار دوسرے ملک میں حاصل ہوں گی اور وقت آنے پر وہ فتوحات بھی یقیناً بادشاہ کو حاصل ہو جائیں گی۔ میں نے اپنی طرف سے بادشاہ کو یا اس کے انڈوآنا کو کوئی مشورہ نہیں دیا۔"

"تم جھوٹ بک رہے ہو ساحر" کاٹو والیو نے بھنچی ہوئی آواز میں کہا "تم نے جنگ کرنے کی نشانی کے طور پر انکوسازانائے زولو کو ہمارے سامنے پیش نہیں کیا؟ کیا اس کے ہاتھ میں عظیم کالے کا وہ اساگائی نہ تھا جو بقول تمہارے تمہارے پاس تھا؟ میں پوچھتا ہوں وہ تمہارے پاس سے اس روح کے قبضے میں کس طرح چلا گیا؟"

"اس کے متعلق تو میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ رہی دوسری بات تو اس کے متعلق میں خود تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا انکوسازانائے زولو میری کنیز ہے

کہ میرے بلانے پہ حاضر ہو جائے اور میرے کہنے سے چلی جائے؟"

"میرا تو ایسا ہی خیال ہے" کاٹو والیو نے کہا" اور میرا یہ بھی خیال ہے کہ تم اس جگہ کو بھول جاؤ جہاں میں پناہ لینا چاہتا ہوں کہ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ تم بہت جیئے اے راستہ کھولنے والے اور تم ساز نیکو نا گھرانے کو، جس سے تمہیں نفرت ہے، بہت نقصان پہنچا چکے۔"

یوں کہا کاٹو والیو نے اور میں نے دیکھا کہ ایک بار پھر اس کا ہاتھ اس بھالے کی طرف بڑھا جو اس کی کمر سے بندھا ہوا اور کمبل تلے چھپا ہوا تھا۔ زکالی نے بھی دیکھ لیا اور وہ ہنسا۔

"او۔ ہو۔ ہو۔ میری اس پیشنگوئی کو بھول کر میری موت کا دن ہی بادشاہ کی موت کا دن ہو گا وہ مجھے قتل کر دینا چاہتا ہے کیونکہ میں بوڑھا اور کمزور ہوں۔ وہ مجھے مار ڈالنے کا ارادہ کر رہا ہے جیسا کہ عظیم کالے نے کہا تھا، جیسا کہ ڈنگان نے کہا تھا اور جیسا کہ پانڈا نے کہا تھا۔ اس کے باوجود میں آج تک زندہ ہوں۔ بہر حال میں بادشاہ کو کوئی الزام نہیں دیتا کیونکہ یہ قدرتی بات ہے کہ بادشاہ اسے قتل کر دے جو اس کی خفیہ پناہ گاہ سے واقف ہے تاکہ خود اس کی جان بچی رہے۔ بھالے کا وہ پھل، جس سے بادشاہ کی انگلیاں کھیل رہی ہیں، بہت زیادہ تیز ہے جس کے سامنے میرا سینہ ڈھال نہیں بن سکتا۔ ڈھال۔ ڈھال چاہئے مجھے۔ اے آگ! تو ابھی بجھی نہیں ہے۔ اٹھ۔ اور اپنے دھوئیں کو میرے لئے ڈھال بنا دے۔"

اور اس نے اپنے بندر جیسے بازو الاؤ پہ ہلائے اور اس میں کے انگاروں میں سے یکایک ایک بو اور پھر دھواں اٹھا جو اٹھ کر اور پھیل کر آدمی کی دھندلی شکل یا سائے کی شکل اختیار کرنے لگا۔ مجھے تو وہ بہر حال ایک لرزتا

ہوا ایسا ہی معلوم ہوا۔

"یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیا دیکھ رہے ہو بادشاہ؟" زکالی نے غصیلی اور لرزہ خیز آواز میں کہا، کون ہے وہ جسے تم دیکھ رہے ہو؟ میری ڈھال بننے کے لئے آگ نے کس کو بھیجا ہے؟ یہاں تو بھوتوں کی ایسی افراط ہے کہ میں پہچان نہیں سکتا۔ کون ہے یہ؟ کون ہے ان میں سے جنہیں تم نے قتل کیا ہے چنانچہ وہ سب کے سب تمہارے دشمن ہیں؟

"میرا — میرا — بھائی امیلازی" کالٹو والیو نے کراہ کر کہا۔ میرا بھائی امیلازی میرے سامنے بھالا بلند کئے کھڑا ہے — ہاں وہی جسے میں نے جنگ ٹگولا میں قتل کیا تھا۔ وہ شعلہ بار آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا ہے اور مجھے مارنے کے لئے اس نے بھالا بلند کر رکھا ہے۔ وہ کچھ کہہ رہا ہے جسے میں سمجھ نہیں سکتا ساحر! مجھے بچاؤ۔ اے روحوں کے آقا! امیلازی کی روح سے مجھے بچاؤ۔"

زکالی نے ایک وحشتناک قہقہہ لگایا اور الاؤ پر بازو ہلائے یہاں تک کہ دھواں گاڑھا ہو گیا اور اس نے پوری جھونپڑی کو بھر دیا۔"

جب دھواں چھٹا تو کالٹو والیو جا چکا تھا۔"

"ایسا تماشہ تم نے کبھی دیکھا ہے میکومیزن؟ زکالی نے اس چیخے کو مخاطب کیا جس کے نیچے میں دبکا ہوا تھا۔"

"ہاں" میں نے کچھوے کی طرح اپنا سر باہر نکالتے ہوئے کہا "جب تم نے اسی جھونپڑی میں اس کی شکل پیدا کی تھی جسے میں جانتا تھا۔ یہ بتاؤ زکالی کہ ایسا تم کس طرح کرتے ہو؟"

"کس طرح کرتا ہوں؟ کون جانے۔ شاید میں کچھ نہیں کرتا۔ شاید میں سوچتا ہوں اور تم بیوقوف لوگ دیکھتے ہو یا شاید مرے ہوؤں کی روحیں، جو

ہمارے بہت قریب ہیں، میرے بلانے سے آجاتی ہیں اور جادوئی آگ کے جادوئی دھوئیں سے شکلیں اختیار کر لیتی ہیں، تم سفید فام بڑے ہوشیار ہوتے ہو چنانچہ میکومیزن! اپنے سوال کا جواب خود ہی دو۔ کم سے کم اس دھوئیں نے یا اس روح نے تجھے اس بھالے سے بچا لیا جسے کاٹووالیو میرے سینے میں تحفے اس لئے اتارنا چاہتا تھا کہ اس کی پناہ گاہ سے صرف میں واقف ہوں۔ بہرحال ــ کاٹووالیو کے سگے بیں ہی میں اس کا حساب چکا سکتا ہوں اور میرا حساب، تم جانو کافی لمبا ہے۔ اچھا اب تم خاموش پڑے رہو میکومیزن کیونکہ میں باہر جا رہا ہوں دیکھنے۔ بادشاہ کو یہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرنا چاہئے کیونکہ اس کے نزدیک یہ جگہ آسیبوں کا گڑھ ہے۔ سورج غروب ہونے سے پہلے یعنی ایک گھنٹے کے اندر اندر اسے یہاں سے چلے جانا اور کسی اور جگہ سونا ہے۔"

وہ جھونپڑی سے باہر رینگ گیا۔ اب میں کچھ دیکھ نہ سکتا تھا کیونکہ اس نے دروازے پر تختہ رکھ دیا تھا البتہ سن سکتا تھا، چنانچہ چند ثانیوں تک میں بحث مباحثے کی آواز سنتا رہا اور پھر کاٹووالیو کی آواز سنی جو بے حد غصے کے عالم میں کہہ رہا تھا۔"

"بکو مت۔ یہ میری مرضی ہے۔ تم اپنا کھانا یہاں سے باہر کھا سکتے ہو۔ لڑکی ہمیں بتائے گی کہ وہ جھونپڑیاں کہاں ہیں جس کا ذکر ساحر نے کیا ہے۔ یہاں سے چلو فوراً کہ یہ جگہ آسیب زدہ ہے۔"

چند ثانیوں بعد زکالی جھونپڑی میں واپس آیا۔ وہ ہنس رہا تھا۔"

"سب خیریت ہے" وہ بولا "اور اب تم اپنے بھٹ سے باہر آسکتے ہو بوڑھے گیدڑ۔ وہ جو اپ اپنے کو بادشاہ کہتا ہے، جا چکا۔ اور اپنے ساتھ ان کو بھی

لے گیا جنہیں وہ اپنا وفادار سمجھتا ہے۔ لیکن ان میں کے اکثر اس سے غداری کرنے کا موقع تلاش کر رہے ہیں۔ کیا کہا میں نے۔ بادشاہ؟ نہیں۔ پورے افریقہ میں اس شخص کی طرح ٹوٹا ہوا، ایسا بے سہارا اور اتنا مایوس کوئی غلام کبھی نہ ہو گا۔ میں نے اپنے مرغ کا ایک ایک پر نوچ لیا ہے، اسے بالکل ننگا کر دیا ہے، اور اب اسے ذبح بھی کر دوں گا اور اس وقت تم موجود ہو گے، میکومیزن، موجود ہو گے۔"

"خدا کرے کہ ایسا نہ ہو" میں نے کہا، "آج سہ پہر کے وقت ہی ہم ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے قریب پہنچ گئے تھے۔ خیر۔ بادشاہ کہاں گیا ہے؟"

"زیادہ دور نہیں گیا۔ نومبے کو میں نے بھیج دیا ہے کہ وہ اسے ان جھونپڑیوں تک پہنچا دے جو یہاں سے ذرا دور نشیب میں بنا ہیں اور جہاں میرے مویشی اور ان کا بوڑھا رکھوالا رہتا ہے۔ وہ اور دوسرے لوگ میرے مویشی لے کر کیڑا کے جنگل میں چلے گئے ہیں کہ سفید فاموں کے قدم وہاں تک نہیں پہنچ سکتے چنانچہ جھونپڑیاں خالی ہیں۔ آ۔ ہاں۔ اب میں سمجھا جو تم سوچ رہے ہو۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ اسے وہاں لے جایا جائے۔ وہ میرے گھر کے بہت قریب ہے اور بادشاہ کے ساتھ اب بھی اس کے چند دوست ہیں۔"

"نومبے کو کیوں بھیجا اس کے ساتھ؟"

"اس لئے کہ اسے میرے خادموں پر اعتبار نہیں اس لئے کسی اور کو اپنا راہبر نہیں بنا سکتا۔ وہ نومبے کو چند دنوں کے لئے اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے اور پھر اسے آزاد کر دے گا چنانچہ یوں نومبے شرارت سے باز رہے گی۔ اب تم اور تمہارے ساتھی نومبے کی رکاوٹ کے بغیر یہاں سے روانہ ہو سکتے ہو اور آسانی سے ان سفید فاموں تک پہنچ سکتے ہو جو زیادہ دور نہیں ہیں۔

تم لوگ کل صبح روانہ ہو جاؤ۔"

"شکریہ" میں نے اطمینان کا سانس لیا اور پھر مجھے ایک خیال آیا اور میں نے کہا، "تو پھر کیا تو ۔ کوئی نقصان نہ پہنچے گا کہ وہ بہت سی باتیں جانتی ہے؟"

"شاید نہیں۔ وہ بولا" لیکن اسکا فیصلہ تو خود اس کی روح کو کرنا ہے ۔ اب تم جاؤ سبکو میرن کیونکہ میں بہت تھک گیا ہوں۔"

اس گرم چشمے کے نیچے دیر تک پڑے رہنے کی وجہ سے میں بھی تھک گیا تھا۔ میں نے جھونپڑی سے باہر نکل کر چاروں طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ کاٹو والیو اور اس کے ساتھی جا چکے تھے ۔ وہ اس بیل کا گوشت کھانے کبھی نہ ٹھہرے تھے جو خاص انہی کے لئے ذبح کیا گیا تھا البتہ وہ دوسری چیزوں کے ساتھ گوشت بھی اٹھا کر لے گئے تھے کہ اس آسیب زدہ گھاٹی کے باہر اور اپنی قیام گاہ میں بیٹھ کر کھائیں گے ۔

اس طرف سے مطمئن ہو کر میں اپنی جھونپڑی میں پہنچا اور "گمشدہ" کو کھول دیا جواب تک بندھا ہوا اور خوش قسمتی سے اس رسی کو چبا کر توڑنے میں ناکام رہا تھا جس سے میں نے اسے باندھا تھا جو بھینسے کی کھال کی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ہی میں جھونپڑی کے باہر بیٹھا پائپ پی رہا اور اسکو پیے اور ہیڈا کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا" گمشدہ" میرے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ مجھے آتے نظر آئے ۔ وہ ایکدوسرے کی کمر میں ہاتھ دیئے ہوئے تھے اور سر سے سر بھڑائے ہر چیز اور ہر بات سے بے پروا، ایکدوسرے کے وجود میں گم، چلے آرہے تھے۔ میں نے سوچا کہ چلو۔ خدا کا شکر ہے کہ آخر کار ہم اس منحوس گھاٹی کو آخری سلام کر رہے ہیں اور بہت جلد اپنے لوگوں اور مہذب دنیا میں ہوں گے جہاں یہ دونوں آپس میں شادی کر لیں گے۔

ہیڈا نے پوچھا کہ نومبے کہاں ہے اور یہ کہ کھانا کیوں تیار نہیں ہوا۔ یہاں
میں یہ بتا دوں کہ نومبے بہ یک وقت باورچن اور خواص کی خدمات انجام دے
رہی تھی۔ میں نے جو کچھ ہوا تھا اس کی جستہ جستہ تفصیلات اسے سنا دیں۔
ہیڈا چونکہ صورت حال کی اہمیت کو سمجھ نہ سکی تھی اس لئے بولی کہ نومبے کو چاہیئے
تھا کہ جانے سے پہلے ہنڈیا چولھے پر چڑھا دیتی۔
اس نے چند دوسری شکایتیں بھی کیں۔ بہر حال کچھ ہی دیر بعد ہمارے لئے
کھانا لایا گیا اور ہم فارغ ہو کر سونے کے لئے جھونپڑیوں میں چلے گئے۔ ہیڈا
کچھ خفا تھی اور بڑبڑا رہی تھی آج اسے اکیلے ہی سونا پڑے گا۔ وہ نومبے
کی موجودگی کی عادی ہو چکی تھی جو جھونپڑی کے دروازے پر اپنا بستر لگا
لیتی تھی۔

اسکومبے تو فوراً ہی خوابوں کی دنیا میں پہنچ گیا لیکن میری نیند کا دور
دور تک پتہ نہ تھا۔ پتہ نہیں کیوں میں خوفزدہ تھا۔ اور گمشدہ بھی خوفزدہ
تھا کیونکہ وہ بار بار اپنی تھوتھنی میرے پہلو میں یا میری بغل میں چھپا رہا تھا
آخر کار۔ اور میرے خیال میں اس وقت رات کے دو بجے ہوں گے۔
وہ غرانے لگا۔ میرے کان بڑے تیز ہیں لیکن میں نے کوئی آواز نہ سنی۔
لیکن چونکہ گمشدہ نے غرانا ترک نہ کیا اس لئے میں اٹھا، رینگتا ہوا
جھونپڑی کے دروازے تک پہنچا اور اس پر رکھا ہوا تختہ ہٹا دیا۔ "گمشدہ"
باہر نکل کر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ میں کان کھڑے کئے منتظر بیٹھا رہا۔
کچھ ہی دیر بعد مجھے نرم پیروں کی چاپ اور دبی دبی سرگوشی سنائی دی اور پھر
تاروں بھرے آسمان کے پس منظر میں ایک انسانی سایہ دکھائی دیا جو میرے خیال میں
نومبے تھی۔ دوسرے ہی لمحے وہ سایہ غائب ہو گیا اور گمشدہ واپس آگیا۔ وہ خوشی سے

دم ہلا رہا تھا اور اس میں حیرت کی کوئی بات نہ تھی کیونکہ اسے نوبے سے انسیت تھی۔
اس کے بعد کچھ نہ ہوا چنانچہ میں واپس آکر اپنے بستر پر لیٹ گیا اور سوچنے لگا۔
کہ وہ شاید میرا وہم تھا کیونکہ زکالی نے چند دنوں کے لئے نوبے کو یہاں سے بھیج دیا تھا اور وہ اتنی جلد واپس آنے کی اور اپنے آقا کی حکم عدولی کرنے کی جرأت نہ کر سکتی تھی۔

صبح ہونے سے کچھ پہلے گمشدہ نے پھر غرانا شروع کیا۔ اور غصیلے انداز میں اس دفعہ میں نے اٹھ کر کپڑے پہنے اور باہر آگیا۔ پو پھوٹ رہی تھی اور اس کی کچی روشنی میں میں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔"

کوئی پچاس گز دور دو چٹانوں کے درمیان ایک تنگ گھاٹی میں زولوؤں کی دیوی انکوسازانائے زولو کھڑی تھی۔ اسی طرح جس طرح میں اسے وادئ استخواں میں چٹان پر کھڑے دیکھ چکا تھا۔ اس نے وہی چمکدار لباس پہن رکھا تھا اور اس روشنی میں وہ پوری طرح سفید فام معلوم ہوتی تھی۔ میں دم بخود رہ گیا اور سوچا کہ یہ میں خواب دیکھ رہا ہوں شاید۔ یکایک موڑ کے پیچھے سے چند زولو نمودار ہوئے جو ہاتھوں میں بھالے اٹھائے چپکے چپکے، خاموشی سے رینگ رہے تھے۔

یکایک ان کی نظر انکوسازانائے زولو پر پڑی جو ان کے عین راستے میں کھڑی تھی۔ وہ ٹھٹھک گئے اور آپس میں کانا پھوسیاں کرنے لگے۔ پھر وہ بھاگنے کے لئے پلٹے لیکن بھاگنے سے پہلے ان میں سے ایک نے۔ میرے خیال میں انتہائی خوف سے بے قابو ہو کر۔ اپنا بھالا دیوی کی طرف پھینک مارا جو خاموش اور بے حرکت کھڑی تھی۔

تیس سکنڈ میں ہی وہ سب کے سب جا چکے تھے اور ساٹھ سکنڈ میں

ان کے پیروں کی دھمک غائب ہو چکی تھی۔ پھر وہ دیوی یا جو کوئی بھی وہ تھی، آہستہ آہستہ میری طرف گھوم گئی اور میں نے دیکھا کہ بھالا اس کے سینے میں ترازو تھا۔

وہ زمین پر گری تو میں اس کی طرف دوڑا۔ قریب پہنچا تو دیکھا کہ یہ نومیے تھی جس کے چہرے اور بازوؤں پر سفیدی لگی ہوئی تھی اور اس کے سینے سے جیتا جیتا خون بہہ کر اس کے سفید چمکیلے لباس کو سرخ کر رہا تھا۔

بائیسواں باب

نومیے کی دیوانگی

کتا مجھ سے پہلے نومیے کے پاس پہنچ گیا اور اس کا چہرہ چاٹنے لگا۔ اسکی زبان نومیے کے چہرے پر کی سفیدی صاف کر رہی تھی۔ نومیے اس طرح پڑی ہوئی تھی کہ اس کی پشت کو ایک پتھر نے جیسے سہارا دے رکھا تھا۔ بائیں ہاتھ سے اس نے کتے کا سر تھپتھپایا اور دائیں ہاتھ سے اپنے سینے میں سے بھالا کھینچ کر زمین پر پھینک دیا۔ اور تب اس نے مجھے دیکھا اور مسکرائی۔ اپنی وہی پراسرار، دائمی مسکراہٹ۔

"سب ٹھیک ہے میکیہ میزن۔ سب ٹھیک ہے۔ اس نے کہا "میں اسی کی مستحق تھی۔ ہاں۔ مرنے کی ہی مستحق تھی۔ اور میں بیکار ہی نہیں مر رہی ہوں"

"خاموش رہو اور مجھے دیکھنے دو اپنا زخم" میں نے کہا۔

اس نے اپنا چغہ کھول کر زخم کی طرف اشارہ کیا چھاتی کے عین نیچے

ایک چھوٹا سا شگاف تھا جس میں سے آہستہ آہستہ خون رس رہا تھا۔
"رہنے دو میکیو میزن" وہ بولی "خون تو اندر رس رہا تھا اور وہ جان لیوا تھا۔ لیکن ابھی میں نہ مروں گی۔ جب تک میرا دماغ کام کر رہا ہے تب تک میری بات سُن لو۔ کل جب ماروتی اور ہیڈیا سطح مرتفع پر گئے تھے تو میں بھی ان کے ساتھ جانا چاہتی تھی کیونکہ مجھے خبر تھی کہ زولو ہر چہار طرف بھٹک رہے ہیں چنانچہ میں نے سوچا کہ اپنی ہیڈیا کو خطرے سے بچا سکوں گی۔ ماروتی نے مجھے جھڑک دیا اور کہا کہ تجھے ان کے ساتھ جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کا میں نے کوئی خیال نہ کیا کیونکہ ایسی جھڑکیوں کی میں عادی ہو چکی ہوں۔
اس کے علاوہ اس شخص کے سخت الفاظ کو معاف کیا جا سکتا ہے جو محبت میں گرفتار ہو۔ لیکن معاملہ یہیں ختم نہ ہوا۔ میری خاتون ہیڈیا نے بھی اپنی زبان کے تیر میرے دل پر چلائے اور سچ کہتی ہوں ان کی تکلیف اس کھوائے کے زخم کی تکلیف سے زیادہ تھی۔ کیونکہ صاف ظاہر تھا کہ اس نے وہ زہریلے تیر پہلے سے ہی تیار کر رکھے تھے اور میرے دل پر چلانے کے لئے موقع کی منتظر تھی۔ اس نے کہا کہ میں اپنی حیثیت بھول رہی ہوں، اس نے کہا کہ میں اس کے ناخن اور گوشت کے درمیان چبھا ہوا کانٹا ہوں اور یہ کہ وہ جب بھی ماروتی یا تم سے میکو میزن، بات کرنا چاہتی ہے تو میں اپنے کان کھول کر موجود ہو جاتی ہوں۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ آئندہ سے میں اسی وقت اس کے پاس جاؤں جب وہ مجھے بلائے۔ یہ سب باتیں، مجھے یقین ہے، ماروتی نے اسے سکھائی تھیں ورنہ میری خاتون تو ایسی نرم دل ہے کہ ایسے الفاظ وہ سوچ بھی نہیں سکتی، البتہ یہ باتیں، میکو میزن، اگر تم نے اسے سکھائی تھیں تو بات دوسری ہے۔"

میں نے نفی میں سر ہلایا اور اس نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم نے نہیں سکوھایئں کیونکہ تم بھی نرم دل ہو۔ کیونکہ خود تمہارا دل چوٹ کھایا ہوا ہے اس لئے تم دوسروں کے دلوں کی چوٹ سمجھ سکتے ہو۔ لیکن ماروتی ایسا نہیں ہے کیونکہ اس کے دل نے کچھ برداشت نہیں کیا۔ اس کے باوجود تم بھی مجھے ایک ذہنیت ہی سمجھتے رہے ہو۔ ہتھیلی کے گوشت میں اترا ہوا کانٹا جو برابر تکلیف پہنچاتا رہتا ہے اور جسے نکالنا ممکن نہیں۔ تم نے اس کے متعلق آقا سے شکایت کی تھی اور آقا نے مجھ سے کہا۔"

اس دفعہ میں نے اس بات میں سر ہلایا۔

"میں تمہیں الزام نہیں دے رہی میکومیزن۔ قصور میرا ہی ہے۔ ایک سیاہ فام ورچ ڈاکٹر میں کو ایک سفید فام خاتون سے پیار کرنے بلکہ اس کے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھنے کا بھی کیا حق ہے چاہے مقدر انہیں ایک دوسرے کے سامنے ہی کیوں نہ لے آیا ہو۔ لیکن گزشتہ کل یہ میں فراموش کر گئی کیونکہ تم جانو، ہمارے جسم میں ایک نہیں کئی جذبات ابلتے ہیں اور کبھی ایک جذبہ دوسرے تمام جذبات پر غالب آ جاتا ہے۔ تو میں۔ جو زندہ اور تندرست تھی، ایک عورت تھی اور مرتی ہوئی تو میں دوسری اور مختلف عورت ہے اور مردہ تو میں ایک تیسری عورت ہو گی حالانکہ میں دعا کرتی ہوں کہ مرنے کے بعد میں نہ لوٹنے والی سکون کی نیند سوتی رہوں۔

"میکومیزن! ہیڈیٹا کے ان الفاظ نے وہی کام کیا جو ترشی دودھ پر کرتی ہے میرا خون منجمد ہو گیا اور میرے دل میں تلخی اتر آئی۔ مجھے غصہ ہیڈیٹا پر آیا کیونکہ میں اس پر کبھی غصہ کر ہی نہیں سکتی لیکن غصہ ماروتی پر تھا اور تم پر

تھا۔ میری روح نے میرے کان میں کہا۔ اگر ماروتی اور میکومیزن مر جائیں تو خاتون ہیڈینا اس انجانے ملک میں اکیلی رہ جائے گی۔ پھر وہ تیرا ہی سہارا لے گی جس طرح کہ بوڑھا چھڑی کا سہارا لیئے بغیر ایک قدم نہیں چل سکتا اور پھر وہ اس چھڑی سے پیار کرنا سیکھ جائے گی جو اس کا سہارا بنی ہے چاہے وہ کمزور اور بدقطع ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن میں انہیں کس طرح مار سکتی اور خود موت سے کس طرح بچ سکتی ہوں۔ میں نے اپنی روح سے پوچھا۔

"ہمارے درمیان جو معاہدہ ہے اس کی رو سے تمہارے لئے زہر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔ میری روح نے کہا۔ لیکن میں تمہیں ایک ترکیب بتاؤنگی کیونکہ ہر بھلے اور برے معاملے میں تمہاری خدمت اور راہبری کرنا میرا فرض ہے۔

"پھر ہم نے میکومیزن میرے دل میں ایکدوسرے کے سامنے اس بات میں سر ہلایا اور میں منتظر رہی کہ دیکھیں اب کیا ہو۔ کیونکہ میری روح مجھ سے جھوٹ نہیں بولتی۔ ہاں۔ میں تمہیں قتل کرنے کے موقع کی منتظر رہی تمہیں اور ماروتی کے قتل کی بھی۔ اور اپنے اس پاگل پن میں میں یہ بھول گئی کہ اگر میں نہ بھی پکڑی گئی تب بھی جلد یا بدیر ہیڈینا پر حقیقت ظاہر ہو جائے گی اور پھر وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے گی۔"

اور یہاں اس پر غشی طاری ہو گئی چنانچہ میں پلٹا کہ کسی کو بلاؤں اپنی مدد کے لئے لیکن نوبیے نے ایکدم سے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔

"میکومیزن! میری پوری بات سن لو ورنہ میں تمہارے پیچھے دوڑوں گی یہانتک کہ گر کر ختم ہو جاؤں چنانچہ مجھے یہی مناسب معلوم ہوا کہ ٹھہرا رہوں اور نوبیے نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔"

"میری روح نے، جو یقیناً بری ہوگی کیونکہ یہ زکالی کی عطا کردہ ہے میرے

ساتھ پیٹنا شروع کیا کیونکہ بادشاہ اور اس کے آدمی یہاں آئے اور پھر یہ ہوا کہ
بادشاہ نے کہا کہ میں اسے ان جھونپڑیوں تک پہنچا دوں جہاں اسے رات گزارنی
ہے۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ بظاہر بادلِ ناخواستہ گئی۔ کرال میں پہنچ کر بادشاہ
نے مجھے بلا بھیجا اور ایک اندھیری جھونپڑی میں مجھ سے سوالات پوچھنے لگا اور
یوں ظاہر کیا جیسے وہاں اس کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ لیکن میں وِچ ڈاکٹریس ہوں
ہوں چنانچہ میں نے معلوم کر لیا کہ وہاں دو دوسرے آدمی بھی تھے جو ایک
ایک لفظ سن رہے اور یاد رکھ رہے تھے۔ اس نے مجھ سے انکوسازانائے
زولو کے متعلق، جو دادی استخواں میں ظاہر ہوئی تھی' اور اس بھالے کے متعلق
جو اس کے ہاتھ میں تھا اور راستہ کھو لینے والے کے جادو اور دوسری بہت سی
باتوں کے متعلق پوچھا۔ میں نے کہا کہ انکوسازانائے زولو کے متعلق میں کچھ نہیں
جانتی البتہ اتنا ضرور جانتی ہوں کہ میرے آقا جیسا زبردست ساحر اور
کوئی نہیں۔ لیکن اس نے میری بات کا یقین نہ کیا۔ چنانچہ اس نے مجھے دھمکی
دی کہ وہ مجھے سخت اذیت دیکر قتل کرے گا یہانتک کہ میں حقیقت بیان کر دوں
اور وہ اپنے آدمیوں کو بلانے ہی والا تھا کہ میری روح نے مجھ سے کہا" لو
نو بیے۔ میں نے اپنے وعدہ کے مطابق تمہارے لئے راستہ کھول دیا ہے۔
بادشاہ کو ان دو سفید فاموں کے متعلق بتا دو جنہیں آقا نے چھپا رکھا ہے۔
پھر بادشاہ ان دونوں کو قتل کر دینے کے لئے اپنے آدمی بھیج دے گا اور
پھر خاتون ہیڈ بینا تنہا تمہاری ہو گی۔ چنانچہ میں نے یوں ظاہر کیا جیسے میں
ڈر گئی ہوں اور اسے سب کچھ بتا دیا۔ اس پر وہ ہنسا اور کہا:
" اچھا ہوا کہ تم نے سچ کہہ دیا لڑکی کہ تمہاری بھلائی اسی میں ہے۔ اس کے علاوہ
وِچ ڈاکٹریس کو اذیت دینا بے فائدہ ہے کیونکہ اس طرح اس میں کی روح

صرف جھوٹ ہی اگلتی ہے۔"

"اب اس نے آواز دے کر کسی کو بلایا۔ وہ کون تھا یہ اندھیرے میں میں دیکھ نہ سکی۔ بادشاہ نے اسے حکم دیا کہ مجھے دوسری جھونپڑی میں لے جائے اور وہاں مجھے چھت کے شہتیر سے باندھ دے۔ اس آدمی نے اس حکم کی تعمیل کی لیکن مجھے باندھا نہیں۔ صرف تختہ رکھ کر دروازہ بند کر دیا اور جھونپڑی کے اندھیرے میں میرے ساتھ بیٹھ گیا۔"

"اب میں نے عیاری سے کام لیا اور اس سے میٹھی میٹھی باتیں کر کے اسے جال میں پھنسانے لگی۔ چنانچہ اس کی باتوں سے جلد ہی معلوم ہو گیا کہ بادشاہ اور اس کے آدمی ہماری توقع سے زیادہ باتوں سے واقف ہیں۔ میکومیزن انھوں نے وہ چھکڑا دیکھ لیا تھا جو غار کے دہانے کے قریب جھکی ہوئی چٹان کے سائے میں کھڑا کیا گیا ہے۔ میں نے اس آدمی سے پوچھا کہ بس یا اور کچھ۔ اور کہا کہ وہ چھکڑا میرے آقا کا ہے جسے اسانڈھلوانا سے لایا گیا ہے تاکہ میرا آقا اس میں سوار ہو کر یہاں سے وہاں جا سکے کیوں کہ وہ بہت بوڑھا اور کمزور ہو چکا ہے۔"

"اس آدمی نے کہا کہ اگر میں اس کے ہونٹ چوم لوں تو وہ مجھے سب کچھ بتا دے گا اور میں نے قسم کھا کر کہا کہ پہلے وہ مجھے سب کچھ بتا دے پھر میں اس کی یہ خواہش پوری کر دوں گی۔ ہاں میکومیزن۔ یقین کرو میں اتنی گر گئی تھی اس وقت۔ ہاں۔ میں۔ نوبے جس کے ہونٹوں کو کبھی کسی مرد نے نہیں چھوا۔ خیر۔ تو وہ میرے جال میں پھنس گیا اور اس نے مجھے سب کچھ بتا دیا۔ اس نے کہا کہ بادشاہ اور اس کے آدمیوں نے باڑ پر سکھانے کے لئے لٹکتی ہوئی وہ "کاپی" بھی دیکھی ہے جو سفید فام عورتیں پہنتی ہیں اور مجھے یاد آیا کہ میں نے

اپنی خاتون کی ٹوپی دھونے کے بعد سکھانے کے لئے باڑ پر ڈال دی تھی۔ اس نے کہا کہ بادشاہ کو شک ہے کہ اسی عورت نے انگوسازانائے زدنوکا بہروپ بھرا تھا جس کی وہ "کاپی" ہے۔ میں نے پوچھا کہ اب بادشاہ کیا کرنے والا ہے اور ساتھ ہی کالے غار میں کسی سفید فام عورت کے موجود ہونے سے صاف انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ صبح کی روشنی پھیلنے سے کچھ پہلے بادشاہ اپنے آدمی بھیج کر ان سفید چوہوں کو ٹھکانے لگا دے گا جسے ساحر نے اپنی جھونپڑی کی چھت میں پناہ دے رکھی ہے۔ اب وہ کھسک کر میرے قریب آیا اور اپنا معاوضہ طلب کیا۔ اور میں نے اسے معاوضہ دیا۔ اپنے ہونٹوں سے نہیں بلکہ چاقو کے پھل سے۔ سچ کہتی ہوں کیا غضب کا وار تھا کہ وہ ایک ہی وقت میں خاموش ہو گیا پھر میں جھونپڑی سے نکل کر آدھی رات کے بعد یہاں پہنچ گئی اور بادشاہ کے آدمیوں نے مجھے نہ دیکھا کیونکہ وہ سب کے سب سو رہے تھے۔"

"میں سمجھتا ہوں کہ میں نے تمہیں دیکھا تھا نو مے" میں نے کہا "لیکن چونکہ اسے اپنا وہم سمجھا اس لئے واپس جا کر سو گیا۔"

وہ مسکرائی۔

"ہاں۔ مجھے خوف تھا کہ پاسبان شب پاسبانی کر رہا ہو گا اس کے علاوہ وہ کتا بھی بھاگ کر میرے پاس آ گیا تھا لیکن اس نے مجھے پہچان لیا اس لئے میں نے اسے پچکار کر واپس بھیج دیا۔ خیر۔ تو جب میں واپس آ رہی تھی تو مجھے ایک خیال آیا۔ میں نے وہ سب کچھ دیکھ لیا جو میں نے کہا تھا۔ بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کو یقین نہ تھا کہ آقا نے سفید فاموں کو چھپا رکھا ہے۔ لیکن میں نے اس کا انہیں یقین دلایا تھا اس کے علاوہ چاپتی دیوانگی میں چیلوں پر

بھالا پھینکنے کی کوشش میں میں نے خود اپنی فاختہ کو مار دیا تھا کیونکہ اب بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کو یقین ہوگیا تھا کہ وہ جھوٹی انکوسازاناے زولو تھی جس نے انہیں اعلان جنگ کرنے پر مجبور کیا تھا اور اس طرح زولو قوم کی مکمل تباہی کا باعث بنی تھی۔ چنانچہ وہ دو سفید فاموں کی بہ نسبت اس سفید فام عورت سے زیادہ انتقام لینا چاہتے تھے۔ یہ مجھے اس وقت معلوم ہوا جب کالو وایو کے آدمی آئے جبکہ تم سو رہے تھے۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اب کالے غار کا ایک آدمی بھی زندہ نہ رہے گا"

"اور اب میں سوچنے لگی کہ وہ گرہ کس طرح کھولی جا سکتی ہے جو خود میں نے لگائی ہے؟ کس طرح وہ آگ بجھائی جا سکتی ہے جو خود میں نے لگائی ہے؟ میں نے سوچا کہ تمہارے پاس آکر سب کچھ بتا دوں لیکن پھر خیال آیا کہ ہتھیاروں کے بغیر تم بھی کچھ نہیں کر سکتے۔ پھر سوچا کہ آقا کے پاس جاؤں لیکن مجھے شرم آئی۔ اس کے علاوہ یہ بھی خیال آیا کہ صرف چند خادموں کی مدد سے وہ کیا کر سکیں گے کیونکہ زیادہ تر خادم تو مویشیوں کے ساتھ چلے گئے ہیں۔ وہ اتنے کمزور ہیں کہ اوپر۔ سطح مرتفع تک کی چڑھائی چڑھ نہ سکیں گے۔ البتہ آدمی انہیں اٹھا کر لے جائیں تو بات دوسری ہے اس کے علاوہ اب اس کا وقت نہ تھا اور اگر ہوتا بھی تو بادشاہ کے آدمی تلاش کرتے ہوئے اوپر پہنچ جاتے اور ایک ایک کو قتل کر دیتے۔ مجھے نہ تو اپنی پرواہ تھی اور نہ دوسروں کی البتہ اسکا ضرور خیال تھا کہ اگر خاتون ہیڈ بنا ماری گئی۔ اور وہ بھی میری حماقت سے۔ تو پھر میرا یہ جنم اور دوسرا جنم بھی میرے لئے ایک مسلسل عذاب بن جائے گا۔"

"مدد کے لئے میں نے اپنی روح کو پکارا لیکن وہ نہ آئی۔ میری روح

میرے اندر مر گئی تھی کیونکہ اب میں برا نہیں بلکہ نیک کام کرنا چاہتی تھی۔ تاہم دوسری روح آئی۔ ماسینا کی روح۔ وہ غصے میں بھری ہوئی طوفان کی طرح آئی اور میں لرز گئی۔ اس نے کہا "بدذات چڑیل! تو نے میکو میزن کو قتل کروا دینے کی سازش کی اور اس سے پہلے کہ تیری دنیا میں دوسرے دن کا سورج غروب ہو تو میرے سامنے پہنچ کر اپنے اس کرتوت کے لئے جواب دہ ہو گی۔ اب تو خود اپنی عیاری اور بدمعاشی سے نکلنے کا راستہ تلاش کر رہی ہے۔ وہ تجھے بتا دیا جائے لیکن تجھے اس کی قیمت ادا کرنی ہو گی۔"

"کون سی قیمت اے خاتون موت؟" میں نے پوچھا۔

"خود اپنی جان دینی ہو گی قیمت کے طور پر۔"

میں ہنسی۔ ہاں۔ اس کے منھ پر ہنسی اور کہا۔"

"بس۔ اتنی سی قیمت؟ اچھی بات ہے اب جلدی سے راستہ بتاؤ۔ بعد میں ہم اپنا حساب آپس میں سمجھ لیں گے۔"

"اور تب اس نے میرے دل کے کان میں سرگوشی کی اور چلی گئی۔ میں بھاگی کیونکہ پو پھٹنے والی تھی۔ میں نے اپنے آپ کو چونے سے سفید کیا اور وہ چمکیلا لباس پہن لیا اور درخشاں ریت سے اپنے بالوں میں افشاں بھری۔ بھالا نرطا چنانچہ میں نے اپنے ہاتھ میں چھوٹی لکڑی اٹھائی اور جب پو پھٹنے لگی تھی کہ میں راستے کے موڑ کے اس طرف اور دو پتھروں کے درمیان کھڑی ہو گئی۔ اور پھر زولو آئے جو قتل کرنے آئے تھے۔ وہ دس بارہ تھے لیکن پیچھے دوسرے مسلح زولو آرہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ انکوسازانا کے زولو ان کا راستہ روکے کھڑی ہے اور وہ خوفزدہ ہو گئے۔ وہ پلٹ کر بھاگے لیکن ایک آدمی نے انتہائی خوف سے پاگل ہو کر بھالا پھینک کر مارا جو میرے سینے میں

ترازو ہو گیا جیسا کہ میں جانتی تھی کہ ایسا ہی ہو گا۔"

بھالا پھینکنے والا یہ دیکھنے کے لئے رکا کہ میں گرتی ہوں یا نہیں۔ لیکن میں نہ گری چنانچہ وہ سر پر پاؤں رکھ کر اپنے ساتھیوں سے زیادہ تیز بھاگا کیونکہ اسے یقین ہو گیا کہ اب آسمانوں کی شہزادی کا غضب اس پر نازل ہو گا۔ اور اب۔ میں خوش ہوں۔ بہت خوش ہوں۔"

وہ خاموش ہو گئی۔ مضمحل اور نڈھال لیکن اس کی خوبصورت آنکھوں میں فتحمندی کی چمک تھی۔ میں اس کی صورت تکتا رہا۔ ایک عجیب قسم کی سنسنی میرے وجود پر طاری تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بہت بری اور عیار عورت بھی تھی لیکن اسکا انجام کسقدر شاندار تھا۔

میری سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ کیا کروں۔ میں اسے تنہا چھوڑ کر جانا نہ چاہتا تھا خصوصاً اس لئے کہ دنیا کی کوئی طاقت اب اسے بچا نہ سکتی تھی۔ اس کی زندگی اندرونی زخم میں سے خون کی صورت آہستہ آہستہ رس رہی تھی۔ اب سورج طلوع ہو چکا تھا اور زکالی کے آدمی باہر آ گئے تھے۔ ان میں سے ایک اس طرف آ نکلا، اس نے دیکھا اور خوف کی ایک چیخ کے ساتھ بھاگنے کے لئے پلٹا۔"

"بیوقوف" میں چیخا۔ آقا ماروتی اور خاتون ہیڈینا کو فوراً بلا کر لاؤ۔ ان سے کہو کہ اگر وہ ڈاکٹر بیس نو بیبے کو اس کے مرنے سے پہلے دیکھنا چاہتے ہوں تو فوراً یہاں آ جائیں۔"

وہ آدمی تیزی سے بھاگا اور دوسرے لمحے میں نے دیکھا کہ ہیڈا اندر اسکو بیبے، جنہوں نے پورا لباس نہ پہن رکھا تھا، بدحواس سے بھاگتے آ رہے تھے۔ میں ان کی طرف بڑھا۔"

"کیا بات ہے کواٹرمین؟" ہیڈا نے کہا۔

"زیادہ نہیں صرف یہ بتانے کا وقت ہے کہ نومبے مر رہی ہے" میں نے کہا "تمہاری جان بچانے کے لئے اس نے اپنی جان دے دی ہے۔ کیوں اور کیسے یہ میں بعد میں بتاؤں گا۔ جس اسا گائی نے اس کا دل چھید دیا ہے وہ تمہارے دل کے لئے تھا۔ جاؤ۔ جا کر اس کا شکریہ ادا کرو اور اسے الوداع کہو۔ اسکو بیبی! تم میرے ساتھ یہیں ٹھہرو۔"

ہم دور کھڑے دیکھتے رہے۔ ہیڈا قریب پہنچ کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی اور اپنے بازو نومبے کی گردن میں ڈال دئے۔ وہ چند ثانیوں تک ایکدوسرے سے کچھ کہتے رہے اور پھر انہوں نے ایکدوسرے کو چوم لیا۔

عین اسی وقت اپنے دو ملازموں کا سہارا لئے کر زکالی وہاں آگیا۔ کسی طرح سے 'جادو کے زور سے یا پتہ نہیں کیسے اسے جو کچھ ہوا تھا اس کی تفصیلات معلوم ہو چکی تھیں اور اس وقت وہ بے حد غضبناک معلوم ہو رہا تھا۔ وہ مرتی ہوئی نومبے کے قریب بیٹھ گیا اور ایکدم سے زہر اگلنے لگا۔

"تم اپنی روح گنوا بیٹھی۔ کیوں؟" وہ بولا "بہر حال وہ میرے پاس آگئی تھی اور تمہاری دغابازی کی حفاظت میں کھڑی ہوئی تھی اس نے مجھے سب کچھ بتا دیا چنانچہ یہ اچھا ہی ہے کہ تم مر رہی ہو۔ لیکن اس بھرم میں نہ رہنا کہ دوسری دنیا میں پہنچ کر تم مجھ سے بچ جاؤ گی۔ نہیں۔ کیونکہ میں وہاں بھی تمہارے پیچھے آؤں گا۔ لعنت ہو تم پہ دغاباز کہ تم تو مجھ پر اور میرے گھر پر تباہی لا ہی چکی تھیں۔ وہ دن آئے گا ۔۔۔ اور بہت جلد آئے گا جب تمہیں اسی بیج کا پھل کھلاؤں گا جو تم نے بویا ہے۔ تم مجھ سے اور میرے غضب سے بچ نہ سکو گی۔"

نومبے نے آنکھیں کھول کر زکالی کی طرف دیکھا اور پھر بڑے سکون سے آہستہ آہستہ کہا۔

"میں سمجھتی ہوں کہ تمہارا سلسلہ قطع ہو گیا ہے زکالی اور اب تم میرے آقا نہیں رہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ پیار نے اس زنجیر کے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں اور اب میں تم سے نہیں ڈرتی۔ اس روح کو اب تم اپنے ہی پاس رکھو جو تم نے مجھے مستعار دی تھی، وہ تمہاری ہے لیکن اب جو کچھ مجھ میں ہے میرا ہے اور میرے دل کے گھر میں قیام کرنے اب کوئی اور آ رہا ہے۔"

اور ایکبار پھر اس نے اپنے ہاتھ ہیڈا کی طرف بڑھا دیئے اور کہا۔"

"بہن۔ میری بہن۔ مجھے بھول نہ جانا۔ میں ہزار برس تک بھی تمہارا انتظار کروں گی۔"

اور یوں نومبے مر گئی۔"

یہ ایک بُرے اور پریشان کن معاملے کا اچھا اور اطمینان بخش انجام تھا اور میں یہ اعتراف کرتے ہوئے ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کر رہا کہ یہ معاملہ یوں ختم ہوا تو میں نے یک گونہ مسرت محسوس کی البتہ بعد میں مجھے اس بات کا افسوس ہوا اور اب بھی ہے کہ میں اس سے یہ نہ پوچھ سکا کہ دادئی استخواں میں اس نے مامیتا کا بہروپ بھرا تھا یا نہیں۔ چنانچہ وہ راز راز ہی رہا۔"

ہم نے نومبے کو خود اس کی جھونپڑی میں بڑی سادگی سے دفن کر دیا۔ زکالی اور اس کے آدمی تو اس کی لاش کو گِدھوں کے لئے میدان میں پھینک دینا چاہتے تھے۔ غالباً اس لئے کہ توہم پرست تھے یا شاید اس لئے کہ اس میں ان کا کوئی خاص مقصد تھا۔ لیکن ہیڈا نے اس کی سخت مخالفت کی بلکہ زکالی سے جھگڑ پڑی۔ آخر میں زکالی نے ہتھیار ڈال دیئے اور ہم نے نومبے کو اس کے خزن آلود چنے میں ہی لپیٹ

کر سپرد خاک کر دیا۔ یہاں میں بتا دوں کہ دوسرے دن صبح زکالی کے ایک خادم نے مجھے مطلع کیا کہ گزشتہ رات نو بیبے دیکھی گئی تھی وہ ایک بڑے لنگور پر سوار تھی جو اسے لئے ہوئے ایک سے دوسری چٹان پر چھلانگ لگا رہا تھا اور ایسا اس لئے ہوا کہ اسے دفن کیا گیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے رخصت ہونے کے فوراً بعد ہی ان لوگوں نو بیبے کی قبر کھود کر اور اس کی لاش نکال کر اسے گدھوں اور گیدڑوں کی ضیافت کے لئے میدان میں پھینک دیا ہوگا۔"

اسی دن ہم کالے غار سے آخر کار نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور وہ بھی اپنے چھکڑے میں سوار ہو کر کیونکہ گزشتہ رات ہی ہمارے گھوڑے بڑے پُر اسرار طریقے سے واپس آ گئے تھے۔ وہ پوری طرح سے تندرست اور چاق چوبند تھے البتہ ذرا وحشت زدہ نظر آتے تھے۔ میں زکالی سے رخصت ہونے گیا تو اس نے مجھ سے کچھ زیادہ باتیں نہ کیں اور یہ کہا کہ بہت سے چاندوں بعد ایک بار پھر ہماری ملاقات ہوگی۔ اسکو بیبے اور ہیڈا سے ملنے سے اس نے انکار کر دیا اور یہ پیغام بھیجا کہ آئندہ برسوں میں وہ دونوں اسے نیک نام سے یاد کریں گے، کیونکہ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور انہیں بے شمار خطرات سے بچایا۔ میرا جی چاہا کہ اسے جواب دے دوں کہ پہلے تو خود اس نے انہیں خطرات میں گھسیٹا تھا۔ لیکن پھر یہ سوچ کر خاموش ہو رہا کہ اب ان باتوں سے کیا فائدہ۔ پتہ نہیں کس طرح زکالی نے میرا یہ خیال معلوم کر لیا اور کہا کہ اسکو بیبے اور ہیڈا کو اس کا شکریہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اس نے بھی انہیں اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا تھا اور پھر بولا۔

"جب بھی خاتون ہیڈیٹا کو یہ بات یاد آئے گی کہ اس نے زولوؤں کو تباہ

کیا ہے تو اسے بڑی حیرت ہوگی۔ کیونکہ اگر وہ انکو سازانائے زولو بن کر بادشاہ اور اس کے مشیروں کے سامنے نہ آتی تو زولوؤں اور انگریزوں کے درمیان یہ جنگ کبھی نہ ہوتی۔"

"یہ اس نے نہیں کیا زکالی، تم نے کیا ہے۔" میں نے کہا۔

"میں نے؟"

"ہاں۔ کیونکہ تم نے ڈرا کر اور دھمکا کر خاتون ہیڈینا کو اپنا ہتھیار بنایا۔"

"نہیں میکومیزن۔ یہ میں نے نہیں کیا۔ یہ اس نے کیا ہے جسے تم خدا کہتے ہو اور میں مقدر اور اس مقدر کے ہاتھ میں میں خود ایک ہتھیار ہوں۔ خیر۔ ہیڈینا سے کہنا کہ اس نے میری جو خدمت کی ہے اس کے عوض میں تو میں کے بھوت کو اس کے پاس نہ آنے دوں گا کہ وہ اسے پریشان کرے اور اس سے یہ بھی کہنا کہ اگر میں اسے اور اس کے پیارے کو زولولینڈ میں نہ لے آیا ہوتا تو آج ان دونوں میں سے ایک بھی زندہ نہ ہوتا۔"

خیر تو ہم اس منحوس کالے غار سے روانہ ہو گئے جسے میں نے اس کے بعد پھر آج تک نہ دیکھا اور دعا کرتا ہوں کہ آئندہ بھی کبھی اس نفرت انگیز جگہ کو نہ دیکھوں۔ زکالی کے دو خادم ہمارے ساتھ گویا ہمیں پہنچانے آئے اور اس وقت تک ہمارے ساتھ رہے جب تک کہ ہم سفید فاموں کے قریب نہ پہنچ گئے۔ ان سفید فاموں سے ہم نے اپنی حالیہ مہم کے متعلق کچھ نہ کہا اور یہ لوگ بھی ہمیں سیاح یا شکاری سمجھتے رہے جو زولولینڈ کے تاریخی میدان جنگ کو دیکھنے گئے تھے۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ ان دنوں سپاہیوں اور سیاحوں کی آمد و رفت اتنے بڑے پیمانے پر جاری تھی کہ

کسی نے ہماری طرف کوئی خاص توجہ نہ دی اور ہم نیوکاسل کے چھوٹے سے قصبے میں پہنچ گئے جہاں سے ہم نے اپنے لئے نئے اور جدید فیشن کے لباس خریدے۔

جب ہم ماربنزبرگ کی طرف جا رہے تھے تو ایک دلچسپ واقعہ ہوا۔ یعنی کاٹجی سے ملاقات کا واقعہ۔ ہوا یوں کہ سورج غروب ہونے سے کچھ پہلے ہم ایک ٹیلے کی تقریباً عمودی چڑھائی چڑھ رہے تھے۔ یہ ٹیلا ہاوک سے کچھ زیادہ دور نہ تھا۔ میں چھکڑا ہانک رہا تھا اور اسکو میے اور ہیڈا چھکڑے سے کوئی سو گز آگے چل رہے تھے کہ یکایک کاٹجی ایک ٹیلے پر نمودار ہوکر ان دونوں کے روبرو آ گئی۔ وہ شاید شام کی تفریح کو نکلی تھی یا جیسا کہ میں نے بعد میں اندازہ لگایا کسی سفر پر روانہ ہو رہی تھی۔ اس نے دیکھا، وہ ٹھٹھکی، ایک دلدوز شگاف نعرہ لگایا اور بھاگی میں نے پہلے کبھی کسی موٹی عورت کو اتنی تیزی سے بھاگتے نہیں دیکھا۔ ایک ہی منٹ بعد وہ ڈھلان اتر کر ایک گھاٹی میں، جہاں درخت اور گنجان جھاڑیاں تھیں، غائب ہو چکی تھی۔ چونکہ رات کا اندھیرا اتر رہا تھا اور پھر ہم بے حد تھکے ہوئے بھی تھے اس لئے اس گھاٹی میں اسے تلاش کرنے جانا مناسب نہ تھا، بعد میں تحقیقات کرنے پر بھی یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کہاں رہتی تھی، کہاں سے آئی تھی اور کہاں جا رہی تھی کیونکہ ہمارے ہاوک پہنچنے سے چند مہینے پہلے ہی اس نے باورچن کی وہ ملازمت چھوڑ دی تھی جو پچھلی دفعہ میں اسے یہاں دلوا گیا تھا۔

اور یہاں کاٹجی کی کہانی ختم ہوتی ہے البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ وہ جہاں بھی ہے یا جس حال میں بھی ہے وہ مرتے دم تک بھوتوں اور روحوں میں پختہ یقین رکھے گی

کیونکہ اس نے ہیڈا اور اسکو میے کو بھوت ہی سمجھا تھا؟

ماریز برگ پہنچنے کے فوراً بعد ہی اسکو میے نے ہیڈا سے شادی کرلی۔ اس کا مجھے بھی افسوس ہے اور ان دونوں کو بھی کہ میں ان کی شادی میں شرکت نہ کر سکا کیونکہ وہاں پہنچتے ہی میں بیمار پڑ گیا اور ایک ہفتے تک بستر سے اٹھ نہ سکا۔ البتہ میں نے اسے شادی کا تحفہ ضرور بھیجا اور یہ تحفہ کیا تھا؟ وہ زیورات اور روپیہ جو ماڑ ہام کی تجوری میں سے ہم نے حاصل کیا تھا اور میں نے اسے بینک میں رکھ دیا تھا۔ یہ تحفہ پاکر ہیڈا خوش ہوگئی کیونکہ اس روپئے اور زیورات پر وہ فاتحہ پڑھ چکی تھی۔ اس کے علاوہ جائداد کے ضروری کاغذات بھی میں نے اسے بھجوا دئے۔

وہ دونوں ماہ عسل منانے ڈربن چلے گئے اور وہاں سے انگلستان۔ ان کی طرف سے مجھے ایک بے حد پیار بھرا خط ملا جس میں انہوں نے، میں نے ان کے لئے جو کچھ کیا اس کا شکریہ ادا کیا تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ میں نے ان کے لئے کچھ بھی نہ کیا تھا۔ اسی خط کے ساتھ اسکو میے نے ایک کورا چیک بھی بھیجا کہ میں جتنی بھی رقم چاہوں اس میں بھر دوں کہ وہ میرا مقروض تھا اور میں اس کا خرچ برداشت کرتا رہا تھا (یہ اسکو میے کے الفاظ تھے) اس کی اس ایمانداری اور خلوص نے مجھے بے حد متاثر کیا لیکن وہ چیک کورا ہی رہا۔

ان دونوں کو میں نے پھر کبھی نہ دیکھا حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ زیادہ تر باہر۔ میرے خیال میں ہنگری میں رہتے ہیں۔ گنج سلیمان کی مہم کے چند برسوں بعد میں انگلستان آیا تو وہاں سے میں نے اسکو میے کو ایک خط لکھا جس کا جواب مجھے نہ ملا۔ چنانچہ اس وقت یہ مجھے برا بھی معلوم ہوا لیکن بعد میں یہ سوچ کر میں نے اسے معاف کر دیا کہ ہم چند حادثات میں شریک تھے جنہیں وہ

دونوں بھول جانا ہی چاہتے تھے۔ مثلاً مار نیہام اور راڈ کی موت اور میرا خط یا خود میری یاد انہیں ان واقعات کی یاد دلا رہی تھی چنانچہ اسکوبے نے میرے خط کے جواب میں خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا تاہم ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنی بے پروائی یا سستی اور کاہلی کی وجہ سے جواب نہ دیا ہو یا یہ بھی ممکن ہے کہ خط اسے ملا نہ ہو۔ بہر حال یوں ہوا کہ ہم لوگوں میں فاصلہ بڑھتا گیا۔ اسکوبے اور ہیڈا نے غالباً یہ سمجھ لیا ہے کہ میں مر چکا ہوں یا افریقہ میں نہیں ہوں، یا اگر ہوں تو اس براعظم کے کسی تاریک گوشے میں ہوں۔ بہر حال میں اکثر ان دونوں کو یاد کیا کرتا ہوں کیونکہ اسکوبے بہترین ہم سفر تھا اور اس کی بیوی ہیڈا ایک بے حد پیاری لڑکی تھی۔ زکالی نے ان کے بچوں کے متعلق جو پیشنگوئی کی تھی وہ خدا جانے پوری ہوئی یا نہیں۔ خدا ان کو شاد کام رکھے۔"

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں اپنے ایک تجارتی سفر میں اس جگہ کے قریب سے گزرا جہاں "منڈر" تھا۔ شوق تجسس نے مجھے مجبور کیا کہ چل کر میں اس جگہ کو دیکھوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہیڈا نے اپنی جائداد فروخت کر دی ہے اور اسے ایک بوئر نے خرید لیا ہے۔ جہاں راڈ کا ہسپتال تھا وہ اب بوئر کا گھر ہے اور قریب ہی "منڈر" کی جلی ہوئی دیواریں کھڑی ہیں۔ اور جب میں اس برآمدے میں، جہاں سے میں نے راڈ پر پستول چلایا تھا، جا کر کھڑا ہوا تو پچھلی یادیں ہجوم کر آئیں۔"

مجھے "منڈر" کا پورا نقشہ یاد تھا چنانچہ میں اس کے اس حصے میں پہنچا جہاں مار نیہام کا کمرہ ہوا کرتا تھا۔ وہ آہنی تجوری، جو اس کے ایک کونے میں تھی اب وہاں نہ تھی البتہ اس کے پلنگ کے جلے ہوئے پائے اب بھی وہیں پڑے ہوئے تھے۔ قریب ہی راکھ کا ایک انبار تھا جس پر جنگلی بیلیں اگ رہی تھیں۔

میں سمجھتا ہوں یہ مار نہام کی میز کی راکھ تھی۔ میں نے اس راکھ کو اپنے پیر سے ادھر اُدھر ہٹایا تو ایک انسانی کھوپڑی نکل آئی۔ مار نہام کی کھوپڑی جس کی لاش مندر کے ساتھ جل گئی تھی "۔

اس کے بعد میں وہاں نہ ٹھہرا "۔

میرے اس سفر میں یہ میں زودو دلدلوں کے قریب سے بھی گزرا جہاں راڈ غرق ہوا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ راڈ کی لاش اب تک دلدل ہی میں دفن ہے یا باسوتو لوگوں نے اسے نکال کر کہیں اور دفن کر دیا ہے "۔

میں نے وہ جگہ بھی دیکھی جہاں ہم نے چھکڑا روک کر قیام کیا تھا اور جہاں باسوتو لوگوں نے ہم پر حملہ کیا تھا۔ لیکن اب ان یادوں سے کیا فائدہ؟ خواہ مخواہ دل پر اداسی طاری ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اس ذکر کو میں یہیں ختم کرتا ہوں "۔

تیئسواں باب

کرال جازی

اس کے بعد کی زولوؤں کی چار برسوں کی تاریخ بیان کرنا میں ضروری نہیں سمجھتا کیونکہ نہ تو اس کا میری کہانی سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی میں زولوؤں کی تاریخ لکھ رہا ہوں چنانچہ یہاں صرف اتنا بتا دینا کافی ہوگا کہ زولولینڈ میں ایک بادشاہ کی جگہ تیرہ سرداروں کو انتخاب کیا گیا جو بجائے اس کے کہ ملک کا انتظام سنبھالتے ایک دوسرے کے گلے کاٹنے میں مصروف ہو گئے "۔

کاٹیو والیو نے، انگومے جنگل کے ایک غار میں پناہ لی تھی جسکا پتہ اسے زکالی

نے دیا تھا۔ جیسی کہ مجھے توقع تھی خود زکالی نے انگریزوں کو کاٹو والیو کی اس خفیہ پناہ گاہ کا پتہ دے دیا۔ چنانچہ کاٹو والیو کو گرفتار کر کے پہلے کیپ ٹاؤن لایا گیا اور وہاں سے انگلستان لے جایا گیا۔ وہاں اس نے ملکۂ انگلستان اور درباریوں سے ملاقات کی اور یہاں اس نے " فتح حاصل کی جیسی کہ مامبنا نے یا اس نے جو مامبنا نے ہوئی تھی وادی استخواں میں پیشنگوئی کی تھی۔ کاٹو والیو کا مسئلہ کوئی اہم مسئلہ نہ تھا لیکن پارلیمنٹ کی دو مخالف پارٹیاں اسے بہانہ بنا کر آپس میں جھگڑ پڑیں جیسا کہ سیاست میں ہوتا ہی ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ کاٹو والیو زولولینڈ کا سردار بنا کر واپس افریقہ بھیج دیا گیا۔ چنانچہ کاٹو والیو واپس آیا۔ اس نے ان لوگوں سے جنگ کی جو کبھی اس کی رعایا رہ چکے تھے اور اس کے سامنے سر جھکاتے تھے۔ اس جنگ میں کاٹو والیو کو شکست ہوئی ۔"

اور اب میں وہ آخری سین بیان کر رہا ہوں جس میں میں نے حصہ لیا۔"

۱۸۸۲ء کے فروری مہینے کے ابتدائی دنوں میں میں مویشیوں اور کمبلوں کی تجارت کے سلسلے میں زولولینڈ پہنچا۔ جب میں واپس آ رہا تھا اور ٹیگولا کی طرف بڑھ رہا تھا تو میری ملاقات گوزا سے ہو گئی۔ قارئین بھولے نہ ہوں گے کہ یہی وہ گوزا ہے جو مجھے کالے غار سے اولونڈی تک لے گیا تھا اور پھر اسی نے مجھے اور کاٹی کو زولولینڈ سے سرحد تک پہنچایا تھا۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ یہ ایک اتفاق تھا کہ ہماری ملاقات ہو گئی۔ دوسرا خیال مجھے یہ آیا کہ وہ ان کمبلوں کا شکریہ ادا کرنے آیا تھا جو میں نے اپنے وعدے کے مطابق۔ اور یہ وعدہ میں نے کالے غار میں کیا تھا۔ اسے بھیج دیے تھے۔

اور ہم نے بہت سی باتیں کیں۔ جنگ کی اور اس کی تباہی کی جو زولولینڈ پر نازل ہوئی تھی اور وادیٔ استخواں کی اور وہاں ہم دونوں نے جو کچھ دیکھا تھا اس کی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا لوگ اب بھی یقین کرتے ہیں کہ اس وادی میں چٹان پر جو ظاہر ہوئی تھی وہ انکوسازانائے زولو ہی تھی۔ گوزا نے کہا کہ کچھ لوگ یقین کرتے ہیں اور کچھ نہیں کرتے۔ پھر اس نے میری طرف عجیب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا کہ جہاں تک خود اس کا تعلق ہے وہ تو بہر حال یقین نہیں کرتا کیونکہ یہ افواہ عام ہے کہ زکالی نے ایک سفید فام عورت کو، جو اس وقت اس کے پاس تھی، انکوسازانائے زولو کا لباس پہنا کر بادشاہ اور اس کے مشیروں کے سامنے پیش کیا تھا۔ تاہم یہ وہ یقین سے نہیں کہہ سکتا کیونکہ۔ اس نے کہا۔ یہ بات بھی زولولینڈ میں کہی جاتی ہے کہ کالے غار میں جب کاٹو والیو کے چند ساتھی اس سفید فام عورت کو قتل کرنے کے ارادے سے گئے تو خود انکوسازانائے زولو نے ان کا راستہ روک لیا اور وہ لوگ خوفزدہ ہو کر بھاگ آئے۔

میں نے اس پر حیرت کا اظہار کیا اور پھر باتوں باتوں میں پوچھا کہ وادیٔ استخواں میں ہی زکالی نے اس مامینا کا، جو عرصہ ہوا مر چکی، پارٹ ادا کرنے کے لئے کس کو اس کا لباس پہنایا تھا کیونکہ یہ ایک ایسا سوال تھا جس کا صحیح جواب حاصل کرنے کے لئے میں بے قرار تھا۔ گوزا نے آنکھیں پھاڑ کر میری طرف دیکھا کہ اس کا جواب تو میں ہی دے سکتا ہوں کیونکہ میں اس کے، جو مامینا جیسی تھی، بہت قریب تھا۔ اسقدر قریب کہ وہاں موجود ہر شخص نے دیکھا کہ مامینا نے جھک کر میرے ہونٹ چوم لئے۔ میں نے خفا ہو کر جواب دیا کہ یہ ان کی نظروں کا دھوکا تھا۔ اور تب گوزا نے کہا:

میکومیزن! زدلوؤں کو یقین ہے کہ اس رات ہم نے جو کچھ دیکھا وہ نوجیے یا کوئی دوسری عورت نہ تھی بلکہ حقیقت میں حامینا کی روح تھی ہمارا یہ یقین اسلئے بھی ہے کہ ہم زکالی کے الاؤ کی روشنی اس کے جسم کے آر پار دیکھ رہے تھے اور اسلئے بھی کہ اس نے جو پیشنگوئی کی تھی وہ صحیح ثابت ہوئی حالانکہ سارے معاملات ابھی ختم نہیں ہوئے۔ اس سے زیادہ میں گوزا سے کچھ اور نہ معلوم کر سکا کیونکہ جب بھی میں نے اس موضوع کو چھیڑنے کی کوشش کی اس نے بات بدل دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ جانے کے لئے اٹھا اور کہا۔"

"میکومیزن! ان برے دنوں کی پریشانیوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے اور میں بہت سی باتیں بھول جاتا ہوں چنانچہ میں ایک بات تم سے کہنا بھول ہی گیا تھا۔ کل میں زکالی سے ملا تھا۔ اسنے مجھے بتایا کہ تم زولولینڈ میں ہو اور یہ کہ میں تم سے ملاقات کروں۔ کہاں؟ یہ اس نے نہیں بتایا۔ اور یہ کہ جب تم سے ملوں تو اس کا ایک پیغام تم تک پہنچا دوں اور یہ ہے اس کا پیغام۔ ناٹال جاتے ہوئے تم ایک کرال میں پہنچو گے جسکا نام جادری ہے وہاں تمھیں زکالی ملے گا اور ایک دوسری ہستی بھی جسے تم جانتے ہو۔ وہاں پہنچو تو زکالی سے ملے بغیر وہاں سے چلے نہ جانا کیونکہ وہ واقعہ ہونے والا ہے جس میں تمھیں حصہ لینا ہے۔"

"زکالی!" میں نے حیرت سے کہا "جنگ کے بعد سے اب تک میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا۔ میرا تو خیال تھا کہ وہ مر گیا۔"

"نہیں میکومیزن! وہ مرا نہیں ہے بلکہ اتنا ہی زندہ ہے جتنا کہ پہلے تھا۔ بلکہ اب تو زولولینڈ میں یہ افواہ عام ہے اور اکثر لوگوں کو تو یقین ہے کہ جنگ اور زولولینڈ کی تباہی اور جو کچھ بھی ہوا۔ یہ سب کا سب زکالی کا ہی کیا دھرا ہے چند کہتے ہیں کالووالیو کی خاطر اور چند کا کہنا ہے اس لئے کہ وہ کالووالیو کو تباہ کرنا چاہتا تھا۔

لیکن مجھے ان باتوں سے کیا لینا دینا کیونکہ میں تو اس سردار کے سائے ہیں جیسے سفید فام ملکہ منتخب کرے، اپنی زندگی کے بقیہ دن سکون سے گزار دینا چاہتا ہوں۔ البتہ جب تم کرال جازی میں اس سے ملو تو خود ہی پوچھ لینا۔"

"یہ کرال جازی کہاں ہے؟" میں نے بے چین ہو کر پوچھا "ایسے کسی کرال کا نام میں نے پہلے کبھی نہیں سُنا۔"

"میں نے بھی نہیں سُنا چنانچہ میں نہیں بتا سکتا کہ کہاں ہے شاید زمین کے نیچے اور وہاں ہے جہاں مرنے کے بعد آدمی جاتا ہے۔ بہر حال یہ کرال جازی کہیں بھی ہو وہاں تمہاری ملاقات راستہ کھولنے والے سے ہوگی اور اس کا مجھے یقین ہے۔ اچھا تو اب میں رخصت ہوتا ہوں میکومیزن۔ اب اگر ہماری ملاقات اس دنیا میں آئندہ کبھی نہ ہو تو میری درخواست ہے کہ کبھی کبھار مجھے نیک دعاؤں سے یاد کر لینا جس طرح کہ میں تمہیں یاد کرتا رہوں گا اچھا تو اب رخصت۔ جب تم راستہ کھولنے والے سے ملو تو اسے بتا دینا کہ اس کا پیغام میں نے تم تک پہنچا دیا ہے مبادا وہ خفا ہو کر مجھے سراپ دے دے۔"

اور یوں کہکر گوزا رخصت ہوا اور پھر میں اس سے کبھی نہ مل سکا اور نہ ہی یہ جانتا ہوں کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ بہر حال وہ ایک عمدہ آدمی تھا۔"

گوزا سے ملاقات کا واقعہ اور زکالی کے پیغام کو میں تقریباً بھلا چکا تھا کہ سفر کرتا ہوا ایک دن الشووے کے قریب پہنچ گیا۔ الشووے زولولینڈ میں برطانوی ریذیڈنٹ کا مقام تھا حالانکہ اس کا رہائشی بنگلہ ابھی زیر تعمیر تھا البتہ دفتر قائم کر دیا گیا تھا اور سر ملوتھ اوسبرن برطانوی ریذیڈنٹ تھے اس وقت اور الشووے میں ہی موجود تھے ایک خاص کام کے سلسلے میں،

میں ان سے ملنا چاہتا تھا لیکن جب میں اس کرال میں، جو موجودہ ریذیڈنسی سے کوئی پانچسو گز دور اور صرف پچاس جھونپڑیوں پر مشتمل تھا، پہنچا تو میرا چھکڑا دلدلی زمین میں پھنس گیا۔ جب میں اسے نکالنے کی کوشش کر رہا تھا تو ایک زولو نے جس کا نام، مجھے اب تک یاد ہے۔ "امنکوا" تھا بتایا کہ اس وقت "مالی ماتی" (یہ سر ملموتھ اوسبرن کا زولو نام ہے) اس وقت الیشووے میں نہیں ہیں بلکہ کہیں گئے ہوئے ہیں اور اتنی دور ہیں کہ کم سے کم اس رات ان کے پاس پہنچنا ممکن نہیں۔ میں نے کہا تو پھر ٹھیک ہے میں اسی کرال میں یہ رات گزار دوں گا جہاں پہنچ گیا ہوں۔ اور پھر میں نے کرال کا نام پوچھا،

"جازی،" امنکوا نے جواب دیا۔"

یہ نام سن کر میں چونکا البتہ میں نے یہ کہا کہ یہ عجیب نام ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں "خاتمہ" یا "خاتمہ بالخیر"۔ امنکوا نے جواب دیا کہ بے شک یہی اسکا نام ہے لیکن اسکا یہ نام اس لئے پڑا کہ سردار امفو کا کی یا "اجنبی کو" جس نے بادشاہ کی بہن سے شادی کی تھی۔ اسی کرال میں اس کے بھائی "گنڈرین" یا "چیکا ڈو" نے قتل کیا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ تو بڑا نامبارک نام ہے۔ اس پر امنکوا نے جواب دیا کہ بے شک اور یہ کہ یہ اور بھی نامبارک بننے والا ہے کیونکہ بادشاہ کا ٹو والیو، جو مالی ماتی کے سائے میں تھا، اسی کرال میں بستر مرگ پر پڑا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا مرض ہے اسے، امنکوا نے جواب دیا کہ یہ تو وہ نہیں جانتا البتہ۔ اس نے کہا۔ میرے اس سوال کا جواب عظیم وچ ڈاکٹر زکالی دے سکتا ہے جو کاٹو والیو کا علاج کر رہا ہے۔"

"اور میکومبزن! اسی نے مجھے بھیجا ہے کہ تمہیں فوراً اس کے پاس پہنچا دوں" وہ بولا "کیونکہ اسے تمہاری آمد کی خبر مل گئی ہے۔"

حیرت کا ذرا بھی اظہار کئے بغیر میں نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے۔ میں چلوں گا اس کے ساتھ۔ لیکن خدا جانتا ہے کہ میں حد سے زیادہ حیرت زدہ تھا۔ بہرحال چھکڑے کو دلدل سے نکالنے کا کام اپنے ملازموں کے سپرد کر کے میں زکالی کے پیغامبر کے ساتھ چل دیا۔ وہ مجھے ایک بڑی سی جھونپڑی کے سامنے لے آیا جس کے چاروں طرف بلند باڑ تھی اور اس کے پھاٹک پر بہت سی عورتیں جمع تھیں جو سب کی سب گھبرائی ہوئی اور پریشان معلوم ہوتی تھیں۔ انہی میں مجھے بادشاہ کا بھائی ڈالو کو نظر آیا۔ اس نے آگے بڑھ کر مجھے سلام کیا اور بتایا کہ جھونپڑی میں کاٹو دالیو آخری سانسیں لے رہا ہے لیکن امنکوا کی طرح وہ بھی اپنے بھائی کے مرض سے ناواقف تھا۔

کوئی ایک گھنٹے سے زیادہ میں جھونپڑی کے باہر بیٹھا رہا یا ادھر ادھر ٹہلتا رہا۔ یہاں تک کہ اندھیرا اتر آیا اور ساتھ ہی خیالات ہجوم کر آئے جو بڑے ہی عجیب، خوفناک اور مایوس کن تھے۔

آخر کار میں نے اکتا کر وہاں سے چلے جانے کا فیصلہ کیا کیونکہ میں نے سوچا، کاٹو والیو کی موت سے مجھے کیا واسطہ بشرطیکہ وہ واقعی مر رہا ہو۔ میں کاٹو والیو سے نہ تو ملنا چاہتا تھا اور نہ ہی اسے دیکھنا چاہتا تھا کیونکہ اس کے ساتھ میری نہایت ہی خوفناک اور غمناک یادیں وابستہ تھیں۔ میں جانے کے لئے اٹھا ہی تھا کہ ایک عورت جھونپڑی سے باہر آئی۔ میں دیکھ نہ سکا کہ وہ کون تھی یا کیسی تھی۔ اول تو اس لئے کہ وہاں اندھیرا تھا اور دوم اس لئے کہ اس نے اپنے چہرے پر کمبل کا کونا کھینچ رکھا تھا۔ جیسے وہ قصداً اپنا چہرہ چھپانا چاہتی ہو۔ وہ میرے قریب آ کر ایک سکنڈ کے لئے ٹھہر گئی اور بولی:

میکو میزن! بادشاہ، جو بیمار ہے، تم سے ملنا چاہتا ہے۔"

اور اس نے جھونپڑی کے دروازے کی طرف اشارہ کیا اور حصار سے باہر نکل کر اور پھاٹک بند کر کے اندھیرے میں غائب ہو گئی۔ شوق تجسس سے بیتاب ہو کر آگے بڑھا اور جھونپڑی کے دروازے پر کا تختہ ایک طرف ہٹا کر اندر داخل ہو گیا اور جھونپڑی میں داخل ہو کر تختہ گھسیٹ کر دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔"

اندر ایک بوتل کے منہ میں پھنسی ہوئی ایک موم بتی جل رہی تھی جو اس بڑی سی جھونپڑی کی فضا کو اور بھی اداس بنا رہی تھی۔ اس موم بتی کی ناکافی روشنی میں میں نے دیکھا کہ دروازے کے بائیں طرف ایک چارپائی تھی اور اس پر سینے تک کمبل اوڑھے کوئی لیٹا ہوا تھا۔ میں نے اسے پہچان لیا یہ کالٹو والیو تھا۔ اس کا چہرہ نہ صرف سکڑ گیا تھا بلکہ تکلیف سے بگڑ بھی گیا تھا اور اس کا موٹا جسم پگھل کر آدھا بھی نہ رہ گیا تھا تاہم بے شک و شبہ یہ کالٹو والیو ہی تھا۔"

"خوش آمدید میکو میزن" اس نے بے حد کمزور آواز میں کہا" تم مجھے بہت بری حالت میں دیکھ رہے ہو ۔۔ لیکن میں نے سنا کہ تم یہاں آئے ہوئے ہو اس لئے جی چاہا کہ مرنے سے پہلے تم سے مل لوں۔ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ تم مخلص اور ایماندار ہو اور میرا پیغام پہنچا دو گے۔ میکو میزن! سفید فاموں سے کہنا کہ میرا دل کبھی ان کا دشمن نہیں رہا بلکہ میں انہیں اپنا دوست ہی سمجھتا رہا اور میں کبھی ان کا دوست ہی رہنا چاہتا تھا لیکن دوسروں نے مجھے اس راستے پر چلنے کے لئے مجبور کیا جس پر میں چلنا نہ چاہتا تھا اور اب وہ راستہ ختم ہو رہا ہے۔ میں اس کے خاتمے تک پہنچ گیا ہوں۔"

"لیکن تمہیں ہوا کیا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔ البتہ میں پچھلے کئی دنوں سے بیمار ہوں۔ راستہ کھولنے والا میرے علاج کو آیا ہے کیونکہ میری بیویوں کا کہنا ہے کہ سفید فام ڈاکٹر مجھے مار ڈالنا چاہتے ہیں۔ تو زکالی کہتا ہے کہ مجھے زہر دیدیا گیا ہے اور یہ کہ اب میں جانبر نہ ہو سکوں گا۔ اگر تم چند دنوں پہلے یہاں پہنچ گئے ہوتے تو شاید مجھے کوئی دوا دیتے۔ لیکن اب وقت گزر چکا ہے۔"

آخری الفاظ اس نے کراہ کر کہے۔

"کس نے زہر دیا تمہیں؟" میں نے پوچھا۔

"یہ تو میں نہیں کہہ سکتا میکومیزن۔ شاید میرے دشمنوں نے، شاید میرے بھائیوں نے یا شاید میری بیویوں نے۔ سب مجھ سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ زبردست بہتر ہے کہ جلد مر جائے جس کی اب کسی کو ضرورت نہیں۔ شکر کرو میکومیزن کہ تم کبھی بادشاہ نہیں رہے۔ بہت برا ہے بادشاہ بننا۔ بڑے دکھ ہیں اس میں۔"

"تو پھر وہ کہاں ہے۔ راستہ کھولنے والا؟" میں نے کہا۔

"ابھی ابھی تو یہیں تھا۔ غالباً وہ باہر گیا ہے بادشاہ کا سر لینے (مطلب بادشاہ کی موت کا اعلان کرنے) شاید مالی ماتی کو خبر کرنے" اس نے بے حد کمزور آواز میں کہا۔

عین اسی وقت اس کونے میں سے، جہاں اندھیرا تھا، کچھ سرسراہٹ کی آواز آئی۔ میں نے اس طرف دیکھا تو ایک سوکھا سا ہاتھ موم بتی کی روشنی میں آگیا۔ پھر دوسرا ہاتھ، پھر بڑا سا سر جس پر لانبے سفید بال تھے جو زمین پر گھسیٹ رہے تھے اور پھر ایک بے حد بدہیئت جسم جو اتنا دبلا تھا کہ ہڈیاں

کا ڈھانچہ معلوم ہوتا تھا اور اس پر جو کھال منڈھی ہوئی تھی وہ خشک تھی اور اس پر بے شمار سلوٹیں تھیں۔ ٹہنی پر چڑھتے ہوئے گرگٹ کی سی سست رفتاری سے رینگ کر یہ ڈھانچہ آگے آیا اور میں نے دیکھا کہ یہ زکالی تھا۔ وہ رینگتا ہوا چارپائی کے قریب آیا اور اپنے مخصوص انداز میں۔ یعنی مینڈک کی طرح بیٹھ گیا۔ اور پھر گرگٹ کی طرح ہی۔ اپنا سر گھمائے بغیر۔ اس نے اپنی حلقوں میں گڑی ہوئی لیکن انگارہ سی آنکھوں سے میری طرف دیکھا۔

"سلام میکومبیزن" اس نے بے حد نیچی آواز میں کہا۔ "میں نے کہا نہیں تھا کہ آخر میں تم میرے ساتھ ہو گے؟ اور دیکھو کہ اب تم میرے۔ اور دوسروں کے ساتھ نہیں ہو؟"

"ہاں۔ ہوں زکالی" میں نے جواب دیا "لیکن بادشاہ کے علاج کے لئے تم نے سفید فام ڈاکٹروں کو کیوں نہ بلایا؟"

"دنیا کے سارے ڈاکٹر۔ سفید فام اور سیاہ فام مل کر بھی اب بادشاہ کو اچھا نہیں کر سکتے۔ روحوں نے اسے بلایا ہے اور وہ یہ دنیا چھوڑ رہا ہے۔ اس کے بلاوے پر میں طول طویل فاصلے طے کر کے تیزی سے یہاں آیا ہوں لیکن میں بھی اسے نہیں بچا سکتا حالانکہ اس کی وجہ سے مجھے بھی مرنا پڑے گا۔"

"کیوں؟" میں نے پوچھا۔

"میری طرف دیکھو میکومبیزن اور بتاؤ کہ اب مجھے سفر کر جانا ہے یا نہیں۔ بہر حال ہر چیز کو ختم ہونا ہے۔ ہاں اس چیز کو بھی جسے پیدا نہ ہونا چاہیے تھا۔"

کاٹو والیو نے نقاہت سے اپنا سر اٹھا کر زکالی کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ہاں۔ وہ چیز جس کو پیدا نہ ہونا چاہیے تھا اگر بہت پہلے ختم ہو گئی ہوتی تو یہ سارا نیکو کو نا

گھرانے کے حق میں شاید بہتر ہوتا۔ اب جب کہ میں مر رہا ہوں تو مجھے وہ بہت سی باتیں یاد آ رہی ہیں جو تمہارے متعلق کہی جا رہی تھیں اور جنہیں میں بھول گیا تھا۔ اسکے علاوہ اے راستہ کھیلنے والے، میں نے یقیناً تمہیں نہیں بلایا" اگر کسی اور نے بلا بھیجا ہو تو مجھے معلوم نہیں، اور پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ تمہارے یہاں آنے کے بعد ہی وہ ناقابل برداشت حال شروع ہوا ہے جس میں میں مبتلا ہوں۔ یہ کیسے ہوا؟" اس نے جوش میں آ کر پوچھا" ہاں۔ یہ کیسے ہوا کہ سفید فاموں نے مجھے اس خفیہ پناہ گاہ سے گرفتار کر لیا جہاں تمہارے کہنے سے میں چھپا تھا؟ سفید فاموں کو پتہ کس نے دیا؟ کس نے بتایا انہیں کہ میں کہاں ہوں؟ لیکن، خیر، اب ان باتوں سے کیا فائدہ؟"

"ہاں۔ کوئی فائدہ نہیں اے پانڈا کے بیٹے" زکالی نے کہا" ہاں۔ اب یہ خیال کرنے سے بھی کچھ فائدہ نہیں کہ کالے غار کی اپنی جھونپڑی میں میں اس بھالے سے کیسے بچ گیا جسے تم نے اپنی کمر پہ باندھ کر کمبل سے چھپا رکھا تھا۔ اگر ایک خاص روح تمہارے اور میرے درمیان آ کر نہ کھڑی ہو گئی ہوتی تو تم نے میرا خاتمہ کر دیا ہوتا۔ یہ بتاؤ اے پانڈا کے بیٹے کہ پچھلے تین دنوں میں تمہیں اپنے بھائی امبازی اور اپنے ان دوسرے بھائیوں کی یاد آئی ہے جنہیں تم نے ٹیگولا کی جنگ میں قتل کیا تھا؟"

کاٹیوایو کراہنے لگا لیکن کوئی جواب نہ دیا۔ میرے خیال میں وہ اتنا کمزور ہو رہا تھا کہ بول نہ سکتا تھا۔

"سنو اے پانڈا کے بیٹے" زکالی سانپ کی سی پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا" کئی برسوں پہلے۔ سازنیگوکونا سے بھی پہلے۔ تمہارے جدِ امجد نے۔ پتہ نہیں کتنے برسوں پہلے۔ روشنی دیکھی اور ڈوانڈوے قبیلے میں ایک آدمی پیدا ہوا

جو بونا تھا، کالے عظیم شاکا نے اس قبیلے پر فتح حاصل کی لیکن شریف اور اونچے خاندان کے اس آدمی کو اس نے قتل نہ کیا کیونکہ وہ بونا تھا، اسقاط کا نتیجہ تھا جسے شاکا نے وہ چیز جسے پیدا نہ ہونا چاہئے تھا کا لقب دیا اور اسے اپنے ساتھ رکھا، اسے اپنے دربار کا مسخرہ بنایا کہ امن وسکون کے زمانے میں اس پر ہنسے، اس کا مذاق اڑائے اور اپنا دل بہلائے لیکن یہ بونا عالم تھا، ساحر تھا اور دوربین تھا چنانچہ مشکلات میں شاکا اس سے مشورہ بھی لیتا تھا۔ اس کے علاوہ شاکا نے اس آدمی کی بیویوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا لیکن ایک لڑکی کو نہ مارا کہ وہ شاکا کی "بہن" (بیوی) بنے۔

"چنانچہ اپنے لوگوں کی خاطر اور اپنے خاندان کے مقتولوں کی خاطر اس بونے قسم کھائی کہ وہ صرف شاکا سے بلکہ اس کے گھرانے سے انتقام لے گا۔ چنانچہ یہ بونا چوہے کی طرح چپکے ہی چپکے عظیم شاکا کے تخت کی جڑیں کھودنے لگا اور آخر کار اس نے شاکا کو خود اس کے بھائی اور اس کے معتبر خادم موپو کے بھالوں سے قتل کروا دیا۔"

اس کے بعد بھی وہ اندھیرے میں جڑ کھودتا رہا اور اس نے ڈنگان کو اُکسا کر بوئیروں کا قتل عام کروا دیا اور یوں ڈنگان کے سر پر سفید فاموں کے انتقام کا طوفان لے آیا اور آخر میں ڈنگان کو موت کے گڑھے میں ڈھکیل دیا۔ پھر تمہارا باپ پانڈا بادشاہ بنا لیکن اس بونے نے۔ اس چیز نے جسے پیدا نہ ہونا چاہئے تھا۔ پانڈا کو اپنے انتقام سے محفوظ رکھا، ہاں پانڈا سے انتقام نہ لیا کیونکہ اس نے ایکدفعہ اس بونے پر مہربانی کی تھی۔ البتہ صرف مامینا کے ذریعہ اس بونے نے پانڈا کو غم اور صدمے دیئے اور مامینا کے ذریعہ پانڈا کے بیٹوں کو آپس میں لڑوا دیا۔ ان میں سے ایک بیٹے کا نام کاٹیوالیہ ہے۔"

" پھر یہ کاٹو والیو بادشاہ بنا۔ پہلے وہ اپنے ساتھ مل کر حکومت کرتا رہا اور اکیلا حاکم بنا اور اسکے اور انگریزوں کے درمیان ان بن ہو گئی۔ اے پانڈا کے بیٹے! تم بھولے نہ ہو گے کہ یہ کاٹو والیو فیصلہ نہ کر پاتا تھا کہ انگریزوں سے جنگ کرے یا صلح۔ چنانچہ اسکے لئے اس نے اس چیز سے جسے پیدا نہ ہونا چاہیئے تھا علامت طلب کی۔ اس نے وہ علامت پیش کر دی اور انکوسازانائے زولو کو آسمانوں سے طلب کیا اور وہ کاٹو والیو اور اس کے مشیروں کے سامنے ظاہر ہوئی۔ چنانچہ اعلان جنگ کیا گیا۔ اے پانڈا کے بیٹے! تم جانتے ہی ہو کہ اس جنگ کا انجام کیا ہوا، کس طرح کاٹو والیو شکست کھا کر اس چیز کے پاس آیا جسے پیدا نہ ہونا چاہیئے تھا تاکہ وہ اس سے اس بل کا پتہ معلوم کرے جہاں وہ چوہے کی طرح چھپ رہے اور سفید فام بلیوں سے محفوظ رہے۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ کاٹو والیو اس بوڑھے وچ ڈاکٹر کو، جس نے اسے یہ بل بتایا تھا، قتل کر دینا چاہتا تھا، تم یہ بھی جانتے ہو کہ کاٹو والیو کو گرفتار کرکے بڑے پانیوں کے اس پار لے جایا گیا اور بعد میں اسے اسی زمین پر واپس لا کر چھوڑ دیا جس کے لوگ اب اس سے نفرت کرتے تھے اور اس کاٹو والیو نے اگر اپنے ہی آدمیوں سے جنگ کی اور یوں ہزاروں جانیں گئیں۔ آخر کار اس نے سفید فام سردار کے پیروں تلے اور یہاں، کرال جازی میں پناہ لی اور یہاں رہنے لگا۔ ایک آوارہ وطن کی طرح جس پر اور جس کے نام پر بھی لوگ تھوکتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ بیمار ہو گیا اور اس کے علاج کے لئے اس چیز کو بلایا گیا جسے پیدا نہ ہونا چاہیئے تھا۔ اور اب یہ بھی تم جانتے ہو کہ کاٹو والیو مر رہا ہے اور اسکے جسم میں ایسی شدید تکلیف ہے جیسے اس نے سرخ تپا ہوا لوہا نگل لیا ہو اور اسکی آنکھوں کے سامنے گہرا اندھیرا چھا رہا ہے اور اس اندھیرے میں اسے ان لوگوں کے بھوت نظر آ رہے ہیں جنہیں اس نے قتل کیا تھا اور اس کے اجداد کے بھوت نظر آ رہے ہیں کہ ان کے گھراتے کو اس نے زمین دوز کر دیا ہے۔ "

زکالی خاموش ہو گیا اور پھر اپنا سر آگے بڑھا کر مرنے والے کو صرف ایک انچ دور سے اپنی جلتی ہوئی خوفناک آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ پھر وہ بادشاہ کے کان میں کچھ کہنے لگا۔ پتہ نہیں اس نے کیا کہا کہ کاٹو والیو یوں کانپنے لگا جس طرح جلاد کے سامنے مجرم کانپنے لگتا ہے۔"

عین اس وقت موم بتی کا آخری سرا بوتل کی گردن میں سے پھسل کر اس کے پیندے میں جا پڑا اور چند ثانیوں تک سلگتے رہنے کے بعد بجھ گیا۔ اس شعلے کی سبز اور کانپتی ہوئی روشنی میں میں نے جو منظر دیکھا اسے کبھی فراموش نہ کر سکوں گا۔ مرتا ہوا کاٹو والیو چارپائی پر پڑا ہوا تھا، وہ اپنا سر ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر جھٹک رہا تھا، ساحر اس پر جناتی نیمیا ئر چمگادڑ کی طرح جھکا ہوا تھا۔ ایک کی آنکھوں میں انتہائی خوف تھا اور دوسرے کی آنکھوں میں انتقام اور فتحمندی کی چمک تھی۔

"میکومیزن! میکومیزن!" کاٹو والیو نے لڑکھڑاتی اور کھڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا، "میری مدد کرو میکومیزن۔ میں کہتا ہوں کہ زکالی نے مجھے زہر دیا ہے کیونکہ یہ مجھ سے نفرت کرتا ہے۔ بھوتوں کو بھگا دو۔ بھوتوں کو بھگا دو۔"

میں نے اس کی طرف دیکھا اور پھر اس کے قریب بیٹھے ہوئے اس کے عذاب کے فرشتے کو دیکھا اور تب موم بتی بجھ گئی۔

اور پھر میرے اعصاب جواب دے گئے، میرے ماتھے سے ٹھنڈا پسینہ ٹپکنے لگا اور میں اس جھونپڑی سے نکل کر یوں بھاگا جیسے آدمی دوزخی منظر سے بھاگتا ہے۔ زکالی کا قہقہہ میرا تعاقب کر رہا تھا۔

باہر اندھیرے میں عورتیں اور دوسرے لوگ جمع تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ بادشاہ کے پاس جائیں کہ وہ مر رہا ہے اور میں خود کسی سفید فام کی تلاش

میں ڈھلان چڑھ گیا۔ مجھے کوئی نہ ملا البتہ ایک کا غز پیغامبر نے بتایا کہ مالی ماتی ابھی واپس نہیں آیا البتہ اسے بلانے کے لئے ایک شخص کو بھیج دیا گیا ہے۔ چنانچہ میں وہاں واپس آیا جہاں میرا جھکڑا تھا اور اس میں بے دم ہو کر پڑ گیا کیونکہ اور میں کر بھی کیا سکتا تھا؟

بہت ہی خراب رات تھی وہ۔ طوفان گرج رہا تھا اور بارش گر رہی تھی۔ میں سو گیا اور پھر رونے کی آوازیں سُن کر میری آنکھ کھل گئی اور میں نے سمجھ لیا کہ بادشاہ کاٹو والیو مر گیا کیونکہ یہ "السیلیلو" یعنی ماتم کی آوازیں تھیں اور میں سوچنے لگا کہ بادشاہ کے قاتل۔ کیونکہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اسے زہر دیا گیا تھا۔ بھی کیا ان ماتم کرنے والوں میں تھے؟"

پو پھٹنے سے کچھ پہلے رات بھر گرجتا ہوا طوفان گزر گیا اور رات خاموش اور شفاف ہو گئی اور آسمان میں چاند چمکنے لگا۔ جھکڑے کی گرم فضا میرا دم گھونٹنے لگی اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرا خون آگ بن گیا ہو۔ میں جانتا تھا کہ یہاں سے کوئی نصف میل دور ایک گھاٹی میں ایک چشمہ تھا کیونکہ اس کے متعلق مجھے بتایا گیا تھا۔ میں ٹھنڈے پانی میں نہانے اور تیرنے کے لئے بیقرار ہو گیا کیونکہ پچھلے چند دنوں سے مجھے نہانا نصیب نہ ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اس نفرت انگیز جگہ سے۔ سچ یہ ہے کہ یہ اس جگہ سے مجھے نفرت ہو گئی تھی۔ آگے روانہ ہونے سے پہلے اس چشمے میں نہا لوں۔"

میں نے اپنے جھکڑے بان کو آواز دی جو میرے دوسرے ملازموں سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ سب کے سب جاگ گئے اور سمجھ گئے تھے کہ کراں جازی میں کیا ہو رہا تھا۔ وہ آیا تو میں نے اس سے کہا کہ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں تب تک وہ بیل اور جھکڑا تیار رکھے اور پھر میں چشمے میں نہانے کے لئے چل

پڑا اور آدھے میل تک چلتے رہنے کے بعد تقریباً عمودی ڈھلان پر سے اور اس پگڈنڈی کے ذریعہ، جو پانی بھرنے والی کافر عورتوں کی آمد و رفت سے بن گئی تھی، اتر کر چشمے کے کنارے پہنچ گیا۔ وہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ اس میں سیلاب آیا ہوا تھا اور پانی تیزی سے چڑھ رہا تھا۔ کم سے کم آواز سے تو ایسا ہی معلوم ہوتا تھا بہر حال اس گہری اور درختوں بھری ہوئی گھاٹی میں اندھیرے کی وجہ سے کچھ دیکھنا تو ممکن ہی نہ تھا۔ چنانچہ میں بیٹھ کر پو پھٹنے کا انتظار کرنے لگا۔ میں یہاں آنے پر دل ہی دل میں اپنے آپ کو کوس رہا تھا کیونکہ یہاں مچھروں کی افراط تھی۔ آخر کار پو پھٹی، روشنی پھیلی، دھند کا پردہ اٹھا اور معلوم ہوا کہ یہ بے حد خوبصورت جگہ تھی۔ میرے سامنے آبشار تھا۔ بیس تیس فٹ کی بلندی پر سے پانی نیچے گڑھے میں گر رہا تھا۔ ہر طرف صنوبر کے بلند درخت تھے اور ان کے نازک پتوں پر بارش کے قطرے چمک رہے تھے۔ آبشار کے کنارے پر اور چشمے کے بیچ میں اور مجھ سے کوئی بارہ فٹ کے فاصلے پر ایک چٹان تھی جس سے ٹکرا ٹکرا کر پانی جھاگ اڑا رہا تھا۔ اس چٹان پر کوئی چیز بیٹھی ہوئی تھی۔ دھند کی وجہ سے پہلے تو میں دیکھ نہ سکا کہ وہ کیا چیز تھی البتہ اندازہ لگایا کہ وہ بھورے سر والا لنگور ہوگا یا کوئی اور جانور ہوگا اور اس بات پر مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی بندوق ساتھ نہ لایا تھا۔ لیکن پھر فوراً ہی مجھے اپنا خیال بدلنا پڑا اور سوچا کہ یقیناً وہ کوئی آدمی ہے کیونکہ اس نے ایک عجیب آواز میں گانا یا شاید عبادت کرنا شروع کیا۔ وہ زولو بولی میں عبادت کے الفاظ ادا کر رہا تھا۔ میں ایک جھاڑی کے پیچھے بیٹھا ایک ایک لفظ سن اور سمجھ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا:

"اے میری روح! سیکڑوں برس پہلے جب میں کم عمر تھا تو تو نے مجھے

اسی جگہ پایا تھا۔ اب میں تیرے پاس واپس آرہا ہوں۔ پانی کے اسی گڑھے میں غوطہ لگا کر میں نے تجھے پایا تھا اور پھر میرے سانپ نے اور تو نے مجھے اور میرے دِل کو اپنی آغوش میں لیا تھا۔ ہاں اسی گڑھے کے پانی کے نیچے ایسا ہوا تھا (اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ کوئی وچ ڈاکٹر تھا کیونکہ کہتے ہیں کہ وچ ڈاکٹر پانی میں غوطہ لگاتے ہیں اور وہاں ان کا سانپ ان کے جسم کے گرد لپٹ جاتا ہے اور یوں انہیں پورا وچ ڈاکٹر بناتا ہے) اس دن سے آج دِن تک تو میرے جسم اور میرے دِل میں رہی اور مجھے دانائی اور اچھے اور بُرے مشورے دیتی رہی اور جیسا تو نے مشورہ دیا میں نے ویسا ہی کیا۔ اب میں تجھے اسی جگہ لوٹا رہا ہوں جہاں سے تو آئی تھی کہ وہاں تو میرے نئے جنم کا انتظار کرتی رہے۔"

"اے میرے اجداد کی روحو! برسوں کی کوششوں کے بعد آخرکار میں نے سازنیگکونا کے گھرانے سے بدلہ لے لیا اب دنیا کے آخری دِن تک زولوؤں کا کوئی بادشاہ نہ ہوگا کیونکہ آخری زولو بادشاہ کو میں نے آخری نیند سلا دیا ہے۔ ہاں۔ وہ میرے ہاتھوں مرا ہے۔ اے میری مقتول بیویو! اے میری مقتول اولادو! دیکھو! میں نے تم پہ عظیم بھینٹ چڑھائی ہے ہزاروں، لاکھوں جانوں کی بھینٹ۔"

"اے آسمانوں والے! اے اوم کلو کلو جس نے مجھے زمین پر بھیجا۔ میں زمین پر اپنا کام پورا کرچکا اور تیری خدمت میں اس بیج کی فصل لا رہا ہوں جو تو نے بویا تھا۔ اور یہ فصل خون سے سرخ ہے اے اوم کلو کلو۔ صبر کر۔ صبر کر اے میرے سانپ۔ سورج طلوع ہو رہا ہے اور جلد بہت جلد تو اس پانی میں آرام کرے گا جو دنیا کی پیدائش سے ہی تیرا ہے۔"

آواز خاموش ہوگئی اور دوسرے ہی لمحے سورج کی کرن دھند کو چیرتی ہوئی اس پہ پڑی جو چٹان پر تھا اور جو ابھی ابھی خاموش ہوا تھا اور ۔ میں نے دیکھا ۔ وہ زکالی ہے جس پر ایک بہت بڑا اور پیلے پیٹ والا سانپ لپٹا ہوا تھا جس کا بڑا سا کالا سر زکالی کے سر پہ تھا اور وہ بار بار زبان لپکا کر زکالی کا ماتھا چاٹ رہا تھا (میرے خیال میں یہ سانپ پانی سے نکل کر اسی سے لپٹا تھا کیونکہ اس کی کھال یوں چمک رہی تھی جیسے بھیگی ہوئی ہو) اب زکالی لڑکھڑاتی ٹانگوں سے اٹھ کر کھڑا ہوا، اس نے ابھرتے ہوئے سورج کے سرخ گولے کی طرف دیکھا اور چیخ کر کہا :

" خاتمہ ۔ خاتمہ بالخیر ۔"

اور پھر اس نے ایک بلند اور خوفناک قہقہہ لگایا اور قہقہہ لگاتے ہی لگاتے نیچے، پانی کے کالے اور گہرے گڑھے میں کود پڑا ۔

یہ انجام ہوا اس زبردست وچ ڈاکٹر کا جس کا نام زکالی تھا، لقب راستہ کھولنے والا تھا اور جو " وہ چیز جسے پیدا نہ ہونا چاہیئے تھا " کے عرف سے مشہور تھا، اور ایسا تھا اس کا انتقام جو اس نے سازنیکوپونا کے خاندان سے لیا کہ نہ صرف اس خاندان کو بلکہ زولو قوم کو بھی تباہ کر کے خاک میں ملا دیا ۔ زکالی جیسا دوسرا انسان، بشرطیکہ ہم اسے انسان کہہ سکیں، دنیا کی کوئی عورت کبھی نہ جن سکے گی ۔"

ختم شد

منظہر الحق علوی
۳۰ مارچ ۱۹۸۰ء

خانپور سید واڑہ
احمد آباد ۔۱



تمنا

کون ہے جس کے دل میں کوئی تمنا نہ ہو

سلطان اور ارجمند نے بھی ایک دوسرے سے محبت
کرنے کی تمنا کی لیکن مقدر نے ان کے ساتھ ایسا کھیل کھیلا
کہ دونوں ایک دوسرے کے نہ ہو سکے

سلطان کی شادی ارجمند کی بہن سے ہوگئی۔ اور پھر
ارجمند کا کیا حشر ہوا

نسیم انہونوی کا ناول تمنا پڑھ کر معلوم کیجئے

نسیم بک ڈپو لاٹوش روڈ لکھنؤ

NEW EDITION PRICE Rs. 12/-